ہندوستان
بیربل کا محل فتح پور سیکری
وشوناتھ بی-اے-بی-ٹی — جگن ناتھ بی-اے-بی-ٹی

Chaman Lal Raina
Mugmarg.

چمن لعل رینہ

کشمیری لال اینڈ سنز پرنٹر و پبلشر نے چیچڑہ پرنٹنگ
پریس باغ کرم بخش جالندھر سے چھپوا کر شائع کی۔

خوش نویس ہربنس لال نیا شہری

فہرست مضامین

انگریزوں کا زمانہ

دیباچہ

گولڈن تاریخ ہندوستان کے لکھنے میں ہم نے اپنی زیادہ تر کوشش اسی بات پر وقف کر دی ہے کہ کسی طرح سے طلباء کا تاریخ کے امتحان میں اچھے نمبر لے کر پاس ہونا نہایت ہی آسان اور سہل ہو جائے۔ اِس مُدعا میں ہم کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں، یہ بات تاریخ پڑھانے والے اُستاد صاحبان و طلباء خود اِس کتاب کی ورق گردانی کرنے سے اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں *

اِس کتاب کی چند ایک خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں :——

۱۔ یہ کتاب کئی ایک صوبوں میں پڑھائے جانے والے سلیبس کی ضروریات کو پورا کرتی ہے *

۲۔ اِس کتاب کی عبارت بڑی آسان۔ رواں اور عام فہم ہے تاکہ وہ طلباء جن کی اُردو کی لیاقت بہت نہیں ہوتی، اِسے بخوبی سمجھ سکیں *

۳۔ غیر ضروری واقعات جو نہ تو طلباء آسانی سے یاد کر سکتے ہیں اور نہ جن کا یاد کرنا ہی ضروری ہے، بالکل شامل نہیں کئے گئے تاکہ طلباء اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ صرف ضروری واقعات مناسب انداز میں بیان

کئے گئے ہیں اور وہ اِس ترتیب سے کہ طلباء اُنہیں آسانی سے یاد کر سکیں۔

۴ ۔ سوالات انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں میں دِئے گئے ہیں تاکہ طلباء کو یونیورسٹی کے سوالات سمجھنے میں آسانی ہو۔ یونیورسٹی میں آئے ہوئے سوالوں کے سامنے اُن سالوں کے سن دئے گئے ہیں۔ نہایت مشہور سوالوں کے ساتھ ہاتھ کا نِشان لگایا گیا ہے۔

۵ ۔ کِتاب کو اثنائے کِتابت اور چھپائی میں بار بار پڑھا گیا ہے تاکہ کوئی غلطی رہنے نہ پائے۔

۶ ۔ یہ کتاب تاریخ ہند کی کئی مُستند کتابوں کے مُطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے۔ اِس لئے اِس کے واقعات اور سنین صحّت پر مبنی ہیں۔

مختصر یہ کہ اِس کتاب کو ہر پہلو سے طلباء کی حقیقی مددگار بنانے کی بیش از بیش کوشش کی گئی ہے اور ہمیں کامل یقین ہے کہ طلباء اِس کِتاب کے مُطالعہ سے تاریخ کے مضمون میں بڑے اچھے نمبر حاصل کر سکیں گے۔

مُصنّفین اُن اُستاد صاحبان کے تہِ دِل سے مشکور ہیں جنہوں نے کِتاب کو مُفید سمجھ کر طلباء سے اِس کے خریدنے کی سفارش کی۔ یہ اُن اصحاب کی قدردانی کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ کِتاب اِس قدر مقبول ہو گئی ہے مُصنّفین اُن اصحاب کے بھی ممنونِ اِحسان ہیں جنہوں نے توصیفی خطوط لِکھے ہیں۔

مُصنّفین

مشہور سنین

واقعات	سن
ہندوؤں کا زمانہ	
سکندر اعظم کا حملہ	۳۲۶ ق م
چندرگپت موریہ کی تخت نشینی	۳۲۲ ”
سلوکس کا حملہ و شکست	۳۰۵ ”
اشوک کی تخت نشینی	۲۷۳ ”
اشوک کی تاجپوشی	۲۶۹ ”
کلنگ کی فتح	۲۶۱ ”
کنشک کی تخت نشینی	سنہ ۱۲۰ء
گپت خاندان کا آغاز	سنہ ۳۲۰ء
ہرش کی تخت نشینی	سنہ ۶۰۶ء
مسلمانوں کا زمانہ	
حضرت محمد صاحب کی پیدائش	سنہ ۵۷۰ء
سن ہجری کا آغاز	سنہ ۶۲۲ء
حضرت محمد صاحب کی وفات	سنہ ۶۳۲ء
محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ	سنہ ۷۱۲ء
محمود کی تخت نشینی	سنہ ۹۹۷ء
سومناتھ پر حملہ	سنہ ۱۰۲۵ء
محمود کی وفات	سنہ ۱۰۳۰ء
ترائن کی پہلی لڑائی	سنہ ۱۱۹۱ء
ترائن کی دوسری لڑائی	سنہ ۱۱۹۲ء

واقعات	سن
تیمور کا حملہ	سنہ ۱۳۹۸ء
پانی پت کی پہلی لڑائی	سنہ ۱۵۲۶ء
کنواہہ کی لڑائی	سنہ ۱۵۲۷ء
پانی پت کی دوسری لڑائی	سنہ ۱۵۵۶ء
تلی کوٹ کی لڑائی	سنہ ۱۵۶۵ء
معرکہ ہلدی گھاٹ	سنہ ۱۵۷۶ء
نورجہاں کی جہانگیر سے شادی	سنہ ۱۶۱۱ء
شاہجہاں کی تخت نشینی	سنہ ۱۶۲۷ء
شیواجی کی پیدائش	سنہ ۱۶۲۷ء
شاہجہاں کے بیٹوں میں تخت نشینی کی جنگ	سنہ ۱۶۵۷ء
ساموگڑھ کی لڑائی	سنہ ۱۶۵۸ء
شیواجی کی وفات	سنہ ۱۶۸۰ء
اورنگ زیب کی وفات	سنہ ۱۷۰۷ء
نادر شاہ کا حملہ	سنہ ۱۷۳۹ء
پانی پت کی تیسری لڑائی	سنہ ۱۷۶۱ء
انگریزوں کا زمانہ	
واسکوڈی گاما کی کالی کٹ میں آمد	سنہ ۱۴۹۸ء
انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی قائمی	سنہ ۱۶۰۰ء
مدراس کی بنیاد	سنہ ۱۶۳۹-۴۰ء

کئے گئے ہیں اور وہ اس ترتیب سے کہ طلباء انہیں آسانی سے یاد کر سکیں *

۴ -- سوالات انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں دیئے گئے ہیں تاکہ طلباء کو یونیورسٹی کے سوالات سمجھنے میں آسانی ہو - یونیورسٹی میں آئے ہوئے سوالوں کے سامنے ان سالوں کے سن دیئے گئے ہیں - نہایت مشہور سوالوں کے ساتھ ہاتھ کا نشان لگایا گیا ہے *

۵ -- کتاب کو اثنائے کتابت اور چھپائی میں بار بار پڑھا گیا ہے تاکہ کوئی غلطی رہنے نہ پائے *

۶ -- یہ کتاب تاریخ ہند کی کئی مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے - اس لئے اس کے واقعات اور سنین صحت پر مبنی ہیں *

مختصر یہ کہ اس کتاب کو ہر پہلو سے طلباء کی حقیقی مددگار بنانے کی بیش از بیش کوشش کی گئی ہے اور ہمیں کامل یقین ہے کہ طلباء اس کتاب کے مطالعہ سے تاریخ کے مضمون میں بڑے اچھے نمبر حاصل کر سکیں گے *

مصنفین ان اُستاد صاحبان کے تہِ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے کتاب کو مفید سمجھ کر طلباء سے اس کے خریدنے کی سفارش کی - یہ ان اصحاب کی قدر دانی کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوگئی ہے مصنفین ان اصحاب کے بھی ممنونِ احسان ہیں جنہوں نے توصیفی خطوط لکھے ہیں *

مصنفین

مشہور سنین

واقعات	سن	واقعات	سن
ہندوؤں کا زمانہ		تیمور کا حملہ	۱۳۹۸ء
سکندر اعظم کا حملہ	۳۲۶ ق م	پانی پت کی پہلی لڑائی	۱۵۲۶ء
چندر گپت موریہ کی تخت نشینی	۳۲۲ ،،	کنواہہ کی لڑائی	۱۵۲۷ء
سلوکس کا حملہ و شکست	۳۰۵ ،،	پانی پت کی دوسری لڑائی	۱۵۵۶ء
اشوک کی تخت نشینی	۲۷۳ ،،	تلی کوٹ کی لڑائی	۱۵۶۵ء
اشوک کی تاجپوشی	۲۶۹ ،،	معرکہ ہلدی گھاٹ	۱۵۷۶ء
کلنگ کی فتح	۲۶۱ ،،	نورجہاں کی جہانگیر سے شادی	۱۶۱۱ء
کنشک کی تخت نشینی	۱۲۰ء	شاہجہاں کی تخت نشینی	۱۶۲۷ء
گپت خاندان کا آغاز	۳۲۰ء	شیواجی کی پیدائش	۱۶۲۷ء
ہرش کی تخت نشینی	۶۰۶ء	شاہجہاں کے بیٹوں میں	
مسلمانوں کا زمانہ		تخت نشینی کی جنگ	۱۶۵۷ء
حضرت محمدؐ صاحب کی پیدائش	۵۷۰ء	ساموگڑھ کی لڑائی	۱۶۵۸ء
سن ہجری کا آغاز	۶۲۲ء	شیواجی کی وفات	۱۶۸۰ء
حضرت محمدؐ صاحب کی وفات	۶۳۲ء	اورنگ زیب کی وفات	۱۷۰۷ء
محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ	۷۱۲ء	نادر شاہ کا حملہ	۱۷۳۹ء
محمود کی تخت نشینی	۹۹۷ء	پانی پت کی تیسری لڑائی	۱۷۶۱ء
سومناتھ پر حملہ	۱۰۲۵ء	**انگریزوں کا زمانہ**	
محمود کی وفات	۱۰۳۰ء	واسکوڈی گاما کی کالی کٹ میں آمد	۱۴۹۸ء
ترائن کی پہلی لڑائی	۱۱۹۱ء	انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی قائمی	۱۶۰۰ء
ترائن کی دوسری لڑائی	۱۱۹۲ء	مدراس کی بنیاد	۱۶۳۹-۴۰ء

واقعہ	سنہ	واقعہ	سنہ
بمبئی شہر کا کمپنی کو ملنا	۱۶۶۸ء	ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ	۱۸۵۸ء
کلکتہ کی بُنیاد	۱۶۹۰ء	ملکہ وکٹوریہ کا قیصرِ ہند کا لقب اختیار کرنا	۱۸۷۷ء
محاصرہ ارکاٹ	۱۷۵۱ء	پنجاب یونیورسٹی کی بُنیاد	۱۸۸۲ء
پلاسی کی لڑائی	۱۷۵۷ء	لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ	۱۸۸۲ء
وندواش کی لڑائی	۱۷۶۰ء	انڈین نیشنل کانگرس کی قائمی	۱۸۸۵ء
بکسر کی لڑائی	۱۷۶۴ء	تقسیمِ بنگال	۱۹۰۵ء
بنگال - بہار - اڑیسہ کی دیوانی انگریزوں کو ملنا	۱۷۶۵ء	منٹو مارلے اصلاحات	۱۹۰۹ء
ریگولیٹنگ ایکٹ	۱۷۷۳ء	دربارِ تاجپوشی	۱۹۱۱ء
پٹس انڈیا بل	۱۷۸۴ء	جنگِ عظیم کا آغاز	۱۹۱۴ء
بنگال کا بندوبست استمراری	۱۷۹۳ء	مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات	۱۹۱۹ء
کردلا کی لڑائی	۱۷۹۵ء	گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ	۱۹۳۵ء
میسور کی چوتھی لڑائی ٹیپو کی موت	۱۷۹۹ء	جارج پنجم کی وفات	۱۹۳۶ء
عہدنامہ بسین	۱۸۰۲ء	ایڈورڈ ہشتم کی تخت سے دست برداری	۱۹۳۶ء
عہدنامہ امرتسر	۱۸۰۹ء	جارج ششم کی تخت نشینی	۱۹۳۶ء
عہدنامہ سگولی	۱۸۱۶ء	نئی کونسلوں کا نفاذ	۱۹۳۷ء
عہدنامہ ینڈبو	۱۸۲۶ء	دُوسری جنگِ عظیم	۱۹۳۹-۴۵ء
رسمِ ستی کا انسداد	۱۸۲۹ء	آزاد ہندوستان کا قیام	۱۵ اگست ۱۹۴۷ء
رنجیت سنگھ کی وفات	۱۸۳۹ء	بھارت ریپبلک ڈے	۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء
الحاق سندھ	۱۸۴۳ء	چین کا ہند پر حملہ	۱۹۶۲ء
پنجاب کا الحاق	۱۸۴۹ء	بھارت پاکستان جنگ	۱۹۶۵ء
غدرِ ہند	۱۸۵۷ء		
ملکہ وکٹوریہ کا اعلان	۱۸۵۸ء		

گولڈن

تاریخِ ہندوستان

ہندوستان کی قدرتی تقسیم اور اُس کا اثر

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی مُلک کے جُغرافیہ کا اُس مُلک کی تاریخ پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ طبعی خط و خال۔ حدُود اربعہ۔ پہاڑ۔ میدان ساحل۔ صحرا۔ آب و ہوا۔ پیداوار کی کمی بیشی وغیرہ اُس مُلک کے باشندوں کے تہذیب و تمدّن پر نمایاں اثر ڈالتے ہیں۔ چُنانچہ کہاوت ہے کہ "جغرافیہ علمِ تاریخ کی بُنیاد ہے"۔ اِس لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہندوستان کے جغرافیہ کا اِس مُلک کی تاریخ پر کیا اثر پڑا ہے ❖

Q. Clearly explain how the physical features of India have influenced the history of this country.

(P. U. 1939)

سوال۔ واضح طور پر بیان کرو کہ ہندوستان کے طبعی خط و خال کا اس ملک کی تاریخ پر کیا اثر پڑا ہے ٭

ہندوستان کے مشہور طبعی خط و خال

طبعی خط و خال کے لحاظ سے ہندوستان تین بڑے قدرتی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :۔

۱۔ کوہ ہمالیہ اور اس کی مشرقی و مغربی شاخیں ٭
۲۔ شمالی ہند کا میدان ٭
۳۔ سطح مرتفع دکن ٭

کوہ ہمالیہ کا اثر

۱۔ کوہ ہمالیہ ہندوستان کے شمال میں کشمیر سے لے کر آسام تک پھیلا ہوا ہے۔ اور بہت اونچا ہونے کی وجہ سے ناقابلِ گذر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شمال کی طرف سے ہندوستان پر بہت ہی کم حملے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں چین نے اسے پار کرکے بھارت پر حملے کئے تھے ٭

۲۔ کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخیں گارو۔ کھاسی۔ لوشائی وغیرہ آسام میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ بہت اونچی نہیں ہیں تاہم سخت بارش کی وجہ سے گھنے جنگلات سے ڈھکی ہوئی ہیں اور اس لئے ناقابلِ گذر ہیں۔ چنانچہ مشرق کی طرف سے بھی کم حملے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس علاقے کے لوگ ہندوستان میں آکر بس گئے ہیں ٭

۳۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں کوہ سلیمان واقع ہے۔ یہ بہت اونچا نہیں اور اس میں خیبر۔ کرم۔ ٹوچی۔ گومل۔ بولان وغیرہ مشہور درّے بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خشکی کی طرف سے

تقریباً جتنے بھی حملہ آور آئے (کیا آرین - کیا ایرانی - یونانی - سیتھین
ہُون - ترک - افغان - مُغل وغیرہ) سب انہیں دروں کی راہ
ہندوستان میں داخل ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ شمال مغربی
سرحد پر بہت سی چھاؤنیاں ہیں - حالانکہ شمال میں ہمالیہ پہاڑ
کے ساتھ ساتھ بہت کم چھاؤنیاں ہیں ۞

۴ - کوہ ہمالیہ اور اس کی مشرقی اور مغربی شاخوں نے شمالی ہندوستان
کو باقی دُنیا سے الگ تھلگ کر رکھا ہے - اِس کا اثر یہ ہُوا ہے
کہ ہندوستان کی تہذیب پر غیر مُلکی تہذیب کا بہت کم اثر پڑا
ہے اور ہندوستان کی موجُودہ تہذیب قدیم تہذیب سے
بُنیادی طور پر مختلف نہیں ۞

شمالی مَیدان کا اثر

۱ - شمالی مَیدان جسے دریائے برہم پُتر - گنگا
سندھ اور اِن کے مُعاون سیراب کرتے
ہیں دُنیا کے زرخیز ترین مَیدانوں میں شمار ہوتا ہے - اس کی
زرخیزی اور دولت بیرُونی حملہ آوروں کے لئے کشش کا باعث
بنے رہے ہیں - چُنانچہ شمالی ہندوستان نے تاریخ ہند
میں نمایاں حِصّہ لیا ہے - تقریباً تمام بڑی بڑی سلطنتیں
یہاں ہی قائم ہوئیں ۞

۲ - اِس مَیدان کی زرخیزی کی وجہ سے یہاں کے باشندوں کو
روزی کمانے کے لئے بہت محنت نہیں کرنی پڑتی تھی - اِس
لئے انہیں فراغت کافی مِل جاتی تھی - اِس فراغت کا نتیجہ
یہ ہُوا کہ لوگ رُوحانیت اور عِلم ادب کی طرف زیادہ مائل
رہے اور اُس قدیم زمانہ میں بھی یہاں پر فلسفہ - عِلم ادب
اور رُوحانیت نے بہت ترقی کی - جبکہ دُنیا کی کئی اور قومیں

ابھی غیر مہذب تھیں ؂

۳۔ اِس زرخیزی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہُوا کہ لوگوں کو تمام ضروریات زندگی آسانی سے میسّر ہو جاتی تھیں۔ اِس لئے اِن میں دُوسرے مُلکوں پر حکومت جمانے کا چنداں جذبہ پیدا نہ ہُوا۔ البتہ تجارت اور اشاعت مذہب اور شائستگی کی خاطر قدیم ہندوستانی دُور دراز ملکوں میں گئے ؂

۴۔ پیداوار کی افراط اور گرم آب و ہوا کی وجہ سے یہاں کے باشندے آرام طلب اور سُست بن جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان بے شمار حملوں کا شکار بنا رہا ؂

۵۔ چُونکہ پنجاب اِس میدان کے مغرب میں ہے اور بنگال مشرق میں واقع ہے۔ اِس لئے پنجاب حملہ آوروں کی لُوٹ کا زیادہ نشانہ بنا رہا اور بنگال عام طور پر محفوظ رہا۔ اِس لئے پنجاب تعلیم اور شائستگی کے لحاظ سے مدّت تک باقی صُوبوں سے پیچھے رہا ہے۔ لیکن یہاں کے لوگ زیادہ جنگ جُو اور بہادر رہے ہیں ؂

۶۔ پنجاب کے جنُوب میں راجپوتانہ کا بنجر اور بے آب صحرا ہے اِس لئے حملہ آوروں کو پنجاب سے آگے بڑھنے کے لئے دہلی کے پاس سے گذرنا پڑتا تھا۔ اِس طرح دہلی گنگا کی زرخیز وادی کا دروازہ تھا۔ اِس کے علاوہ اکثر سلطنتوں کا دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے اِس شہر کی تاریخی اہمیّت اور بھی زیادہ تھی۔ چنانچہ ہندوستان کی کئی ایک فیصلہ کُن لڑائیاں دہلی کے قریب ہی لڑی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ پانی پت کا میدان میدانِ کارزار بنا رہا۔ اس کے علاوہ کرنال ترائن وغیرہ

بھی میدانِ جنگ بنے ۔

۷۔ راجپوتانہ کے بنجر اور بے آب صحرا نے بھی ہندوستان کی تاریخ میں ایک نمایاں حصّہ لیا ہے۔ حملہ آور اِس خشک علاقے کو فتح کرنا مشکل اور بے سُود خیال کرتے تھے اور جب کبھی غیر مُلکی حملہ آوروں نے اِس مُلک کے کچھ حصّے پر قبضہ بھی کیا تو وہ دیرپا ثابت نہ ہُوا۔ چنانچہ راجپوتوں نے یہاں کئی ایک چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں قائم کرلیں جن میں سے بہت سی ابھی تک باقی ہیں اور اپنی قدیم تہذیب کو قائم رکھے ہوئے ہیں ۔

دکّن کا اثر

۱۔ دکّن کے شمال میں بندھیاچل اور ست پُڑا کے پہاڑ ہیں جو جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اُن کا عبُور کرنا بڑا مشکل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دکن شمالی ہند کے ماتحت کم رہا ہے اور اس نے ہندوستان کی تاریخ میں کوئی اہم حصّہ نہیں لیا۔ چند ایک موقعوں پر شمالی ہند کے حکمرانوں نے اُسے فتح کیا لیکن پُوری طرح تسلّط جما نہ سکے۔

۲۔ دکن کی شمالی ہند سے طبعی علیحدگی کا ایک اثر یہ ہُوا ہے کہ وہاں آرین تہذیب سے ایک مختلف تہذیب پھلی پھُولی جس کے آثار اب بھی دکن میں مِلتے ہیں ۔

۳۔ دکن کے پہاڑوں میں قلعے بنانا آسان تھا۔ چُنانچہ مرہٹوں نے مہاراشٹر کے پہاڑوں میں قلعے تعمیر کئے اور وہاں سے مُغلوں کی جرّار فوج کا مقابلہ کیا اور اس قدر ترقی کی کہ ایک وقت وہ تمام ہندوستان پر ایک سِرے سے لے کر دُوسرے سِرے تک چھا گئے ۔

۴ ــ دکن کے تین طرف سمندر موجزن ہے۔ اس لئے یہاں کے لوگوں کو سمندر سے بہت دلچسپی رہی ہے اور قدیم زمانہ سے ہی اس ملک کی بندرگاہوں سے مغربی ممالک اور مشرقی ممالک کے ساتھ بحری تجارت ہوتی رہی ہے ؁

قدیم تاریخ ہند کے ماخذ

ہندوستان کی تاریخ کا حال ٹھیک ٹھیک اور سلسلہ وار جاننا نہایت مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے زمانہ کی تاریخی کتابیں بہت کچھ ضائع ہو چکی ہیں۔ تاہم کئی اور ذریعوں سے اس قدیم تاریخ کا کافی حال معلوم ہو گیا ہے۔ ان مختلف ذریعوں کو جن سے تاریخ کا حال جاننے میں مدد ملی ہے تاریخ ہند کے ماخذ (Sources) کہتے ہیں ؁

Q. What are the sources of the early history of India? Clearly discuss the importance of each.
(P. U. 1918)

سوال۔ قدیم تاریخ ہند کے ماخذ بیان کرو۔ اور ہر ایک کی اہمیت واضح کرو ؁

قدیم تاریخ ہند کے ماخذ قدیم تاریخ کے ماخذ مندرجہ ذیل چھ بڑی قسموں میں تقسیم ہو سکتے ہیں:

۱ ــ مذہبی کتابیں۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مثلاً وید۔ براہمن گرنتھ۔ اپنشد۔ رامائن۔ مہابھارت۔ پران وغیرہ اور جینیوں اور بودھوں

کی کتابیں پُرانے زمانے کے حالات پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ وید قدیم آدمیوں کی تہذیب کے سب سے بڑے ماخذ ہیں اور رامائن اور مہابھارت زمانۂ شجاعت کی تہذیب کا پتہ دیتی ہیں۔ جینیوں اور بودھوں کی کتابیں اپنے زمانے کے واقعات بتاتی ہیں ٭

۲۔ تاریخی کتابیں۔ پُرانے راجاؤں کو اپنے عہدِ حکومت کے واقعات لکھوانے کا شوق تھا۔ اُن میں سے اکثر کتابیں تو ضائع ہو چکی ہیں۔ تاہم کئی کتابیں ملتی ہیں جن سے کئی بادشاہوں کے تاریخی حالات کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً بانؔ کے ہرش چرت سے ہرش کے زمانہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ کلہن کی راج ترنگنی میں کشمیر کے کئی راجاؤں کا حال درج ہے۔ چاند بروائی کی پرتھوی راج راسو میں پرتھوی راج چوہان کا حال لکھا ہے ٭

۳۔ کتبے۔ کئی کتبے دستیاب ہوئے ہیں جن میں پُرانے زمانے کے راجاؤں کے خاص مشہور واقعات کا ذِکر ہے۔ اشوک کے کتبے اِن سب میں سے زیادہ مشہور ہیں۔ سمُدر گپت کے عہد کا ایک کتبہ الٰہ آباد کے قلعہ میں ایک ستون پر پایا گیا ہے۔ اِن کتبوں سے اُس وقت کی تاریخ کا کافی پتہ چلتا ہے ٭

۴۔ سِکّے۔ پُرانے وقت کے سِکّوں نے جو دستیاب ہو سکے ہیں اُس وقت کے تاریخی حالات اور صحیح سنین کے جاننے میں بڑی مدد دی ہے۔ باختریہ اور ہندی یونانی خاندانوں کی تاریخ کے ماخذ تو صرف سِکّے ہی ہیں۔ سمُدر گپت کے عہد کے سِکّوں سے اُس کے اشومیدھ یگیہ کرنے کی تصدیق ہوتی ہے ٭

۵۔ قدیم کھنڈرات۔ پُرانے زمانے کی تاریخی عمارتوں۔ یادگاروں اور

فنِ تعمیر سے بھی اُس وقت کے تاریخی حالات کا کافی پتہ چلتا ہے۔
مثلاً ٹیکسلا کی کھُدائی سے کشن خاندان کے زمانہ کا حال
زیادہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ پاٹلی پُتر کی کھُدائی
نے موریہ خاندان سے متعلقہ واقفیت میں کافی اضافہ
کر دیا ہے۔ موہنجو داڑو (جو صُوبہ سندھ کے ضلع لاڑکانہ
میں واقع ہے) اور ہڑپہ (جو صُوبہ پاکستان پنجاب کے
ضلع منٹگمری میں واقع ہے) کی کھُدائی نے وادیٔ سندھ
کی قدیم تہذیب پر کافی روشنی ڈالی ہے اور اس بات کا
ثبوت بہم پہنچا دیا ہے کہ آریوں سے پہلے بھی ہندوستان
میں کافی اچھی تہذیب مَوجُود تھی۔ کچھ عرصہ ہُوا سر آرل سٹائن
نے تبت اور وسط ایشیا کے علاقہ میں ایسے کھنڈرات
دریافت کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی
تہذیب اپنے مُلک سے باہر بھی پھیلی ہوئی تھی ؛

۳۔ سیاحوں کے سفرنامے۔ وقتاً فوقتاً غیر مُلکی سیاح ہندوستان
میں آتے رہے۔ جو حالات اُنھوں نے دیکھے یا سُنے وُہ
اُنھوں نے اپنے سفرناموں میں قلمبند کر دئے۔ ان سفر
ناموں سے کئی بادشاہوں کے عہدِ حکومت کا پتہ چلتا ہے۔
میگستھنیز نے چندر گُپت موریہ کے زمانہ کا۔ فاہیان نے
چندر گپت وِکرمادتیہ کے زمانے کا اور ہیون سانگ نے
ہرش کے عہد کا حال قلمبند کیا۔ البرُونی نے بھی جو محمُود
کے زمانے کا ایک مشہُور عالم تھا۔ ہندوستان کے حالات
اپنی مشہُور کتاب "تحقیقِ ہند" میں درج کئے ہیں ؛

ہندوؤں کا زمانہ

باب پہلا

آریوں کا حال

ویدک عہد

Q. Who were the Aryans? What was their original home? When and why did they come to India?

سوال۔ آریہ لوگ کون تھے ؟ ان کے اصلی وطن کے متعلق تُم کیا جانتے ہو ؟ وہ ہندوستان میں کب اور کیوں آئے ؟

آریہ لوگ آریہ دُنیا کی ایک نہایت ہی مشہور اور معزّز قوم کا نام ہے ۔ یہ قوم نہایت قدیم زمانہ میں غالباً وسط ایشیا میں آباد تھی ۔ اس قوم کے لوگوں کا رنگ گورا ۔ قد لمبا اور جسم سڈول تھا ۔ اُس قدیم زمانہ میں بھی یہ لوگ کافی تہذیب یافتہ اور جنگ کے فن سے آشنا تھے ۔ وہ مویشی پالتے اور معمولی کھیتی

باڑی کرتے تھے۔ ہندوستان کی موجودہ آبادی کا بڑا حصّہ۔ ایران کے باشندے اور یوروپ کی بہت سی قومیں مثلاً انگریز۔ جرمن۔ فرانسیسی وغیرہ اسی قوم کی اولاد ہیں ⁂

آریوں کا وطن آریوں کے اصلی وطن کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے متعلق مورخین میں اختلاف رائے ہے۔ (۱) بعض یورپین عالم آسٹریا اور ہنگری کو اور بعض بحیرۂ بالٹک کے کنارے کے ممالک کو ان کا اصلی وطن مانتے ہیں (۲) بعض مورخین ان کو قطب شمالی کے نزدیک کے رہنے والے بتاتے ہیں (۳) ایک یہ خیال بھی ہے کہ آریہ لوگ ہندوستان کے ہی باشندے ہیں اور وہ کہیں باہر سے نہیں آئے۔ بلکہ پنجاب میں ہی رہا کرتے تھے (۴) بعض تاریخ دان تبت کو ان کا اصلی وطن مانتے ہیں۔ (۵) مگر سب سے قوی خیال یہ ہے کہ آریوں کا اصلی وطن وسط ایشیا میں بحیرۂ کیسپین کے نزدیک کا علاقہ تھا جسے آج کل روسی ترکستان کہتے ہیں۔ یہاں سے نکل کر آریہ لوگ نہایت قدیم زمانے میں یورپ۔ ایران اور ہندوستان میں بس گئے ⁂

ترکِ وطن آریوں نے اپنا اصلی وطن کیوں چھوڑا۔ اس کے متعلق بھی یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (۱) ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی دوسری زبردست قوم نے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا ہو۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ (۲) اُن کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہو کہ ان کے ملک میں اُن کا گذارہ ہونا مشکل ہو گیا ہو۔ یا (۳) کسی جغرافیائی تبدیلیوں سے اُن کا ملک بنجر ہو گیا ہو اور انہیں نئی چراگاہوں کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑنا پڑا ہو ⁂

آریوں کا اصلی وطن
بحر منجمد شمالی
یورپ
ہنگری
وسط ایشیا
(آریوں کا اصلی وطن)
ایران
تبت
پنجاب
ہندوستان
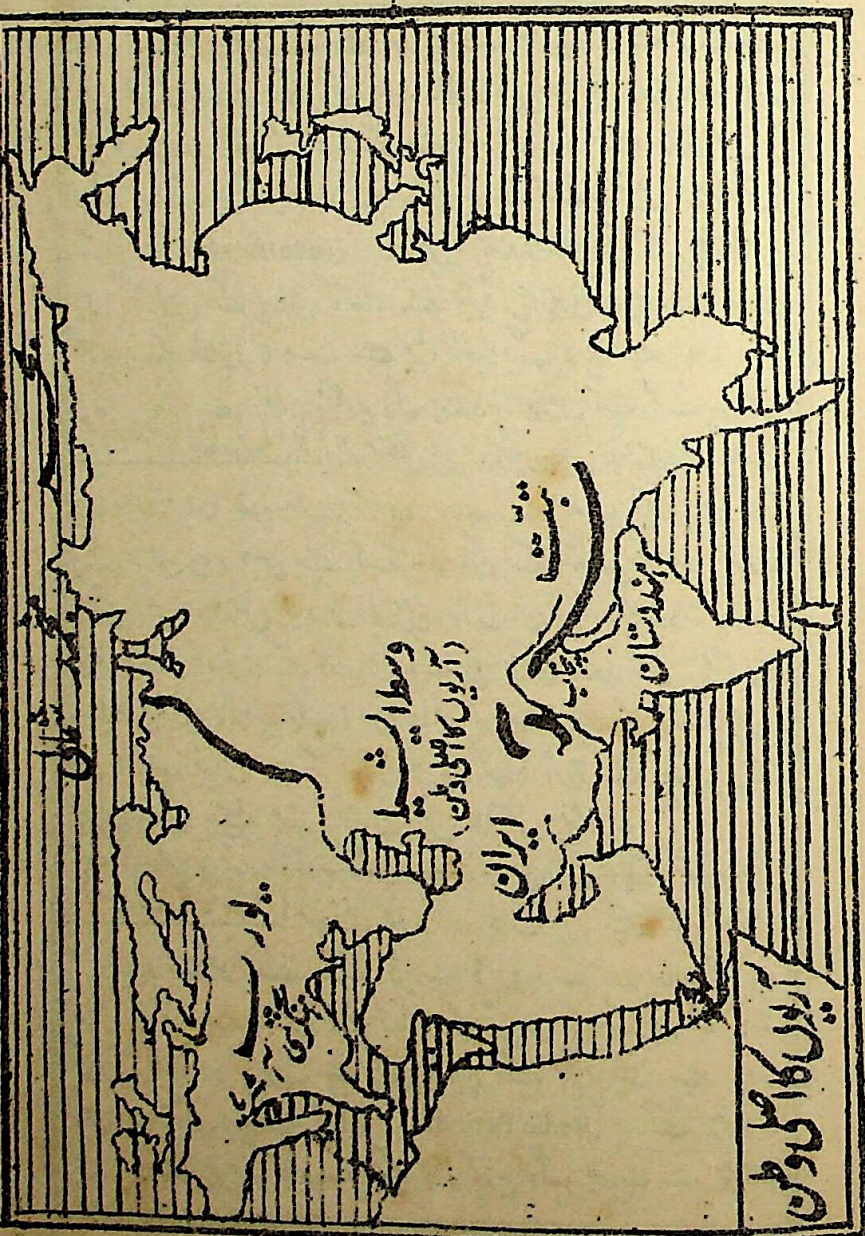
اپنا وطن چھوڑنے کے بعد کچھ لوگ مغرب کو چلتے ہوئے یورپ میں جا کر آباد ہو گئے۔ کچھ جنوب کی راہ ایران میں جا بسے اور کچھ کوہ ہندو کش کو پار کرکے درّہ خیبر کی راہ ہندوستان میں آ وارد ہوئے۔ جو آریہ لوگ ہندوستان کو چلے آئے انہیں ہندی آریہ (Indo-Aryans) کہتے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ اصل میں آریوں کے یہاں آنے سے شروع ہوتی ہے۔ ان ہندی آریوں کے حال کا سب سے بڑا ماخذ رِگ وید ہے ؛

ہندوستان میں آنا آریہ لوگ ہندوستان میں کب آئے۔ اس کے متعلق بھی مورخین میں اختلاف رائے ہے۔ البتّہ اتنا ضرور ہے کہ وہ سب کے سب ایک ہی دفعہ ہندوستان میں نہیں چلے آئے بلکہ ان کے مختلف گروہ مختلف وقتوں میں داخل ہوئے۔ یورپین مورخ ان کی آمد کا زمانہ ۲۰۰۰ ق م اور ۱۵۰۰ ق م کے درمیان مانتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی مورخ (جیسے آنجہانی لوکمانیہ تلک) اس واقعہ کو بہت پہلے کا بتاتے ہیں۔ ان کا ایسا خیال ہے کہ آریوں کا پہلا گروہ آج سے تقریباً چھ ہزار سال پہلے ہندوستان میں داخل ہوا ؛

آریوں کا پھیلنا آریہ لوگوں نے اوّل ہی اوّل موجودہ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب میں جسے ان دنوں "سپت سندھو" کہتے تھے۔ ڈیرے ڈال دئے اور یہاں کئی سو سال آباد رہے۔ اس قدیم زمانہ کے آریوں کی تہذیب کا پتہ ان کی مقدّس کتابوں سے جنہیں وید کہتے ہیں چلتا ہے اور اس زمانہ کو ویدک زمانہ (Vedic Period) کہتے ہیں ؛

بہت عرصہ گذرنے کے بعد آریہ لوگ پنجاب سے بڑھتے

ہوئے جمنا اور گنگا کی وادیوں میں جا بسے اور وہاں اُنھوں نے کئی سلطنتیں قائم کریں اور جنگوں میں ایسے جوہر دکھائے کہ مؤرخ اس زمانہ کو زمانہ شجاعت (Epic Period) کہتے ہیں۔ اس زمانہ کی تہذیب کا پتہ آریوں کی رزمیہ نظموں۔ رامائن اور مہابھارت سے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ آریہ لوگ سارے شمالی ہندوستان میں پھیل گئے اور اس مُلک کا نام آریہ ورت پڑ گیا۔

اِس دَوران میں آریوں کو یہاں کے اصلی باشندوں یعنی دراوڑوں سے جنھیں وُہ حقارت سے دسیُو یا غلام کہتے تھے مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن چونکہ آریہ لوگ اِن لوگوں کی نِسبت مضبُوط اور فنِ جنگ میں زیادہ ماہر تھے۔ اِس لئے انھیں مغلوُب کرنے میں کامیاب ہو گئے اور انھیں دکن کی طرف بھگا دیا۔ کئی دراوڑوں نے آریوں کی اِطاعت قبول کر لی اور اُن کے غُلام بن کر آریہ سوسائٹی میں رہنے لگے۔ دکن کا علاقہ کافی عرصہ تک آرین اثر سے محفوظ رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ آرین تہذیب وہاں بھی پہنچ گئی۔ اس تہذیب کو وہاں پہنچانے والا مشہور رِشی اگستت تھا۔

Q. Give a brief account of the civilization i. e. government, religion and social life of the early Aryans. (P. U. 1949, 52, 55, 57) (Important)

سوال۔ قدیم آریوں کی تہذیب یعنی حکومت۔ مذہب اور مجلسی زندگی کا مختصر حال بیان کرو۔

آریوں کا طرزِ حکومت

قدیم آریوں کی تہذیب کے بڑے ماخذ وید ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تہذیب کافی ترقی یافتہ تھی اور آریہ لوگ اُس وقت کے

ہندوستان میں رہنے والے باشندوں کی نسبت زیادہ مہذب تھے ٭

ویدک زمانہ میں آریہ لوگ دیہات میں رہا کرتے تھے اور گاؤں کا انتظام عام طور پر ایک پنچایت کے ذمہ ہوتا تھا۔ گاؤں کے نمبردار کو گرامنی کہتے تھے۔ کئی گاؤں مل کر ایک قبیلہ (tribe) بن جاتا تھا۔ اِس قسم کے اُس وقت کئی قبیلے تھے ٭

عموماً ہر قبیلہ کا انتظام کرنے کے لئے ایک راجہ (راجن) ہوتا تھا۔ کئی قبیلوں کے راجے موروثی اور کئی ایک کے منتخب شدہ ہوتے تھے۔ لیکن اِتنا ضرور ہے کہ خواہ راجہ منتخب شدہ ہو یا موروثی وہ مطلق العنان نہیں ہوتا تھا۔ اُس کے اختیارات محدود تھے۔ اُس کو حکومت کے کام میں صلاح مشورہ دینے کے لئے سمتی اور سبھا رعایا کی چنی ہوئی دو مجلسیں بھی ہوتی تھیں ٭

راجہ کا سب سے بڑا فرض رعایا کی حفاظت اور پرورش کرنا تھا۔ وہ مقدمات کا فیصلہ بھی خود کرتا تھا اور جنگ میں سپہ سالار کے فرائض بھی وہی انجام دیتا تھا۔ یگوں کو کرانے کے لئے پروہت بھی رکھتا تھا۔ اُس زمانہ میں کوئی ٹیکس وغیرہ مقرر نہ تھے۔ لیکن حکومت کا کام چلانے کے لئے رعایا اپنی مرضی سے راجہ کو پیداوار کا کچھ حصہ بطور نذرانہ دیتی تھی۔ اِس کے علاوہ مفتوحہ قبیلے خراج ادا کرتے تھے۔ قوانین اور سزائیں سخت تھیں۔ راجہ کی مدد کے لئے کئی افسر ہوتے تھے جن میں سے زیادہ مشہور پروہت۔ سیناپتی اور گرامنی تھے ٭

طرزِ جنگ۔ مختلف آریہ قبیلے آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ اور غیر آریوں کے ساتھ بھی اُن کی لڑائیاں ہوتی تھیں لیکن آریوں کا جنگی اخلاق نہایت اعلٰے اور طریقِ جنگ بہت صاف تھا۔

وُہ کِسی نِہتّے ۔سوئے ہوئے ۔ زخمی یا ہتھیار شکستہ دُشمن پر ہرگز وار نہ کرتے تھے اور جو لوگ جنگ میں شریک نہ ہوں اُن کو مارنا یا کِسی قِسم کا نقصان پہنچانا ایک بڑا گُناہ خیال کرتے تھے۔ اُن کے جنگی قانون میں زہر آلُودہ ہتھیار اِستعمال کرنے یا ہتھیار چُھپا کر وار کرنے کی ممانعت تھی ۔ لڑائی لڑنے کے عام ہتھیار تیر کمان ۔تلوار ۔نیزے ۔ کُلہاڑے اور بھالے وغیرہ تھے اور بچاؤ کے ہتھیار زرہ بکتر ۔ خود اور ڈھال تھے ۔ جنگ میں راجہ اور بڑے بڑے سردار رتھوں میں بیٹھ کر لڑتے تھے ۔مگر عام لوگ پیدل ہی ہوتے تھے ۔

آریوں کا مذہب

ویدک آریوں کا مذہب بھی بڑا سادہ تھا۔ وہ قدرت کی مُختلف طاقتوں مثلاً سُورج چاند ۔ آسمان ۔ ہوا ۔ پانی ۔ آگ وغیرہ سے بڑے متاثر ہوتے تھے ۔ اور ان کو دیوتا مان کر یگیوں اور بھجنوں کے ذریعے ان کی پرستش کرتے تھے ۔ تاکہ وُہ خوش ہو کر اُن کی مدد کریں ۔ ورُن (آسمان کے دیوتا) ۔ اِندر (بارش کے دیوتا) اور اگنی (آگ کے دیوتا) کی پرستش خاص طور پر کی جاتی تھی ۔ یعنی آریوں کا مذہب قُدرتی مظاہر کی پرستش (Nature worship) تھا ۔ لیکن آریہ لوگ یہ بھی محسُوس کرتے تھے کہ اِن طاقتوں سے بھی بالاتر کوئی طاقت ہے جو اِن سب کو نظام میں رکھتی ہے ۔ اِس طرح وُہ ایک واحد خُدا کی ہستی کے بھی قائل تھے ۔ یگیہ اور ہون آریوں کے مذہب کا ایک ضروری حِصّہ تھا ۔ لیکن اِتنا ضرور ہے کہ اُن دِنوں نہ تو مندر تھے اور نہ مُورتی پُوجا ۔ بلکہ عبادت کُھلی ہوا میں ہوتی تھی ۔ وید آریوں کی مقدّس کِتابیں تھیں ۔

آریوں کی مجلسی زندگی

قدیم آریوں کی مجلسی زندگی بھی بڑی سادہ تھی - وہ بڑے محنتی اور پابندِ مذہب تھے۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں اپنے مویشیوں کے ساتھ کھلی اور تازہ ہوا میں رہا کرتے تھے - یہ لوگ سنسکرت بولتے تھے - اس وقت کی سوسائٹی میں ذات پات نہ تھی ۔

۱- خانگی زندگی - آریوں کے گھر بڑے صاف - شفاف - ہوادار اور کھلے ہوتے تھے اور عموماً لکڑی اور بانس کے بنے ہوتے تھے۔ گھر میں باپ سارے خاندان کا سردار ہوتا تھا اور اُسے ہر بات میں پورا پورا اختیار تھا - جب وہ بوڑھا ہو جاتا تھا تو وہ گھر کا انتظام سب سے بڑے بیٹے اور بہو کے سپرد کر کے خدا کی یاد میں لگ جاتا تھا ۔

۲- عورت کا درجہ - ویدک سوسائٹی میں عورتوں کی بہت عزت کی جاتی تھی - بیوی کی موجودگی کے بنا کوئی یگیہ ٹھیک تصور نہیں کیا جاتا تھا - عورتوں میں پردہ کا رواج نہ تھا - وہ مردوں کی طرح تعلیم حاصل کرتی تھیں اور اُن میں سے بعض بڑی عالمہ ہوتی تھیں - اِس کے علاوہ وہ شادی کے معاملہ میں بہت حد تک آزاد ہوتی تھیں اور کئی ایک اپنا ور آپ پسند کرتی تھیں۔ بچپن کی شادی اور ستی کا رواج نہ تھا - مرد عموماً ایک عورت سے شادی کرتا تھا - البتہ راجاؤں اور بڑے بڑے سرداروں کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں - بیوہ عورتیں دوبارہ شادی بھی کر لیتی تھیں۔ عورتوں کا چال چلن بہت اُونچا ہوتا تھا ۔

۳- خوراک اور پوشاک - آریوں کی خوراک بڑی سادہ اور

طاقت بخش تھی۔ وہ دُودھ اور گھی کا بڑا استعمال کرتے تھے۔
اور زیادہ تر اناج۔ سبزیاں۔ شہد اور پھل کھاتے تھے۔ وُہ
سوم رس (یہ ایک قِسم کی بُوٹی کا عرق ہوتا تھا) پینے کے
بہُت شوقین تھے۔ آریوں کی پوشاک بھی بڑی سادہ تھی اور
عام طور پر دو یا تین موٹے سُوتی یا اُونی کپڑوں کی ہوتی تھی۔
سونے اور چاندی کے زیوروں کا بھی وہ استعمال کرتے تھے۔

۴۔ آریوں کے پیشے۔ آریہ لوگ زیادہ تر کاشتکاری کرتے تھے
اور گایوں کے ریوڑ پالتے تھے۔ اُن کی بڑی دولت مویشی ہی
تھے۔ وہ گائے اور گھوڑے کی بڑی عزت کرتے تھے۔
بڑی فصلیں گندم اور جَو تھیں۔ لیکن کپاس اور تیل کے بیجوں
کی کھیتی بھی ہوتی تھی۔ اِس کے علاوہ اُنہیں صنعت و حرفت
میں بھی بہُت کمال حاصل تھا۔ وُہ کپڑا بُننے۔ چمڑا رنگنے اور
زیور بنانے میں کافی ماہر تھے اور بڑھئی۔ لوہار اور دُوسرے
دستکاروں کا کام بھی جانتے تھے۔ تجارت چیزوں کے تبادلہ
سے ہوتی تھی۔

۵۔ تفریحات۔ آریوں کی تفریحات کئی قِسم کی تھیں۔ وُہ ناچنا اور
گانا جانتے تھے اور مُختلف قسم کے ساز بڑی اچھی طرح سے
بجا سکتے تھے۔ ہر ایک گاؤں کا اپنا اپنا راگی ہوتا تھا۔ یہ
لوگ شِکار بھی کھیلتے تھے اور رتھیں دوڑانے کے مقابلے کیا
کرتے تھے۔

زمانۂ شجاعت

Q. What do you understand by the Epic Age? Write a short note on the Epics.

سوال۔ زمانۂ شجاعت سے کیا مُراد ہے؟ رزمیہ نظموں پہ مختصر نوٹ لکھو ؛

زمانۂ شجاعت آریہ لوگ پنجاب سے بڑھتے ہوئے گنگ جمن کی وادیوں میں جا آباد ہوئے اور وہاں انہوں نے کئی سلطنتیں قائم کر لیں۔ اس زمانہ میں آریوں نے شجاعت (بہادری) کے وہ کام کئے جن کا ذکر رامائن اور مہابھارت میں ملتا ہے۔ اس بہادری کے زمانہ کو تاریخ میں زمانۂ شجاعت (Epic Age) کہتے ہیں ؛

نوٹ :- زمانۂ شجاعت میں آریوں کی مشہور سلطنتیں مندرجہ ذیل تھیں :-

(۱) کوروؤں کی سلطنت۔ اس کا دارالخلافہ ہستناپور موجودہ دہلی کے قریب تھا (۲) پانچال سلطنت۔ اس کا دارالخلافہ کمپیلا موجودہ قنوج کے پاس تھا (۳) کوشل سلطنت (موجودہ اودھ)۔ اس کا پایۂ تخت ایودھیا تھا (۴) ریاست ودیہہ (موجودہ شمالی بہار)۔ اس کا پایۂ تخت متھلاپوری تھا (۵) ریاست کاشی۔ اس کا دارالسلطنت بنارس تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور ریاستیں بھی تھیں جن میں ایک ریاست مگدھ (جنوبی بہار) تھی جس نے آگے چل کر بہت ترقی کی ؛

رزمیہ نظمیں

رزمیہ نظم (Epic) بہادری کے کارناموں کی ایسی داستان کو کہتے ہیں جو نظم میں لکھی گئی ہو۔ ہندوؤں کی مشہور رزمیہ نظمیں دو ہیں (۱) رامائن (۲) مہابھارت۔ ان میں قدیم ہندوستان کی لڑائیوں کا ذکر ہے ؎

۱۔ رامائن۔ یہ بالمیکی رشی کی تصنیف ہے اور اس میں ایودھیا کے سورج ونشی راجہ رام چندر جی کی زندگی کے حالات اور کارنامے درج ہیں۔ اصل کتاب سنسکرت زبان میں ہے۔ لیکن اکبر کے عہد میں ہندی کے مشہور شاعر گوسوامی تلسی داس جی نے ہندی نظم میں رامائن لکھی ہے جسے رام چرت مانس یا تلسی رامائن کہتے ہیں۔ یہ کتاب شمالی ہندوستان میں بڑی مقبول ہے ؎

۲۔ مہابھارت۔ یہ رشی وید ویاس کی تصنیف ہے اور اس میں کوروؤں اور پانڈوؤں کی لڑائی کا ذکر ہے۔ یہ بھی سنسکرت میں ہے اور دنیا میں سب سے لمبی نظم ہے ؎

رزمیہ نظموں کا زمانہ

یہ صحیح طور پر کہنا مشکل ہے کہ یہ کتابیں کب لکھی گئیں اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی اصلی شکل میں ویسی کی ویسی ہی ہیں۔ لیکن یہ امر واقع ہے کہ رامائن کی کہانی مہابھارت سے پہلے کی ہے۔ کیونکہ مہابھارت میں رامائن کی ساری کہانی کا ذکر آتا ہے اور رامائن میں مہابھارت کے شخصوں کا ذکر نہیں آتا۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ مہابھارت کی جنگ مسیح سے قریباً تین ہزار سال پہلے ہوئی لیکن یورپین عالم اس خیال سے متفق نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ جنگ مسیح سے کوئی ہزار ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہوئی ؎

Q. Briefly describe the stories of the Ramayana and the Mahabharata.

سوال - رامائن اور مہابھارت کی کہانی مختصر طور پر بیان کرو ٭

رامائن کی کہانی

قدیم زمانہ میں شمالی ہندوستان میں آریوں کی ایک سلطنت کوشل (موجودہ اودھ) تھی۔ اس کا پایۂ تخت ایودھیا تھا۔ یہاں سورج ونشی راجہ دشرتھ راج کرتا تھا۔ اس کی تین رانیاں تھیں۔ کوشلیا۔ سُمترا اور کیکئی۔ ان رانیوں سے چار لڑکے پیدا ہوئے۔

رام چندر جی جو سب سے بڑے تھے اور جن کے حالات رامائن میں درج ہیں کوشلیا کے بطن سے تھے۔ لکشمن اور شترگھن سمترا کے اور بھرت کیکئی کے بیٹے تھے۔

رام چندر جی کی شادی سلطنت ودیہہ (شمالی بہار) کے راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی سے ہوئی تھی۔

شری رام چندر جی

جب راجہ دشرتھ بوڑھا ہو گیا تو اُس نے رام چندر جی کو ولی عہد بنانا چاہا۔ اس ماجرا کو سُن کر رام چندر جی کی سوتیلی ماں کیکئی حسد سے جل اُٹھی۔ وہ اپنے بیٹے بھرت کے لئے تخت و تاج حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اُس کی خوش قسمتی سے راجہ دشرتھ نے ایک دفعہ اس سے اقرار کیا تھا کہ جب وہ چاہے کوئی دو قول پورے کروا سکتی ہے۔ اب رانی نے راجہ کو وہ دو قول پورے کرنے کے لئے کہا۔ ایک

قول کے عوض رامچندر جی کو چودہ سال کے لئے بن باس بھیجے جانے کا مطالبہ کیا اور دوسرے کے عوض بھرت کے لئے راج مانگا۔ رام چندر جی فوراً ایک فرماں بردار بیٹے کی طرح جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُن کی بیوی سیتا جی و بھائی لکشمن بھی اُن کے ہمراہ ہو لئے اور وہ تینوں کوہ بندھیاچل کے دامن میں واقع ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ راجہ دشرتھ اُن کی جدائی کے غم میں اِنتقال کر گیا ؛

بھرت اُن دِنوں اپنے ننہال میں تھا۔ جب اُس نے ایودھیا واپس آ کر یہ سارا ماجرا سُنا تو اُس نے اپنی ماں کو بہت بُرا بھلا کہا اور تخت پر قدم رکھنے سے اِنکار کر دیا۔ پھر سارے خاندان اور تمام درباریوں کو ساتھ لے کر رام چندر جی کے پاس پہنچا اور ان سے بڑی مِنت سماجت کی کہ وہ واپس ایودھیا چل کر راج پاٹھ سنبھالیں۔ لیکن رام چندر جی نے یہ بات منظور نہ کی۔ تب بھرت اُن کی کھڑاویں لے کر واپس لوٹ آیا اور انہیں گدی پر رکھ کر آپ رام چندر جی کے نائب کی حیثیت سے حکومت کا کام سر انجام دینے لگا ؛

بن باس کے تیرہ سال تو کوئی خاص واقعہ درپیش نہ آیا۔ لیکن چودھویں برس لنکا کا راکشش راجہ راون سیتا جی کو دھوکا سے زبردستی اُٹھا لے گیا۔ سیتا جی کی تلاش کے دَوران میں راجہ رام چندر جی کی دوستی کشکندھا (موجودہ ضلع بلاری واقع صوبہ میسور) کے راجہ سُگریو سے ہو گئی اور اُنہوں نے سُگریو اور اُس کے سپہ سالار ہنومان کی مدد سے سمندر پار کر کے لنکا پر چڑھائی کی۔ جنگ میں راون مارا گیا اور سیتا جی کو اُس کی قید سے

رہائی حاصل ہوئی ؛

رام چندر جی نے لنکا کا راج راون کے چھوٹے بھائی بھبھیشن کو جو رام چندر جی کی طرف ہو کر لڑا تھا سونپ دیا اور آپ چودہ برس ختم ہونے پر سیتا جی . و لکشمن کے ساتھ واپس ایودھیا لوٹ آئے ۔ لوگوں نے اُن کا دھوم دھام سے اِستقبال کیا ۔ اب رام چندر جی نے آپ راج کرنا شُروع کیا اور ایسی خوش اسلوبی اور مُنصف مزاجی سے حکومت کی کہ لوگ آج تک رام راج کو سُنہری زمانہ کہتے ہیں ۔ ان کے دو بیٹے لو اور کش ہوئے ۔ آخر کئی سال حکومت کرنے کے بعد رام چندر جی نے وفات پائی ؛

مہابھارت کی کہانی

مہابھارت کی کہانی مُختصر طور پر اِس طرح ہے کہ قدیم زمانہ میں موجُودہ دہلی سے قریباً ۶۰ میل شمال مشرق کو ہستناپُور نام کی ایک سلطنت تھی ۔ یہاں چندر ونشی آریوں کی حکومت تھی ۔ اِسی خاندان کا ایک راجہ پانڈو اِس سلطنت کا حُکمران تھا ۔ اُس کے پانچ بیٹے تھے ۔ جن کے نام تھے یُدھشٹر ۔ بھیم ۔ ارجُن ۔ نکُل ۔ سہدیو ۔ اِن پانچوں بھائیوں کو پانڈو کہتے تھے ؛

جب اِن کے باپ نے وفات پائی تو یہ سب بھائی ابھی نابالغ تھے ۔ اِس لئے ان کا تایا دھرت راشٹر جو جنم سے اندھا تھا اپنے چچا بھیشم (جو تاریخ میں بھیشم پتامہ کے نام سے مشہور ہے) کی مدد سے حکومت کا کام سرانجام دینے لگا ۔ دھرت راشٹر کے ایک سَو بیٹے تھے جن میں سے دریودھن سب سے بڑا تھا ۔ یہ سب بھائی کورو کہلاتے تھے ۔ اِس طرح پانڈو اور

کورو آپس میں چچا زاد بھائی تھے اور کئی وجوہات سے اُن میں بڑا حسد تھا۔ مہابھارت اِنہیں بھائیوں کی جنگ کی داستان ہے ؎

دھرت راشٹر جب بوڑھا ہو گیا تو اُس نے اپنے سب سے بڑے بھتیجے یُدھشٹر کو ولی عہد مقرر کیا۔ لیکن دریودھن اور اُس کے بھائی یہ بات بھلا کِس طرح گوارا کر سکتے تھے۔ اُنھوں نے اپنے باپ کی مدد سے پانڈوؤں کو بہکا کر راجدھانی سے باہر بھیج دِیا۔ اِس زمانہ میں پانڈو گھومتے پھرتے پانچال دیش میں جا نِکلے۔ وہاں پانچال کے راجہ دروپد کی لڑکی دروپدی کا سوئمبر ہو رہا تھا۔ ارجن نے سوئمبر کی شرط کو پُورا کیا اور دروپدی کی شادی اُس سے ہو گئی ؎

پانچال کے راجہ کے ساتھ رِشتہ ہو جانے سے پانڈوؤں کی طاقت بہت بڑھ گئی اور اب انہوں نے کوروؤں سے اپنا آدھا راج مانگا۔ کوروؤں نے اپنے راج کا آدھا علاقہ جو بنجر اور غیر آباد تھا پانڈوؤں کو دے دِیا۔ پانڈوؤں نے اِس علاقہ کو صاف کیا اور وہاں اِندر پرستھ نام کا ایک شہر آباد کیا اور جلدی ہی اپنی طاقت خُوب بڑھا لی۔ پھر انہوں نے ایک بہت بڑا یگیہ کیا جس میں آریہ ورت کے سب راجے شامل ہوئے۔ اِس سے کورو اور بھی زیادہ حسد سے جل اُٹھے ؎ دریودھن پانڈوؤں کو تباہ کرنے کے درپے تھا۔ چنانچہ اُس نے یگیہ کے خاتمہ پر یُدھشٹر کو جُوا کھیلنے کے لئے راضی کر لیا۔ یُدھشٹر نے جُوئے میں راج پاٹ اور دروپدی کو بھی ہار دِیا اور ایک شرط کے مطابق پانڈوؤں کو تیرہ سال کے لئے جلا وطن ہونا

پڑا۔ اِس جلاوطنی کے زمانہ کی میعاد ختم ہونے پر پانڈوؤں نے واپس آکر اپنا راج مانگا لیکن دریودھن نے سُوئی کی نوک کے برابر زمین دینے سے اِنکار کر دیا۔ اِس اِنکار کی وجہ سے کوروؤں اور پانڈوؤں میں ایک زبردست جنگ ہوئی ٭

دونوں فوجیں کوروکشیتر کے میدان میں بالمقابل ہوئیں۔ بھارت ورش کے تقریباً تمام راجگان ایک نہ ایک طرف شامل ہوئے۔ دوارکا پُوری کے راجہ شری کرشن پانڈوؤں کے طرفدار تھے اور وہ اِس جنگ میں ارجن کے رتھبان بنے۔ ارجن نے جب اپنے ہی بھائی بندوں کو بالمقابل کھڑے پایا تو اُس نے لڑنے سے انکار کر دِیا۔ لیکن شری کرشن نے اسے ایک نہایت عالمانہ اُپدیش دِیا جسے سُن کر ارجن جنگ کے لئے تیّار ہو گیا۔ اِس اُپدیش کو بھگوت گیتا کہتے ہیں ٭

کوروکشیتر کی یہ جنگ اٹھارہ دِن تک ہوتی رہی۔ انجام کار پانڈو فتحیاب ہوئے اور تمام کورو مارے گئے۔ پانڈوؤں کی فتح زیادہ تر شری کرشن کی پالیسی اور ارجن کی بہادری کا نتیجہ تھی۔ اُس کے بعد یُدھشٹر تخت پر بیٹھا اور اُس نے سارے بھارت ورش کو جیت کر اشومیدھ یگیہ کیا۔ کچھ سالوں بعد یُدھشٹر سلطنت کا کام ارجن کے پوتے پرکشت کو سونپ کر آپ اپنے بھائیوں اور دروپدی سمیت پہاڑوں کو چلا گیا جہاں اُن کی موت ہو گئی ٭

Q. Write a short note on Lord Krishna and the Bhagwat-Gita.

سوال۔ شری کرشن اور بھگوت گیتا پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭

شری کرشن | شری کرشن زمانہ شجاعت میں ایک زبردست

فلاسفر۔ مدبّر اور کرم یوگی ہو گذرے ہیں۔ آپ یادو خاندان سے تھے اور آپ کا جنم متھرا میں ہوا تھا۔ آپ نے کئی کارہائے نمایاں کئے اور پھر کاٹھیاواڑ میں دوارکا کے راجہ بنے۔ مہابھارت کی جنگِ عظیم میں آپ ارجن کے رتھبان تھے۔ اِس جنگ میں پانڈوؤں کی کامیابی زیادہ تر آپ کی حکمتِ عملی اور رہنمائی کا نتیجہ تھی۔ بہت سے ہندو آپ کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں۔

شری کرشن جی

بھگوت گیتا

بھگوت گیتا کے لفظی معنے ہیں "پرماتما کا گیت"۔ یہ نظم مہابھارت کا ایک حصّہ ہے اور اس میں وُہ اعلےٰ درجہ کا اُپدیش درج ہے جو شری کرشن جی نے مہابھارت کی جنگ شروع ہونے سے پہلے ارجن کو دِیا تھا جبکہ اُس نے اِس بنا پر لڑنے سے گریز کیا تھا کہ میں اپنے ہی بھائی بندوں کے خِلاف کیسے لڑوں۔ اِس اُپدیش کا لُبّ لُباب یہ ہے کہ رُوح غیرفانی ہے۔ مرنے والا صرف یہ جِسم ہے۔ اِنسان کو چاہئے کہ نتائج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے دھرم (فرض) پر چلے۔ گیتا کی عظمت اِس بات سے ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی شائستہ زبان ہوگی جس میں اِس کا ترجمہ موجُود نہ ہو۔

Q. What light do the Ramayana and the Mahabharata throw on the religious, social, and

پڑا۔ اِس جلاوطنی کے زمانہ کی میعاد ختم ہونے پر پانڈوؤں نے واپس آ کر اپنا راج مانگا لیکن دریودھن نے سُوئی کی نوک کے برابر زمین دینے سے اِنکار کر دیا۔ اِس اِنکار کی وجہ سے کوروؤں اور پانڈوؤں میں ایک زبردست جنگ ہوئی ۔

دونوں فوجیں کوروکشیتر کے میدان میں بالمقابل ہوئیں۔ بھارت ورش کے تقریباً تمام راجگان ایک نہ ایک طرف شامل ہوئے۔ دوارکا پُوری کے راجہ شری کرشن پانڈوؤں کے طرفدار تھے اور وہ اِس جنگ میں ارجن کے رتھبان بنے۔ ارجن نے جب اپنے ہی بھائی بندوں کو بالمقابل کھڑے پایا تو اُس نے لڑنے سے اِنکار کر دیا۔ لیکن شری کرشن نے اسے ایک نہایت عالمانہ اُپدیش دیا جسے سُن کر ارجن جنگ کے لئے تیّار ہو گیا۔ اِس اُپدیش کو بھگوت گیتا کہتے ہیں ۔

کوروکشیتر کی یہ جنگ اٹھارہ دِن تک ہوتی رہی ۔ انجام کار پانڈو فتحیاب ہوئے اور تمام کورو مارے گئے۔ پانڈوؤں کی فتح زیادہ تر شری کرشن کی پالیسی اور ارجن کی بہادری کا نتیجہ تھی۔ اُس کے بعد یُدھشٹر تخت پر بیٹھا اور اُس نے سارے بھارت ورش کو جیت کر اشومیدھ یگیہ کیا۔ کچھ سالوں بعد یُدھشٹر سلطنت کا کام ارجن کے پوتے پرکشت کو سونپ کر آپ اپنے بھائیوں اور دروپدی سمیت پہاڑوں کو چلا گیا جہاں اُن کی موت ہو گئی ۔

Q. Write a short note on Lord Krishna and the Bhagwat-Gita.

سوال۔ شری کرشن اور بھگوت گیتا پر ایک مختصر نوٹ لکھو ۔

شری کرشن | شری کرشن زمانہ شجاعت میں ایک زبردست

فلاسفر۔ مدبّر اور کرم یوگی ہو گذرے ہیں۔ آپ یادو خاندان سے تھے اور آپ کا جنم متھرا میں ہوا تھا۔ آپ نے کئی کارہائے نمایاں کئے اور پھر کاٹھیاواڑ میں دوارکا کے راجہ بنے۔ مہابھارت کی جنگِ عظیم میں آپ ارجن کے رتھبان تھے۔ اِس جنگ میں پانڈوؤں کی کامیابی زیادہ تر آپ کی حکمتِ عملی اور رہنمائی کا نتیجہ تھی۔ بہت سے ہندو آپ کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں ٭

شری کرشن جی

بھگوت گیتا

بھگوت گیتا کے لفظی معنے ہیں "پرماتما کا گیت"۔ یہ نظم مہابھارت کا ایک حصّہ ہے اور اس میں وُہ اعلےٰ درجہ کا اُپدیش درج ہے جو شری کرشن جی نے مہابھارت کی جنگ شروع ہونے سے پہلے ارجن کو دیا تھا جبکہ اُس نے اِس بنا پر لڑنے سے گریز کیا تھا کہ میں اپنے ہی بھائی بندوں کے خلاف کیسے لڑوں۔ اِس اُپدیش کا لُبِ لُباب یہ ہے کہ رُوح غیرفانی ہے۔ مرنے والا صرف یہ جسم ہے۔ اِنسان کو چاہئے کہ نتائج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے دھرم (فرض) پر چلے۔ گیتا کی عظمت اِس بات سے ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی شائستہ زبان ہوگی جس میں اِس کا ترجمہ موجود نہ ہو ٭

Q. What light do the Ramayana and the Mahabbharata throw on the religious, social, and

political life of the ancient Hindus ?

(P. U. 1935, 52)

Or,

Describe the historical importance of the Epics.

سوال۔ رامائن اور مہابھارت سے قدیم ہندوؤں کی مذہبی، مجلسی اور پولیٹیکل حالت کے متعلق کیا پتہ چلتا ہے ؟

یا

بتاؤ کہ رامائن اور مہابھارت کی تاریخی اہمیت کیا ہے ؟

رامائن اور مہابھارت کی تاریخی اہمیت

رامائن اور مہابھارت زمانۂ شجاعت کا سب سے بڑا ماخذ ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ جب آریہ لوگ پنجاب سے آگے بڑھ کر جمنا اور گنگا کی وادیوں میں آباد ہو چکے تھے تو ان کی تہذیب میں بہت کچھ تبدیلی آ گئی تھی ؟

ا۔ مذہبی حالت

اس زمانہ کے مذہب میں ویدک زمانہ کی اعلےٰ سادگی نہ تھی۔ بلکہ اس میں کئی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ ایک تو ویدک زمانہ کے قدرتی مظاہر کی پرستش کی بجائے اب دیوی دیوتاؤں کی پوجا شروع ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے دیوتا ترمورتی یعنی وشنو۔ شو اور برہما تھے۔ دوسرے پوجا پاٹھ کا طریقہ نہایت پیچیدہ اور مہنگا ہو گیا تھا۔ اس خیال سے کہ دیوتا قربانیوں اور یگیوں سے خوش ہوتے ہیں بڑی بڑی قربانیاں اور قیمتی یگیہ کئے جانے لگے اور لوگ مذہب کی اصلیت کو چھوڑ کر ظاہرا رسم و رواج کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ اس سے

پجاریوں اور برہمنوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا اور اُنہوں نے اپنے اس اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے یگیہ اور ہون کا سلسلہ بہت پیچیدہ بنا دیا تھا۔ لوگ ویدک زمانہ کی طرح آواگمن[1] مسئلہ کرم[2] اور مُکتی میں یقین رکھتے تھے۔

۲۔ مجلسی حالت

اس زمانہ میں ذات پات مضبوط طور پر قائم ہو چکی تھی۔ اور برہمنوں کا درجہ بہت اُونچا ہو گیا تھا۔ انسانی زندگی کو چار حصّوں یا چار آشرموں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ عورتوں کو مکمّل آزادی تھی اور وُہ تعلیم بھی حاصل کرتی تھیں۔ پردے اور بچپن کی شادی کا رواج نہ تھا۔ اعلیٰ حکمران خاندانوں کی لڑکیاں اپنا ور خُود چُنا کرتی تھیں۔ اس رسم کو سوئمبر کہتے تھے۔ بیوہ عورتیں دوبارہ شادی کر لیتی تھیں۔ لوگ عموماً گاؤں میں رہتے تھے۔ لیکن کئی ایک بڑے بڑے شہر مثلاً ایودھیا۔ متھلا۔ اندر پرستھ۔ ہستنا پُور۔ متھرا وغیرہ بھی قائم ہو چکے تھے۔

---

[1] آواگمن۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ رُوح ایک جسم کی مَوت پر اُسے چھوڑ کر دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور اس طرح وُہ اس وقت تک جسم بدلتی رہتی ہے جب تک کہ وُہ تمام آلائشوں سے پاک صاف ہو کر ایک عالمگیر رُوح میں نہ مِل جائے۔ اس مسئلہ کو آواگمن یا تناسخ کہتے ہیں اور اس جنم اور مرن کے بندھن سے رُوح کو آزاد ہو کر ایک عالمگیر رُوح میں مِل جانے کو موکش یا مُکتی کہتے ہیں۔ اس موکش کا حاصل کرنا ہی ہر ہندو کا مُدعائے زندگی ہے۔

[2] مسئلہ کرم۔ ہندوؤں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے خواہ اچھّے یا بُرے وُہ ضائع نہیں جاتے بلکہ ان کا پھل ضرور ملتا ہے اور رُوح انسان کے اچھّے یا بُرے کرموں کے مطابق جسم بدلتی ہے۔

لوگوں کے بڑے پیشے کاشتکاری اور مویشی پالنا تھے لیکن صنعت و حرفت اور تجارت کا کام بھی ترقی پر تھا۔ کانکنی کا کام بھی ہوتا تھا ۔

۳۔پولیٹکل حالت

اِس زمانہ میں ویدک عہد کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کی جگہ بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوگئی تھیں۔ رامائن اور مہابھارت میں کئی سلطنتوں اور جمہوری حکومتوں کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً پانچال۔ کوشل۔ ودیہہ۔ کاشی۔ مگدھ وغیرہ اب راجہ کا عہدہ موروثی ہوگیا تھا اور علاقوں کے وسیع ہو جانے سے راجاؤں کے اختیارات اور حقوق بہت بڑھ گئے تھے۔ سمتی اور سبھا وغیرہ مجلسوں کا اقتدار بہت کم ہو گیا تھا۔ تاہم تاجپوشی کے وقت راجہ کو حلف لینا پڑتا تھا کہ وہ ملک اور رعایا کی بھلائی کا خیال رکھے گا اور قانون کا پابند رہے گا۔ ظالم اور نافرض شناس راجہ کو گدی سے اُتارا جا سکتا تھا۔ کبھی کبھی کوئی راجہ جو دوسروں سے طاقتور ہوتا تھا اشومیدھ یگیہ کرتا تھا ۔

سرکاری آمدنی کا بڑا ذریعہ زمین کا لگان ہوتا تھا جو کُل پیداوار کا ۱/۶ حصہ ہوتا تھا اور اکثر جنس میں ادا کیا جا سکتا تھا۔ اِس کے علاوہ کئی اور ٹیکس بھی تھے۔ جنگ کے لئے باقاعدہ فوج ہوتی تھی جو چار حصوں یعنی پیدل۔ رسالہ۔ رتھوں اور ہاتھیوں پر مشتمل تھی ۔

Q. What do you know about the Caste System of the Hindus? Discuss its merits and demerits.

(P. U. 1922, 26)

سوال۔ ہندوؤں کے مسئلہ ذات پات سے تم کیا سمجھتے ہو؟ اس کے فائدے اور نقصان بتاؤ ۔

ذات پات سے مُراد

ہندُو سوسائٹی قدیم زمانہ سے چار بڑے بڑے گروہوں (۱) برہمن (۲) کشتری (۳) ویش اور (۴) شُودر میں بٹی چلی آئی ہے۔ اِن گروہوں کو ذاتیں کہتے ہیں۔ ذاتوں کی تقسیم صرف ہندوستان میں ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ شرُوع شرُوع میں یہ تقسیم پیشوں کے لحاظ سے کی گئی تھی اور ایک ذات سے دوسری ذات میں جانا مُشکل نہ تھا مگر جُوں جُوں وقت گُذرتا گیا ذات پات مورُوثی ہو گئی۔ یعنی بجائے پیشوں کے پیدائش پر موقوف ہو گئی۔ اور ایک ذات سے دوسری ذات میں جانا ناممکن ہو گیا

آج کل انگریزی تعلیم اور ضروریاتِ زمانہ کی وجہ سے ذات پات کی پابندیاں کم ہو رہی ہیں۔ کئی ایک ذات پات توڑک سبھائیں بھی اس کے خلاف کام کر رہی ہیں اور آہستہ آہستہ ذات پات کا زور ٹوٹ رہا ہے۔ ہمارے آئین نے بھی چھُوت چھات کو ختم کر دیا ہے اور کسی کو اچھُوت سمجھنا قابلِ سزا قرار دیا ہے۔

ذات پات کی اِبتدا

یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ذات پات کی اِبتدا کب ہوئی کِن حالات میں ہوئی۔ عام خیال یہ ہے کہ ویدک زمانہ میں جب آریہ لوگ پنجاب میں رہتے تھے ذات پات کی کوئی خاص تمیز نہ تھی۔ صرف اِتنا تھا کہ گورے رنگ کے حملہ آور اپنے آپ کو آریہ اور اصلی باشندوں کو جن کا رنگ کالا تھا داس یا دسیو یعنی غلام کہتے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب آریہ لوگ پنجاب سے بڑھتے ہوئے دریائے جمنا اور گنگا کی وادیوں میں آ پہنچے (یعنی زمانہ شجاعت میں) تو ان میں ذات پات شروع ہو گئی۔ اس کی

وجہ یہ ہوئی کہ آریوں نے اب بہت سی سلطنتیں قائم کر لیں اور فتوحات بڑھانی شروع کیں۔ اس سے ان کی ضروریات اس قدر بڑھ گئیں کہ ایک ہی آدمی کے لئے یگیہ کرنا۔ روزی کمانا اور جنگ میں حصہ لینا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ مختلف کام سوسائٹی کے مختلف حصوں کے سپرد ہو گئے اور آریوں کی چار ذاتیں بن گئیں:-

۱۔ برہمن۔ یہ لوگ بڑے عالم اور تپسوی ہوتے تھے۔ اِن کا کام علم پڑھنا اور مذہبی رسُوم ادا کرنا تھا۔ اِن کی خاص طور پر عزت کی جاتی تھی۔ راجاؤں کے وزیر عموماً برہمنوں سے ہی چُنے جاتے تھے ؛

۲۔ کھشتری۔ اِن کا کام جنگ لڑنا اور مُلک کی حفاظت کرنا تھا۔ راجہ لوگ عموماً اِسی ذات میں سے ہوتے تھے ؛

۳۔ ویش۔ اِن کا کام تجارت اور کھیتی باڑی کرنا تھا ؛

۴۔ شُودر۔ اِن کا کام باقی تین ذاتوں کی خدمت بجا لانا تھا۔ اس ذات میں اپنے دھرم سے گِرے ہوئے آریہ لوگ اور ہندوستان کے مفتوحہ اصلی باشندے شامل تھے ؛

نوٹ۔ اِن ذاتوں میں سے پہلی تین ذاتوں کے لوگ اُونچے مانے جاتے تھے اور چونکہ وُہ تعلیم حاصل کر کے ایک نیا جنم پاتے تھے اِس لئے انھیں دُوِج یا دوجنما کہتے تھے ؛

ذاتوں میں اِضافہ

اس کے بعد ذاتوں کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ آجکل ہندوستان میں تقریباً تین ہزار چھوٹی چھوٹی ذاتیں ہیں۔ ذاتوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کی کئی وجوہات تھیں۔ مثلاً:-

۱۔ ہندوستان کی اصلی قوموں نے ہندو مذہب میں داخل ہو کر

علیحدہ ذاتیں قائم کر لیں۔ مثلاً وسط ہند کے گونڈ اور بنگال کے راج ونشی ۔

۲۔ غیر ملکی حملہ آوروں نے بھی اس طرح علیحدہ ذاتیں بنا لیں۔ جیسے گوجر اور ہون ۔

۳۔ برادری سے خارج ہوئے ہوئے لوگوں کی علیحدہ ذاتیں بن گئیں ۔

۴۔ ایک ہی ذات کے لوگوں کے مختلف مقامات پر رہائش اختیار کر لینے سے نئی ذاتیں بن گئیں۔ مثلاً کشمیری برہمن۔ گجراتی برہمن - پنجابی برہمن ۔

۵۔ کئی لوگوں کے مختلف پیشے اختیار کرنے کی وجہ سے الگ ذاتیں بن گئیں۔ مثلاً سُنار۔ لوہار۔ ترکھان۔ چمار۔ جولاہے وغیرہ ۔

ذات پات کے فائدے

ذات پات کے بڑے بڑے فوائد مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ علم و ہنر میں ترقی ۔ ذات پات کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ ہر شخص اپنے باپ دادا کا پیشہ اختیار کرنے لگا۔ چنانچہ بہت سے علم و ہنر خاص خاص خاندانوں اور ذاتوں کے ورثہ میں آ گئے جس سے علم و ہنر نے بہت ترقی کی ۔

۲۔ نیک اخلاق ۔ ذات پات کی وجہ سے لوگوں کا اخلاق اور چال چلن خاص کر اونچی ذاتوں کا بڑی حد تک سُدھرا رہا۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں بُرے کاموں کی وجہ سے وہ برادری سے خارج نہ کر دئے جائیں ۔

۳۔ برادری کا جذبہ ۔ ایک ہی ذات کے لوگوں میں گہری محبت اور ہمدردی ہو گئی اور برادری کا احساس ہو گیا جس سے

امیر لوگوں نے غریبوں کی مدد کرنی شروع کر دی ۔

۴۔ عُمدہ نسل۔ ادنےٰ ذاتوں کے ساتھ شادی نہ کرنے سے اعلےٰ ذاتیں اپنی نسلی برتری قائم رکھ سکیں ۔

۵۔ روزی کے مسئلے کا حل۔ چونکہ ذات گذرنے پر پیشہ ذات پر منحصر ہو گیا۔ اس لئے کسی آدمی کے لئے یہ فکر نہ رہا کہ وہ کونسا پیشہ اختیار کرے۔ اس کا پیشہ اس کے لئے پہلے ہی مقرر ہوتا تھا ۔

ذات پات کے نقصان

اس میں شک نہیں کہ ذات پات سے کئی فائدے ہوئے لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے کئی نقصان بھی ہوئے۔

۱۔ قومی ترقی میں رکاوٹ۔ ذاتوں کی وجہ سے ہندو سوسائٹی بیشمار حصوں میں بٹ گئی جن میں باہمی عداوت اور حسد رہنے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو ایک مضبوط اور متحد قوم نہ بن سکے اور مشترکہ خطرے کے وقت بھی وہ متحد نہ ہو سکے ۔

۲۔ ذاتی ترقی میں رکاوٹ۔ جب رفتہ رفتہ ذات پات جنم پر منحصر ہو گئی تو کسی شخص کے لئے اپنے باپ دادا کے پیشے کو چھوڑ کر کوئی اور پیشہ اختیار کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا اور یہ بات انسان کی ذاتی قابلیت کی نشو و نما میں ایک بڑی بھاری رکاوٹ ثابت ہوئی۔ اس کے علاوہ کئی ہندو ذات پات کی پابندیوں کی وجہ سے غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ جا سکے ۔

۳۔ رشتے ناطے میں رکاوٹ۔ ذات پات کے سلسلہ نے ہندوؤں میں شادی کے دائرے کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔ کئی دفعہ

تو ایک ہی ذات کے اندر موزوں رشتے نہیں ملتے اور
کئی ہندو صرف شادی نہ ہونے کی وجہ سے دُوسرے
مذہبوں میں چلے جاتے ہیں ٭

۴۔ ہندو آبادی کے اضافہ میں رُکاوٹ۔ موجودہ زمانہ میں
ذات پات کا یہ بھی ایک نقصان ہے کہ غیر ہندوؤں کے لئے
ہندو مذہب میں شامل ہو جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انہیں
کسی ذات میں بھی مساوات کا درجہ نہیں دیا جاتا ٭

۵۔ چھُوت چھات کا مسئلہ۔ اُونچی ذات کے لوگوں نے چھوٹی
ذات کے لوگوں سے نفرت کرنی شروع کر دی اور اس طرح
چھُوت چھات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو ہندو سوسائٹی کو اندر
ہی اندر گھُن کی طرح کھاتے جا رہا ہے۔ اب ہماری سرکار
نے چھُوت چھات کو قانوناً ممنوع قرار دیا ہے ٭

Q. Write a short note on the Ashramas.

سوال۔ انسانی زندگی کے چار آشرموں پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭

آشرم زمانۂ شجاعت میں آریوں کی مجلسی زندگی میں جہاں ذات
پات شروع ہوئی وہاں ہر انسان کی زندگی کو بھی جو
اوسطاً سو سال خیال کی جاتی تھی مختلف کام سرانجام دینے کے
لئے چار حصّوں یا چار آشرموں میں بانٹ دیا گیا۔ ہر ایک آشرم
۲۵ سال کا تھا۔ ان آشرموں کے نام مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ برہم چریہ آشرم
۲۔ گرہست آشرم
۳۔ بان پرستھ آشرم
۴۔ سنیاس آشرم

۱- برہم چریہ آشرم - یہ آشرم پہلے ۲۵ سال کی عُمر تک ہوتا تھا۔ اس میں انسان برہم چاری رہ کر تعلیم حاصل کرتا تھا۔ محنت اور سادگی کی زندگی بسر کرتا تھا اور گورو کے آشرم میں رہتا تھا۔

۲- گرہستھ آشرم - یہ آشرم ۲۵ برس سے ۵۰ برس تک تھا۔ اس میں انسان خانہ داری کی زندگی بسر کرتا تھا اور نیک کمائی سے اپنے بال بچّوں کا گُذارہ کرتا تھا ؎

۳- بان پرستھ آشرم - یہ آشرم ۵۰ سے ۷۵ برس تک تھا - اس میں انسان گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں چلا جاتا اور وہاں خُدا کی عبادت میں مصرُوف رہتا تھا ؎

۴- سنیاس آشرم - یہ آشرم ۷۵ سے ۱۰۰ برس تک تھا - اس میں انسان مذہبی رسُومات سے آزاد ہو جاتا تھا - مثلاً چوٹی اور جنیئو کی بھی ضرورت نہ ہوتی تھی - اس آشرم میں بڑے بڑے سادھو مہاتما ہوتے تھے اور گرہستی لوگ ان سے اُپدیش حاصل کرتے تھے ؎

نوٹ - ان آشرموں میں ہندوؤں کے نزدیک گرہستھ آشرم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے کیونکہ اسی آشرم کے سہارے پر باقی آشرموں کا وجُود ممکن ہے ؎

آریوں کی مُقدّس کتابیں

مُقدّس کتابوں کی قسمیں

آریوں کی مُقدّس کتابیں دو قسم کی ہیں :-

۱- شرُتی

۲ — سمرتی

۱ — شُرتی ۔ شُرتی سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں "سُنی ہوئی"۔ چُنانچہ شُرتی سے مُراد وُہ کتابیں ہیں جن کا مضمون براہِ راست پرماتما سے پُرانے رِشیوں پر نازل ہُوا یعنی الہامی کتابیں۔ دراصل ویدوں کو شُرتی کہتے ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے خیال کے مطابق ان کا مضمون دُنیا کے آغاز میں براہِ راست پرماتما کی طرف سے رِشیوں پر نازل ہُوا تھا۔ لیکن برہمن گرنتھ اور اُپنِشدوں کو بھی جن کا اِنحصار ویدوں پر ہے شُرتی ہی مان لیا جاتا ہے ÷

۲ — سِمرتی ۔ سِمرتی کے معنے ہیں "یاد داشت"۔ چُنانچہ سِمرتی سے مُراد وُہ کتابیں ہیں جن کا مضمون رشیوں نے خود سوچا اور پھر وُہ ایک نسل سے دُوسری نسل تک یادداشت کے ذریعہ پہنچتا رہا اور وقت آنے پر وہ لِکھ لیا گیا۔ اِن سمرتیوں میں دُنیاوی فرائض اور تقسیم جائداد وغیرہ کے متعلق قواعد درج ہیں۔ یہ سِمرتیاں مُختلف وقتوں اور مُلک کے مُختلف حِصّوں کی ضرُوریات کے مُطابق بدلتی رہی ہیں۔ اِن میں سب سے مشہور منُو سِمرتی ہے ÷

نوٹ ۔ رامائن اور مہابھارت کو اِتہاس کہتے ہیں ÷

Q. Write short notes on :—

The Vedas, The Upanishads, The Six Schools of Hindu Philosophy, Manu and his Code, The Puranas.

سوال ۔ مندرجہ ذیل پر مُختصر نوٹ لکھو:۔ وید ۔ اُپنشد ۔ چھ درشن ۔

بھگوت گیتا۔ منو اور اس کا دھرم شاستر۔ پران ؛

وید ۔ وید ہندوؤں کی سب سے مقدس کتابیں ہیں۔ ہندو انہیں الہامی مانتے ہیں۔ اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ ہمیشہ سے چلی آئی ہیں لیکن یورپ کے عالموں کا اس بارہ میں ہندوؤں سے اختلاف رائے ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ وید اڑھائی تین ہزار سال قبل مسیح میں لکھے گئے اور رگ وید ان سب میں پرانا ہے ؛

وید تعداد میں چار ہیں :- (۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھرو وید ؛

۱۔ رگ وید۔ اس وید میں ایک ہزار سے کچھ زیادہ منتر درج ہیں جن میں زیادہ تر ورن۔ اگنی وغیرہ قدرتی دیوتاؤں کی ستائش کی گئی ہے۔ یہ وید دُنیا میں سب سے پرانی کتاب خیال کی جاتی ہے ؛

۲۔ یجر وید۔ اس وید میں زیادہ تر یگیہ کے لئے منتر درج ہیں ؛

۳۔ سام وید۔ اس کے زیادہ تر منتر رگ وید سے لئے گئے ہیں۔ یہ وید ہندوؤں کے علم موسیقی کا منبع ہے ؛

۴۔ اتھرو وید۔ اس وید میں بیماریوں سے بچنے۔ دشمنوں کو نقصان پہنچانے اور دیگر حصول مطلب کے لئے منتر درج ہیں۔ اس کو بہت عرصہ تک لوگوں نے وید ہی تسلیم نہیں کیا ؛

اُپنشد ۔ اُپنشد آریہ فلسفہ یا برہم ودیا (علم الٰہی) کی سب سے پرانی کتابیں ہیں۔ ان میں ایسی باتوں پر بحث کی گئی ہے کہ پرماتما کیا ہے؟ آتما کیا ہے؟ پرماتما اور آتما (روح) کا کیا تعلق ہے؟ مادہ کیا ہے؟ زندگی اور موت کیا ہیں؟ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اُپنشدوں کی تعداد تو دو سو

کے قریب ہے۔ لیکن ان میں سے دس اُپنشدیں زیادہ مُستند مانی جاتی ہیں ۔

اُپنشدوں کی عزت صرف ہندو ہی نہیں کرتے بلکہ کئی غیر ہندو بھی ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کے ترجمے دُنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ جرمنی کا ایک مشہور فلاسفر شوپن ہائر (Schopenhauer) ان کا بڑا مداح تھا۔ وہ لکھتا ہے "اُپنشدوں سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی مطالعہ نہیں۔ میری زندگی میں میرے لئے یہ باعثِ تسکین رہی ہیں اور زندگی کے بعد بھی رہیں گی"۔

چھ درشن

درشن یا شاستر بھی آرین فلسفہ کی کتابیں ہیں۔ ان میں فلسفہ کے مسائل کو ہی زیادہ وضاحت اور ترتیب کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان درشنوں کی تعداد چھ ہے۔ ان کے نام یہ ہیں :-

(۱) سانکھیہ شاستر (۲) یوگ شاستر (۳) نیائے شاستر (۴) ویشیشک شاستر (۵) پورو میمانسا اور (۶) اُتر میمانسا

۱۔ سانکھیہ شاستر۔ اس شاستر کا مُصنف کپل رشی تھا۔ اُس نے ایشور کی ہستی کو نظر انداز کیا ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ صرف مادہ اور رُوح ہی دو ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ سے چلی آئی ہیں اور ہمیشہ قائم رہی ہیں۔ ان دونوں میں بڑا اُنس ہے اور ان دونوں کے ملاپ سے ہی دُنیا بنی ہے۔ کپل مسئلہ تناسخ اور مسئلہ کرم میں بھی اعتقاد رکھتا ہے اور موکش یا مُکتی کو زندگی کا آخری مقصد سمجھتا ہے۔

۲۔ یوگ شاستر۔ اس شاستر کا مُصنف پتنجلی رشی تھا۔ اس کا خیال ہے کہ جہاں مادہ اور رُوح غیر فانی ہیں وہاں ایشور

بھی ہمیشہ رہنے والا ہے اور اِن دونوں سے برتر ہے۔
پتنجلی بھی موکش یا مُکتی کو ہی زندگی کا آخری مقصد قرار دیتا ہے لیکن اس کا ذریعہ وہ یوگ یعنی خُدا کا دھیان بتاتا ہے۔ اِس شاستر میں وُہ طریقے بھی بتائے گئے ہیں جن سے آتما کا پرماتما سے مِلاپ ہو سکتا ہے ؂

۳۔ نیائے شاستر۔ اِس شاستر کا مصنّف گوتم رِشی تھا (یہ گوتم بُدھ نہیں تھا بلکہ ایک اور رِشی تھا)۔ اِس شاستر میں ہندوؤں کے عِلم منطق کا بیان ہے۔ گوتم بھی خُدا کی ہستی کو مانتا تھا اور مسئلہ تناسخ۔ کرم اور مُکتی میں اعتقاد رکھتا تھا۔

۴۔ ویشیشک شاستر۔ اِس شاستر کا مُصنّف کناد رِشی تھا۔ اِس نے خُدا کی ہستی کو نظر انداز کیا ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ دُنیا چھوٹے چھوٹے پرمانوؤں یعنی ذرّوں (atoms) سے بنی ہوئی ہے اور کہ یہ پرمانو غیر فانی ہیں۔ اور اپنے آپ ہی اِن کا مِلاپ ہوتا رہتا ہے۔ اِس طرح خاکی ذرّات سے زمین بنی اور آبی ذرّات سے سمندر بن گئے۔ وہ مُکتی کے لئے گیان پر زور دیتا ہے ؂

۵۔ پُورو میمانسا۔ اِس شاستر کا مُصنّف جیمنی رِشی تھا۔ اس نے ویدوں کو الہامی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کرم کانڈ یعنی یگیہ وغیرہ رُسومات پر بحث کی ہے اور مُکتی پانے کے لئے اِن رسُومات کی ادائیگی کو اِنسان کے لئے ضروری سمجھا ہے ؂

۶۔ اُتر میمانسا یا ویدانت۔ اِس شاستر کا مُصنّف ویاس رِشی تھا۔ اِس کو ویدانت بھی کہتے ہیں۔ یہ سب درشنوں کا سرتاج

مانا گیا ہے۔ اِس میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمام دُنیا میں سوائے خُدا کے اور کچھ بھی نہیں۔ وُہ ایک خدا ساری دُنیا کا منبع ہے۔ وُہی ایک حقیقت ہے۔ سب کچھ اُسی سے پیدا ہُوا اور اُسی میں مل جائے گا ☆

منُوسِمرتی منُو ہندوؤں کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا واضع قوانین تھا۔ اُس نے ہندو قوانین کا ایک مجموعہ تیار کیا جسے منُو کا دھرم شاستر کہتے ہیں۔ اِسی دھرم شاستر سے کسی بعد کے زمانہ میں موجودہ منُوسِمرتی نام کی کتاب نظم میں تصنیف کی گئی۔ اِس کتاب میں جائداد کی تقسیم۔ راجہ اور رعایا کے فرائض۔ چار ذاتوں کے فرائض اور اِنسانی زِندگی کے مختلف حصّوں یعنی چار آشرموں کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ یورپ کے عالم منُوسِمرتی کی تصنیف کا زمانہ دوسری صدی عیسوی قرار دیتے ہیں لیکن ہندو اسے بہت قدیم خیال کرتے ہیں ☆

پُران پُران کے لفظی معنے پُرانا ہے۔ یہ ہندوؤں کی قدیم کتابیں ہیں۔ اِن میں دُنیا کا آغاز۔ دیوتاؤں کے کارنامے۔ پُرانے خاندانوں کے شجرہ ہائے نسب۔ تاریخی واقعات اور دھرم کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ پُران تعداد میں اٹھارہ ہیں اور اکثر عالموں کی رائے ہے کہ اپنی موجُودہ شکل میں یہ پُران گپت عہد میں تصنیف ہوئے۔ اِن اٹھارہ پُرانوں میں سے بھاگوت پُران، وِشنُو پُران اور وایُو پُران بہت مشہور ہیں۔ بھاگوت پُران میں شری کرشن کی اِبتدائی زِندگی کا حال درج ہے۔ یہ سب پُران قدیم ہندو ہسٹری کے بڑے ماخذ ہیں ☆

باب دُوسرا

بُدھ مت اور جَین مت

چھٹی صدی قبل از مسیح

بُدھ مت اور جَین مت کا آغاز

جب ہندی آریہ ہندوستان میں وارد ہوئے تو اُن کا وقت زیادہ تر اصلی باشندوں کے ساتھ لڑنے بھڑنے میں گزرتا تھا مگر جب اُنہوں نے گنگا کے میدان پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنی ریاستیں قائم کر لیں تو اُن کا خیال زیادہ تر مذہب کی طرف ہو گیا تاکہ مکتی مل سکے۔ رفتہ رفتہ مذہب رسُومات کا مجمُوعہ بن گیا۔ جانوروں کی قربانیاں زیادہ ہونے لگیں۔ یگیہ وغیرہ پر بڑا روپیہ خرچ ہونے لگا۔ ذات پات مضبُوطی سے قائم ہو گئی اور برہمنوں کا اقتدار بہُت بڑھ گیا اور یہ سب باتیں مُکتی پانے کے لیے ضروری سمجھی جانے لگیں۔

کئی لوگ اِن باتوں سے نفرت کرنے لگ گئے۔ اور چھٹی صدی قبل از مسیح میں ہندوستان میں کئی مذہبی فرقے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اِن میں سے صِرف دو فرقے ابھی تک زندہ ہیں جن کی بنیاد دو کشتری شہزادوں نے ڈالی۔ اِن میں سے ایک بُدھ مذہب ہے جس کا بانی سدھارتھ تھا اور دُوسرا جَین مذہب جس کا بانی وردھمان مہابیر تھا۔ اِن دونوں مذہبوں کا مُدعا ہندو مذہب

کی بُرائیوں کو دُور کر کے اُس کا سُدھار کرنا تھا۔

Q. Give a short sketch of the life of Buddha and state the chief doctrines which he preached.

(P. U. 1956, 58, 60)

Also compare and contrast Buddhism and Hinduism.

(Important)

سوال۔ بدھ کی زندگی اور تعلیم کا مختصر حال بیان کرو اور بدھ مت اور ہندو مت میں مشابہت اور فرق بتاؤ۔

گوتم بدھ

۶۲۳ ق م سے ۵۴۳ ق م

بچپن۔ گوتم ایک کشتری شہزادے تھے اور ریاست کپل وستو (واقع نیپال کی ترائی) کے راجہ شدھودن کے بیٹے تھے۔

وہ ۶۲۳ ق م میں (یا بعض مؤرخوں کے خیال میں ۵۶۷ یا ۵۶۳ ق م میں) لمبنی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اُن کا بچپن کا نام سدھارتھ تھا۔ بعد میں یہی سدھارتھ بدھ کے نام سے مشہور ہوئے اور چونکہ وہ شاکیہ قوم سے تھے اس لئے اُنہیں "شاکیہ مُنی" بھی کہتے ہیں۔ اُن کے خاندان کا نام گوتم تھا۔

شادی۔ گوتم بدھ کی پرورش بڑے ناز و نعمت میں ہوئی اور انہیں کشتری راجکماروں کی طرح اعلےٰ تعلیم دلائی گئی لیکن وہ شروع سے ہی سوچ بچار میں ڈوبے رہتے تھے اور کسی کو تکلیف میں دیکھ کر بہت اُداس اور بے چین ہو جاتے

مہاتما بدھ

تھے۔ اُن کے باپ نے شہزادہ کی یہ حالت دیکھ کر ان کے خیالات
کو بدلنا چاہا۔ چنانچہ ۱۸ سال کی عمر میں اُن کی شادی ایک خوبصورت
شہزادی یشودھرا کے ساتھ کر دی گئی لیکن اس سے اُن کی
سوچ بچار کی عادت کم نہ ہوئی ۔

گھر بار چھوڑنا۔ کئی ایک موقعوں پر گوتم کو بڑھاپا۔ بیماری
اور موت کے دردناک نظارے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس سے
اُن کا دل دُنیا سے اُچاٹ ہو گیا اور اُنہوں نے سمجھ لیا کہ دُنیا
دُکھوں اور مصیبتوں سے بھرپور
ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اس دُنیا
کی تکلیفوں سے رہائی پانے
یعنی مکتی حاصل کرنے کا طریقہ
ڈھونڈنا چاہا۔ ایک دفعہ اُنہوں
نے ایک سادھو کو دیکھا جس
سے اُن کے دل میں دُنیا کو
چھوڑنے کا خیال پیدا ہو گیا۔
شادی سے دس سال بعد
اُن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام راہل رکھا گیا۔ اب
انہوں نے کہا کہ ایک اور بندھن پڑ گیا ہے۔ اُنہوں نے مصمم
ارادہ کر لیا کہ گھر چھوڑ جاؤں۔ چنانچہ ۲۸ سال کی عمر میں ایک
رات اپنی بیوی اور بچے کو سویا ہوا چھوڑ کر وہ جنگلوں کو چلے
گئے۔ بودھی لوگ اس واقعہ کو مہا تیاگ کہتے ہیں ۔
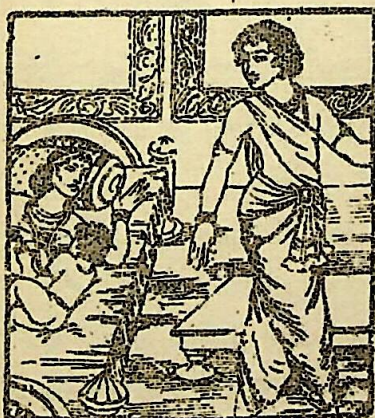
بُدھ بننا۔ پہلے پہل گوتم نے دو برہمن سادھوؤں سے تعلیم
حاصل کی۔ مگر انہیں سچی تسکین نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے چھ سال

تک سخت ریاضت کی۔ یہاں تک کہ سُوکھ کر کانٹا ہو گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ آخر وہ شہر گیا کے قریب ایک بڑ کے درخت کے نیچے سمادھی لگا کر بیٹھ گئے۔

یہاں انہیں ایک خاص روشنی نظر آئی اور اُنہوں نے اپنے خیال کے مُطابق دُنیا کے دُکھوں سے بچنے اور سچّی راحت حاصل کرنے کا طریقہ ڈھونڈ لیا۔ اور وہ یہ تھا کہ انسان کے اعمال نیک ہونے چاہئیں۔ اُس وقت سے وُہ بُدھ یعنی عارف کہلانے لگے۔ اُس وقت بُدھ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

سمادھی لگائے ہوئے
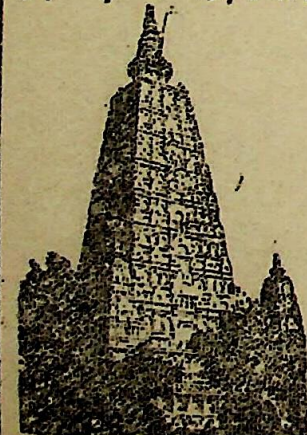
اب اُنہوں نے باقی لوگوں تک بھی یہ روشنی پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ مذہب کا پرچار۔ اِس کے بعد مہاتما بُدھ نے اپنے مذہب کا پرچار کرنا شروع کیا۔ اور بنارس کے نزدیک سارناتھ کے مقام پر اپنا پہلا وعظ کیا جو اُن کی تعلیم کا نچوڑ تھا۔ وہاں پانچ سادھو اُن کے چیلے بن گئے۔ اس کے بعد اُن کے پیروؤں کی تعداد بڑھتی گئی اور بُدھ نے بھکشوؤں کی ایک زبردست تنظیم یا سنگھ کی بنیاد ڈالی جس نے اس مذہب کو دُور دُور تک پھیلا دیا۔

بُدھ گیا کا مہابودھی مندر

بُدھ اپنی عمر کے بقایا ۴۵ سال ریاست مگدھ (موجودہ بہار) اور اُس کے گرد و نواح میں اپنے مذہب کا پرچار کرتے رہے۔ وہ اپنے وطن یعنی کپل وستو بھی گئے جہاں اُن کے باپ اور تمام خاندان نے بھی اِس مذہب کو قبول کر لیا ٭

وفات۔ آخر ۸۰ سال کی عمر میں یعنی ۴۸۳ ق م میں (یا بعض مؤرخوں کے خیال میں ۴۸۷ یا ۴۸۸ ق م میں) بُدھ نے کشی نگر (واقع ضلع گورکھپور) کے مقام پر وفات پائی ٭

بُدھ کی تعلیم

بُدھ کی تعلیم بڑی آسان تھی۔ اِس میں فلسفہ کی کوئی پیچیدہ باتیں بھری ہوئی نہ تھیں بلکہ زندگی میں ڈھالنے والی عملی باتیں تھیں ٭

۱۔ **چار بُنیادی اُصول۔** اُن کی تعلیم کے چار بُنیادی اُصول تھے۔ اوّل دُنیا دُکھوں کا گھر ہے۔ دوم اِس دُکھ کی وجہ خواہشات ہیں۔ سوم اِن خواہشات کو مارنے سے دُکھ مٹ سکتا ہے۔ چہارم اِن خواہشات کو مارنے کے لئے اِنسان کو نیکی کے اشٹ مارگ (Eightfold Path) پر چلنا چاہئے ٭

۲۔ **اشٹ مارگ۔** بُدھ کا اشٹ مارگ مندرجہ ذیل آٹھ اُصولوں پر مشتمل تھا :۔

۱۔ دُرست گیان ٭
۲۔ دُرست ارادہ ٭
۳۔ دُرست گفتگو ٭
۴۔ دُرست چال چلن ٭
۵۔ دُرست زندگی ٭
۶۔ دُرست کوشش ٭

۷ — درست غور ٭

۸ — درست راحت ٭

اِس راستہ کو درمیانی راستہ (Middle Path) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ بدھ عیش و عشرت کی زندگی کو بھی ناپسند کرتے تھے اور سخت ریاضت کی زندگی کو بھی۔ وہ اِن دونوں کے درمیانی راستہ یعنی نیک اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتے تھے ٭

۳ — نروان۔ بدھ مسئلہ کرم اور تناسخ کو مانتے تھے۔ اُن کے خیال میں انسانی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے نروان حاصل کیا جائے اور یہ نیک زندگی بسر کرنے یعنی اشٹ مارگ پر چلنے سے ہی ہو سکتا ہے ٭

۴ — اہنسا۔ بدھ نے اہنسا یعنی جانداروں کو کسی بھی طرح ایذا نہ دینے پر زور دیا ہے ٭

۵ — خدا کے بارے خاموشی۔ بدھ خدا کی ہستی کے بارے میں خاموش تھے یعنی نہ تو وہ اُس کی ہستی سے منکر تھے اور نہ اُسے نروان حاصل کرنے کے لئے ضروری سمجھتے تھے ٭

۶ — ذات پات کو نہ ماننا۔ بدھ ویدوں، قربانیوں اور ذات پات کی تمیز کو بھی نہیں مانتے تھے ٭

۷ — پاکیزہ زندگی۔ بدھ نیک روش اور پاکیزہ زندگی پر بڑا زور دیتے تھے۔ وہ اِس بات کا پرچار کرتے تھے کہ لوگ جھوٹ نہ بولیں۔ چوری نہ کریں۔ شراب نہ پئیں کسی کو ایذا نہ پہنچائیں اور پاک زندگی بسر کریں ٭

باتوں میں آپس میں ملتے جلتے ہیں اور کئی باتوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ؂

مشابہت :-

۱- دونوں مذہب مسئلہ کرم اور تناسخ کو مانتے ہیں ؂

۲- دونوں مذہبوں کا مدعائے زندگی ایک ہی ہے یعنی نروان حاصل کرنا ہے۔ اگرچہ نروان حاصل کرنے کے ذرائع مختلف ہیں ؂

اختلاف :-

۱- بدھ خدا کی ہستی کے بارے میں خاموش تھے لیکن ہندو مذہب ایک خدا کو مانتا ہے ؂

۲- بدھ مت نہ تو ویدوں کی سند کو تسلیم کرتا ہے اور نہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی مانتا ہے لیکن ہندو مذہب میں ویدوں کو الہامی مانا جاتا ہے اور یگیوں اور قربانیوں وغیرہ کو مکتی پانے کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے ؂

۳- بدھ مت ذات پات کے فرق کو نہیں مانتا لیکن ہندو ذات پات کو مذہب کا ایک بھاری جزو سمجھتے رہے ہیں ؂

۴- بدھ مذہب ایک تبلیغی مذہب ہے یعنی یہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے اندر ملا لیتا ہے لیکن ہندو مذہب اس لحاظ سے بہت پیچھے ہے ؂

۵- بدھ مت میں ہندو مذہب کی نسبت اہنسا پر زیادہ زور دیا گیا ہے ؂

نوٹ :- کنشک کے عہد میں بدھ مت کے دو فرقے ہو گئے۔ پرانے بدھ مت کو ہین یان اور نئے بدھ مت کو مہایان کہنے لگے۔ ہین یان فرقہ کے پیروکار بدھ کو ایک گورو مانتے ہیں۔ نیک اعمال

کو مکتی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور ان کی مذہبی کتابیں پالی زبان میں ہیں۔ مہایان فرقہ کے پیروکار بدھ کو دیوتا مانتے ہیں۔ اُس کی مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اوادھنیک اعمال کے ساتھ مورتی پوجا اور بدھ کی بھگتی کو نجات کا ذریعہ مانتے ہیں اور ان کی مذہبی کتابیں سنسکرت زبان میں ہیں ۔

Q. What were the causes of the rapid spread of Buddhism? What factors led to its decline later on? (P. U. 1954, 58) (Important)

سوال۔ بدھ مت کے اس قدر جلد ترقی کر جانے کی کیا وجوہات تھیں؟ بعد میں اسے ہندوستان میں زوال کیوں آیا؟

بدھ مت کی ترقی کے اسباب

بدھ مت بہت جلدی ہندوستان اور دور دراز ممالک میں پھیل گیا۔ اس کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں :-

۱ــ بدھ کی شخصیت ۔ بدھ مت کے بانی مہاتما بدھ کی اپنی زندگی بڑی نیک اور پاک تھی اور ان کی شخصیت میں خاص کشش تھی۔ ان کی زبان بڑی میٹھی اور دلائل قایل کر دینے والے تھے اس لئے لوگ اپنے آپ ان کی طرف کھچے آئے۔ اس کے علاوہ بدھ نے اس مذہب کی اشاعت کے لئے ان تھک کوشش کی۔ وہ ۴۵ سال اس کا پرچار کرتے رہے ۔

۲ــ آسان تعلیم ۔ بدھ مت کے اصول برہمن مذہب کے پیچیدہ فلسفہ کے مقابلے میں بڑے سادہ اور آسان تھے اور عام لوگ انہیں آسانی سے سمجھ سکتے تھے ۔

۳ــ عوام کی زبان ۔ بدھ مذہب کا پرچار روزمرہ کی بولی جانے

والی زبان میں کیا گیا۔ نہ کہ سنسکرت میں جو کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی زبان تھی اور جسے عوام بہت کم سمجھتے تھے ؎

۴ ۔ ذات پات کا نہ ہونا۔ بدھ مذہب میں ذات پات کی کوئی تمیز نہ تھی۔ تمام لوگ برابر تھے اور نروان کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ ایک اچھوت بھی اشٹ مارگ پر چل کر مکتی پا سکتا تھا۔ اس لئے نیچی ذاتوں کے لوگ جوق در جوق بدھ مت میں داخل ہو گئے ؎

۵ ۔ برہمن مت سے نفرت۔ عوام برہمنوں کی خونی قربانیوں۔ قیمتی یگیوں اور اُن کے اقتدار سے تنگ آ چکے تھے۔ اس لئے بدھ مت جو اہنسا پر بڑا زور دیتا ہے اور نیک اعمال کو ذریعہ نجات ٹھہراتا ہے زیادہ قابل قبول تھا ؎

۶ ۔ بھکشوؤں کی کوشش۔ بدھ نے بھکشوؤں کا جو سلسلہ (سنگھ) قائم کیا تھا وہ بدھ دھرم کو پھیلانے میں ایک زبردست وسیلہ ثابت ہوا۔ بھکشوؤں نے جو بڑے عالم اور پاک باز تھے اور جنہیں اپنے مذہب سے بڑی لگن تھی دُور دراز ملکوں میں اپنے مذہب کو پھیلایا اور تبلیغی کام کیا ؎

۷ ۔ بدھ مت کی کونسلیں۔ وقتاً فوقتاً بدھ مت کی چار کونسلیں منعقد کی گئیں۔ ان کونسلوں میں کوشش کی گئی کہ بدھ مت کو آمیزشوں سے پاک صاف رکھا جائے۔ اور بدھ مت کو پھیلانے کے ذرائع پر بھی غور کیا گیا ؎

۸ ۔ شاہی مدد۔ بدھ مت کی ترقی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مہاراجہ اشوک نے خود اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اور اس نے اپنی ساری کوشش اس کی اشاعت میں وقف کر دی۔ اس

کے بعد مہاراجہ کنشک نے بھی اِس مذہب کو بہت عروج دیا ٭

۹ـــ تبلیغی مذہب۔ بدھ مت کے پھیل جانے کی ایک وجہ یہ بھی کہ اس کا مدِ مقابل کوئی زبردست تبلیغی مذہب نہ تھا۔ ہندو مذہب اِس طریقے سے تبلیغ نہیں کرتا تھا اور باقی کے دو تبلیغی مذہب عیسائیت اور اسلام ابھی وجود میں ہی نہیں آئے تھے ٭

بدھ مذہب کے زوال کے اسباب

بدھ مذہب سترہ صدیوں تک ہندوستان میں رہا لیکن اِس دوران میں کئی ایک وجوہات کے باعث یہ مذہب کمزور ہوتا چلا گیا اور آخرکار اپنی جائے پیدائش سے یعنی ہندوستان سے بالکل ختم ہو گیا۔ اِس کے زوال کے اسباب مندرجہ ذیل تھے:۔

۱ـــ ہندو مذہب کی پسندیدگی۔ ہندو مذہب نے زمانہ کے مطابق اپنے اندر کچھ تبدیلیاں کر لیں۔ ہندوؤں نے بدھ کو بھی وشنو کا اوتار مان لیا۔ اور اہنسا کے اصول کو بھی اپنا لیا جس سے ہندو مذہب پھر پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور بدھ مت کمزور ہونا شروع ہوا اور آخرکار ہندو دھرم میں ہی جذب ہو گیا ٭

۲ـــ بدھ مت کی تقسیم۔ کنشک کے زمانہ میں بدھ مت کے دو فرقے بن گئے۔ مہایان اور ہین یان۔ مہایان فرقہ بہت کچھ ہندو مذہب سے ملتا جلتا تھا اور آخر اسی مذہب میں ہی رل گیا ٭

۳ـــ شاہی مدد کا ہٹ جانا۔ کنشک کی موت کے بعد شاہی مدد جو اس کی پشت پر تھی اور اس کی اشاعت کا بڑا موجب تھی ہٹ گئی۔ اس کے برعکس گپت خاندان کے بادشاہوں کی سرپرستی میں ہندو مذہب نے پھر عروج حاصل کرنا شروع کیا ٭

والی زبان میں کیا گیا۔ نہ کہ سنسکرت میں جو کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی زبان تھی اور جسے عوام بہت کم سمجھتے تھے ؛

۴ — ذات پات کا نہ ہونا۔ بدھ مذہب میں ذات پات کی کوئی تمیز نہ تھی۔ تمام لوگ برابر تھے اور نروان کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ ایک اچھوت بھی اشٹ مارگ پر چل کر مکتی پا سکتا تھا۔ اس لئے نیچی ذاتوں کے لوگ جوق در جوق بدھ مت میں داخل ہو گئے ؛

۵ — برہمن مت سے نفرت۔ عوام برہمنوں کی خونی قربانیوں۔ قیمتی یگیوں اور اُن کے اقتدار سے تنگ آ چکے تھے۔ اس لئے بدھ مت جو اہنسا پر بڑا زور دیتا ہے اور نیک اعمال کو ذریعہ نجات ٹھہراتا ہے زیادہ قابل قبول تھا ؛

۶ — بھکشوؤں کی کوشش۔ بدھ نے بھکشوؤں کا جو سلسلہ (سنگھ) قائم کیا تھا وہ بدھ دھرم کو پھیلانے میں ایک زبردست وسیلہ ثابت ہوا۔ بھکشوؤں نے جو بڑے عالم اور پاک باز تھے اور جنہیں اپنے مذہب سے بڑی لگن تھی دور دراز ملکوں میں اپنے مذہب کو پھیلایا اور تبلیغی کام کیا ؛

۷ — بدھ مت کی کونسلیں۔ وقتاً فوقتاً بدھ مت کی چار کونسلیں منعقد کی گئیں۔ ان کونسلوں میں کوشش کی گئی کہ بدھ مت کو آمیزشوں سے پاک صاف رکھا جائے اور بدھ مت کو پھیلانے کے ذرائع پر بھی غور کیا گیا ؛

۸ — شاہی مدد۔ بدھ مت کی ترقی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مہاراجہ اشوک نے خود اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اور اس نے اپنی ساری کوشش اس کی اشاعت میں وقف کر دی۔ اس

کے بعد مہاراجہ کنشک نے بھی اِس مذہب کو بہت عروج دیا ❖

۹۔ تبلیغی مذہب۔ بُدھ مت کے پھیل جانے کی ایک وجہ یہ بھی کہ اس کا مدِ مقابل کوئی زبردست تبلیغی مذہب نہ تھا۔ ہندو مذہب اِس طریقے سے تبلیغ نہیں کرتا تھا اور باقی کے دو تبلیغی مذہب عیسائیت اور اسلام ابھی وجود میں ہی نہیں آئے تھے ❖

بُدھ مذہب کے زوال کے اسباب

بُدھ مذہب سترہ صدیوں تک ہندوستان میں رہا لیکن اِس دوران میں کئی ایک وجوہات کے باعث یہ مذہب کمزور ہوتا چلا گیا اور آخرکار اپنی جائے پیدائش سے یعنی ہندوستان سے بالکل ختم ہو گیا۔ اس کے زوال کے اسباب مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ ہندو مذہب کی پسندیدگی۔ ہندو مذہب نے زمانہ کے مطابق اپنے اندر کچھ تبدیلیاں کر لیں۔ ہندوؤں نے بُدھ کو بھی وشنو کا اوتار مان لیا۔ اور اہنسا کے اُصول کو بھی اپنا لیا جس سے ہندو مذہب پھر پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور بُدھ مت کمزور ہونا شروع ہؤا اور آخرکار ہندو دھرم میں ہی جذب ہو گیا ❖

۲۔ بُدھ مت کی تقسیم۔ کنشک کے زمانہ میں بُدھ مت کے دو فرقے بن گئے۔ مہایان اور ہین یان۔ مہایان فرقہ بہت کچھ ہندو مذہب سے ملتا جلتا تھا اور آخر اسی مذہب میں ہی رل گیا ❖

۳۔ شاہی مدد کا ہٹ جانا۔ کنشک کی موت کے بعد شاہی مدد جو اس کی پُشت پر تھی اور اس کی اشاعت کا بڑا موجب تھی ہٹ گئی۔ اِس کے برعکس گُپت خاندان کے بادشاہوں کی سرپرستی میں ہندو مذہب نے پھر عروج حاصل کرنا شروع کیا ❖

۴۔ بُدھ مت کی پیچیدگی۔ بدھوں نے ہندو فلسفہ کے کئی مسئلے اپنے مذہب میں شامل کر لیئے جس سے ان کا مذہب بھی پیچیدہ اور رسُومات والا ہو گیا ۔

۵۔ سنسکرت زبان۔ گپت عہد میں بدھوں نے بھی اپنی کتابیں سنسکرت میں لکھنی شروع کر دیں۔ اِس طرح سے یہ مذہب عوام کے لئے سمجھنا مشکل ہو گیا ۔

۶۔ بھکشوؤں کی اخلاقی گراوٹ۔ بدھ کے قائم کئے ہوئے سنگھ میں کئی بُرائیاں آ گئی تھیں۔ خانقاہوں میں دولت کے بڑھ جانے سے بھکشو لوگ عیش پرست اور بد چلن ہو گئے تھے۔ اِس لئے لوگوں کا بُدھ دھرم پر اعتقاد کم ہو گیا ۔

۷۔ راجپُوتوں کا زور پکڑنا۔ بدھ مت اہنسا پر بڑا زور دیتا تھا۔ مگر راجپوت جو فطرتاً جنگ جُو اور بہادر تھے بھلا اِس اصُول کو کیونکر مان سکتے تھے؟ چُنانچہ ان کے زور پکڑتے ہی بُدھ مت کا زوال شروع ہو گیا ۔

۸۔ ہندو پرچارک۔ آٹھویں اور نویں صدی میں ہندو مذہب کے دو زبردست عالموں کمارل بھٹ اور شنکر آچاریہ نے نہایت سرگرمی سے بدھ مت کا مقابلہ شروع کیا۔ بدھ مذہب اس مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور رفتہ رفتہ ہندو مذہب میں جذب ہو گیا ۔

۹۔ اِسلامی حملے۔ بارھویں صدی میں اِسلامی حملوں نے بدھ مت کو بہت نقصان پہنچایا اور آخر کار بدھ مت کا سرزمینِ ہند سے تقریباً خاتمہ ہو گیا ۔

نوٹ۔ اس وقت اگرچہ بُدھ مذہب ہندوستان سے نابُود ہو چُکا ہے تاہم دُنیا کی آبادی کا پانچواں حصّہ یعنی ۷۰ کروڑ لوگ ابھی

تک اِس کے پَیرو کار ہیں۔تبّت ۔چین ۔منگولیا ۔سیام ۔جاپان ۔ لنکا۔
نیپال ۔برما ۔ہند چینی وغیرہ مُلکوں میں ابھی تک یہ مذہب رائج
ہے ۔ہندوستان میں اِس کا مشہور مرکز سارناتھ ہے اور اِس
ملک میں بودھوں کی تعداد ۳۲ لاکھ کے لگ بھگ ہے ٭

Q. Write a short note on the career and teachings of Mahavir. Also draw a comparison between Jainism and Buddhism. (P. U. 1953, 58)

سوال۔ مہاویر کی زندگی اور تعلیم پر مختصر نوٹ لکھو اور جَین مت اور
بُدھ مت کا مُقابلہ کرو ٭

وردھمان مہاویر
۵۹۹ ق م سے ۵۲۷ ق م

وردھمان مہاویر کو عام طور پر جین مت کا بانی خیال کیا جاتا ہے ۔ وہ صُوبہ بہار کے ایک کشتری خاندان کے راجکمار تھے۔

اُن کا جنم پٹنہ کے نزدیک ویشالی میں ۵۹۹ ق م میں ہوا اور وہ
کافی عرصہ تک بُدھ کے ہمعصر رہے ۔اُن کی اوائل عمر بالکل گوتم
بُدھ کی طرح گذری تیس سال کی عمر میں اُنہوں نے گھر بار چھوڑ
دیا ۔اور پارشو ناتھ کے قائم کئے ہوئے سادھوؤں کے فرقہ میں
شامل ہو گئے ۔لیکن اِس سے انہیں کوئی خاص تشفّی نہ ہوئی ۔

ا۔ جینیوں کا عقیدہ ہے کہ مُختلف وقتوں میں ان کی چوبیس نیک
اور پاک ہستیاں ہوئی ہیں جنھوں نے جَین مت کی تعلیم دی
ہے ۔ انہیں تیرتھنکر کہتے ہیں ۔ پہلے تیرتھنکر رشب دیو تھے ۔
اور آخری وردھمان ۔تئیسویں تیرتھنکر پارشو ناتھ تھے جو وردھمان
سے کوئی ۲۵۰ برس پہلے ہوئے ٭

اِس لیئے انہوں نے اُس فرقہ کو چھوڑ دیا۔ اور ۱۲ برس تک گھور تپسیا کی۔ اِس عرصہ کے خاتمہ پر اُنہیں ایک خاص روشنی نظر آئی اور وہ مہاویر کہلانے لگے۔ ۴۲ برس کی عمر میں انہوں نے اس فرقہ کی از سرِ نو تنظیم کی اور اس کا نام جین مت رکھا۔
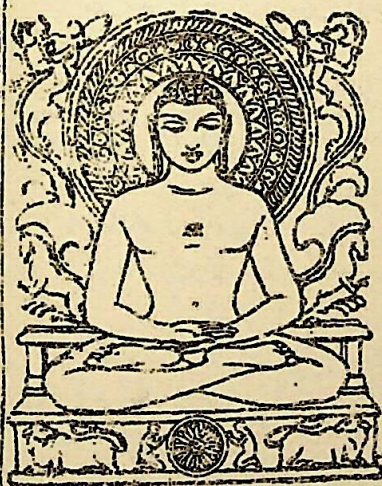
اس کے بعد مہاویر نے اپنی عمر کے بقایا ۳۰ سال مگدھ اور اُس کی گرد و نواح کی ریاستوں میں پرچار کیا۔ کیونکہ کئی شاہی خاندانوں سے ان کا تعلق تھا۔ اِس لیئے اُنہیں اپنے مذہب کی اِشاعت میں بڑی مدد مل گئی۔ تاہم یہ مذہب بُدھ مت کی طرح بہت مقبول نہیں ہوا اور ہندوستان کے باہر تو بالکل نہیں پھیلا۔ آخر ۵۲۷ ق م میں مہاویر جی نے ضلع پٹنہ میں پاوا نامی مقام پر وفات پائی۔ ان کی وفات کے وقت ان کے سادھو پیروؤں کی تعداد چودہ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

وردھمان مہاویر

جین مت کی تعلیم

جین مت کے اُصول کچھ حد تک بُدھ مت کے اُصولوں سے مِلتے جُلتے ہیں۔

۱۔ جینیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اِنسانی زِندگی کا مقصد نِروان حاصِل کرنا ہے جو کہ مندرجہ ذیل تین اُصولوں پر عمل پیرا ہونے سے حاصِل ہو سکتا ہے:-

۱۔ سچا یقین

۲۔ سچا علم
۳۔ نیک عمل

اِن تینوں اُصولوں کو "تین رتن" کہتے ہیں ؂

۲۔ اِس مذہب کا سب سے بڑا اُصول اہنسا یعنی جاندار وں کو ایذا نہ پہنچانا ہے۔ جَینی لوگ اِس اُصول کو اِس قدر مانتے ہیں کہ وہ چھوٹے چھوٹے کیڑوں مکوڑوں کو بھی ایذا پہنچانا گناہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کئی ننگے پاؤں رہتے ہیں اور منہ پر پٹی باندھے رکھتے ہیں تاکہ ہوا میں اُڑتے ہُوئے کیڑے اُن کے مُنہ میں آکر مر نہ جائیں۔ وُہ پانی بھی چھان کر پیتے ہیں ؂

۳۔ جَینی لوگ خُدا کو دُنیا کا خالق نہیں مانتے۔ لیکن اُن کے خیال کے مطابق ہر شے میں رُوح ہے خواہ وہ چیز جاندار ہو یا پتّھر ہُوا مٹی کی طرح بے جان ؂

۴۔ جَینی لوگ بھی بُدھوں کی طرح یگیوں۔ قُربانیوں اور دیوی دیوتاؤں میں یقین نہیں رکھتے اور نہ ویدوں کی سند کو ہی تسلیم کرتے ہیں ؂

۵۔ جَینی لوگ ہندوؤں اور بُدھوں کی طرح مسئلہ آواگمن اور مسئلہ کرم کو مانتے ہیں ؂

۶۔ جَینی لوگ اپنے تیرتھنکروں (نیک ہستیوں) کی جن کی تعداد ۲۴ ہے پرستش کرتے ہیں ؂

۷۔ جَینی بھُوکے رہ کر مرجانے اور ریاضت کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں ؂

جَین مت کے فرقے

مہاویر کی مَوت سے کوئی دو سو سال

بعد جین مت کے دو فرقے ہو گئے ؂

۱۔ شویتامبر۔ یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے ہیں اور اپنی مورتیوں کو سفید کپڑے پہناتے ہیں ؂

۲۔ دِگمبر۔ یہ لوگ ننگی مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اِن کے سادھو بھی ننگے رہتے ہیں ؂

نوٹ۔ جینیوں کی تعداد آج کل ۲۰ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ لوگ عام طور پر امیر اور خوشحال ہیں اور زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں۔ کوہ آبو پر ان کے بڑے عالی شان مندر ہیں۔ یہ زیادہ تر مالوہ۔ راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاواڑ میں رہتے ہیں ؂

جین مت اور بدھ مت کا مقابلہ

کئی ایک باتوں میں جین مت اور بدھ مت آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اور کئی ایک باتوں میں دونوں میں اختلاف ہے ؂

مشابہت :-

۱۔ دونوں مسئلہ آواگمن اور کرم میں اعتقاد رکھتے ہیں ؂

۲۔ دونوں دنیا کو برائی کا گھر سمجھتے ہیں اور مکتی حاصل کرنا زندگی کا سب سے بڑا مقصد مانتے ہیں ؂

۳۔ دونوں مذہب اہنسا کا پرچار کرتے ہیں اور یگیہ وغیرہ ہندو رسموں کے خلاف ہیں ؂

۴۔ دونوں ویدوں کی سند کو تسلیم نہیں کرتے ؂

۵۔ دونوں ذات پات کے فرق کو نہیں مانتے ؂

۶۔ دونوں نے شروع میں بجائے پیچیدہ فلاسفی کے نیک اعمال پر زور دیا ؂

۷۔ دونوں نے اپنی تعلیم کا پرچار سنسکرت زبان کی بجائے عوام

کی زبان میں کیا ٭

۸ — دونوں بھکشو اور بھکشنیوں کے سنگھ بنانے کے حق میں ہیں ٭

اختلاف :-

۱ — دونوں مذہب اپنے اپنے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ بدھ اپنے بدھوں کو اور جینی اپنے تیرتھنکروں کو ٭

۲ — دونوں کی مقدس کتابیں مختلف ہیں ٭

۳ — بدھ مت والے نروان کا رستہ "اشٹ مارگ" بتاتے ہیں اور جینی "تین رتن" ٭

۴ — بدھ خدا کی ہستی کے بارے میں خاموش ہیں اور جینی اُسے خالق نہیں مانتے ٭

۵ — بدھ سخت ریاضت (تپسیا) کے برخلاف ہیں لیکن جینی اسے بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ اور فاقہ کشی سے مر جانے کو ثواب خیال کرتے ہیں ٭

۶ — بودھوں نے بھی اہنسا پر زور دیا لیکن جینی اس بارہ میں ان سے بہت بڑھے ہوئے ہیں ٭

۷ — بدھ صرف جانداروں میں روح مانتے ہیں لیکن جینیوں کے خیال کے مطابق ہر شئے میں روح ہے خواہ وہ چیز جاندار ہو یا بے جان ٭

باب تیسرا

سکندر کا حملہ

(۳۲۶ ق م)

سکندر اعظم

سکندر ریاست مقدونیہ واقع یونان کے بادشاہ فلپ کا لڑکا تھا۔ وہ بڑا عالی حوصلہ اور بہادر تھا۔ اس کا شمار دنیا کے بہت بڑے فاتحوں میں ہوتا ہے۔ وہ ۳۵۶ ق م میں پیدا ہوا۔ یونان کا مشہور فلاسفر ارسطو اس کا اتالیق تھا۔ سکندر نے اوائل عمر میں ہی اپنی زندگی کا یہ مقصد بنا لیا تھا کہ وہ تمام دنیا کو فتح کریگا۔ ۲۰ برس کی عمر میں وہ تخت نشین ہوا اور اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایشیائے کوچک سے لے کر افغانستان تک کا تمام علاقہ فتح کر لیا اور پھر ۳۲۶ ق م میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وہ سرزمین ہند پر پہلا یورپین حملہ آور تھا۔

سکندر اعظم

Q. Describe the political condition of India at the time of Alexander's invasion. Give a brief account of his campaign in the Punjab and state its effects.
(P. U. 1955, 57, 59, 61)

سوال۔ سکندر کے حملہ کے وقت ہندوستان کی پولیٹیکل حالت کیا تھی؟ پنجاب میں اُس کے حملہ کا مختصر حال بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ اس کے حملہ کا کیا اثر ہوا؟

سکندر کے حملہ کے وقت ہندوستان کی پولیٹیکل حالت

سکندر نے ۳۲۶ ق م ہندوستان پر حملہ کیا۔ اُس وقت ہندوستان میں کوئی ایک مرکزی حکومت قائم نہ تھی۔ بلکہ سارا مُلک خود مختار ریاستوں میں تقسیم تھا۔ ان میں سے بعض ریاستیں جمہوری تھیں۔ اور بعض کسی بادشاہ کے ماتحت تھیں۔

شمالی ہندوستان میں سب سے مشہور ریاست مگدھ (موجودہ بہار) تھی۔ یہ ریاست بڑی وسیع تھی۔ اور دریائے ستلج کے مشرق سے شروع ہو کر تمام وادیٔ گنگا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا دارالخلافہ پاٹلی پُتر (موجودہ پٹنہ) تھا۔ یہاں نند خاندان حکمران تھا جس کے پاس ایک نہایت جری اور زبردست فوج تھی۔

پنجاب میں کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں جو ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔ اور سکندر کی کامیابی کا بڑا باعث اُن کی باہمی خانہ جنگی تھی۔ اِن میں سے زیادہ مشہور مندرجہ ذیل تھیں:۔

۱۔ ٹیکسلا کی ریاست۔ یہ ریاست دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان واقع تھی۔ یہاں راجہ آمبھی حکمران تھا اور وہ اپنے ہمسایہ راجہ پورس کا دشمن تھا۔

۲۔ پورس کی ریاست۔ پورس کا علاقہ دریائے جہلم اور چناب کے درمیان واقع تھا۔ اِس راجہ نے سکندر کا خوب مقابلہ کیا۔

۳۔ چناب اور راوی کے درمیانی علاقہ میں پورس کے ہی ایک رشتہ دار کی حکومت تھی۔

۴۔ کٹھوتی قبیلہ۔ دریائے راوی کے مشرق میں کئی خود مختار قبیلے آباد تھے جن میں زیادہ مشہور کٹھوتی قبیلہ تھا۔ ان کی راجدھانی سانگلہ موجودہ ضلع گورداس پور میں کہیں واقع تھی۔

۵۔ ملوئی قبیلہ۔ جمہوری قبیلوں میں سب سے مشہور ملوئی قبیلہ تھا۔ اُن کا علاقہ موجودہ ملتان کے آس پاس تھا۔ اور انہیں کے نام پر ملتان کا نام پڑا۔ ملوئی لوگ بڑے جنگجو اور خونخوار تھے۔

سکندر کا حملہ ۳۲۶ ق م

۳۲۶ ق م میں سکندر نے اوہند کے مقام پر (جو موجودہ شہر اٹک سے کوئی ۱۶ میل اُوپر کو واقع تھا) کشتیوں کا پل بنا کر دریائے سندھ کو عبور کیا۔ اور ٹیکسلا کی طرف بڑھا۔ اِن دنوں ٹیکسلا میں راجہ آمبھی حکمران تھا۔ اور وہ چونکہ اپنے طاقتور ہمسایہ پورس کا دشمن تھا۔ اس لئے اُس نے سکندر کا خیر مقدم کیا اور فوج اور روپیہ سے اُس کی مدد کی۔ کچھ عرصہ ٹیکسلا میں قیام کرنے کے بعد سکندر آگے بڑھا اور دریائے جہلم اور چناب کے درمیانی علاقہ کے راجہ پورس کو اطاعت قبول کرنے کے لئے پیغام بھیجا۔ لیکن اس غیرت مند راجہ نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔

پورس سے لڑائی۔ دریائے جہلم طغیانی پر تھا اور سامنے پورس کی فوج تیار بر تیار تھی۔ اِس لئے دریا کا عبور کرنا بڑا دشوار تھا لیکن سکندر نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ ایک رات شب کی تاریکی میں کچھ میل اُوپر جا کر ایک کم چوڑی جگہ سے دریا کو عبور کر لیا۔ پورس نے اپنے بیٹے امر کو فوج دے کر سکندر کو

روکنے کے لئے بھیجا۔ لیکن اُسے شکست ہوئی اور وُہ مارا گیا۔
اِس اثنا میں بقایا یونانی فوج نے دریائے جہلم کو پار کر لیا اور
اچانک ہی پورس کی فوج پر ہلہ بول دیا۔ کری کے مَیدان میں
زبردست لڑائی ہوئی جس میں اگرچہ پورس کی فوج نے نہایت بہادری
سے مُقابلہ کیا لیکن فتح سکندر کی ہی ہوئی۔ پورس جو ایک سچا دیش
بھگت بہادر سپاہی اور ساڑھے چھ فٹ لمبا جوان تھا اخیر دم
تک لڑا اور آخر زخمی ہو کر گرفتار ہوُا۔ سکندر نے اس سے پوچھا۔
"تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟" اِس پر پورس نے
بڑی بہادری سے جواب دِیا۔ "جیسا ایک بادشاہ دُوسرے
بادشاہ سے کرتا ہے۔" اِس جواب سے سکندر بہت خوش
ہوُا اور اُس کا عِلاقہ اُسے واپس دے دِیا۔ کہتے ہیں کہ سکندر
نے اپنی فتح کی یاد میں لڑائی کے مَیدان پر دو شہر آباد کئے۔

اِس لڑائی میں ہندوستانی فوج کی شِکست کے مندرجہ
ذیل اسباب تھے:۔

۱۔ سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ سکندر فنونِ جنگ کا زبردست
ماہر تھا اور اس کی فوج لڑائی کے داؤ پیچ زیادہ اچھے
جانتی تھی اور اُس کا ضبط بھی زیادہ اچھا تھا۔

۲۔ مَیدانِ جنگ کی زمین پھسلنی ہو رہی تھی جس سے پورس کے
تیر انداز اپنی لمبی کمانوں کو زمین پر ٹھیک طرح ٹکا نہ سکے۔
اِس کے عِلاوہ بھاری رتھ بھی تیز نہ چل سکے۔

۳۔ یُونانی تیر اندازوں کے تیروں کی وجہ سے پورس کے ہاتھی
زخمی ہو کر بے تحاشا بھاگے اور اُنہوں نے اپنی ہی فوج
کو روند ڈالا۔

بیاس تک بڑھنا۔ پورس سے مقابلہ کے بعد سکندر آگے روانہ ہؤا۔ اور چناب اور راوی کو عبور کرنے کے بعد کٹھوتی قبیلہ کو شکست دے کر دریائے بیاس تک جا پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اُس کی فوج نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ اِس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ فوج بہت تھک چکی تھی اور اُسے گھر کی یاد ستا رہی تھی۔ لیکن یہ بھی اغلب ہے کہ مگدھ کے راجہ نند کی فوجی طاقت کا حال سُن کر وہ خوف زدہ ہو گئی ہو۔ چنانچہ سکندر نے مجبوراً واپسی کا حُکم دِیا۔

سکندر کی واپسی۔ سکندر جس راستے سے آیا تھا اُسی راستے واپس جہلم پہنچا۔ اُسے سمندر دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اُس نے کوئی دو ہزار کشتیوں کا بیڑا تیار کروایا اور دریائے جہلم کی راہ لشکر سمیت واپس ہؤا۔ وہ اپنے فتح کئے ہوئے علاقہ میں راجہ آمبھی کو (دریائے سندھ اور جہلم کے درمیانی علاقہ میں) اور پورس کو (دریائے جہلم اور بیاس کے درمیانی علاقہ میں) اپنا قائم مقام بنا گیا اور کچھ یونانی فوج بھی چھوڑ گیا۔ رستہ میں سکندر کو کئی قوموں سے لڑنا پڑا جن میں سے ملوئی یا مالی قوم نے جو موجودہ علاقہ مُلتان میں آباد تھی اُسے بہت پریشان کیا لیکن سکندر نے سب کو شکست دی اور سندھ کے علاقہ کو فتح کرتا ہؤا سمندر تک جا پہنچا۔

یہاں اُس نے اپنی فوج کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ تو نیارکس ((Nearchos)) کی سُپردگی میں سمندر کی راہ روانہ ہؤا اور دوسرے حصّے کو سکندر خود ساتھ لے کر مکران اور ایران سے ہوتا ہؤا بابل ((Babylon)) پہنچا۔ لیکن اُس کو واپس وطن پہنچنا

سکندر اعظم کا حملہ
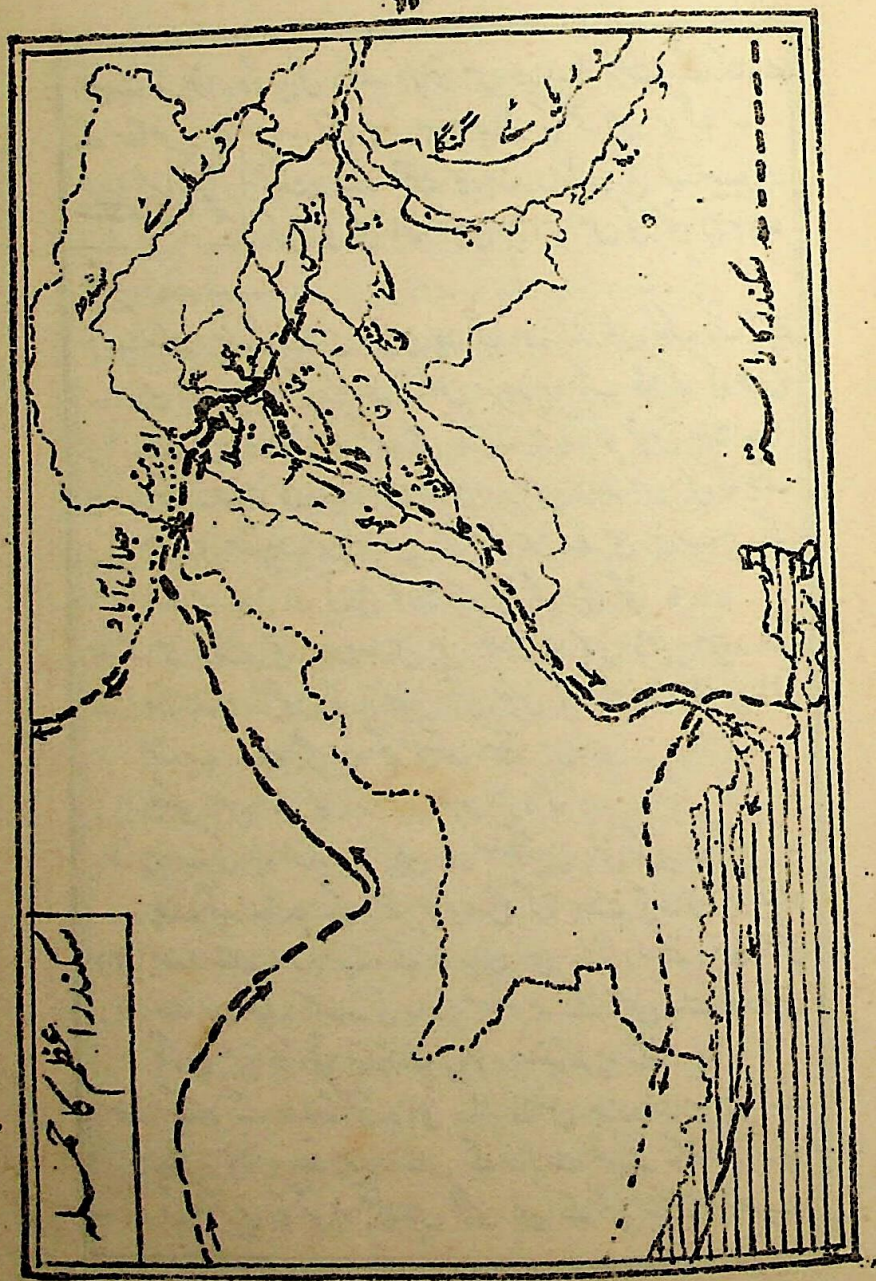
نصیب نہ ہُوا۔ وُہ بابل (مُلک عراق میں دریائے فرات کے کنارے) کے مقام پر ہی ۳۲۳ ق م میں ۳۳ سال کی عُمر میں مر گیا ٭

حملے کا اثر سکندر کے حملے کا ہندوستان کی تہذیب پر کوئی فوری اثر نہیں پڑا۔ اس کی کئی وجوہات تھیں ٭

۱۔ سکندر پنجاب سے ہی واپس چلا گیا اور اندرون مُلک تک پہنچنے ہی نہیں پایا۔ اُس کا حملہ تو محض سرحد پر ایک ڈاکے کی طرح تھا جس کا ایشیا کی کسی بھی کتاب میں ذِکر نہیں مِلتا ٭

۲۔ سکندر صِرف ۱۹ مہینے یہاں رہا اور اِس عرصہ میں بھی وُہ جنگ میں ہی مصرُوف رہا۔ اس کے پیٹھ موڑتے ہی پنجاب میں ایک بغاوت ہوئی اور یُونانی فوج تہ تیغ کر دی گئی ٭

۳۔ اِس وقت بھی ہندوستان میں فلسفہ کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ اور ہندوستانیوں کو یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ یونانی تہذیب سے بھی وہ کُچھ سیکھ سکتے ہیں ٭

لیکن اِس حملہ کا اِتنا اثر ضرور ہُوا کہ :۔

(۱) پنجاب کی خود مختار ریاستیں اور سلطنتیں اِتنی کمزور ہو گئیں کہ چندر گُپت موریہ کے لئے پنجاب فتح کرنا بہت آسان ہو گیا ٭

(۲) ہندوستان اور یورپ کے درمیان کئی نئے راستے (تین خُشکی سے اور ایک سمندر کی راہ) معلوُم ہو گئے جس سے دونوں مُلکوں میں تجارتی تعلقات زیادہ مضبُوط ہو گئے ٭

(۳) سکندر کے ساتھ کئی یونانی عالم فاضل ہندوستان میں آئے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے حالات قلمبند کئے۔ اگرچہ وُہ تحریریں تو گُم ہو چکی ہیں لیکن اُن کے کئی حِصّے دُوسرے

مورّخوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور ان سے اس وقت کی تاریخ پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

(۴) سکندر کی موت کے بعد شمال مغربی سرحد پر کئی یونانی ریاستیں قائم ہوگئیں جس سے یونانیوں اور ہندوستانیوں میں میل جول ہوگیا اور دونوں نے ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھا سکھایا۔ اس میل جول کی وجہ سے مندرجہ ذیل باتوں میں یونانیوں اور ہندوستانیوں کا ایک دوسرے پر اثر معلوم ہوتا ہے:-

۱- فنِ تعمیر و سنگ تراشی۔ ہندوستانیوں نے یونانیوں سے فنِ تعمیر اور سنگ تراشی میں بہت کچھ سیکھا۔ کنشک کے عہد کی بنی ہوئی عمارتوں اور مورتیوں میں یونانی فنِ تعمیر کی جھلک صاف دکھائی پڑتی ہے۔

۲- سکّے بنانا۔ یہ امر واقع ہے کہ ہندوستانیوں کو اتنے اعلیٰ سکّے بنانے نہیں آتے تھے جتنے کہ یونانیوں کو۔ ہندوستانیوں نے یونانیوں سے بہتر سکّے بنانے کا طریقہ سیکھا۔

۳- علمِ نجوم۔ یوں تو علمِ نجوم یعنی ستاروں کا علم ہندوؤں میں ویدوں کے زمانہ سے موجود تھا مگر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں نے اس علم میں یونانیوں سے بہت کچھ سیکھا۔

۴- مذہب پر اثر۔ جہاں تک مذہب کا تعلّق ہے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یونانیوں کے مذہب نے ہندوستانیوں پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ اُن پر ہندو دھرم کا اثر ضرور پڑا اور ان میں سے بہتوں نے ہندو نام اور ہندو مذہب اختیار کئے۔

۵- ڈرامہ نویسی۔ کچھ مورّخوں کا خیال ہے کہ ہندو ڈرامہ نویسی پر بھی یونانی طرز کا اثر پڑا۔ لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی۔

باب چوتھا

خاندان موریہ

۳۲۲ ق م سے ۱۸۵ ق م تک

ہندوستان کی تاریخ میں موریہ خاندان سب سے پہلا خاندان ہے جس نے تقریباً سارے ہندوستان کو ایک حکومت کے ماتحت کر کے ایک بڑی زبردست سلطنت قائم کی۔ اِس خاندان کا بانی چندر گُپت موریہ تھا۔ غالباً اُس کی ماں مُرا کے نام پر اس خاندان کا نام موریہ پڑا۔ چندر گپت موریہ ایک زبردست فرمانروا تھا۔ لیکن اس کا پوتا اشوک اِس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ اُس نے بُدھ مت کی اِشاعت کے لئے بہت کام کیا۔

Q. What are our sources of knowledge regarding the reign of Chandragupta Maurya ?

(P. U. 1939)

سوال۔ چندر گُپت موریہ کے عہد کے ماخذ بیان کرو۔

چندر گُپت کے عہد کے تارِیخی ماخذ

چندر گُپت کے عہدِ حکومت کے مندرجہ ذیل تارِیخی ماخذ ہیں:۔

۱۔ میگستھینز کی تصنیف۔ میگستھینز چندر گُپت کے دربار میں ایک یُونانی سفیر تھا۔ اُس نے

چندر گپت کے عہدِ حکومت کے حالات ایک کتاب میں قلم بند کئے تھے۔ وہ کتاب اِنڈِکا (Indica) تو گم ہو چکی ہے لیکن اُس کے بہت سے حصّے دوسرے یونانی مورخوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں جو ایک جگہ اکٹھے کر لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان سے چندر گپت کے زمانے کے حال کا کافی پتہ چلتا ہے ؂

۲۔ کوٹلیہ کا ارتھ شاستر۔ چندر گپت کے وزیر کوٹلیہ نے جس کا نام وِشنو گپت بھی تھا اور جسے چنک کا بیٹا ہونے کی وجہ سے چانکیہ بھی کہتے ہیں حکومت کرنے کے طریقوں پر ایک کتاب "ارتھ شاستر" نامی لکھی تھی۔ یہ بھی اس زمانے کا بڑا بھاری ماخذ ہے ؂

۳۔ مُدرا راکشس۔ یہ ایک پولیٹکل ڈرامہ ہے جو پانچویں صدی میں لکھا گیا تھا۔ اِس سے نند خاندان کی بیخ کنی کا حال معلوم ہوتا ہے ؂

۴۔ جینی کتابیں۔ کئی ایک جینی کتابوں میں بھی چندر گپت موریہ کا حال ملتا ہے ؂

لیکن چندر گپت کے زمانہ کے قابلِ اعتبار ماخذ پہلے دو ہی ہیں ؂

☞ **Q. Describe the career, conquests and administration of Chandragupta Maurya.**
(P. U. 1955. 57. 59, 60)

سوال۔ چندر گپت موریہ کی زندگی۔ فتوحات اور اِنتظامِ سلطنت کا حال بیان کرو ؂

چندر گپت موریہ
۳۲۲ ق م سے ۲۹۸ ق م

چندر گپت خاندانِ موریہ کا بانی تھا۔ وُہ ایک نہایت قابل جرنیل سیاستدان اور منتظم تھا۔ اس کی اوائلی عُمر کے حالات کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک خیال یہ ہے کہ وہ مگدھ کے نند خاندان کا ایک شہزادہ تھا۔ لیکن اُس کی ماں مُرا کسی نیچ ذات کی عورت تھی۔ نند خاندان کے آخری بادشاہ کے عہد میں چندر گپت ایک اعلےٰ فوجی عہدہ پر مامُور تھا لیکن کسی خاص وجہ سے نند بادشاہ اُس سے ناراض ہو گیا اور اُسے بھاگ کر جان بچانی پڑی ۔

چندر گپت مگدھ کی سلطنت کو چھوڑ کر پنجاب میں آ گیا۔ کہتے ہیں کہ ٹیکسلا کے مقام پر اُس نے سکندر سے مُلاقات کی اور اُسے مگدھ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ لیکن سکندر کسی وجہ سے اُس سے ناراض ہو گیا۔ یہ دیکھ کر چندر گپت وہاں سے بھاگ گیا۔ سکندر کی واپسی اور موت پر چندر گپت کو اپنی طاقت بڑھانے کا بڑا اچھا موقع مل گیا اور اس نے چانکیہ نامی ایک لائق برہمن کی مدد سے ایک زبردست فوج اکٹھی کی اور کئی فتوحات حاصل کر کے شمالی ہندوستان کا فرمانروا بن گیا ۔

فتوحات

چندر گپت کی مشہور فتوحات مندرجہ ذیل تھیں :۔

۱۔ **پنجاب کی فتح**۔ سکندر کی واپسی اور موت کے بعد پنجاب میں یونانی حکومت کے خلاف ایک زبردست بغاوت ہوئی۔ چندر گپت نے اِس بغاوت سے فائدہ اُٹھایا اور اپنے اتالیق اور وزیر چانکیہ کی مدد سے ایک لشکرِ جرار اکٹھا کر کے پنجاب میں مقیم

یُونانی افواج کو شکست دی اور پنجاب پر قبضہ کر لیا ۔

۲۔ مگدھ پر چڑھائی ۔ پنجاب پر قبضہ کر لینے کے بعد چندر گُپت مگدھ پر حملہ آور ہُوا اور نند بادشاہ کو جو بڑا بدنام تھا تخت سے اُتار کر خود بادشاہ بن گیا۔ اور پاٹلی پُتر کو پایۂ تخت بنا کر حکومت کرنے لگا ۔

۳۔ دیگر فتوحات ۔ مگدھ کی فتح سے چندر گُپت کے پاس ایک زبردست فوج آگئی اور رفتہ رفتہ اس نے اپنی بہادری اور لیاقت سے تمام شمالی ہندوستان کی ریاستوں کو زیر کر کے ایک زبردست سلطنت قائم کر لی اور اس طرح سے وہ ہندوستان کا پہلا شہنشاہ ہُوا ۔

۴۔ سیلوکس کا حملہ ۳۰۵ ق م ۔ سیلوکس سکندر کا ایک نہایت ہی قابل جرنیل تھا اور اس کی موت کے بعد اس کی سلطنت کے ایشیائی حصّے پر دریائے سندھ تک قابض ہو گیا تھا۔ یُونانی اُسے نکاٹور یعنی فاتح کہتے تھے۔ ۳۰۵ ق م میں اُس نے سندھ پار کر کے مَوجُودہ پنجاب پر حملہ کیا لیکن چندر گپت نے اُسے شکست دی اور آپس میں صلح ہو گئی ۔ سیلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی چندر گُپت سے کر دی۔ اور مَوجُودہ بلوچستان اور افغانستان کا علاقہ بھی اس کو دے دیا۔ چندر گپت نے اس کے بدلے میں پانچ سَو ہاتھی اس کی نذر کئے ۔ سیلوکس نے ایک یُونانی سفیر میگستھینز کو بھی اس کے دربار میں بھیجا ۔

وُسعتِ سلطنت — اِس طرح سے چندر گُپت کی سلطنت بنگال سے لے کر ہندوکش تک اور

ہمالیہ سے نربدا تک پھیل گئی۔ اس میں موجودہ افغانستان۔ پنجاب۔ یو۔پی۔ بہار (مگدھ)، بنگال اور گجرات کاٹھیاواڑ کے علاقے شامل تھے۔ کئی مورخوں کا خیال ہے کہ اس نے دکن کا بھی کچھ علاقہ فتح کیا لیکن اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

چندرگپت کا انتظامِ سلطنت

چندرگپت موریہ کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ اس کا انتظامِ سلطنت ہے جو اس نے نہایت قابلیت سے سر انجام دیا۔ اس کے عہد میں ملک میں ہر طرح امن و امان رہا۔ کوٹلیہ اس کا وزیرِ اعظم اور پاٹلی پُتر اس کا دار الخلافہ تھا۔

۱۔ مرکزی حکومت۔ چندرگپت ملکی حکومت کا افسرِ اعلیٰ تھا اور پاٹلی پُتر اس کی راجدھانی تھی۔ وہ ایک مطلق العنان حکمران تھا لیکن سخت گیر اور ظالم نہ تھا۔ انتظامِ سلطنت میں اُسے صلاح مشورہ دینے کے لئے وزیروں کی ایک کونسل ہوتی تھی جن میں سب سے بڑا چانکیہ تھا۔ بادشاہ کے دربار میں فریادیوں کو رسائی حاصل تھی اور بادشاہ ان کی فریاد خود سنتا اور داد رسی کرتا تھا۔ سلطنت کے تمام حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھنے کے لئے بادشاہ نے ملک کے طول و عرض میں نہایت قابل اور ایماندار جاسوسوں کا جال بچھا رکھا تھا۔ نیز عورتوں سے بھی جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔

۲۔ ذرائع آمدنی۔ آمدنی کا بڑا ذریعہ مالیہ زمین تھا جو کل پیداوار کا ایک چوتھائی حصہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ٹیکس تھے جن میں سب سے مشہور فروخت شدہ اشیا پر محصول تھا۔ آبپاشی کی طرف خاص توجہ دی جاتی کیونکہ اس

کے بغیر زراعت کی ترقی ناممکن تھی اور زراعت کے بغیر آمدنی نہیں ہو سکتی تھی ۔

۳- رفاہِ عام کے کام۔ رفاہِ عام کے کاموں میں بھی بادشاہ کو خاص دلچسپی تھی۔ تالاب۔ نہریں اور سڑکیں بنی ہوئی تھیں۔ مُلک میں کئی اچھی اچھی سڑکیں تھیں جن کی وجہ سے تجارت کو بہت فروغ حاصل تھا۔ ان سڑکوں کے کنارے کوسوں کے نشان لگے ہوئے تھے۔ ایک سڑک پاٹلی پُتر سے ٹیکسلا تک جاتی تھی۔ اس کے دونوں طرف سایہ دار درخت تھے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ ایک اور مشہور سڑک پاٹلی پُتر کو مغربی ہندوستان کی بندرگاہوں سے ملاتی تھی ۔

۴- قانون اور انصاف۔ قانونِ فوجداری بہت زیادہ سخت تھا اور سزائیں نہایت شدید تھیں۔ معمولی معمولی جُرموں پر ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جاتے تھے۔ اکثر قصوروں مثلاً جھوٹی گواہی دینے۔ گورنمنٹ کا ٹیکس ادا نہ کرنے وغیرہ کے لئے سزائے موت دی جاتی تھی اور جُرم کا اقبال کروانے کے لئے ملزموں کو سخت ایذائیں پہنچائی جاتی تھیں۔ تمام سلطنت میں عدالتیں قائم تھیں اور اپیل کی آخری عدالت بادشاہ آپ تھا ۔

۵- صوبجاتی حکومت۔ سلطنت کئی صوبوں میں منقسم تھی۔ ہر صوبہ ایک صوبہ دار کے ماتحت تھا جو عام طور پر شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ صوبے ضلعوں اور گاؤں میں تقسیم تھے۔ ضلع کے اعلےٰ افسر کو ستھانک اور گاؤں

سلطنت چندر گپت موریہ
کوہ ہندوکش
سلیوکس کا دیا ہوا علاقہ
ٹیکسلا
دریائے سندھ
دریائے برہم پتر
پاٹلی پتر
دریائے نربدا
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا
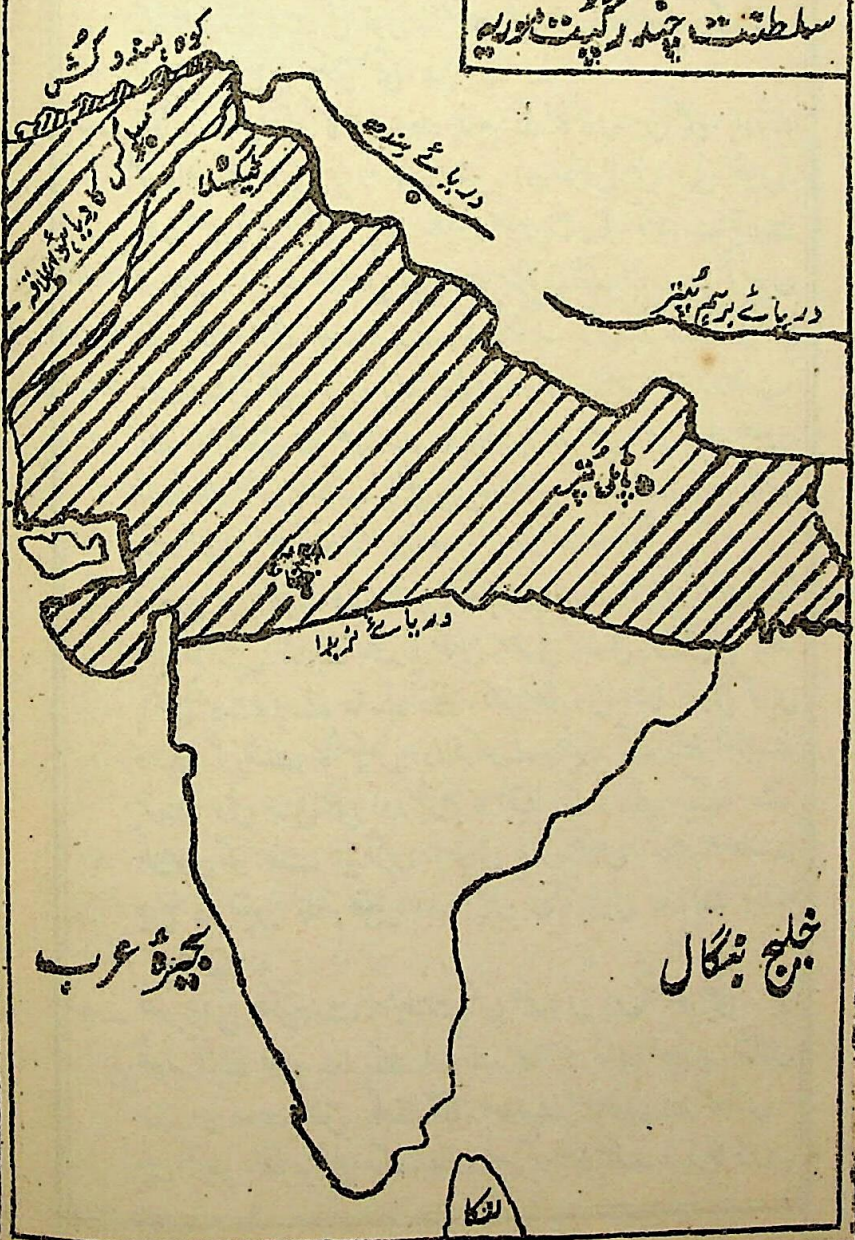
کے بڑے آدمی کو گوپ کہتے تھے۔ شہر کا بڑا افسر ناگرک
کہلاتا تھا ؞

۶۔ پاٹلی پتر اور اس کا انتظام۔ مگدھ کا دارالخلافہ پاٹلی پتر تھا۔ جو موجودہ شہر پٹنہ کے قریب آباد تھا۔ یہ شہر بڑا عالی شان تھا اور دریائے گنگا اور سون کے مقامِ اتصال پر واقع تھا۔ اس کی لمبائی نو میل اور چوڑائی کوئی ۱½ میل تھی۔ اس کے چاروں طرف لکڑی کی ایک مضبوط دیوار تھی جس میں ۶۴ دروازے اور ۵۷۰ برج تھے۔ شہر کے اِرد گِرد ایک چوڑی اور گہری خندق تھی جس میں دریائے سون کا پانی بھرا رہتا تھا۔ شاہی محل لکڑی کا بنا ہوا تھا لیکن خوبصورتی اور شان و شوکت میں لاثانی تھا ؞

شہر پاٹلی پتر کے میونسپل انتظام کے لئے ۳۰ ممبروں کی ایک کمیٹی تھی جو چھ بورڈوں میں منقسم تھی۔ اِن بورڈوں کے فرائض حسب ذیل تھے:۔

(۱) شہر کی صنعت و حرفت اور دستکاری کی نگرانی کرنا ؞
(۲) اجنبیوں کے آرام و آسائش کا اِنتظام کرنا ؞
(۳) پیدائش اور موت کا حساب رکھنا ؞
(۴) تجارت کا اِنتظام۔ تول کے بٹوں اور ماپ کے پیمانوں کی جانچ پڑتال کرنا ؞
(۵) کارخانوں کی دیکھ بھال کرنا ؞
(۶) اشیائے فروخت پر ۱۰ فی صدی ٹیکس اکٹھا کرنا ؞

شہر کے عام اِنتظام کے لئے مثلاً صفائی سڑکوں۔ پانی کی بہم رسانی کے واسطے تمام میونسپل کمشنر مجموعی طور پر ذِمّہ دار

تھے۔ ہو سکتا ہے کہ باقی بڑے بڑے شہروں (مثلاً ٹیکسلا۔ اوجین۔ ویسالی وغیرہ) کا اِنتظام بھی میونسپل کمیٹیاں ہی کرتی ہوں۔ گاؤں کا اِنتظام پنچایتیں کرتی تھیں ٭

۷۔ فوجی اِنتظام۔ چندرگپت کا فوجی اِنتظام بھی بڑا اعلےٰ تھا۔ اس کی فوج نہایت زبردست اور ساز و سامان سے لیس تھی۔ کُل فوج قریباً سات لاکھ تھی۔ اس میں چھ لاکھ پیادہ۔ تیس ہزار سوار۔ نو ہزار جنگی ہاتھی[1] اور تقریباً آٹھ ہزار رتھ تھے۔ تمام فوج کو نقد تنخواہ ملتی تھی۔ فوج کے اِنتظام کے لئے ۳۰ ممبروں کا ایک جنگی محکمہ تھا جس کے چھ حصّے تھے۔ ان کے ذمّہ (۱) پیادہ فوج (۲) رسالہ (۳) بحری بیڑا (۴) جنگی رتھ (۵) جنگی ہاتھیوں اور (۶) بار برداری اور رسد رسانی کا اِنتظام تھا ٭

مجلسی حالت

چندرگپت کے زمانہ میں لوگ جسمانی طور پر تندرست دراز قد اور بہادر تھے۔ ان کی خوراک طاقت بخش اور زندگی بہت سادہ تھی۔ ان کا اِخلاق بھی بہت اُونچا تھا۔ وُہ عموماً راست باز تھے۔ ایک دُوسرے پر اِعتبار کرتے تھے۔ تمام عہد و پیمان زبانی ہوتے تھے۔ گواہ اور رسید کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مقدمہ بازی کا نام بھی نہ تھا۔ چوری کی وارداتیں بہت کم تھیں اور لوگ عمُوماً گھروں کو تالے نہیں لگاتے تھے۔ عورتیں باعِصمت اور پاکدامن تھیں اور رعایا خُوشحال تھی۔ لوگ اپنے تیوہار بڑی شان و شوکت سے مناتے تھے۔ ہِندو

[1] ہر ہاتھی پر ایک مہاوت اور تین تیر انداز ہوتے تھے اور ہر رتھ میں ایک رتھبان اور دو سپاہی تھے ٭

سوسائٹی سات جماعتوں میں تقسیم تھی :- (۱) فلاسفر یعنی عالم فاضل (۲) مشیر یا صلاحکار (۳) سپاہی لوگ (۴) کاشت کار (۵) خفیہ پولیس (۶) تاجر اور کاریگر (۷) گڈریے اور سپاہی ۞

چندرگپت کی وفات

۲۴ سال حکومت کرنے کے بعد چندرگپت نے جو غالباً جین مت کا پیرو کار تھا وفات پائی یا تخت سے دست بردار ہو گیا جین مت کی کتابوں میں اس کی موت کا قصہ اِس طرح لکھا ہے کہ اس کے عہدِ حکومت کے آخری سالوں میں بڑا خوفناک قحط پڑ گیا چندرگپت تخت اپنے بیٹے بندوسار[^1] کے سپرد کر کے خود ایک جینی مہاتما بھدر باہو کے ساتھ میسور کو چلا گیا جہاں اس نے جین مت کے اصولوں کے مطابق فاقہ کشی سے جان دے دی ۞

☞ Q. Write short notes on :—(a) Megasthenes (b) Chanakya. **(Important)** (P. U. 1940)

سوال- مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھو :-

(ا) میگستھینز (ب) چانکیہ ۞

میگستھینز

میگستھینز ایک یونانی سفیر تھا جسے سیلوکس نے چندرگپت موریہ کے دربار میں بھیجا- وہ قریباً ۵ سال (۳۰۲ ق م سے ۲۹۸ ق م تک) پاٹلی پتر میں رہا اور اس نے چندرگپت کے عہدِ حکومت کے حالات قلم بند کئے جو اس زمانہ کی تاریخ کے بہترین

[^1]: بندوسار نے تقریباً ۲۵ سال حکومت کی لیکن اس کے عہد کے واقعات کا ٹھیک طور پر حال معلوم نہیں ہو سکا- غالباً اس نے دکن کو فتح کر کے سلطنت موریہ میں شامل کیا ۞

ماخذ سمجھے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے اس کی اصلی تصنیف انڈیکا (Indica) تو گم ہو چکی ہے لیکن اس کے کئی اقتباسات دوسرے یونانی مؤرخوں کی کتابوں میں ملتے ہیں اور ان کے مطالعہ سے اس زمانہ کے حالات کا کافی پتہ چلتا ہے ؎

چانکیہ

چانکیہ چندر گپت موریہ کا اتالیق اور وزیر اعظم تھا۔ وہ ٹیکسلا کا ایک برہمن تھا اور ایک اعلےٰ درجہ کا سیاست دان اور نہایت ہی قابل شخص تھا۔ اس نے چندر گپت کی نہایت وفاداری سے خدمت کی۔ اس کے دو اور نام کوٹلیہ اور وشنو گپت بھی تھے۔ نند راجہ نے ایک دفعہ اس کی بے عزتی کی تھی اور چانکیہ نے اس بے عزتی کا بدلہ لینے اور نند خاندان کا خاتمہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ چندر گپت نے اسی کی مدد سے پنجاب فتح کیا اور پھر مگدھ کے نند بادشاہ کو معزول کر کے تخت حاصل کیا تھا۔ چانکیہ اپنی دُھن کا بڑا پکا تھا اور اسے سازش کرنے میں کمال حاصل تھا۔ اگرچہ اُسے عیش و عشرت کے تمام سامان مہیا ہو سکتے تھے تاہم وُہ غریبانہ زندگی بسر کرتا تھا اور راجہ کے محل کے پاس ایک مٹی کی جھونپڑی میں رہا کرتا تھا۔ اس نے علم سیاسیات پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ارتھ شاستر ہے۔ اِس سے چندر گپت کے عہدِ حکومت کا پتہ چلتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ چندر گپت کی شاندار کامیابی ایک حد تک چانکیہ کی وجہ سے ہی تھی ؎

☞ **Q. Give a brief account of the reign of Asoka and describe the measures adopted by him for the spread of Buddhism.** **(V. Important)**
(P. U. 1951, 52, 54, 56, 59)

سوال۔ اشوک کے عہدِ حکومت کا مختصر حال لکھو اور بتاؤ کہ اس نے

بُدھ مذہب کی اِشاعت کے لئے کیا طریقے اِختیار کئے ٭

اشوک
۲۷۳ ق م سے ۲۳۲ ق م

مہاراجہ اشوک موریہ خاندان کا سب سے مشہُور بادشاہ تھا۔ وُہ چندر گپت کا پوتا اور بندُوسار کا بیٹا تھا۔ اس نے کوئی ۴۰ سال حکُومت کی۔ بادشاہ بننے سے پیشتر وُہ ٹیکسلا اور اُجین[1] کے صُوبوں کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور اُس نے اپنے حُسنِ اِنتظام اور لیاقت کا سِکّہ جما دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ وُہ اپنے باپ کا سب سے بڑا لڑکا نہ تھا تاہم بندُوسار نے اُسے سب سے لائق سمجھ کر اپنا ولیعہد مقرّر کیا تھا۔ اُس کی رسمِ تاجپوشی کِسی وجہ سے تخت نِشینی کے چار سال بعد ادا ہوئی۔ اوائل زِندگی میں اشوک غالباً شِو کا پجاری تھا اور شِکار اور گوشت کا دِلدادہ تھا۔ اُس کے زمانے کا سب سے مشہُور واقعہ کلنگ کی لڑائی ہے۔ لیکن اشوک کا نام تارِیخ میں بُدھ مت کی اِشاعت کے لئے ہمیشہ مشہُور رہے گا کیونکہ اس کی کوششوں سے یہ مذہب عالمگیر بن گیا ٭

کلنگ کی فتح
۲۶۱ ق م

اشوک کی تخت نشینی کے وقت تقریباً تمام ہندوستان پر اس کی حکُومت تھی لیکن کلنگ (اڑیسہ) کا علاقہ جو خلیج بنگال کے ساحل کے ساتھ دریائے مہاندی اور گوداوری کے درمیان واقع تھا اشوک کی سلطنت میں شامل نہ تھا۔ اشوک نے اسے فتح

---

[1] یہ دونوں شہر اُس زمانہ میں عِلم و فضل کے نہایت مشہُور مرکز تھے۔ ٹیکسلا کی یونیورسٹی آیوروید کی تعلیم کے لئے اور اُجین کی یونیورسٹی عِلمِ ریاضی اور عِلمِ ہیئت کے لئے خاص طور پر مشہُور تھیں ٭

کرنے کے لئے ۲۶۱ ق م اس پر چڑھائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد جس میں کوئی ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ گرفتار ہوئے اور اس سے کئی گُنا زیادہ قحط اور بیماری کا شکار ہو گئے۔ وُہ اِس علاقہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا ٭

اِس خُونریز نظّارے کا اشوک کے دِل پر کچھ ایسا اثر ہُوا کہ اُس نے آئندہ جنگ سے توبہ کی اور وُہ بُدھ دھرم کا پَیروکار بن گیا اور اس کی کوششوں سے بُدھ دھرم ایک عالمگیر مذہب بن گیا۔ اِس لحاظ سے کلنگ کی لڑائی دُنیا کی اہم ترین لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے ٭

وُسعتِ سلطنت

اشوک کی سلطنت بہُت وسیع تھی۔ کوہ ہندوکش سے لے کر بنگال تک سارا علاقہ اُس کے قبضہ میں تھا اور جنوب میں اس کی حد میسُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ غرضیکہ تھوڑے سے جنوبی حِصّے کو چھوڑ کر سارا ہندوستان اور افغانستان اس کی قلمرو میں شامل تھے ٭

اشوک کا اِنتظامِ سلطنت

اشوک کا اِنتظامِ سلطنت اس کے دادا چندرگپت کے نظامِ حکومت کی طرح ہی تھا۔ وُہ سارے مُلک کا افسرِ اعلےٰ تھا۔ اور اُس کے صلاح مشورہ کے لئے وزیروں کی ایک کونسل تھی۔ قوانین اور سزائیں تو پہلے کی طرح سخت ہی تھیں لیکن اشوک اس بات کا خاص خیال رکھتا تھا کہ کِسی کے ساتھ بے اِنصافی ہونے نہ پائے۔ اِس کے علاوہ اُس نے اپنی رعایا کے اِخلاق کو بہتر بنانے کے لئے افسر مقرّر کر رکھے تھے جو دیہات کا دَورہ کر کے لوگوں کو اُن فرائض بتلاتے اور ان کے چال چلن کی نگرانی کرتے تھے۔ اِن افسروں

کو دھرم مہا ماتر کہتے تھے ۔

اشوک اپنی رعایا کی شکایات سُننے اور انہیں دُور کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں تھا اور اس نے یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ رعایا کے نگہبان افسر ہر وقت اور ہر جگہ خواہ وہ کھانا کھا رہا ہو یا اپنے پرائیویٹ کمرے میں ہو یا کہیں باہر جا رہا ہو دن ہو خواہ رات ہو لوگوں کی شکایتیں اس کے پاس پہنچا سکتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اشوک کے طرزِ حکومت میں نرمی اور رحمدلی بہت تھی ۔

انتظام کے لئے سلطنت پانچ صُوبوں میں منقسم تھی (۱) شمالی صُوبہ جس کی راجدھانی ٹیکسلا تھی (۲) مغربی صوبہ راجدھانی اوجین (۳) جنوبی صُوبہ راجدھانی سورن گری (۴) مشرقی صُوبہ راجدھانی تُوسالی اور (۵) مرکزی صُوبہ جس کی راجدھانی پاٹلی پُتر تھی۔ ان تمام صُوبوں کے وائسرائے شاہی خاندان سے ہوتے تھے لیکن مرکزی صُوبہ براہِ راست بادشاہ کے ماتحت تھا ۔

اشوک کا معیارِ حکومت بہت بلند تھا۔ وُہ اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ سلوک کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ ساری رعایا مجھے بچّوں کی طرح عزیز ہے۔ جس طرح مَیں اپنی اولاد کے لئے اِس دُنیا میں اور آئندہ زندگی میں سُکھ کا خواہش مند ہُوں۔ اسی طرح مَیں اپنی رعایا کے سُکھ کا بھی خواہش مند ہُوں ۔ غریبوں یتیموں اور بیوگان کی پرورش شاہی خزانے سے ہوتی تھی۔ مسافروں کے آرام کا خاص خیال تھا اور رفاہِ عام کے کاموں میں اُسے خاص دِل چسپی تھی۔ سڑکوں پر کُوئیں کُھدوائے گئے ۔ دھرم شالائیں اور سرائیں تعمیر کی گئیں۔ سایہ دار درخت لگوائے گئے اور بے شمار جگہوں پر پانی کا بندوبست کیا گیا ۔

اشوک شاید دُنیا میں پہلا بادشاہ ہو گذرا ہے جس نے سرکاری خرچ پر نہ صرف اِنسانوں کے لئے ہسپتال بنوائے بلکہ حیوانات کے لئے بھی شفاخانے قائم کئے۔ مختصر یہ کہ اشوک کا اِنتظامِ سلطنت بڑا قابلِ تعریف تھا اور وُہ دُنیا کا لاثانی بادشاہ تھا۔

اشوک کا دھرم
(Law of Piety)

اشوک بڑا دھرماتما حکمران تھا اور اُس کی یہ زبردست خواہش تھی کہ اُس کی رعایا اپنی روزانہ زِندگی میں دھرم پر چلنے والی ہو۔ جس دھرم پر وہ اپنی رعایا کو چلانا چاہتا تھا اُس کے بڑے بڑے اُصول مندرجہ ذیل تھے :-

۱۔ بزرگوں کی عزّت اور چھوٹوں سے مہربانی۔ اشوک چاہتا تھا کہ ہر اِنسان کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ۔ بزرگوں اور اُستادوں کی عزّت کرے۔ ملازموں اور غلاموں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئے اور دوستوں۔ سادھوؤں اور برہمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔

۲۔ اہنسا۔ اِنسان کو چاہئے کہ وُہ جانداروں کو ایذا نہ پہنچائے۔ جانوروں کو ذِبح نہ کرے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے ان کی حفاظت کرے۔

۳۔ سچائی۔ ہر اِنسان کو چاہئے کہ وُہ ہمیشہ سچ بولے اور جھُوٹ سے اِحتراز کرے۔

۴۔ متفرق نیکیاں۔ اِنسان کو چاہئے کہ دُوسروں کے مذہب کی عزّت کرے۔ خیرات کرے۔ نیک چلن رہے اور سب کے ساتھ فیاضی اور رحمدلی سے پیش آئے۔

بُدھ مذہب کی اِشاعت

اشوک نے کلنگ کی لڑائی کے

بعد بُدھ دھرم اِختیار کر لیا اور اس کے پھیلانے میں ساری طاقت صرف کر دی۔ وہ بُدھ دھرم کا زبردست پرچارک ثابت ہُوا اور اُس کی کوششوں سے یہ مذہب عالمگیر بن گیا۔ اشوک نے بُدھ دھرم کی اِشاعت کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اِختیار کئے:۔

۱۔ بُدھ دھرم شاہی مذہب۔ اشوک نے بُدھ مذہب کو شاہی مذہب قرار دیا جس سے اس کی رعایا کو یہ مذہب اِختیار کرنے کی ترغیب ہو گئی۔

۲۔ مذہبی احکام کندہ کرانا۔ اشوک نے بُدھ دھرم کے اُصولوں کو پتھروں کے ستونوں اور پہاڑوں کی چٹانوں پر کندہ کروا دیا۔ اور اِن ستونوں کو اپنی سلطنت کی مشہور گذرگاہوں اور شاہراؤں پر نصب کروا دِیا تاکہ جو لوگ وہاں سے گذریں اُنہیں پڑھ سکیں۔

۳۔ دھرم مہا ماتروں کا تقرر۔ ایک جماعت سرکاری افسروں کی مقرر کی جن کے ذِمہ یہ فرض عاید کیا گیا کہ وہ لوگوں میں بُدھ دھرم کا پرچار کریں اور اُن کے چال چلن کی نگرانی کریں۔ اِن افسروں کو دھرم مہا ماتر کہتے تھے۔

۴۔ مثال قائم کرنا۔ اشوک نے اپنی مثال قائم کی۔ اُس نے خود بھی اہنسا کے اُصول کو تقویت دینے کے لئے لڑائیاں بند کر دیں۔ شاہی شکار کا محکمہ توڑ دیا۔ جانوروں کا ذِبح کیا جانا قطعاً ممنوع قرار دیا گیا۔ اور ان کی حفاظت کے لئے کئی قانون بنائے گئے اور شفاخانے قائم کئے گئے۔

۵۔ اشوک کا بھکشو بننا۔ کلنگ کی لڑائی کے بعد اشوک کچھ عرصہ کے لئے بھکشو رہا اور اپنے گورو اُپ گپت کے ساتھ جو

سلطنت اشوک

چٹانیں
لاٹیں

کوہ ہندو کش
شاہباز گڑھی
سری نگر
ٹیکسلا
دریائے سندھ
کالسی
دریائے برہم پتر
سارناتھ
پاٹلی پتر
سانچی
اجین
گرنار
دریائے نربدا
دھولی
مسکی
سدھاپور
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا

اُس زمانے کا سب سے بڑا بودھی مہاتما تھا اُس نے بُدھ مذہب کے مقدّس مقامات کی زیارت کی اور راستے میں بُدھ مذہب کا وعظ کرتا گیا۔ وہ پاٹلی پُتر سے روانہ ہوُا اور اُس نے لمبنی باغ (جہاں بُدھ پیدا ہوُا تھا)۔ کپل وستو (جہاں اُس نے بچپن کا زمانہ گذارا تھا)۔ گیا (جہاں اُسے گیان ہوُا)۔ سارناتھ (جہاں اُس نے پہلا اُپدیش کیا) اور کشی نگر (جہاں بُدھ نے وفات پائی) کی یاترا کی اور وہاں کئی یادگاریں قائم کیں ٭

۶۔ وِہاریں بنوانا۔ اشوک نے بُدھ بھِکشوؤں اور بھکشنیوں کے لئے مُلک میں جا بجا وِہار بنوائے جو بُدھ مذہب کی اِشاعت کا بڑا بھاری ذریعہ ثابت ہوئے ٭

۷۔ بُدھ مت کی کونسل۔ بُدھ دھرم میں جو اِختلافات آ چکے تھے اُن کا فیصلہ کرنے کے لئے اُس نے بُدھ عالموں کی ایک کونسل پاٹلی پُتر میں بُلائی جو تقریباً نو مہینے تک رہی۔ اِس میں کوئی ایک ہزار بودھ عالم شامِل ہوئے۔ یہ بُدھ مت کی تیسری کونسل[1] تھی ٭

۸۔ غیر ممالک میں پرچارک۔ اشوک نے بُدھ دھرم کی اِشاعت کے لئے غیر ممالک میں بھی اپنے پرچارک بھیجے۔ چُنانچہ برما۔ لنکا۔ نیپال۔ مِصر۔ شام اور مقدونیہ وغیرہ میں جا کر بھکشوؤں نے پرچار

---

[1] بُدھ مت کی چار کونسلیں منعقد ہوئیں۔ سب سے پہلی کونسل مہاتما بُدھ کی وفات کے جلدی ہی بعد پاٹلی پُتر کے نزدیک ایک وِہار میں منعقد ہوئی۔ اِس کونسل میں مہاتما بُدھ کی تعلیم اور احکام کو جمع کیا گیا۔ اِس کے ایک سَو سال کے بعد دوسری کونسل مقام ویشالی (واقع بہار) میں ہوئی۔ تیسری کونسل مہاراجہ اشوک کے عہد میں اور چوتھی کونسل مہاراجہ کنشک کے عہد میں منعقد ہوئی ٭

کیا۔ اشوک کے لڑکے مہندر (جسے بعض مورخ اشوک کا بھائی بتاتے ہیں) اور لڑکی (یا بہن) سنگھ مترا نے لنکا میں بدھ مت کا پرچار کیا اور وہاں کے راجہ نے بدھ دھرم اختیار کر لیا اور اُس وقت سے لے کر اب تک وہاں بدھ دھرم رائج ہے۔ اشوک کی اِن کوششوں سے بدھ مذہب ایشیا۔ افریقہ اور یورپ کے تین برِّ اعظموں میں جا پہنچا۔

اشوک کی عمارتیں

اشوک کو عمارتیں بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ اُس نے کئی شہر۔ ستوپ۔ وِہاریں اور ستون بنوائے اُس کا سب سے اعلےٰ ستوپ بھوپال کے نزدیک سانچی کے مقام پر ہے۔ اس کا سب سے اعلےٰ ستون بنارس کے نزدیک سارناتھ کے مقام پر تھا جس کے اُوپر چار شیروں کی مُورتی تھی۔ یہ ستون تو ٹوٹ گیا ہے لیکن اُس کے اُوپر والی شیروں کی مُورتی سارناتھ کے عجائب گھر میں پڑی ہے۔ اس نے کشمیر کی راجدھانی سری نگر کی بُنیاد ڈالی اور ایک شہر نیپال میں بسایا۔
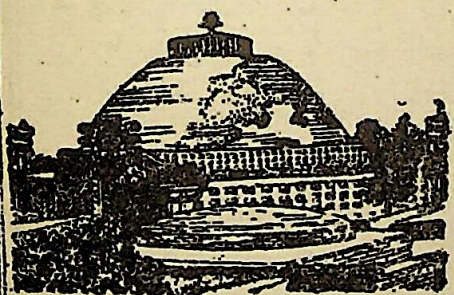
۱؎ ستوپ نصف کرّہ کی شکل کے گنبد سے تھے اور وہ اینٹوں یا پتھر کے بنے ہوئے تھے۔ ان کے بنانے کا بڑا مدعا یہ تھا کہ اُن کے نیچے مہاتما بدھ یا کسی اور بودھی مہاتما کی کوئی نشانی یا یادگار محفوظ رکھی جاتی تھی۔ اشوک نے اس قسم کے ہزاروں ستوپ بنوائے تھے۔

پاٹلی پُتر میں اشوک کا محل نہایت عالی شان تھا ؞

اشوک کا تارِیخ میں درجہ

اشوک تاریخ میں ایک بہت بڑا بادشاہ ہؤا ہے۔ وہ بڑا نیک، پارسا اور رعایا پرور تھا۔ وہ اپنی رعایا کو بچّوں کی طرح عزیز سمجھتا تھا اور ان کی بہبُودی کے لئے ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ اُس کے زمانہ میں لوگ خوشحال تھے اور مُلک میں ہرطرح امن و امان تھا۔

کلنگ کی لڑائی کے بعد اس نے جنگ سے توبہ کر لی۔ اشوک شاید دُنیا میں اکلوتا بادشاہ ہے جس نے جنگ جیتنے کے بعد جنگ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ اشوک کے خیال میں سب سے بڑی فتح دھرم کی فتح تھی ؞

وُہ بڑا بُردبار تھا اور دوسرے مذاہب کو بھی بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ وُہ خیرات کرنے میں اپنے ہم مذہبوں اور دُوسروں میں کوئی تمیز نہ کرتا تھا۔ وُہ کہتا تھا کہ اِنسان دُوسرے مذاہب کی عزّت کرکے اپنے مذہب کو اُونچا اُٹھاتا ہے ؞

جہاں اُس نے اپنی رعایا کی بہتری اور بہبُودی کے لئے ہر ممکن کوشش کی وہاں غریب اور بے زبان حَیوان بھی اُس کی شفقت سے محرُوم نہ رہے۔ اس نے اِنسانوں اور حَیوانوں کے لئے ہسپتال بنوائے۔ فی الواقع اشوک امن اور اہنسا کا دیوتا تھا۔ وہ تاریخ میں اِس لحاظ سے لاثانی ہے کہ کِسی اور بادشاہ نے اپنی رعایا کی بھلائی کے لئے اِس قدر کام نہیں کِیا۔ ہماری مَوجُودہ حکومت نے بھی اشوک کے دھرم چکر کو ہی اپنے جھنڈے میں شامل کِیا ہے ؞

اشوک کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے بُدھ مت

عالمگیر مذہب بنا دیا۔ اور جنگ کو بند کر کے دُنیا کو اہنسا کا سبق دیا۔ لیکن اشوک کی اس مذہبی پالیسی نے فوجی سپرٹ کو کمزور کر دیا جس سے موریہ خاندان کا زوال نزدیک آگیا ؂

اشوک کی موت کے بعد موریہ خاندان کا زوال شروع ہو گیا اور آخرکار ۱۸۵ ق م میں موریہ خاندان کا آخری راجہ برہدرتھ اپنے سپہ سالار پشیہ مِتر کے ہاتھوں قتل ہُوا اور موریہ خاندان کا خاتمہ ہُوا ؂

☞Q. Write a short note on the Edicts of Asoka and discuss their historical importance. (Importamt) (P. U. 1940, 44)

سوال۔ اشوک کے کتبوں پر ایک نوٹ لکھو اور بتاؤ کہ ان کی تاریخی اہمیت کیا ہے ؂

اشوک کے کتبے

اشوک نے بُدھ دھرم اختیار کرنے کے بعد اپنی رعایا میں بُدھ دھرم کا پرچار کرنے کے لئے کئی فرمان جاری کئے اور انہیں چٹانوں اور ستونوں پر کندہ کروا دیا۔ ان میں اس کی سوانح عُمری۔ دھرم کی تشریح اور عہدِ حکومت کے کارنامے درج ہیں اور ان طریقوں کا بھی ذکر ہے جو اُس نے بُدھ مت کی اشاعت کے لئے اختیار کئے۔ یہ اشوک کی وسیع سلطنت کے حصّوں میں بڑی بڑی شاہراہوں پر ملتے ہیں اور ان میں سے اِس وقت تک کوئی تیس پینتیس کے قریب دریافت ہو چُکے ہیں۔ شمالاً جنوباً یہ کتبہ جات ہمالیہ سے شروع ہو کر میسور تک اور شرقاً غرباً خلیج بنگال سے شروع ہو کر بحیرۂ عرب تک ملتے ہیں اور مُختلف علاقوں کی مقامی زبان میں لکھے ہوئے ہیں تاکہ لوگ انہیں آسانی سے سمجھ سکیں ؂

تاریخی اہمیّت | تاریخی لحاظ سے یہ کتبہ جات بڑے اہم ہیں۔ ان سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلتا ہے :۔

۱۔ **وُسعتِ سلطنت**۔ اِن کتبوں سے اشوک کی حدِّ سلطنت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جہاں جہاں یہ کتبے مِلے ہیں ضروری ہے کہ وہ عِلاقے اشوک کی سلطنت میں شامِل ہوں گے ؀

۲۔ **اِنتظامِ سلطنت**۔ اِن کتبوں میں اشوک کے عہد کے مشہُور مشہُور واقعات کا ذِکر ہے۔ اِن سے اشوک کے اِنتظامِ سلطنت اور اس کی زِندگی کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اپنے پڑوسی بادشاہوں کے ساتھ اُس کے دوستانہ تعلقات تھے ؀

۳۔ **اشوک کا دھرم**۔ اِن کتبوں سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اشوک کا دھرم کیا تھا اور اُس نے بُدھ دھرم کی اِشاعت کے لئے کیا طریقے اِختیار کئے ؀

۴۔ **اِشاعتِ تعلیم**۔ یہ کتبے اِس بات کا بھی پتہ دیتے ہیں کہ اشوک کے عہد میں تعلیم کی خوب اِشاعت تھی۔ کیونکہ اگر لوگ پڑھے لِکھے نہیں تھے تو ان کتبوں کا کیا فائدہ تھا؟

۵۔ **موریہ آرٹ**۔ اشوک کے کتبے اُونچے اُونچے ستونوں پر کندہ ہیں۔ یہ ستون ریت کے پتّھر کے بنے ہوئے ہیں اور موریہ زمانے کی سنگ تراشی اور نقش و نگاری کا نہایت اعلےٰ نمونہ ہیں۔ اِن کا پالش بھی نہایت اعلےٰ ہے۔ اِن ستونوں کا اُوپر کا حِصّہ جسے Capital کہتے ہیں اور جو عموماً شیروں کی شکل کا بنا ہُوا ہے صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانے میں موریہ آرٹ نقش و نگاری اور پالش میں کِس

قدر ترقی کر چکا تھا ۔

ستون کا اُوپر کا حصّہ

۶- اِن کتبوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف حصّوں میں کون کون سی مقامی زبانیں بولی جاتی تھیں۔ مختصر یہ کہ اشوک کے یہ کتبہ جات اس کے عہدِ حکومت کے نہایت اہم ماخذ ہیں ۔

نوٹ۔ اشوک کے یہ کتبے کئی مقامات پر ملے ہیں ۔ مثلاً شہباز گڑھی واقع ضلع پشاور میں ۔ مانسہرہ واقع ضلع ہزارہ میں ۔ کالسی واقع ضلع ڈیرہ دُون میں ۔ گرنار واقع گجرات کاٹھیاواڑ میں ۔ دھولی واقع صوبہ اڑیسہ میں ۔ سانچی واقع ریاست بھوپال میں ۔ بنارس کے نزدیک سارناتھ میں ۔ شدا پور واقع میسور میں مسکی واقع ریاست حیدر آباد میں۔ وغیرہ وغیرہ ۔

باب پانچواں

کُشن خاندان اَور کنشک

Q. Who were the Kushans? When and how did they come to occupy India? Give a detailed account of the reign of Kanishka. (Important)
(P. U. 1953, 55, 58, 60)

سوال۔ کُشن کون تھے ؟ وہ کب اور کیونکر ہندوستان میں آئے ؟
کنشک کے عہدِ حکومت کا مفصّل حال بیان کرو ۔

کُشن کوئی دو ہزار برس ہوئے کہ مغربی چین میں ۔ یُو۔چی (Yeuh-chi) ۔ نام کی ایک خانہ بدوش اور جنگ جُو قوم آباد تھی۔ دُوسری صدی قبل مسیح میں اِس قوم کو چینیوں نے اپنے مُلک سے نِکال دیا اور یہ لوگ باختریہ اور کابل کی راہ ہندوستان کو چلے آئے۔ اِس قوم کی پانچ شاخیں تھیں جن میں سب سے مشہور شاخ کا نام کُشن یا کُشان تھا۔ پہلی صدی عیسوی کے شروع میں کُشن قبیلے نے ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر اپنا تسلّط جما لیا اور شک قوم کو جو وہاں آباد تھی نِکال دِیا۔ اِس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ کنشک تھا ۔

کنشک
سنہ ۱۲۰ء سے ۱۶۲ء

کنشک کُشن خاندان کا تیسرا اور سب سے زبردست فرمانروا تھا۔ اس کے عہد میں کُشن سلطنت اپنے

اِنتہائی عرُوج پر تھی۔ یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب تخت نشین ہُؤا۔ لیکن ایک خیال یہ ہے کہ وہ ۱۲۰ سنہ ء میں بادشاہ بنا اور کوئی ۴۲ سال حکمران رہا۔ بادشاہ بنتے ہی اس نے پُرش پُور کو جسے آج کل پشاور کہتے ہیں اپنا پایۂ تخت مقرر کیا اور وہاں بُدھ کی یاد میں ایک چار سَو فٹ اُونچا لکڑی کا مینار اور کئی شاندار عمارتیں بنوائیں ۔

فتوحات

کنِشک کو مُلک گیری کی بڑی ہوس تھی۔ چُنانچہ اُس نے تخت نشین ہوتے ہی فتوحات کا دَور شروع کیا اور اپنی زندگی کا زیادہ حِصّہ لڑائیوں میں ہی گزارا۔ اس کی مشہور فتوحات مندرجہ ذیل تھیں :۔

۱۔ سب سے پہلے اُس نے پنجاب اور متھرا میں حکمران شک سرداروں کو شکست دی اور شمالی ہند کے ایک بہت بڑے حِصّے پر قبضہ کر لیا۔ اس کی سرحد غالباً بنارس تک یا کم سے کم پاٹلی پتر تک تھی ۔

۲۔ کنِشک نے کشمیر بھی فتح کیا اور وہاں اُس نے کئی عمارتیں اور یادگاریں قائم کیں۔ اِن یادگاروں میں سے ابھی تک ایک گاؤں کنِس پُورہ کشمیر میں موجُود ہے ۔

۳۔ کنِشک کی سب سے مشہُور فتح چینیوں کے خلاف تھی۔ اُس نے ایک زبردست فوج کے ساتھ سطح مرتفع پامیر کو پار کیا اور چینیوں کو ہرا کر ان کے صُوبوں ختن۔ کاشغر اور یارقند پر قبضہ کر لیا۔ کنِشک کا پیش رَو چینی حکومت کو خراج دیا کرتا تھا لیکن اِن فتوحات کا نتیجہ یہ ہُؤا کہ کنِشک نے وہ خراج ادا کرنا بند کر دیا ۔

۴۔ اِس کے علاوہ پنجاب کے جنوب میں بہت سی ریاستیں کنشک کی باجگذار تھیں ٭

وُسعتِ سلطنت

اِس طرح کنشک کی سلطنت شمالاً جنوباً بُخارا سے سندھ تک اور شرقاً غرباً بنارس سے ایران کی سرحد تک جا پُہنچی۔ پُرش پُور اُس کی سلطنت کا پایۂ تخت تھا ٭

کنِشک کا مذہب

کنشک کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی مہاراجہ اشوک کی طرح بُدھ مذہب کا زبردست پَیروکار اور مبلّغ تھا اور اس نے بُدھ دھرم کو پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ البتّہ اس کا دھرم مہایان بُدھ دھرم تھا (۱) اشوک کی طرح اس نے بھی بھکشوؤں کی رہائش کے لئے کئی وہاریں تعمیر کرائیں اور (۲) مذہبی اُصولوں کا فیصلہ کرنے کے لئے بُدھ مت کے عالموں کی ایک کونسل بُلائی۔ یہ چوتھی کونسل تھی اور اس کا اجلاس کشمیر میں سرینگرؒ کے قریب ہُؤا۔ اِس میں کوئی ۵۰۰ بُدھ عالم شامل ہوئے (۳) اِس کے علاوہ اُس نے دُور دراز ممالک میں پرچارک بھیجے جس سے یہ مذہب چین۔ جاپان اور منگولیا وغیرہ میں بھی پھیل گیا۔ اِنہیں وُجوہات سے بُدھ مؤرخین اُسے اشوک ثانی کہتے ہیں ٭

بُدھ مذہب کی تقسیم

کنِشک کے زمانہ میں بُدھ مذہب دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا (۱) ہین یان (۲) مہایان۔ ہین یان فرقہ کے لوگ پُرانے بُدھ مت کے پیروکار

ؒ کئی تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ یہ اجلاس جالندھر میں ہوُا ٭

سلطنت کنشک
بخارا
کاشغر
یارقند
ختن
ہرات
دریائے برہم پتر
گنگا
متھرا
الہ آباد
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال

تھے۔ وہ بُدھ کو صرف ایک گُورو کا درجہ دیتے تھے اور مُورتی پُوجا نہیں کرتے تھے بلکہ نیک اعمال پر زور دیتے تھے لیکن مہایان فرقہ کے لوگوں نے بُدھ کو ایک دیوتا کا درجہ دے دِیا اور اس کی مُورتیوں کی پرستش شروع کر دی۔ نیک اعمال کی بجائے پُوجا پاٹھ اور پرارتھنا میں ان کا وِشواس زیادہ ہو گیا۔ اِس کے علاوہ انہوں نے یوگ اور بھگتی کو بھی ماننا شروع کر دیا اور پالی زبان کی بجائے اپنا پرچار سنسکرت میں کرنا شروع کیا۔ مہایان فرقے نے کئی باتیں ہندوؤں کی اپنے مذہب میں شامل کر لیں۔ کنشک خود مہایان بُدھ کا پَیرو تھا اور اِسی مت کی اس نے اِشاعت کی ؎

عِلم اَدب

کنشک بڑا عِلم دوست تھا اور وُہ عالموں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ آیورویدکا مشہُور فاضل چرک اس کا درباری حکیم تھا اور بُدھ مت کے مشہُور عالم ناگارجن اشوگھوش اور وشومتر (جو چوتھی کونسل کا پریذیڈنٹ تھا) بھی اِسی زمانہ میں ہوئے ہیں۔ سنسکرت عِلم ادب کو اِس زمانہ میں کافی ترقی حاصِل ہوئی ؎

کنشک کو اشوک کی طرح عمارتیں بنوانے کا بھی بڑا شوق تھا۔ اُس نے مہاتما بُدھ کی یاد میں پشاور کے مقام پر ایک چارسَو فٹ اُونچا لکڑی کا مینار بنوایا۔ متھرا اور ٹیکسلا میں بھی کئی ستوپ اور وِہار بنوائیں۔ کشمیر کی مَوجُودہ راجدھانی سرینگر کے قریب کنشک نے ایک شہر آباد کیا۔ یہ شہر اب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور اس کا نام کنس پُورہ ہے ؎

گاندھار (مَوجُودہ پشاور اور ٹیکسلا کا عِلاقہ) کے فنِ سنگ تراشی کو اس زمانہ میں بڑا عرُوج حاصِل ہُوا اور چونکہ کنشک مہایان مت

کا ماننے والا تھا اِس لئے اُس کے عہد میں مہاتما بُدھ کی بہت سی مُورتیاں بھی بنائی گئیں ۞

تجارت کنشک کے عہد میں تجارت بھی بڑے زوروں پر تھی اور یہ زیادہ تر سلطنتِ روما کے ساتھ ہوتی تھی جو اُن دنوں میسوپوٹیمیا تک پھیلی ہوئی تھی۔ اشیائے برآمد میں موتی۔ گرم مصالحے۔ خوشبویات۔ ریشم۔ ہاتھی دانت۔ باریک ململ۔ جڑی بوٹیاں وغیرہ شامل تھیں۔ ان کے بدلے میں ہندوستان میں سونا چاندی آتا تھا۔ یہ تجارت سمندر اور خشکی دونوں راستوں سے ہوتی تھی اور بڑی بڑی تجارتی بندرگاہیں ساحل مالابار پر تھیں۔ اِس تجارت سے سلطنتِ روما کی دَولت ہندوستان میں کھِچی چلی آتی تھی ۞

کنشک کی وفات روایت ہے کہ کنشک کی لگاتار جنگوں سے لوگ اِس قدر تنگ آگئے تھے کہ ایک دِن جب کہ کنشک بُخار سے بیمار تھا کچھ لوگوں نے اُس کو چارپائی پر رضائی سے اِس طرح لپیٹ دیا کہ اُس کا دم رُک گیا اور اُس کی موت واقع ہو گئی ۞

باب چھٹا

گپت خاندان اور ہُون قوم

سنہ ۳۲۰ء سے سنہ ۵۴۰ء

گپت خاندان کنشک کی وفات کے کچھ سال بعد شمالی

ہندوستان میں کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم ہو گئیں جو قریباً ڈیڑھ سو سال تک قائم رہیں۔ آخر کار چوتھی صدی کے شروع سالوں میں ہندوستان میں ایک نیا خاندان شروع ہوا جس نے ایک زبردست اور مضبوط سلطنت قائم کی۔ اِس خاندان کا نام گپت خاندان تھا۔ اس نے تقریباً دو صدیوں تک حکومت کی اور اس عہد میں ہندوستان نے نہ صرف پولیٹیکل جاہ و حشمت درجۂ کمال کی پیدا کی بلکہ علم و فن میں وہ شاندار ترقی کی جو آج تک ہندوؤں کے لیئے باعثِ فخر ہے۔ اِسی وجہ سے اِس عہد کو ہندو تاریخ کا سُنہری زمانہ مانا جاتا ہے۔ اِس خاندان کا بانی چندر گپت تھا لیکن سب سے مشہور بادشاہ سُمدر گپت اور چندر گپت وکرمادتیہ تھے۔

چندر گپت اوّل
۳۲۰ء سے ۳۳۰ء

چندر گپت اوّل گپت خاندان کا بانی تھا۔ وُہ مگدھ میں کسی ایک چھوٹی سی ریاست کا راجہ تھا۔ اس کی شادی لچھوی قوم کی ایک شہزادی کمار دیوی سے ہوئی تھی۔ چُونکہ یہ قوم بڑی زبردست اور معزز تھی اِس لیئے چندر گپت کی طاقت میں بہت اضافہ ہو گیا اور اُسے اپنی سلطنت کو بڑھانے میں بڑی مدد ملی۔ اُس نے پاٹلی پُتر پر قبضہ کر لیا اور ایک مضبوط سلطنت کی بُنیاد ڈالی جس میں موجودہ بہار اور الٰہ آباد تک اُتر پردیش کا مشرقی حِصّہ شامل تھے۔ ۳۲۰ء میں اُس نے اپنے نام سے ایک نیا سمّت چلایا۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا سمُدر گپت بادشاہ بنا۔

Q. Give a brief account of the reign of Samudra Gupta and justify his title to being called the Indian Napoleon. (P. U. 1949, 52, 56)

سوال۔ سمُدر گپت کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ اُسے انڈین نپولین کیوں کہتے ہیں ٭

سمُدر گپت
۳۲۰ء سے ۳۷۵ء

سمُدر گپت اپنے باپ چندر گپت اوّل کی وفات پر بادشاہ بنا۔ وُہ ہندو راجاؤں میں نہایت نامور اور قابل ہؤا ہے۔ اُسے جنگ و جدل کا بے حد شوق تھا۔ انگریز مورخ اِسے انڈین نپولین (Indian Napoleon) کا خطاب دیتے ہیں کیونکہ اس بادشاہ نے تقریباً سارے ہندوستان کو از سرِ نو فتح کیا ٭

فتُوحات

۱۔ **وادیٔ گنگا کی تسخیر۔** سب سے پہلے اُس نے شمالی ہندوستان کے اُس حصّے میں اپنی حکومت کو مستحکم کیا جو اس کا باپ فتح کر گیا تھا۔ پھر اُس نے گنگا کی زرخیز وادی کی خود مختار ریاستوں کو فتح کر کے ایک مرکزی سلطنت کے ماتحت کر دِیا ٭

۲۔ **تسخیرِ دکن۔** گنگا کی وادی کو فتح کر لینے کے بعد اُس نے دکن پر فوج کشی کی اور کوئی دو تین سال کے عرصہ میں وہاں کے بہت سے راجاؤں کو اپنے تابع فرمان بنا کر واپس اپنی راجدھانی پاٹلی پُتر کو لَوٹ آیا۔ وُہ پاٹلی پُتر سے روانہ ہو کر مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ کانچی (کانجی ورم) تک پہنچا تھا اور وہاں سے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتا ہؤا واپس آیا۔ اُس نے جنوبی ہند کو اپنی سلطنت

میں نہیں ملایا۔ بلکہ صرف وہاں سے خراج لینا منظور کیا۔ دکن کی فتح اُس کے عہد کا نہایت شاندار کارنامہ ہے ❖

۳۔ وسط ہند کی فتح۔ اِس کے بعد سمُدر گپت نے وسط ہند کے جنگلی قبیلوں کو اپنے مطیع کیا۔ اِن قبیلوں کو فتح کرنے کا مُدعا یہ تھا کہ شمالی ہند اور دکن کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ قائم رکھا جا سکے ❖

۴۔ سرحدی ممالک کی اِطاعت۔ سمُدر گپت کے اِس قدر جاہ و جلال کو دیکھ کر سرحد کے بہت سے مُلکوں مثلاً آسام مشرقی بنگال۔ نیپال۔ کماؤں۔ گڑھوال۔ روہیل کھنڈ وغیرہ نے اپنے آپ اس کی اِطاعت قبول کر لی۔ اِس کے عِلاوہ کئی اور قبیلوں اور غیر مُلکی حکمرانوں نے اُس سے دوستانہ عہدنامے بھی کئے ❖

۵۔ اشومیدھ یگیہ۔ اِن شاندار فتوحات کی یادگار میں سمُدر گپت نے اشومیدھ یگیہ کیا اور مہاراج ادھیراج کا لقب اِختیار کیا۔ اِس موقع پر سمُدر گپت نے خالص سونے کے سِکّے جاری کئے جن کے ایک طرف اشومیدھ کے گھوڑے کی تصویر تھی ❖

وُسعتِ سلطنت

سمُدر گپت کی سلطنت شمالاً جنُوباً کوہ ہمالیہ سے لے کر دریائے نربدا تک پھیلی ہوئی تھی۔ مشرق میں دریائے ہُگلی اُس کی سلطنت کی حد تھا اور مغرب میں دریائے جمنا اور دریائے چمبل تک کا عِلاقہ اُس کے قبضہ میں تھا۔ اِس کے عِلاوہ دکن اور کئی اور عِلاقوں کے فرمانروا اُس کی اِطاعت تسلیم کرتے تھے ❖

سلطنت سمندر گپت

حد دکن - - -

دریائے سندھ

دریائے ستلج

دریائے برہم پتر

پاٹلی پتر

الٰہ آباد

اُجین

دریائے نربدا

کانچی

بحیرۂ عرب

خلیج بنگال

لنکا

ذاتی لیاقتیں

سمندر گپت نہ صرف ایک بڑا بھاری جرنیل تھا بلکہ وُہ علوم و فنون میں بھی غیر معمولی دسترس رکھتا تھا۔ وُہ ایک زبردست عالم اور شاستردان تھا۔ اُسے علم موسیقی کا بڑا شوق تھا اور وہ وینا بجانے میں خاص مہارت رکھتا تھا۔ وُہ ایک اعلے پایہ کا شاعر اور عالموں کا قدر دان تھا۔ اگرچہ وہ خود پکا ہندو تھا پھر بھی وہ دُوسرے مذاہب کے ساتھ روا داری کا سلوک کرتا تھا۔ اُس نے لنکا کے راجہ کی درخواست پر اُسے بُدھ گیا کے مقام پر بُدھ بھکشوؤں کے لئے ایک وِہار بنانے کی اجازت دے دی تھی ؞

نوٹ۔ سمُدر گپت کے عہد کا بڑا ماخذ اُس کے درباری شاعر ہری شین کی ایک سنسکرت نظم ہے جو الٰہ آباد کے قلعے میں اشوک کے ایک ستون پر لکھی ہوئی ہے۔ اس میں سمُدر گپت کی مشہور فتوحات کا ذکر ہے ؞

☞ Q. Give a brief account of the reign of Chandra Gupta Vikramaditya. What light does Fahien throw on this period ? **(V. Important)**
(P. U. 1957, 61)

سوال۔ چندر گپت وکرمادتیہ کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور بتاؤ کہ فاہیان نے اس زمانہ کے متعلق کیا لکھا ہے ؞

چندر گپت وِکرمادتیہ
۳۷۵ء سے ۴۱۳ء

چندر گپت وِکرمادتیہ سمُدر گپت کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کی طرح جری اور بہادر تھا۔ اس کے عہد کے کئی ایک سِکوں میں جو دستیاب ہوتے ہیں وُہ شیر کو لتاڑتا ہُوا دکھایا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا بہادر تھا۔ اُس نے

تخت نشین ہوتے ہی وِکرمادتیہ کا لقب اِختیار کیا جس کے معنی ہیں "بہادری کا سُورج"۔ بعد میں یہی لقب بکرماجیت بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وُہ راجہ بکرماجیت جس کے اِنصاف اور رعایا پروری کی بہت سی روایات مشہور ہیں یہی راجہ تھا۔ اس کا عہدِ حکومت ہندو تاریخ کا نہایت ہی شاندار زمانہ تھا۔

فتوحات

چندر گپت سارے شمالی ہندوستان کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے مالوہ۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ (سوراشٹر) کے شَک حکمرانوں کو جو ہندوستان کے لئے بہت بڑا خطرہ بنے ہوئے تھے شکست فاش دی اور ان علاقوں کو اپنی سلطنت میں ملا کر ہندوستان سے غیر ملکی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

گجرات کی فتح سے چندر گپت کی سلطنت بحیرۂ عرب تک پھیل گئی۔ اور کئی بندرگاہوں کے ہاتھ آ جانے سے تجارت خوب چمک اُٹھی۔ مغربی ممالک کے ساتھ تجارتی تعلق زیادہ مضبوط ہو گیا اور مُلک میں دولت بڑھنے لگی سلطنت کے بڑھ جانے کی وجہ سے پاٹلی پُتر کے علاوہ اوجین[۱] کو دارالسلطنت مقرر کیا گیا جو اُن دِنوں ایک اہم تجارتی شہر تھا۔ چندر گپت نے غالباً پنجاب کا بھی کچھ حصہ فتح کیا۔ لیکن اُس کا سب سے بڑا کارنامہ شک حکمرانوں کی شکست ہے۔

عِلم ادب

چندر گپت وِکرمادتیہ بڑا عِلم دوست بھی تھا۔ اس کے زمانے میں سنسکرت نے بہت ترقی کی۔ اکثر عالموں کی رائے ہے کہ سنسکرت کا مشہور شاعر کالیداس

---

[۱] کئی مورخوں کا خیال ہے کہ اُس نے ایودھیا کو دارالخلافہ بنایا۔

جو انڈین شیکسپئیر (Indian Shakespeare) کے نام سے
مشہور ہے اِسی زمانہ میں ہُوا ہے۔ اِس کے علاوہ اور بھی کئی عالم
اس کے دربار کی زینت تھے۔ اِس عہد میں آرٹ نے بھی بہت
ترقی کی۔ دہلی کے قریب مشہور لوہے کی لاٹھ اِسی زمانہ میں بنی تھی۔
سچ تو یہ ہے کہ یہ زمانہ سائینس اور علم و فن کی ترقی کا
سُنہری زمانہ تھا۔

فاہیان

چندر گپت وِکرمادتیہ کے عہد میں ایک چینی سیاح
فاہیان ہندوستان میں آیا[1]۔ اس کا مقصد بُدھ مذہب
کے مقدس مقامات کی زیارت کرنا اور مذہبی کتابیں حاصل کرنا
تھا۔ وہ یہاں کوئی چھ سال (۴۰۵ء سے ۴۱۱ء) تک رہا۔ اُس کے
سفرنامہ سے اُس وقت کے ہندوستان کی تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ انتظامِ سلطنت کے متعلق فاہیان لکھتا ہے:۔ کہ انتظام نہایت
اعلےٰ ہے اور رعایا ہر طرح خوش حال ہے۔ گورنمنٹ لوگوں
کے معاملات میں بہت کم دخل دیتی ہے۔ سزائیں بہت نرم

---

[1] فاہیان چین سے روانہ ہو کر خشکی کے راستے صحرائے گوبی اور ختن سے ہوتا
ہُوا پامیر کے دشوار گذار پہاڑوں کو عبور کر کے ہندوستان میں ٹیکسلا پہنچا اور چھ
سال ہندوستان کی سیاحت کرتا رہا۔ اِس عرصہ میں وہ تین سال پاٹلی پتر میں
رہا اور وہاں سنسکرت کا مطالعہ کرتا رہا۔ واپسی پر وہ سمندر کے راستہ
سے واپس لوٹا۔ وہ بنگال میں واقع تامرلپتی کی بندرگاہ سے (جسے آجکل تملوک
کہتے ہیں) جہاز میں سوار ہوا اور لنکا اور جاوا جاتا ہُوا چین پہنچا۔ اس کے
کُل سَیر و سیاحت اور سفر میں پندرہ سال (۳۹۹ء سے ۴۱۴ء) لگے۔
وُہ ہندوستان میں آنے والے چینی بودھ سیاحوں میں سب سے پہلا سیاح تھا۔

سلطنت چندر گپت بکرماجیت
دریائے سندھ
دریائے برہم پتر
کوہ ہمالیہ
ایودھیا
پاٹلی پتر
الہ آباد
اجین
تامرلپتی
دریائے نربدا
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا

ہیں۔ اکثر جرمانہ ہی کافی خیال کیا جاتا ہے۔ سزائے موت کسی کو نہیں دی جاتی لیکن جو لوگ بار بار جرم کرتے ہیں اُن کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ راستے محفوظ ہیں اور سفر میں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ ٹیکس ہلکے ہیں اور سرکاری آمدنی کا زیادہ حصّہ زمینوں کی مالگذاری سے حاصل کیا جاتا ہے جو کُل پیداوار کا ۱/۴ حصّہ ہے۔ ملک میں دولت بے شمار ہے۔ سرکاری افسروں کو باقاعدہ تنخواہیں دی جاتی ہیں"۔

۲۔ مذہبی حالت کے متعلق وہ لکھتا ہے:۔ "بادشاہ اگرچہ ہندو ہیں تاہم مذہبی معاملات میں بڑی رواداری سے کام لیا جاتا ہے۔ سلطنت بودھوں اور جینیوں کی پوری طرح حفاظت کرتی ہے۔ بودھوں کے کئی وہار ہیں۔ لوگ اہنسا کے قائل ہیں"۔

۳۔ مجلسی حالت کے متعلق فاہیان لکھتا ہے:۔ "ہندوستانی لوگ کسی جیو کو نہیں مارتے۔ نہ شراب پیتے ہیں نہ پیاز نہ لہسن کھاتے ہیں۔ یہ لوگ جانور نہیں بیچتے۔ نہ منڈی کے پاس بوچڑوں کی دکانیں ہیں نہ شراب خانے ہیں۔ چنڈال لوگ شہر سے باہر رہتے ہیں اور ان کو شہر میں داخل ہوتے وقت ایک طرح کا نوٹس دینا پڑتا ہے تاکہ لوگ اُن سے چھو کر ناپاک نہ ہو جائیں۔ کئی امیر آدمیوں نے ہسپتال بنوا رکھے ہیں جہاں غریب لوگ مفت علاج کراتے ہیں"۔

۴۔ مگدھ دیش کے متعلق وہ لکھتا ہے:۔ "یہاں بڑے بڑے شہر ہیں۔ لوگ نہایت دولت مند اور خوشحال ہیں۔ خیراتی انسٹی ٹیوشن بے شمار ہیں۔ مسافروں کے لئے تمام سڑکوں پر سرائیں

اور دھرم شالائیں بنی ہوئی ہیں"۔

۵- پاٹلی پُتر کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ "یہ بڑا شاندار شہر تھا اور ایک اہم تعلیمی اور مذہبی مرکز تھا۔ وہاں بُدھ مذہب کی دو بڑی وِہاریں تھیں جن میں سے ایک ہین یان اور دُوسری مہایان مت والوں کی تھی۔ ان میں ہزاروں عالم بھکشو رہتے تھے اور ہزاروں طلبا تعلیم پاتے تھے۔ وہاں کئی ہسپتال بھی تھے جہاں غریب مریضوں کو دوا کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی مُفت دیا جاتا تھا۔ پاٹلی پُتر میں اشوک کا محل ابھی تک قائم تھا اور وہ اِس قدر عالی شان تھا کہ یقین نہیں ہو سکتا تھا کہ انسانی ہاتھوں نے اسے بنایا ہو۔

Q. Why is the Gupta Period called the Golden Age nf Hinduism? (V. Important) (P. U, 1949, 54, 57)

سوال- گُپت زمانے کو ہندو تاریخ کا سُنہری زمانہ کہنے کی کیا وجوہات ہیں؟

سُنہری زمانہ

گُپتوں کا زمانہ ہندو تاریخ کا واقعی سُنہری زمانہ تھا کیونکہ جو ترقی ہندوؤں کی تہذیب و تمدن علم و فضل اور سائنس اور آرٹ، کو اس زمانہ میں ہوئی وہ نہ پہلے کبھی ہوئی تھی اور نہ اس کے بعد ہوئی۔ لوگ خوشحال تھے اور ملک میں امن و امان کا دَور دَورہ تھا۔ اِس زمانہ کی چند ایک خاص باتیں مندرجہ ذیل ہیں:-

۱- قومی حکومت۔ موریہ سلطنت کے زوال کے بعد ہندوستان کے اکثر حصوں پر غیر ملکی قوموں مثلاً شک اور کشان وغیرہ کی

حکومت تھی - یہ غیر ملکی حکومت تقریباً پانچ سو سال رہی۔ آخر گپت بادشاہوں نے اس کا خاتمہ کر کے ملک میں قومی حکومت قائم کی اور ملک کو خوب ترقی دی ۔

۲ - خوشحالی کا دور۔ گپتوں کی حکومت نہایت اعلےٰ تھی ۔ قانون نرم اور سزائیں معمولی تھیں ۔ ملک خوشحال اور لوگ فارغ البال تھے ٹیکس بہت ہلکے تھے اور ملک میں امن و امان کا دور دورہ تھا ۔

۳ - ہندو مذہب کی ترقی۔ گپت خاندان کے تمام بادشاہ ہندو مذہب کے پیرو کار تھے ۔ اُن کے زمانہ میں ہندو دیوتاؤں کے بت اور مندر بننے شروع ہوئے۔ کئی ایک گپتہ بادشاہوں نے اشومیدھ یگیہ کی رسم کو پھر سے جاری کیا اور اس طرح ہندو مذہب کو جو بدھ مذہب کے زور کے زمانہ میں پیچھے رہ گیا تھا پھر عروج حاصل ہو گیا اور یہ بات فی الحقیقت قابل تعریف ہے کہ ہندو مذہب کا یہ عروج بغیر کسی قسم کے جبر اور ظلم و ستم کے ہوا۔ بدھ مت اور جین مت والوں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی گئی بلکہ اُن کی ہر طرح سے مدد کی گئی ۔

۴ - سنسکرت کی ترقی۔ ہندو مذہب کی ترقی کے ساتھ ساتھ سنسکرت کی بھی خوب اشاعت ہوئی۔ کئی کتابیں اس زبان میں لکھی گئیں اور یہ عدالتی زبان مقرر کی گئی۔ بدھ وہاروں میں بھی سنسکرت پڑھائی جانے لگی۔ سنسکرت کا مشہور آفاق شاعر اور ڈرامہ نویس کالیداس اسی زمانہ میں ہوا اور اس نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے شکنتلا ناٹک اس کی بہترین

تصنیف ہے ہری شین بھی اِس عہد میں سنسکرت کا ایک مشہور شاعر تھا۔ امرسنگھ نے امرکوش مرتّب کیا۔ اس کے علاوہ پُوران۔ مہابھارت اور منوسمرتی اپنی موجُودہ صُورت میں اسی زمانہ میں ترتیب دئے گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ گپتوں کا زمانہ سنسکرت لٹریچر کا سُنہری زمانہ تھا ۔

۵۔ سائنس کی ترقی۔ اِس زمانہ میں علوم ریاضی اور جیوتش نے بھی ترقی کی۔ اس زمانہ کے تین ریاضی دان اور منجم مشہور ہیں۔ آریہ بھٹ۔ وراہ مہر اور برہم گپت۔ علمِ جراحی اور حکمت بھی درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ دھنونتری مشہور حکیم تھا ۔

۶۔ فنونِ لطیفہ میں ترقی۔ علمِ موسیقی۔ فنِ تعمیر۔ سنگ تراشی۔ نقاشی اور مصوّری وغیرہ فنونِ لطیفہ نے بھی اس زمانہ میں بہت ترقی کی۔ اس زمانہ کی بہت سی تعمیرات زمانہ کے انقلاب سے برباد ہو گئی ہیں۔ مگر جو قائم ہیں وُہ اس زمانہ کے فنِ تعمیر کی کمالیّت کا پتہ دیتی ہیں۔ ضِلع جھانسی میں دیوگڑھ کے مقام پر پتھر کا ایک نہایت عالی شان مندر اور ضلع کان پور میں اینٹوں کا ایک مندر ابھی تک موجُود ہیں۔ دہلی میں گپت زمانہ کی لوہے کی لاٹھ جو قطب مینار کے پاس کھڑی ہے دُنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ اجنٹا (واقع حیدرآباد) کی گپھاؤں کی نقاشی اور مصوّری اس کمال کو پہنچی ہے کہ دُنیا کے
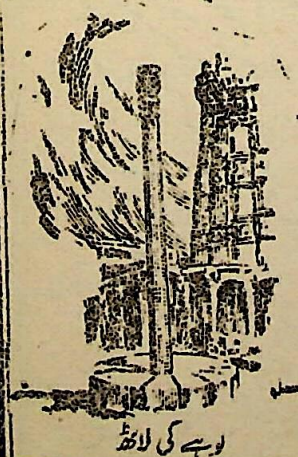
لوہے کی لاٹھ

آرٹسٹ دُور دُور سے اِسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اِس عہد کے سِکّے بھی نہایت شاندار ہیں ٭

۷ — تعلیم میں ترقی۔ اِس زمانہ میں تعلیم نے بھی بہت ترقی کی۔ ٹیکسلا۔ اجنٹا۔ سارناتھ۔ نالندہ کی مشہور یونیورسٹیاں قائم تھیں جہاں غیر ممالک سے بھی خاصکر چین سے طلبا تعلیم حاصِل کرنے کے لئے آتے تھے۔ نالندہ یونیورسٹی خاص طور پر مشہور تھی ٭

۸ — نئی بستیاں۔ اِس زمانہ میں ہندوستانی لوگ دُوسرے مُلکوں کو گئے۔ انہوں نے جاوا۔ سماٹرا۔ کمبوڈیا وغیرہ میں بستیاں قائم کیں اور وہاں ہندو تہذیب و تمدّن کو فروغ دِیا ٭

۹ — تجارت میں ترقی۔ تجارت میں بھی معقُول ترقی ہوئی۔ سلطنت زدما اور دُوسرے بڑے بڑے مُلکوں کے ساتھ تجارت ہونے لگی جس سے مُلک میں دَولت بڑھنی شرُوع ہوئی اور ہندوستان مالا مال ہو گیا ٭

Q. What do you know about the Huns and their invasion of India ?

سوال۔ ہُون قوم اور اُس کے ہندوستان پر حملے کے متعلّق تم کیا جانتے ہو ؟

ہُون قوم — ہُون وسط ایشیا کی ایک وحشی۔ خونخوار اور خانہ بدوش قوم تھی۔ اس قوم نے پانچویں صدی کے نِصف میں ہندوستان پر حملہ کِیا۔ اس وقت گُپت خاندان کا بادشاہ سکند گُپت حُکمران تھا۔ اس نے اُنہیں شِکست فاش دی اور پسپا کر دیا لیکن اس شِکست کے چند سال بعد وُہ زیادہ ثابت قدمی سے ہندوستان

پر حملے کرنے لگے اور ان کے سردار تورمان نے گپت سلطنت کو مغلوب کر کے پنجاب۔ راجپوتانہ۔ سندھ اور مالوہ پر قبضہ کر لیا اور مہاراج ادھیراج کا لقب اختیار کیا ؀

تورمان کے بعد اس کا لڑکا مہرگل بادشاہ بنا اور اُس نے سیالکوٹ کو اپنی راجدھانی بنایا۔ مہرگل (یا مہرگُل) بے حد ظالم اور بے رحم تھا۔ آخر اُس کے مظالموں کے خلاف ایک زبردست بغاوت ہوئی اور مالوہ اور مگدھ کے بادشاہوں نے مل کر ۵۲۸ء میں اُسے مُلتان کے نزدیک شکست فاش دی۔ مہرگل بھاگ کر کشمیر چلا گیا جہاں اُس نے بادشاہ کو قتل کر کے تخت خود سنبھال لیا اور آخرکار ۵۴۲ء میں وہیں مر گیا۔ اُس کی موت کے بعد ہندوستان میں ہُونوں کی طاقت کا خاتمہ ہو گیا ؀

حملے کا اثر

۱۔ ہُون قوم کے حملوں نے گپت خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں ؀

۲۔ بہت سے ہُون لوگوں نے ہندو مذہب اختیار کر لیا۔ کئی راجپوت خاندان اِن ہُونوں کی اولاد ہیں ؀

Q. Write short notes on :—
Kalidas, Kumaril Bhatta, Shankracharya.

سوال۔ کالی داس۔ کمارل بھٹ اور شنکر آچاریہ پر مختصر نوٹ لکھو ؀

کالی داس

کالی داس زبان سنسکرت کا سب سے بڑا شاعر و ڈرامہ نویس ہُوا ہے۔ اسے ہندوستان کا شیکسپیئر کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ خیال ہے کہ وہ اُجین میں پیدا ہُوا۔ مگر کئی بنگالی عالموں کا دعوےٰ ہے کہ وہ بنگال میں پیدا ہُوا۔

اُس کی تصنیفات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وُہ چندر گپت وِکرما دتیہ کے عہد میں ہوُا۔ غالباً وہ اس کا درباری شاعر تھا۔اس کی تصنیفات میں سب سے مشہوُر شکنتلا ناٹک ہے جو اس وقت بھی سنسکرت زبان میں اپنی خوبصُورتی۔بلند خیالی اور پاکیزگی عبارت میں لاثانی ہے۔اس کی دیگر مشہور تصنیفات وِکرم اروشی۔میگھ دُوت۔رگھو ونش۔کمار سمبھو وغیرہ ہیں ٭

کُمارل بھٹ

کُمارل بھٹ آٹھویں صدی میں ہندو مذہب کا ایک زبردست پرچارک تھا۔وہ اُجین میں رہا کرتا تھا۔اُس نے تمام ہندوستان کا دَورہ کرکے بُدھ مذہب کی سخت مخالفت کی۔اور ویدوں کا پرچار کیا۔اس کی کوششوں سے بہُت سے بُدھ مذہب کے لوگ ہندو مذہب میں شامل ہوگئے ٭

شنکر آچاریہ

شنکر آچاریہ ہندُو مذہب کے ایک زبردست پرچارک ہوئے ہیں۔ان کا جنم ۷۸۸ء میں مالابار میں ہوُا۔عین عالم جوانی میں اُنہوں نے سنیاس لے لیا اور سارے مُلک میں ہندو دھرم کا پرچار کیا۔وہ زبردست عالم اور فلاسفر تھے۔اُنہوں نے بُدھ مت کے خلاف زبردست پرچار کیا۔کئی مباحثوں میں بُدھ عالموں کو شکست دی جس سے بے شُمار بودھی ہندو دھرم میں واپس چلے آئے۔انہوں نے ویدانت کا پرچار کیا اور ہندو دھرم کے پرچار کے لئے چار مٹھ قائم کئے۔ایک مشرق میں جگن ناتھ پوُری کے مقام پر۔دُوسرا مغرب میں دوارکا کے مقام پر۔تیسرا شمال میں بدری ناتھ کے مقام پر اور چوتھا جنوُب میں شرنگیری (واقع میسور) کے مقام پر۔بتیس سال کی عمُر میں بمقام کیدار ناتھ واقع کشمیر اُنہوں نے وفات پائی۔ان کی کوششوں سے

ہندو دھرم کو بہت عروج حاصل ہوا ؟

باب ساتواں

ہرش وردھن

۶۰۶ء سے ۶۴۷ء

ہون قوم کے حملے سے گپت سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور ملک میں کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم ہو گئیں جو قریباً ایک صدی تک رہیں۔ ان میں سے ایک ریاست تھانیسر مشرقی پنجاب میں تھی۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں کوئی ایسا زبردست راجہ نہ تھا جو ان سب ریاستوں کو مطیع کر لیتا۔ آخر ساتویں صدی کے آغاز میں تھانیسر کے راجہ پربھاکر وردھن کے لڑکے راجہ ہرش وردھن نے تقریباً تمام شمالی ہندوستان کو فتح کر کے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی ؟

ہرش کے عہد کے تاریخی ماخذ

ہرش کے عہدِ حکومت کے بڑے ماخذ ہرش چرت اور ہیون سانگ کا سفرنامہ ہیں ؟

۱۔ ہرش چرت۔ یہ کتاب ہرش کے درباری شاعر بان بھٹ نے لکھی تھی۔ اس میں ہرش کی زندگی کا حال درج ہے ؟

۲۔ ہیون سانگ کا سفرنامہ۔ یہ سفرنامہ چینی سیاح ہیون سانگ

نے قلم بند کیا تھا۔اِس سے بھی ہرش کے عہد کا پتہ چلتا ہے ؛

Q, Give a short account of the reign of Harsha Vardhan and reproduce briefly the state of India as described by Hieun Tsang. (V. Important)
(P. U. 1951, 53, 54, 56)

سوال۔ ہرش وردھن کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور یہ بھی بتاؤ کہ ہیون سانگ نے اس وقت کے ہندوستان کے متعلق کیا لکھا ہے ؛

ہرش وردھن
۶۰۶ء سے ۶۴۷ء

ہرش وردھن شمالی ہندوستان کا آخری بڑا ہندو بادشاہ تھا۔وُہ تھانیسر کے مہاراجہ پربھاکر وردھن کا چھوٹا لڑکا تھا۔ ۶۰۴ء میں پربھاکر وردھن اچانک ہی مر گیا اور اس کی موت پر اس کا بڑا لڑکا راجیہ وردھن بادشاہ بنا۔راجیہ وردھن کو بادشاہ بنتے ہی مالوہ کے راجہ پر چڑھائی کرنی پڑی کیونکہ مالوہ کے راجہ نے اُس کے بہنوئی والئے قنوج کو قتل کر ڈالا تھا۔اور اس کی بہن کو (جس کا نام راجیشری تھا) قید خانہ میں بند کر دیا تھا۔ راجیہ وردھن نے مالوہ کے راجہ کو شکست دی لیکن مالوہ کے راجہ کے دوست بنگال کے راجہ (ششانک) نے راجیہ وردھن کو دغا سے قتل کر دیا۔بڑے بھائی کے اِس طرح قتل ہو جانے پر ۶۰۶ء میں ہرش وردھن بادشاہ بنا۔تخت نشینی کے وقت اُس کی عمر قریباً سولہ سترہ سال تھی ؛

ہرش کی فتوحات

ہرش بڑا بہادر اور عالم شخص تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے اپنی بہن کو چھڑانے

اور اپنے بھائی کا بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ اس نے بنگال کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ اور غالباً وہاں کے راجہ کو شکست دے کر اپنے مطیع کر لیا۔ اُس نے اپنی بہن کو بھی جو قید سے نکل کر بندھیاچل کے جنگلوں کو چلی گئی تھی ڈھونڈ نکالا اور اسے اپنے ساتھ لے آیا۔ ہرش نے اپنی بہن کے کہنے پر اُس کی ریاست کو بھی اپنے راج میں ملا لیا اور قنوج کو اپنی راجدھانی بنایا۔ اس کے بعد ہرش نے اپنی فوج کو منظم کیا اور متواتر چھ سال لڑائیوں میں ہی صرف کئے اور سوائے پنجاب۔ کشمیر۔ سندھ اور راجپوتانہ کے باقی تمام شمالی ہندوستان کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ آسام اور گجرات کاٹھیاواڑ کے راجاؤں نے بھی اس سے دوستی کر لی ؂

۶۲۰ء میں ہرش نے دکن پر فوج کشی کی لیکن چالوکیہ خاندان کے بہادر راجہ پُلی کیشن ثانی نے جس نے تمام دکن پر اپنی طاقت کا سکہ بٹھا رکھا تھا اُسے دریائے نربدا کے کنارے شکست دی۔ اس لئے اُس کی سلطنت کی جنوبی حد دریائے نربدا سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اپنے عہدِ حکومت کے آخری سالوں میں ہرش نے خلیج بنگال کے ساتھ واقع گانجم پر چڑھائی کی اور غالباً اسے فتح کر لیا۔

ہرش کا مذہب

ہرش شروع شروع میں ہندو دھرم کو مانتا تھا لیکن بعد میں وہ بُدھ دھرم کی طرف مائل ہو گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ سب مذہبوں کی عزت کرتا تھا اور خود بھی بُدھ۔ شو اور سُورج کی پُوجا کیا کرتا تھا اور ان تینوں دیوتاؤں کی پرستش کے لئے اُس نے شاندار مندر بنوا رکھے تھے۔ ہرش ہر پانچویں سال پریاگ (الٰہ آباد) میں ایک بڑا بھاری جلسہ کیا کرتا تھا جس کے خاتمہ پر وہ اپنا تمام دھن دولت

غریبوں میں بانٹ دیتا تھا۔ ہرش کے عہد میں جانوروں کو ذبح کیا جانا ممنوع تھا ۔

ہرش کی علم پروری

ہرش بڑا عالم فاضل بادشاہ تھا۔ اس نے سنسکرت میں تین ڈرامے (رتناولی۔ ناگانند اور پریہ درشکا) لکھے اور ویاکرن پر بھی ایک کتاب لکھی۔ اس کے دربار میں کئی علما موجود تھے جن میں سے سب سے مشہور بان بھٹ تھا۔ اُس نے ہرش چرت نامی ایک کتاب لکھی ہے جو ہرش کے زمانے کے حالات کا بڑا ماخذ ہے ۔

ہرش کا کیریکٹر

ہرش کا شمار ہندوستان کے نہایت نیک اور نامور بادشاہوں میں کیا جاتا ہے۔ وُہ اشوک کی طرح پارسا اور سمُدر گپت کی طرح جری اور بہادر تھا۔ اس کے علاوہ وہ علم و ادب کا مربی اور ایک اعلےٰ پایہ کا مصنف تھا۔ وہ اپنی رعایا سے بڑا اچھا سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتے وقت برہمن اور بودھی میں کوئی تمیز نہ رکھتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہرش ایک بڑا پارسا اور روشن دماغ حکمران تھا ۔

ہیون سانگ

ہیون سانگ ایک نہایت ہی قابل چینی سیاح تھا۔ وُہ بُدھ مذہب کا بڑا زبردست عالم تھا۔ ہرش کے زمانہ میں وُہ بُدھ مذہب کی کتابوں کی کھوج میں ہندوستان آیا اور کوئی پندرہ سال (۶۳۰ء سے ۶۴۵ء) یہاں رہا۔ اس نے ہرش کے عہدِ حکومت کے حالات قلمبند کئے ہیں ۔

سلطنت ہرش
دریائے سندھ
دریائے ستلج
دریائے برہم پتر
ہون
الہ آباد
اجین
دریائے نربدا
نالندہ
مہاکوشل
سلطنت
پلکیشن دوم
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا

۱۔ گورنمنٹ۔ ہیون سانگ لکھتا ہے کہ ہرش کا انتظام سلطنت بہت اچھا تھا۔ بادشاہ سلطنت کے تمام کاموں کی خود نگرانی کرتا تھا۔ اور اس مدعا کے لئے ملک کا دورہ کیا کرتا تھا۔ وہ نیک افسروں کو انعامات اور بددیانت لوگوں کو سزائیں دیا کرتا تھا۔ انتظام کی سہولیت کے لئے سارا ملک صوبوں۔ ضلعوں اور دیہات میں تقسیم تھا اور ان کے لئے علیحدہ علیحدہ افسر مقرر تھے۔ قانون فوجداری گپت بادشاہوں کے قانون سے بہت زیادہ سخت تھا۔ سنگین جرموں کی سزا میں ہاتھ۔ پاؤں۔ کان اور ناک کاٹ دیئے جاتے تھے اور سڑکیں بھی گپت بادشاہوں کی نسبت کم محفوظ تھیں لیکن ٹیکس بہت ہلکے تھے۔ کل پیداوار کا ⅙ حصہ بطور لگان وصول کیا جاتا تھا۔ اور یہی سرکاری آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ ملک میں جا بجا سرکاری خرچ پر خیراتی ہسپتال اور مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ تجارت ترقی پر تھی اور لوگ خوشحال اور فارغ تھے۔ ہرش کی فوج بھی بڑی زبردست تھی اور اس میں ہاتھی۔ رسالہ اور پیادہ فوج شامل تھی ٭

۲۔ تعلیمی حالت۔ ہرش کے عہد میں تعلیم کی بڑی اشاعت تھی اور اس کے لئے بہت روپیہ خرچ کیا جاتا تھا۔ نالندہ یونیورسٹی اپنے عروج پر تھی۔ راجاؤں اور دانی لوگوں نے کئی زمینیں اور جاگیریں یونیورسٹی کے نام لگا رکھی تھیں۔ یہاں کوئی دس ہزار طلبا تعلیم پاتے تھے اور پندرہ سو پروفیسر پڑھاتے تھے۔ طلبا کی رہائش اور خوراک کا انتظام بھی مفت تھا۔ ذریعۂ تعلیم سنسکرت تھی۔ پروفیسر اور طلبا ایک خاندان کے ممبروں

کی طرح رہا کرتے تھے چین، منگولیا وغیرہ بُدھ ممالک سے طلبا
یہاں پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے ؛

۳۔ مجلسی حالت۔ لوگ عموماً راست باز اور تعلیم یافتہ تھے۔ اور
بڑی پاکیزہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ذات پات مضبوطی سے قائم
تھی۔ عورتوں میں پردہ کا رواج نہیں تھا۔ لیکن رسمِ ستی عام طور
پر جاری تھی۔ لوگوں کو گوشت کھانے کی ممانعت تھی۔ اور اِس حکم
کی خلاف ورزی میں سخت سزا دی جاتی تھی۔ چنڈال لوگ
شہر کی چار دیواری سے باہر رہا کرتے تھے۔ لوگوں کے لئے سرائیں۔
دھرم شالائیں اور ہسپتال بنے ہوئے تھے ؛

۴۔ مذہبی حالت۔ بُدھ دھرم کو آہستہ آہستہ زوال آ رہا تھا۔
اور ہندو مذہب زور پکڑ رہا تھا۔ لوگوں میں مذہبی آزادی تھی
اور مذہبی تعصب بالکل نہیں تھا۔ مختلف مذاہب کے پیرو کار
بڑے امن و امان سے رہا کرتے تھے۔ لوگ اہنسا کے اُصول
پر عمل کرتے تھے ؛

۵۔ قنوج کا جلسہ۔ ہیون سانگ نے قنوج کے جلسہ کا بھی ذکر
کیا ہے جس میں وہ خود شامل تھا۔ یہ عظیم الشان جلسہ ۶۴۳ء
میں قنوج کے مقام پر کئی دنوں تک ہوتا رہا۔ اس میں بیسیوں
باجگذار راجے اور ہزارہا آدمی شامل ہوئے۔ یہ جلسہ بُدھ مذہب
کے اُصولوں کا تصفیہ کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ اس کی
صدارت کے فرائض ہیون سانگ نے ادا کئے ؛

باب آٹھواں

راجپوتوں کا زمانہ

سنہ ۶۵۰ء سے سنہ ۱۲۰۰ء تک

ہرش کی موت کے بعد ملک میں ابتری پھیل گئی۔ اس ابتری کا فائدہ اُٹھا کر بہادر راجپوتوں نے تمام شمالی ہندوستان میں اپنا تسلط جما لیا اور کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم کر لیں جو کم و بیش پانچ سو سال تک رہیں۔ ہرش کی موت سے لے کر اسلامی حکومت کے قائم ہونے تک، کے اس زمانے کو راجپوتوں کا زمانہ کہتے ہیں ؂

☞Q. Give a brief account of the origin, organization and character of the Rajputs. Describe briefly the principal Rajput kingdoms on the eve of the Mohammedan invasion. (Important)
(P. U. 1936, 40, 43, 50)

سوال۔ راجپوتوں کے آغاز، تنظیم اور کیریکٹر کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ اسلامی حملے کے وقت ہندوستان میں راجپوتوں کی جو بڑی بڑی ریاستیں تھیں اُن کا مختصر حال لکھو ؂

راجپوتوں کا آغاز راجپوتوں کے آغاز کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس بارے

ہیں مورخوں کی مختلف رائیں ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ وہ ایک رلی جلی قوم ہیں۔ ان کے آغاز کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات ہیں:-

۱- ویدک آریوں کی اولاد۔ بعض راجپوتوں کا دعوےٰ ہے کہ وہ ویدک زمانہ کے سورج ونشی اور چندر ونشی خاندانوں کی اولاد ہیں۔ کئی ہندو مورخ اُن کے اِس دعوےٰ کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اُن کے خط و خال پُرانے زمانے کے آریوں سے ملتے جُلتے ہیں ؀

۲- بیرونی حملہ آوروں کی اولاد۔ یورپین مورخ مندرجہ بالا بات کو کُلّیۃً تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ کئی راجپوت خاندان ہُون۔ گُرجر۔ شک وغیرہ بیرونی حملہ آوروں کی اولاد ہیں جنہوں نے ہندوستان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد ہندو مذہب قبول کر لیا تھا۔ ان حملہ آوروں میں سے جو اُونچی ذات کے تھے وہ راجپوت بن گئے اور ادنےٰ درجہ والے گُرجر۔ جاٹ وغیرہ کہلانے لگے ؀

۳- اصلی باشندوں کی اولاد۔ یورپین مورخوں کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ بعض راجپوت خاندان خاص کر کے جو بندھیاچل پہاڑ کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں ہندوستان کے اصلی باشندوں میں سے ہیں۔ مثلاً بندھیل کھنڈ کے چندیل راجپوت گونڈ نسل سے ہیں ؀

۴- اگنی کُل راجپوت۔ کچھ راجپوت اپنے آپ کو اگنی کُل کہتے ہیں۔ ان کا دعوےٰ ہے کہ ان کے بزرگ اعلےٰ آبو پہاڑ[1] پر ایک

---

[1] یہ راجپوتانہ میں واقع اراولی پربت کی چوٹی کا نام ہے ؀

اگنی کنڈ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ روایت ہے کہ جب پرشرام نے تمام کشتریوں کا ناش کر دیا تو کوئی بھی کشتری برہمنوں کی حفاظت کے لئے نہ رہا۔ چنانچہ بہت سے برہمنوں نے کوہ آبو پر اکٹھے ہو کر ایک "مقدس آگ" جلائی اور پرماتما سے دعا کی کہ ہماری حفاظت کے لئے ایک زبردست قوم پیدا کرو۔ کہتے ہیں اس آگ میں سے چار سورما نمودار ہوئے جنہوں نے چار راجپوت خاندانوں (۱) پرمار (۲) پرہیار (۳) چوہان اور (۴) چالوکیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ خاندان اگنی کل راجپوت کہلاتے ہیں ؛

راجپوتوں کی تنظیم

راجپوت مختلف قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر ایک قبیلہ ایک راجہ کے ماتحت تھا اور راجہ کا عہدہ موروثی تھا۔ کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔ راجہ تمام زمین کا مالک سمجھا جاتا تھا اور وہ زمین کو اپنے سرداروں میں بانٹ دیتا تھا۔ یہ سردار زمین کے عوض اپنے راجہ کو فوجی خدمت انجام دیتے تھے ؛

راجپوتوں کا کیرکٹر

اوصاف۔ راجپوت بڑے بہادر، جنگجو، غیرت مند اور وعدہ کے سچے تھے۔ وہ تلوار زنی میں طاق اور پکے شہسوار تھے۔ جنگ و جدل ان کا ایک مشغلہ تھا اور اپنی قومی اور خاندانی عزت کے لئے سر کٹا دینا اُن کے لئے بڑی معمولی بات تھی۔ وہ میدانِ جنگ میں دشمن کو کبھی پیٹھ نہیں دکھایا کرتے تھے اور نہ کبھی دشمن کے ساتھ دھوکا یا فریب سے کام لیتے تھے۔ وہ اپنی عورتوں کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو بچانے کے لئے اپنی

جان پر کھیل جانتے تھے۔ راجپوت عورتیں بھی بہادری میں مردوں سے کم نہ تھیں۔ مصیبت کے وقت وہ ایسے حوصلہ اور بہادری کا ثبوت دیتی تھیں جس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ اپنی آبرو اور عصمت کی خاطر وہ خوشی خوشی چتا میں بیٹھ کر جل مرتی تھیں۔ اِس رسم کو "جوہر" کہتے تھے ؛

نقائص - لیکن جہاں راجپوتوں میں یہ تمام اوصاف تھے وہاں اُن میں کئی خامیاں بھی تھیں۔ ان میں باہمی نفاق۔ غرور اور حسد بہت تھا۔ وُہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ وُہ پولٹیکل طور پر دُور اندیش نہیں تھے۔ اُن کے دِل میں اپنے قبیلے کے سردار کے لئے تو بے حد عزت اور وفاداری تھی لیکن وُہ سارے مُلک کے مجموعی مفاد کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اِس لئے وُہ کوئی وسیع سلطنت قائم کرنے کے قابل نہ تھے اور اسی وجہ سے وہ مُسلمان حملہ آوروں کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ان میں دُختر کُشی کی بُری رسم بھی تھی اور وُہ افیم کھانے کے بھی عادی تھے ؛

راجپوت ریاستیں مُسلمانوں کے حملے کے وقت ہندوستان میں راجپوتوں کی بہت سی ریاستیں قائم تھیں جن میں سے مشہور مندرجہ ذیل تھیں :-

۱- دہلی - دہلی میں تنوار یا تومار خاندان حکمران تھا جس کی بُنیاد اننگ پال نے ڈالی تھی۔ اِس خاندان کا آخری بادشاہ اننگ پال ثانی تھا۔ اُس کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اِس لئے اس نے دہلی کی ریاست اپنے نواسے پرتھوی راج چوہان والئے اجمیر کو دے دی تھی۔ محمد غوری نے ۱۱۹۲ء

میں پرتھوی راج کو ترائن کے میدان میں شکست دے کر اس ریاست کو فتح کر لیا تھا ۔

۲ ۔ اجمیر ۔ اجمیر میں چوہان خاندان کی حکومت تھی ۔ اس خاندان کا آخری اور سب سے مشہور بادشاہ پرتھوی راج چوہان تھا ۔ دہلی کی ریاست اُسے اپنے نانا اننگ پال ثانی سے ملی تھی ۔ پرتھوی راج ایک بہادر اور زبردست بادشاہ تھا ۔ اس نے ۱۱۹۱ء میں محمدؐ غوری کو ترائن کے میدان میں شکست دی ۔ لیکن اگلے ہی سال محمدؐ غوری نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا ۔ اور دہلی اور اجمیر پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی ۔ پرتھوی راج کی موت سے ہندو عظمت کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا ۔

۳ ۔ قنوج ۔ قنوج میں راٹھور خاندان حکمران تھا ۔ اس خاندان کا آخری اور مشہور بادشاہ جے چند راٹھور تھا ۔ پرتھوی راج چوہان اس کی لڑکی سنجوگتا کو سوئمبر سے اُٹھا لایا تھا جس سے پرتھوی راج اور جے چند میں دشمنی ہو گئی تھی ۔ کہتے ہیں کہ اسی راجہ نے محمدؐ غوری کو دہلی پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی تھی ۔ ۱۱۹۴ء میں محمدؐ غوری نے جے چند کو شکست دی اور وہ مارا گیا ۔ قنوج پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ۔

۴ ۔ بنگال اور بہار ۔ بہار میں پال خاندان اور بنگال میں سین خاندان حکمران تھا ۔ پال خاندان کے بادشاہ بدھ مت کے پیرو تھے ۔ آخرکار بارھویں صدی کے خاتمہ پر محمدؐ بن بختیار خلجی نے ان دونوں خاندانوں کو شکست دے کر بہار اور بنگال کو اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۵- مالوہ - مالوہ میں پرمار خاندان کی حکومت تھی - اس کی راجدھانی دھارا نگری تھی - اِس خاندان کا سب سے مشہور راجہ بھوج ہوُا ہے جس نے ۱۰۱۸ء سے ۱۰۶۰ء تک حکومت کی بھوج بڑا بہادر، علم دوست اور سنسکرت کا مشہور عالم تھا - اس کے عہد میں سنسکرت علم و ادب نے بہت ترقی کی - بھوپال کے نزدیک اُس نے ایک بہت بڑی جھیل بنوائی تھی جسے آج کل بھوج پور جھیل کہتے ہیں ؂

۶- بندھیل کھنڈ یہ ریاست دریائے جمنا اور نربدا کے درمیان واقع تھی - کالنجر اس کا مشہور قلعہ تھا - یہاں چندیل خاندان حکمران تھا - ۱۲۰۳ء میں قطب الدین ایبک نے اِس ریاست کو فتح کر کے اِسلامی حکومت میں مِلا لیا ؂

۷- میواڑ - یہاں سسودیا خاندان حکمران تھا جو اب بھی یہاں راج کرتا ہے - یہ خاندان اپنے آپ کو سورج ونشی مانتا ہے - اِس کی بنیاد باپا راول نے ڈالی تھی - چتوڑ اس کی راجدھانی تھا - رانا سانگا اور رانا پرتاپ اِسی خاندان میں ہوئے ہیں ؂

باب نواں

ہندوستانی تہذیب اور نوآبادیاں

Q. Give a brief account of the Hindu Culture and Colonies outside India. (P. U. 44, 50)

سوال۔ ہندوستان سے باہر ہندو تہذیب اور ہندو بستیوں کا مختصر حال بیان کرو ؁

یہ خیال کہ ہندوستانی ہمیشہ سے گھر گھسو رہے ہیں زمانۂ حال کی تحقیقات نے غلط ثابت کر دیا ہے۔ یہ تو بالکل درست ہے کہ ہندوؤں نے غیر ملکوں میں اپنا سکہ بٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہندوستانی لوگ تجارت کی خاطر۔ اشاعتِ مذہب کی خاطر اور بستیاں بسانے کی خاطر ہندوستان سے باہر گئے ہیں اور وہاں اُنہوں نے اپنی تہذیب پھیلائی کئی ممالک تو ایسے ہیں جہاں ہندوؤں نے اپنا تہذیب و تمدن پھیلایا اور کئی ایسے ہیں جہاں ہندوؤں نے اپنی نوآبادیاں قائم کیں ؁

ممالکِ غیر میں ہندوستانی تہذیب

محققین نے اب پتہ لگایا ہے کہ ہندوستانی تہذیب کا اثر تقریباً تمام برِ اعظم ایشیا میں خاص کر لنکا۔ برما۔ سیام۔ وسط ایشیا۔ چین اور جاپان میں ہوا؁

لنکا۔ روایت کے طور پر تو مہاراجہ رام چندر کے زمانہ میں

بھی راون کا چھوٹا بھائی بھبیشن ہندو شائستگی کا معتقد تھا۔ مگر تواریخی زمانے میں لنکا میں ہندوؤں کی آمد و رفت چھٹی صدی قبل مسیح میں ہوئی۔ بعد ازاں اشوک نے اپنا لڑکا اور لڑکی (یا بھائی اور بہن) بدھ مت کی اشاعت کے لئے لنکا میں بھیجے جن کے طفیل لنکا ایک بدھ مت کا ملک ہو گیا اور ابھی تک اسی مذہب کا پیرو کار ہے ؂

برہما۔ برما (برہما) کا نام ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس ملک کا ہندوستان سے گہرا تعلّق رہا ہے۔ ہندوستانی شائستگی اور اخلاق کا اہلِ برما کی زندگی پر بڑا اثر پڑا ہے۔ اشوک نے یہاں بدھ پرچارک بھیجے تھے۔ اُس وقت سے یہ ملک بدھ مت کا پیرو کار ہے ؂

سیام۔ سیام سنسکرت کا لفظ شیام بمعنی کالا ہے۔ یہ ملک غالباً تین سو سال قبل مسیح سے لے کر سولھویں صدی عیسوی تک ہندوؤں کے زیرِ اثر رہا۔ یہاں کے شاہی خاندان کے نام اب بھی ہندو ہی ہیں ؂

وسط ایشیا۔ سر آرل سٹائن (Sir Aurel Stein) نے جنہوں نے ختن اور صحرائے گوبی میں دریافت کا کام کیا تھا کئی ایسے کھنڈرات معلوم کئے ہیں جہاں آج سے دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے ہندوستانی آبادی تھی۔ ہندوستانی سکے۔ دستاویزات گنیش اور کوویر کی مورتیاں۔ بدھ کے آدم قد بت وغیرہ وہاں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ پہلے پہل اشوک کے زمانہ میں بدھ مذہب کے واعظ چینی ترکستان میں گئے۔ بعد میں کنشک کے زمانہ میں ہندوستانی آبادکار وہاں آباد

ہو گئے۔ ساتویں صدی عیسوی میں جب چینی سیاح ہیون سانگ اِس مُلک سے ہوتا ہؤا ہندوستان آیا تب بھی وہاں ہندوستانی تہذیب زوروں پر تھی ⁂

چین ۔ وسطِ ایشیا سے بُدھ مذہب چین میں پھیلا۔ وہاں یہ مذہب اِتنا مقبول ہؤا کہ وہاں سے کئی چینی بھکشو سمندر اور خشکی کی راہ بے شُمار مُشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ہندوستان میں آئے اور یہاں سے بُدھ مذہب کی ہزاروں کتابیں ساتھ لے گئے اور ان کا ترجمہ چینی زبان میں کیا۔ اِن سیّاحوں میں فاہیان اور ہیون سانگ کے نام خاص طور پر مشہور ہیں۔ کئی ہندوستانی عُلما بھی چین گئے جن میں سے کُمار جیو کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اِس طرح چین میں بُدھ مذہب پھیل گیا ⁂

جاپان ۔ تبت ۔ منگولیا ۔ چین سے بُدھ مذہب کوریا میں پھیلا اور کوریا سے جاپان میں پھیلا۔ تبت کا مُلک چین اور نیپال کے درمیان واقع تھا۔ اِس لئے وہاں بھی بُدھ مذہب پھیل گیا۔ تبت سے کئی بھکشو نالندہ اور ٹیکسلا کی یونیورسٹیوں میں پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ وہاں اب بھی بُدھ مذہب رائج ہے ⁂

تیرھویں صدی میں تبت کو منگولوں نے فتح کر لیا۔ وہ بھی اس مذہب سے متاثر ہوئے بِنا نہ رہ سکے۔ جس سے یہ مذہب منگولیا میں بھی پھیل گیا۔ اِن سب ممالک میں ابھی تک بُدھ مذہب رائج ہے ⁂

ممالکِ غیر میں ہندوستانی نوآبادیاں

ہندوؤں نے جزائر شرق الہند میں جاوا۔ سماٹرا۔ بورنیو اور بالی کے جزیروں میں اور ہند چینی کے علاقوں کمبوڈیا

اور چمپا میں اپنی بستیاں قائم کیں - یہ نوآبادیاں پہلی صدی عیسوی میں قائم ہوئیں - ان ہندوستانی نوآبادیوں کو Greater India کہتے ہیں ۔

جاوا اور سماٹرا - ہندوستانی نوآبادکار سب سے پہلے ان دو جزیروں میں آباد ہوئے کیونکہ یہ جزائر ہندوستان کے سب سے زیادہ قریب تھے - جاوا کو سنسکرت میں یودویپ اور سماٹرا کو سورن دویپ کہتے ہیں - پانچویں صدی عیسوی میں جب فاہیان جزیرہ جاوا میں گیا تو اُس وقت ہندو مت زوروں پر تھا - آج کل یہاں مذہب اسلام ہے - مگر تہذیب اب بھی ہندوستانی ہے جاوا میں بارابدر کا ستوپ اب بھی قائم ہے اور اُس زمانہ کے آرٹ کا ایک اعلےٰ نمونہ ہے ۔

بالی - یہ جزیرہ ہندوؤں کے لئے باعثِ دلچسپی ہے - کیونکہ وہاں اب بھی ہندو مت جاری ہے اور وہاں کے باشندے ہندو دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں - لوگ مہابھارت کا مطالعہ کرتے ہیں - اِس مہابھارت کی زبان سنسکرت ہے - اگرچہ حروف ان کے اپنے ہیں ۔

کمبوڈیا - پہلی صدی مسیح میں ہندوؤں نے کمبوڈیا میں بستی بسائی اور ایک زبردست بادشاہت قائم کی - آٹھویں اور نویں صدی میں یہ سلطنت اپنے عروج پر تھی - اس کا دارالخلافہ انگ کور تھا جس کی آبادی دس لاکھ سے زیادہ تھی - اِس کے پاس ہی وشنو دیوتا کا مندر انگ کور وٹ ہے جو آج کل بھی دیکھنے والوں کو حیران کر دیتا ہے - آج کل اس کے اِرد گِرد جنگل ہی جنگل ہے - اِس سلطنت کا زوال تیرھویں صدی میں ہوا

چمپا۔ ہندوؤں کی یہ نوآبادی کمبوڈیا کے شمال میں واقع تھی۔ اُسے ہندوؤں نے پہلی صدی عیسوی میں آباد کیا۔ اس کا دارالخلافہ امراوتی تھا۔ پندرھویں صدی میں اسے زوال آ گیا۔ یہ ریاست ہندوستانی اور چینی تہذیب کا مقام اتصال تھی۔ آج تک یہاں کی آبادی زیادہ تر اسلام مذہب کی پیرو ہے*

مُسلمانوں کا زمانہ

باب پہلا

مذہب اِسلام اور فتحِ سندھ

Q. Write a short note on the life of Muhammad the Prophet and the early rise of Islam.

سوال۔ حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی اور مذہب اِسلام کے آغاز اور عرُوج کا مختصر حال لکھو ؎

حضرت محمدؐ صاحب

ساتویں صدی کے شرُوع میں مُلک عرب میں مذہب اِسلام کا آغاز ہؤا۔ اِس مذہب کے بانی حضرت محمدؐ صاحب تھے۔ آپ ۵۷۰ء میں عرب کے مشہور شہر مکّہ میں ایک معزّز خاندان میں پیدا ہوئے۔ اُس وقت اہلِ عرب بُت پرست تھے۔ اُن میں کئی بُری رسمیں پائی جاتی تھیں لیکن حضرت محمدؐ صاحب بُت پرستی کے سخت مخالف تھے ؎

چالیس سال کی عمر میں آپ نے اپنے پیغمبر ہونے کا اِعلان

کیا۔ اور مذہب اسلام کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی تعلیم یہ تھی کہ خدا ایک ہے اور اسی ایک کی عبادت کرنی چاہیئے۔ بُت پرستی نہایت بُری چیز ہے اور اُسے ترک کر دینا چاہیئے۔ کچھ اشخاص تو آپ پر ایمان لائے مگر اکثر آدمی آپ کے دشمن ہو گئے اور انہوں نے آپ کی اس قدر مخالفت کی کہ آپ ۶۲۲ئہ میں مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ اس واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں اور اس وقت سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہوتا ہے۔ مدینہ والوں کی مدد سے آپ نے مکہ فتح کر لیا اور وہاں بُت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ آخر ۶۳۲ئہ میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو مدینہ میں دفنا دیا گیا۔ آپ کی وفات سے پہلے سارا عرب اسلام قبول کر چکا تھا۔

اسلام کا عروج

حضرت محمدؐ صاحب کی وفات کے بعد اُن کی جگہ اُن کے خلیفوں نے لی۔ اِن خلیفوں نے اسلام کا پیغام تمام دُنیا میں پھیلانے کا عزم کیا۔ عرب کے مُلک نے تو حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی میں ہی مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب مسلمانوں نے باقی اطراف میں بھی فتوحات بڑھانی شروع کیں اور اسلام کی اشاعت کی۔ چنانچہ حضرت محمدؐ صاحب کی وفات کے سَو سال کے اندر اندر مذہب اسلام شمال میں ایشیائے کوچک تک مغرب میں شمالی افریقہ۔ سپین اور پرتگال تک اور مشرق میں ایران اور افغانستان تک پھیل گیا۔ اس طرح عربوں کی ایک وسیع سلطنت قائم ہو گئی۔

Q. Give a brief account of the Arab conquest of Sind. Why was it not permanent ?

(P. U. 1943, 48, 61, 56)

سوال - عربوں کی فتح سندھ کا مختصر حال بیان کرو اور بتاؤ کہ یہ دیرپا کیوں ثابت نہ ہوئی ؟

سندھ کی فتح
سنہ ۷۱۲ء

وجہ - آٹھویں صدی کے شروع سالوں میں لنکا کے راجہ نے تحفے تحائف سے بھرے ہوئے کچھ جہاز خلیفہ کی خدمت میں بھیجے لیکن ان جہازوں کو سندھ کی بندرگاہ دیبل (موجودہ کراچی) کے نزدیک بحری ڈاکوؤں نے لوٹ لیا - اس پر بصرہ کے حاکم حجاج نے سندھ کے ہندو راجہ داہر سے اس نقصان کو پورا کرنے کا مطالبہ کیا لیکن داہر نے اس بنا پر نقصان پورا کرنے سے انکار کیا کہ وہ بندرگاہ اس کے قبضہ میں نہیں ہے - اس پر حجاج نے ایک فوج بھیجی جسے شکست ہوئی - اب حجاج نے سنہ ۷۱۲ء میں اپنے سترہ (۱۷) سالہ نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کو سندھ پر فوج کشی کے لئے روانہ کیا ۔

واقعات - محمدؐ بن قاسم ایک قابل جرنیل تھا - وہ مکران کی راہ سندھ پر حملہ آور ہوا - اس نے آتے ہی دیبل کا شہر فتح کر لیا - اور پھر دریائے سندھ کو پار کرکے راوڑ کے مقام پر حملہ آور ہوا - راجہ داہر نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور لڑتا ہوا مارا گیا - داہر کی بیوہ عورت نے قلعہ نشین ہو کر بڑی بہادری سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن جب کامیابی کی امید نظر نہ آئی تو اپنی آبرو بچانے کے لئے بہت سی عورتوں کے ساتھ آگ میں جل کر مر گئی - اس کے بعد محمدؐ بن قاسم نے

ملتان اور چند اور شہر فتح کر لیئے۔ اِس طرح سے سندھ پر عربوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد جلدی ہی محمد بن قاسم کو واپس بُلا لیا گیا اور خلیفہ کے حکم سے اُسے کسی وجہ سے مروا دیا گیا۔

سندھ پر عربوں کی حکومت

سندھ قریباً دو سو سال تک عربوں کے ماتحت رہا۔ مگر یہ ماتحتی برائے نام تھی۔ عربوں نے لوگوں کی طرزِ زندگی میں کوئی دخل نہ دیا۔ اِنتظام کا کام عام طور پر ہندوؤں کے سپرد ہی رہا۔ مذہبی معاملات میں بھی زیادہ دخل نہیں دیا صرف جزیہ لگا دیا۔ اِس جزیہ کی وجہ سے بہت سے ہندو مسلمان بن گئے۔ اور سندھ اُس وقت سے مسلم اکثریت کا صوبہ رہا ہے۔

عربوں کی فتح کیوں مستقل ثابت نہ ہوئی

عرب لوگ سندھ کو فتح کر لینے کے بعد مُلک میں نہ صرف آگے ہی نہیں بڑھ سکے بلکہ وہ سندھ کو بھی اپنے قابو میں نہ رکھ سکے۔ اِس کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں:-

۱- عرب لوگ غلط راستہ سے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ سندھ بنجر مُلک ہونے کی وجہ سے ان کے لیئے کوئی کشش نہ رکھتا تھا۔

۲- سندھ کو فتح کرنے کے لئے جو فوجیں بھیجی گئی تھیں وہ اسے دیر تک اپنے ماتحت رکھنے کے لئے کافی نہ تھیں۔

۳- سندھ مُسلمانوں کی مرکزی حکومت سے بہت دُور تھا اور اُن دِنوں میں جب کہ ذرائع آمد و رفت آسان نہ تھے سندھ پر قابو پائے رکھنا مُشکل تھا۔

۴- سِندھ اور ہندوستان کے درمیان ایک خشک ریگستان واقع تھا جو مسلمانوں کے آگے بڑھنے میں سدِّ راہ تھا ۔
۵- خلیفوں کی طاقت کمزور ہو گئی تھی - اِس لئے وہ اپنی فتوحات کو بڑھا نہ سکے ۔
۶- سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہندوستان میں بہادر راجپوتوں کا راج تھا اور ان کو ہرانا کوئی آسان کام نہ تھا ۔

عربوں کی حکومت کا اثر

عربوں کی فتحِ سِندھ کے بڑے بڑے اثر مندرجہ ذیل تھے :-
۱- کئی ہندو مسلمان ہو گئے اور سِندھ کا صوبہ اُس وقت سے زیادہ تر مسلمانوں کی آبادی والا ہو گیا ۔
۲- بغداد کے خلیفہ نے سنسکرت کے کئی عُلما کو بغداد بُلا بھیجا جنہوں نے عِلمِ طب - فلاسفی - عِلمِ نجوم - حساب وغیرہ پر لکھی ہوئی سنسکرت کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ۔
۳- عربوں نے کئی ہندو اطبا کو اپنے ہسپتالوں میں تعینات کیا اور کئی ماہر معماروں کو مسجدیں تعمیر کرنے پر لگایا ۔
۴- عربوں نے ہندوؤں سے طریقِ حکومت میں بھی بہت کچھ سیکھا ۔

سُلطان محمود غزنوی

سنہ ۹۹۷ء سے سنہ ۱۰۳۰ء

سُبکتگین

سنہ ۹۷۷ء سے سنہ ۹۹۷ء

نویں صدی کے خاتمہ کے قریب عربوں کی وسیع سلطنت کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار

ریاستوں میں بٹ گئی۔ اِن میں سے ایک ریاست غزنی نام کی موجودہ افغانستان میں تھی۔ ۹۷۷ء میں ایک شخص سُبکتگین جو دراصل ایک تُرکی غلام تھا غزنی کا بادشاہ بنا۔ وُہ بڑا بہادر اور دلیر تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی اُس نے اِرد گرد کے علاقے کو فتح کرنا شرُوع کیا۔ اِن دِنوں پنجاب اور سِندھ پار کے عِلاقے میں کابل تک راجہ جے پال کی حکومت تھی جس کی راجدھانی بٹھنڈا تھی۔ سبکتگین نے جے پال کو دو دفعہ شکست دی اور سِندھ پار کے سرحدّی عِلاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ جے پال نے ہردو مرتبہ خراج ادا کرنے کے وعدہ پر رہائی پائی۔ کوئی بیس سال کی حکوُمت کے بعد ۹۹۷ء میں سبکتگین نے وفات پائی اور اس کا بیٹا محمُود تخت نشین ہُوا۔

Q. Who was Mahmud? Give an account of his important invasions. What was their object? Form an estimate of Mahmud's character and achievements. (Important)
(P. U. 1945, 53, 57)

سوال۔ محمُود کون تھا؟ اُس کے مشہُور حملوں کا حال بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ ان حملوں کی غرض و غایت کیا تھی۔ محمُود کے چال چلن اور کارناموں پر ایک نوٹ لکھو۔

محمُود غزنوی
۹۹۷ء سے ۱۰۳۰ء

محمُود غزنی کے حاکم امیر سُبکتگین کا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء میں اپنے باپ کی وفات پر وُہ غزنی کا بادشاہ بنا۔ وُہ بڑا بہادر اولُوالعزم اور جانباز سپاہی اور زبردست فاتح تھا۔ تخت نشینی کے وقت اُس کی عمُر قریباً ۲۷ سال تھی۔

۴۔ سندھ اور ہندوستان کے درمیان ایک خشک ریگستان واقع تھا جو مسلمانوں کے آگے بڑھنے میں سدِّ راہ تھا۔

۵۔ خلیفوں کی طاقت کمزور ہو گئی تھی۔ اِس لیئے وہ اپنی فتوحات کو بڑھا نہ سکے۔

۶۔ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہندوستان میں بہادر راجپوتوں کا راج تھا اور ان کو ہرانا کوئی آسان کام نہ تھا۔

عربوں کی حکومت کا اثر

عربوں کی فتحِ سندھ کے بڑے بڑے اثر مندرجہ ذیل تھے :۔

۱۔ کئی ہندو مسلمان ہو گئے اور سندھ کا صوبہ اُس وقت سے زیادہ تر مسلمانوں کی آبادی والا ہو گیا۔

۲۔ بغداد کے خلیفہ نے سنسکرت کے کئی عُلما کو بغداد بلا بھیجا جنھوں نے عِلمِ طب۔ فلاسفی۔ عِلمِ نجوم۔ حساب وغیرہ پر لکھی ہوئی سنسکرت کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔

۳۔ عربوں نے کئی ہندو اطبا کو اپنے ہسپتالوں میں تعینات کیا اور کئی ماہر معماروں کو مسجدیں تعمیر کرنے پر لگایا۔

۴۔ عربوں نے ہندوؤں سے طریقِ حکومت میں بھی بہت کچھ سیکھا۔

سُلطان محمود غزنوی

۹۹۷ء سے ۱۰۳۰ء

سُبکتگین
۹۷۶ء سے ۹۹۷ء

نویں صدی کے خاتمہ کے قریب عربوں کی وسیع سلطنت کئی چھوٹی چھوٹی خود مختار

ریاستوں میں بٹ گئی۔ اِن میں سے ایک ریاست غزنی نام کی موجودہ افغانستان میں تھی۔ ۹۷۷ء میں ایک شخص سُبکتگین جو دراصل ایک تُرکی غلام تھا غزنی کا بادشاہ بنا۔ وُہ بڑا بہادُر اور دلیر تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی اُس نے اِرد گرد کے علاقے کو فتح کرنا شروُع کیا۔ اِن دِنوں پنجاب اور سِندھ پار کے علاقے میں کابل تک راجہ جے پال کی حکومت تھی جس کی راجدھانی بھٹنڈا تھی۔ سبکتگین نے جے پال کو دو دفعہ شکست دی اور سِندھ پار کے سرحدّی علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ جے پال نے ہر دو مرتبہ خراج ادا کرنے کے وعدہ پر رہائی پائی۔ کوئی بیس سال کی حکوُمت کے بعد ۹۹۷ء میں سبکتگین نے وفات پائی اور اس کا بیٹا محمُود تخت نشین ہوُا۔

Q. Who was Mahmud? Give an account of his important invasions. What was their object? Form an estimate of Mahmud's character and achievements.
(Important)
(P. U. 1945, 53, 57)

سوال۔ محمُود کون تھا؟ اُس کے مشہُور حملوں کا حال بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ ان حملوں کی غرض و غایت کیا تھی۔ محمُود کے چال چلن اور کارناموں پر ایک نوٹ لکھو۔

محمُود غزنوی
۹۹۷ء سے ۱۰۳۰ء

محمُود غزنی کے حاکم امیر سُبکتگین کا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء میں اپنے باپ کی وفات پر وُہ غزنی کا بادشاہ بنا۔ وُہ بڑا بہادر اولُوالعزم اور جانباز سپاہی اور زبردست فاتح تھا۔ تخت نشینی کے وقت اُس کی عمر قریباً ۲۷ سال تھی۔

محمود کے حملے

محمود نے ہندوستان پر سترہ (۱۷) حملے کئے
اُس کے اِن حملوں کی اغراض دو ۲ تھیں :-

۱- ایک تو پکا مسلمان ہونے کی وجہ سے وُہ ہندوستان میں مذہب اسلام کی اشاعت کرنا چاہتا تھا ۔

۲- دُوسرے وُہ مُلک کی دولت سے ہاتھ رنگنا چاہتا تھا ۔

یہی وجہ تھی کہ اس کے کئی حملے مندروں پر ہوئے جہاں کہ اُس کے دونوں مطلب بخوبی حل ہو سکتے تھے۔ اس کے چند ایک مشہور حملے مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- جے پال پر چڑھائی ۱۰۰۱ء۔ ۱۰۰۱ء میں محمود نے پنجاب کے راجہ جے پال پر فوج کشی کی۔ کیونکہ اُس نے سبکتگین کی مَوت کے بعد اپنے سندھ پار کے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس لینے کی کوشش کی تھی۔ محمود نے پشاور کے نزدیک اُسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ لیکن اس کے بیٹے نے بہت سا روپیہ دے کر باپ کو قید سے رہا کروا لیا۔ جے پال اس بے عزتی کو برداشت نہ کر سکا اور چتا میں جل کر مر گیا۔ اُس کے بعد اس کا بیٹا آنند پال اُس کا جانشین بنا ۔

۲- آنند پال کی شکست ۱۰۰۸ء۔ محمود کی بڑھتی ہوئی طاقت سے پنجاب کے راجہ آنند پال کو بڑا فکر ہُوا۔ اور اس نے محمود کے مقابلے کے لئے طاقتور راجپوت راجاؤں کا ایک اتحاد قائم کیا۔ کالنجر۔ قنوج۔ دہلی۔ اجمیر وغیرہ کے راجے اس کی مدد کو آئے۔ وسطی پنجاب میں رہنے والے جنگ جو کھوکھر لوگوں نے بھی آنند پال کی مدد کی۔ ۱۰۰۸ء میں پشاور کے نزدیک دونوں فوجوں کا سامنا ہُوا۔ سخت خونریز لڑائی

ہوئی۔ قریب تھا کہ محمود کی فوجوں کو شکست فاش ہو کہ عین اس موقع پر آنند پال کا ہاتھی خوف زدہ ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا اور فوج میں کھلبلی مچ گئی۔ محمود کو فتح نصیب ہوئی اور بہت سے ہندو مارے گئے ۔

۳۔ نگرکوٹ پر حملہ ۱۰۰۹ء۔ ۱۰۰۹ء میں محمود نے نگرکوٹ یعنی کانگڑہ پر حملہ کیا۔ مندر کے بتوں کو توڑ ڈالا اور بے شمار مالِ غنیمت لے کر غزنی کو واپس لوٹ گیا ۔

۴۔ قنوج پر حملہ ۱۰۱۸ء۔ ۱۰۱۸ء میں محمود نے قنوج پر حملہ کیا جو اُن دنوں شمالی ہند میں ایک نہایت عالیشان شہر تھا۔ لیکن وہاں کے راجہ راجیہ پال نے اطاعت قبول کر لی اور بہت سا قیمتی مال اور زر و جواہر محمود کی نذر کیئے۔ قنوج سے واپسی پر محمود نے متھرا کو خوب لوٹا اور وہاں کے بہت سے عالیشان مندروں کو مسمار کر دیا ۔

۵۔ لاہور پر حملہ ۱۰۲۱ء۔ ۱۰۲۱ء میں محمود نے لاہور کو آنند پال کے لڑکے ترلوچن پال سے فتح کر لیا اور وہاں ایک مسلمان گورنر مقرر کر دیا۔ اس طرح سے پنجاب اس کی سلطنت کا حصہ بن گیا ۔

۶۔ سومناتھ پر حملہ۔ ۱۰۲۵ء میں محمود نے سومناتھ کے مندر پر جو کاٹھیاواڑ کے انتہائی جنوب میں واقع تھا حملہ کیا۔ یہ اس کا مشہور ترین حملہ تھا۔ محمود غزنی سے چل کر ملتان پہنچا۔ اور وہاں سے اجمیر ہوتا ہوا راجپوتانہ کے خشک صحرا کو عبور کر کے سومناتھ پہنچا۔ بہادر راجپوت سرداروں نے اپنے اس مندر کی حفاظت کے لئے جو اس وقت سارے

ہندوستان میں سب سے زیادہ متبرک اور مالدار تھا جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ تین دن تک گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مگر فتح محمود کی ہی ہوئی۔ اُس نے مندر میں داخل ہو کر بُت کو توڑ ڈالا اور بے شمار دولت سمیٹ کر غزنی واپس چلا گیا۔ اس حملہ کے کوئی پانچ سال بعد ۱۰۳۰ء میں محمود نے وفات پائی۔

حملوں کا نتیجہ محمود کے حملوں کی غرض کوئی سلطنت قائم کرنے کی نہ تھی۔ اس نے مذہب اسلام کی اشاعت اور حصول دولت کے لئے حملے کئے۔ اس کے حملوں کا نتیجہ صرف اتنا ہوا کہ:-

۱- اُس نے پنجاب مستقل طور پر اپنی سلطنت میں شامل کر دیا۔

۲- چونکہ اُس کے پے در پے حملوں سے شمالی ہندوستان کے راجے کمزور ہو گئے تھے۔ اس لئے مسلمان حملہ آوروں کے لئے ہندوستان کی فتح کا راستہ صاف ہو گیا۔

۳- اس کے علاوہ ہندوستان سے بہت سی دولت باہر چلی گئی اور کئی عالی شان مندر تباہ ہو گئے۔

محمود کا کیریکٹر محمود بڑا بلند ہمّت اور زبردست بادشاہ تھا۔ اس کے کیریکٹر میں چند ایک باتیں نمایاں طور پر ظاہر ہیں:-

۱- اوّل یہ کہ وہ ایک زبردست جرنیل اور فاتح تھا۔ ہندوستان پر اس کے حملے اس کے بہادر اور جنگ جُو ہونے کا ثبوت ہیں۔ اُسے کسی معرکہ میں بھی شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ اُس نے اپنی ہمت سے غزنی کی چھوٹی سی ریاست کو ایک بہت بڑی سلطنت بنا دیا۔

۲- دُوسرے یہ کہ وُہ علُوم و فنُون کا مُربّی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کہ اُس کے دربار میں بہت سے عالم و فاضل جمع رہتے تھے جن میں سے سب سے مشہُور فردوسی۔ البرونی اور عنصری تھے۔ محمُود نے اپنے دارالخلافہ غزنی میں ایک کالج۔ ایک لائبریری اور ایک عجائب گھر بنوایا اور اِس کے عِلاوہ وہاں اُس نے عالیشان مسجدیں اور محلّات تعمیر کروائے جس سے غزنی ایک نہایت خُوبصُورت شہر بن گیا۔

۳- تیسرے یہ کہ وُہ بڑا مُنصف مزاج تھا اور اپنے اور بیگانے سے ایک جیسا اِنصاف کرتا تھا۔ غریبوں اور مظلوموں کی خُود داد رسی کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے بھتیجے کو کسی ناجائز حرکت کے لئے قتل کر دیا تھا۔

۴- چوتھے یہ کہ وُہ پکّا مُسلمان تھا اور اُسے اپنے مذہب سے بہت اُنس تھا۔ وہ ہندوستان میں مذہب اِسلام پھیلانا چاہتا تھا۔

لیکن اِن تمام اَوصاف کے باوجُود اُس میں ایک کمی یہ تھی کہ اس نے اِستحکامِ سلطنت کے لئے کوئی خاص کام نہیں کیا۔ اِسی وجہ سے اُس کی وفات کے بعد اُس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

Q. Write notes on :—

(a) Firdausi (b) Alberuni.

سوال۔ فردوسی اور البرُونی پر مختصر نوٹ لکھو۔

فردوسی | فردوسی محمُود کے زمانے میں فارسی کا ایک نہایت ہی مشہُور اور بلند پایہ شاعر تھا۔ اس نے شاہنامہ

لکھا جس میں ایران کے بادشاہوں کے کارنامے درج ہیں۔ کہتے ہیں کہ سُلطان نے فردوسی سے وعدہ کیا تھا کہ شاہنامہ کے ہر ایک شعر کے لئے ایک اشرفی دی جائے گی۔ مگر جب کتاب تیّار ہو گئی تو اُس نے اشرفی کی بجائے فی شعر ایک درہم دینا چاہا۔ فردوسی نے روپیہ لینے سے اِنکار کر دیا اور محمُود کی ہجو لکھی۔ روایت ہے کہ آخر سُلطان نے کچھ عرصہ بعد اپنے وعدہ کے مطابق اشرفیاں بھیجیں لیکن اُس وقت فردوسی کا اِنتقال ہو چکا تھا ॰

البرُونی

البرُونی کا اصلی نام ابو ریحان تھا۔ اس کا وطن خیوا تھا۔ وہ ایک زبردست ریاضی دان۔ منجّم۔ فلاسفر اور سنسکرت کا عالم تھا۔ وُہ محمُود کے ساتھ ہندوستان آیا تھا اور کئی سال یہاں رہا۔ اس نے ہندوؤں کے طرزِ معاشرت پر ایک عالمانہ کتاب لکھی جس کا نام "تحقیقِ ہند" ہے۔ یہ کتاب اس زمانہ کی تاریخ کا ایک بڑا مفید ماٰخذ ہے۔ اِس کے علاوہ البرُونی نے سنسکرت کی کئی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ سنہ ۱۰۴۸ء میں اُس نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی ॰

شہاب الدّین محمّد غوری

سنہ ۱۱۷۵ء سے سنہ ۱۲۰۶ء

محمّد غوری
سنہ ۱۱۷۵ء سے سنہ ۱۲۰۶ء

شہاب الدّین جو تاریخ میں محمّد غوری کے نام سے مشہُور ہے۔ ریاست غور (واقع افغانستان) کے بادشاہ غیاث الدّین

محمدؐ غوری

کا چھوٹا بھائی تھا۔ وُہ بڑا بہادُر اور جانباز سپاہی تھا۔ ۱۱۷۳ء میں اُس کے بھائی نے غزنی کی سلطنت فتح کر کے اسے دے دی تھی۔ محمدؐ غوری نے سب سے پہلے غزنی میں اپنی حکومت مستحکم کی اور اس کے بعد ہندوستان کی طرف بڑھا۔ اُس کا مُدعا ہندوستان میں اِسلامی حکومت قائم کرنا تھا۔ اور وُہ اپنے اِس مُدعا میں کامیاب بھی ہؤا۔

اِس طرح سے محمدؐ غوری ہی ہندوستان میں اِسلامی حکومت کا بانی ثابت ہؤا ۔

Q. Briefly describe the conquest of India under Mohammad Ghauri and his generals.

(P. U. 1946, 54)

سوال۔ محمدؐ غوری اور اُس کے جرنیلوں کے ماتحت فتح ہند کا حال بیان کرو ۔

اسلامی فتح ہند
۱۱۷۵ء سے ۱۲۰۶ء

۱۔ پنجاب اور سِندھ کی فتح۔ محمدؐ غوری نے غزنی میں تسلّط جما لینے کے بعد ہندوستان پر حملے شروع کئے۔ ۱۱۷۵ء میں اُس نے مُلتان فتح کر لیا۔ اُس کے تین سال بعد وُہ گُجرات کی راجدھانی انہلواڑہ پر حملہ آور ہؤا۔ لیکن وہاں کے راجپوت راجہ بھیم دیو نے اُسے شکست دے کر پسپا کر دیا۔ ۱۱۸۶ء میں محمدؐ غوری نے لاہور کے حاکم خسرو ملک

کو جو غزنی خاندان کا آخری بادشاہ تھا معزول کر دیا۔ اِس طرح پنجاب اور سندھ پر اُس کا قبضہ ہو گیا ؞

۲۔ ترائن کی پہلی لڑائی۔ ۱۱۹۱ء میں محمدؐ غوری دہلی کی جانب بڑھا لیکن بہادر راجپوت سرداروں نے پرتھوی راج چوہان والیئے دہلی کے ماتحت ایک زبردست فوج کے ساتھ ترائن کے میدان میں (جسے تراوڑی بھی کہتے ہیں) اس کا مقابلہ کیا لیکن جے چند اور اس کے ساتھی لڑائی سے الگ تھلگ رہے۔ مُسلمانوں کو شکست ہوئی اور وُہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ خود محمدؐ غوری سخت زخمی ہوا لیکن راجپوتوں نے بہت دُور تک اُن کا تعاقب نہ کیا اور وُہ واپس اپنے مُلک میں جا پہنچے۔ یہ لڑائی ترائن کی پہلی لڑائی کے نام سے مشہور ہے ؞

۳☜ ترائن کی دُوسری لڑائی۔ اگلے ہی سال یعنی ۱۱۹۲ء میں محمدؐ غوری اپنی سابقہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ پھر ترائن کے میدان میں معرکہ آرا ہوُا۔ گھمسان کا رن پڑا لیکن اِس دفعہ راجپوتوں کو شکست ہوئی اور پرتھوی راج گرفتار ہو کر قتل ہوُا۔ اِس سے دہلی اور اجمیر پر محمدؐ غوری کا قبضہ ہو گیا اور راجپوتوں کی طاقت تقریباً ٹوٹ گئی۔ ترائن کی دُوسری لڑائی ایک نہایت ہی فیصلہ کُن لڑائی تھی۔ اِس سے مُسلمانوں کے لئے ہندوستان کی فتح کا راستہ بالکل صاف ہو گیا۔ اِس کے بعد محمدؐ غوری اپنے ایک معتبر غلام قطب الدّین ایبک کو اپنا وائسرائے مقرر کر کے واپس غزنی چلا گیا ؞

۴۔ قنوج کی فتح۔ ۱۱۹۴ء میں محمدؐ غوری پھر ہندوستان آیا اور اس نے قنوج کے حکمران جے چند راٹھور کو چنداور کے میدان میں شکست دی اور قنوج اور بنارس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اِس طرح جے چند نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ اِس کے بعد بہت سے راجپوت راجپوتانہ میں جا کر آباد ہو گئے۔

۵۔ گجرات اور بندھیل کھنڈ کی فتح۔ قطب الدین ایبک نے چند ہی سالوں میں گجرات اور بندھیل کھنڈ کو (جس کی راجدھانی کالنجر تھی) فتح کر لیا۔

۶۔ بہار اور بنگال کی فتح۔ بہار اور بنگال کے لوگ راجپوتوں کی طرح بہادر اور جنگ جُو نہ تھے بلکہ وُہ امن پسند تھے۔ بہار تو بُدھ مت کا گڑھ تھا اور وہاں ہزاروں بھکشو رہتے تھے۔ چُنانچہ ان علاقوں کو فتح کرنا مسلمانوں کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ محمدؐ غوری کے ایک جرنیل محمدؐ بن بختیار خلجی نے ۱۱۹۷ء میں بہار بڑی آسانی سے فتح کر لیا اور پھر اُس نے بنگال کی راجدھانی ندیا پر چڑھائی کی۔ وہاں کا راجہ لکشمن سین مارے ڈر کے بھاگ کھڑا ہُوا اور ۱۱۹۹ء میں بنگال بھی اِسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔ محمد بن بختیار نے لکھنوتی یعنی گوڑ کو راجدھانی بنایا۔ اِس طرح سارے شمالی ہند میں اِسلامی حکومت قائم ہو گئی۔

محمدؐ غوری کی وفات

۱۲۰۵ء میں وسطی پنجاب کی کھوکھر نامی ایک جنگ جُو قوم نے بغاوت کر دی۔ محمدؐ غوری نے غزنی سے آ کر اِس بغاوت کو دبا دیا لیکن

واپسی پر ۱۲۰۶ء میں کھوکھر قوم کے ایک آدمی نے اُسے دھمیاک واقع ضلع جہلم کے مقام پر قتل کر دیا۔

Q. Write a short note on Prithvi Raj Chauhan.

سوال۔ پرتھوی راج چوہان پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

پرتھوی راج چوہان

پرتھوی راج چوہان جسے رائے پتھورا بھی کہتے ہیں دہلی اور اجمیر کا آخری ہندو راجہ تھا۔ وہ ایک بہادر جرنیل اور قابل حکمران تھا۔ اُس کے کارنامے شمالی ہندوستان میں خاص طور پر مشہور ہیں۔ اُس نے اپنے ہمسایہ حکمرانوں کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑیں۔ وہ جے چند والئے قنوج کی لڑکی سنجوگتا کو زبردستی سوئمبر سے اُٹھا لایا تھا جس سے پرتھوی راج اور جے چند میں دشمنی پیدا ہو گئی تھی۔ ۱۱۹۱ء میں اُس نے محمد غوری کو ترائن کے میدان میں شکست دی لیکن ۱۱۹۲ء میں محمد غوری نے اُسے شکست دے کر قتل کر دیا۔ اس کے درباری شاعر چاند بردائی نے اُس کا حال ایک کتاب چاند رئیسا میں لکھا ہے۔

پرتھوی راج چوہان

Q. Whom do you consider to be the real founder of Muslim rule in India, Mahmud Ghaznavi or Mohammad Ghauri? Give reasons in support of your answer.

سوال۔ تمہارے خیال میں ہندوستان میں اسلامی حکومت کا

بانی کون تھا؟ محمود غزنوی یا محمدؐ غوری؟ اپنے جواب کو واضح طور پر بیان کرو۔

اِسلامی حکومت کا بانی

ہندوستان میں اِسلامی حکومت کا بانی محمدؐ غوری تھا نہ کہ محمود غزنوی۔

اِس میں شک نہیں کہ محمود کو محمدؐ غوری کی نسبت زیادہ فتوحات حاصِل ہوئیں اور اسے کبھی میدان میں بھی شکست کا مُنہ نہ دیکھنا پڑا۔لیکن محمود کے حملوں کی غرض و غایت محض حصُولِ دَولت اور اِشاعتِ اسلام تھی۔وہ ہندوستان پر حملہ کرتا۔مال و دَولت سمیٹتا اور واپس غزنی چلا جاتا۔ہندوستان میں اِسلامی حکومت قائم کرنا اُس کی پالیسی کا حِصّہ نہ تھا۔وُہ تو ہندوستان کی دَولت کو وسطِ ایشیا کی مہمات پر صرف کرنا چاہتا تھا۔سِوائے پنجاب کی فتح کے اس کے حملوں کا کوئی مستقل نتیجہ نہ نِکلا۔زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمود نے دُوسرے مُسلمان حملہ آوروں کو ہندوستان کی فتح کا راستہ دکھایا۔

اِس کے برعکس محمدؐ غوری ایک اچھّا سیاستدان تھا۔وُہ بڑی اچھی طرح جانتا تھا کہ ہندوؤں کی پولیٹکل حالت بڑی کمزور ہے اور مختلف راجپوت ریاستیں آپس میں لڑتی رہتی ہیں۔چُنانچہ اُس نے اِس سے فائدہ اُٹھا کر ہندوستان میں اِسلامی حکومت قائم کرنے کا اِرادہ کیا۔اُس کی فتوحات زیادہ مُستقِل اور مُفید ثابت ہوئیں۔

اُس نے شمالی ہند میں راجپوتوں کی طاقت توڑنے کے بعد قُطب اُلدّین ایبک کو ہندوستان میں اپنا وائسرائے مقرر کیا تاکہ وہ ان عِلاقوں کو مستحکم کرے اور فتوحات کے سِلسلے کو بڑھائے۔رفتہ رفتہ اُس نے اپنے لائق جرنیلوں کی مدد سے سارا شمالی ہندُستان

فتح کر لیا اور اسلامی حکومت کی بُنیاد ڈالی۔ پس محمد غوری ہی اسلامی سلطنت کا بانی تھا ؞

Q.. Briefly describe the causes of the Muslim success in their wars with the Rajputs.

سوال۔ راجپوتوں کے مقابلہ میں مسلمان حملہ آوروں کے فتحیاب ہونے کی وجوہات مختصر طور پر بیان کرو ؞

مسلمانوں کی فتح کے اسباب

مسلمانوں کی فتح کے کئی اسباب تھے:۔

۱۔ راجپوتوں میں نااتفاقی۔ مسلمانوں کی کامیابی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ہندوؤں میں اتفاق اور تنظیم نام کو نہ تھی۔ مختلف راجپوت سردار آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ اُن میں قومیت کا احساس ہی نہ تھا اور وُہ ایک دل ہو کر دشمن کا مُقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ترائن کی دوسری لڑائی میں جے چند والئے قنوج نے پرتھوی راج چوہان کی کوئی مدد نہ کی اور ۱۱۹۴ء میں جب جے چند کی باری آئی تو اُس کا ہمسایہ چندیل راجہ تماشہ دیکھتا رہا۔ اِس طرح راجپوتوں کی باہمی نااتفاقی اُن کو لے ڈوبی ؞

۲۔ فوجی تنظیم میں کمزوری۔ مسلمان زیادہ منظم تھے۔ اُن کی ساری فوج ایک ہی جرنیل کے ماتحت ہوتی تھی اور اُسی ایک کے حکم کی تعمیل کرتی تھی لیکن راجپوت لشکر مختلف سرداروں کے ماتحت ہوتا تھا جس سے مل کر کام کرنا ناممکن تھا ؞

۳۔ گرم آب و ہوا۔ سرد مُلک کے باشندے ہونے کی وجہ سے مُسلمان لوگ مضبوط اور جفاکش تھے مگر راجپوت لوگ ہندوستان

کی گرم آب وہوا کے اثر سے سُست اور کمزور ہو گئے ہوئے تھے۔

۴۔ قدیم طریقۂ جنگ۔ مُسلمان لوگ فنِ جنگ میں ہوشیار تھے اور اس وقت کے اصولِ جنگ سے پُوری طرح واقف تھے لیکن راجپُوت لوگ پُرانے وقتوں کی طرح اپنے جنگی ہاتھیوں پر بہت بھروسہ کرتے تھے۔ یہ ہاتھی مُسلمانوں کے تیز رفتار گھوڑوں کے حملہ سے گھبرا کر اپنی ہی فوج کو روند ڈالتے تھے۔

۵۔ مُسلمانوں میں مذہبی جوش۔ مُسلمانوں میں مذہبی جوش کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ اُن کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر مُسلم ممالک میں مُسلم حکومت جمانا اور اسلام کی اشاعت کرنا ثواب ہے۔ اس کے برعکس ہندوؤں میں یہ جذبہ نہیں تھا۔

۶۔ بھرتی کا اچھا علاقہ۔ مُسلمانوں کے پاس فوج کی کوئی کمی نہ تھی کیونکہ افغانستان اور وسط ایشیا کے سرد پہاڑی ملکوں سے تازہ دم فوج آسانی سے بھرتی کی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ان علاقوں سے بہت سے لوگ لُوٹ مار کے خیال سے بھی اپنے آپ اسلامی فوجوں کے ساتھ آجاتے تھے۔

۷۔ مُسلمانوں میں استقلال۔ مُسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ شکست کی صُورت میں اُنہیں اپنے وطن واپس پہنچنا نصیب نہیں ہوگا بلکہ رستے میں ہی قتل ہو جائیں گے۔ اس لئے وُہ بڑی دلیری سے مقابلہ کرتے تھے۔ تا کہ بھاگنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

۸۔ مرکزی حکومت کا نہ ہونا۔ راجپُوت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹے ہوئے تھے اور مُلک میں کوئی زبردست مرکزی حکومت نہ تھی۔ اس لئے مُسلمانوں کا اُنہیں فتح کرنا آسان تھا۔

۹- اہنسا کا اُصول۔ اہنسا کے اُصول نے عوام کو کمزور اور صُلح پسند بنا دِیا تھا۔ اِس لئے وُہ اپنی حِفاظت نہ کر سکے اور مُسلمان حملہ آوروں کے ہاتھوں آسانی سے مغلُوب ہو گئے۔ یہی وجہ تھی کہ بنگال اور بہار جو بُدھ مت کے گڑھ تھے نسبتاً زیادہ آسانی کے ساتھ فتح ہو گئے۔

۱۰- ہندوؤں میں ذات پات۔ ہندوؤں میں ذات پات کی تفریق نے اُنھیں کئی حِصّوں میں بانٹ رکھا تھا۔ وُہ مشترکہ دُشمن کا مُقابلہ بھی مِل کر کرنے کو تیار نہ تھے۔ اِس کے عِلاوہ مُلک کی حِفاظت کا کام صِرف کشتریوں کا فرض ہی سمجھا جاتا تھا۔ دُوسری ذاتیں مُلک کے بچاؤ میں کوئی حِصّہ نہ لیتی تھیں۔

۱۱- شمال مغربی سرحدّ کی طرف لاپرواہی۔ راجپُوتوں نے ہندوستان کی شمال مغربی سرحدّ کو مضبُوط بنانے کی طرف کبھی دھیان ہی نہ دِیا تھا۔ اِس سے مسلمان حملہ آوروں کے لیئے ہندوستان میں داخل ہونا زیادہ آسان تھا۔

۱۲- مُسلمانوں کی بیرُونی فتوُحات۔ دُنیا کے دُوسرے حِصّوں میں اِسلامی فتوُحات نے مُسلمانوں کے حَوصلے بڑھا دِئے تھے اور ہندوؤں کی پے در پے شکستوں نے اُن کے حَوصلے پست کر دِئے تھے۔ یہ بات بھی اِسلامی فتح کا ایک سبب تھی۔

باب دُوسرا

دہلی میں سُلطانوں کی حکُومت
یا
پٹھان سلطنتوں کا زمانہ

THE SULTANATE OF DELHI
Or
THE PATHAN EMPIRE

سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۵۲۶ء

سنہ ۱۲۰۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۶ء تک کا زمانہ تاریخ ہند میں سلطانوں یا پٹھان کے عہد کے نام سے مشہُور ہے۔ اِس زمانے میں پانچ مختلف خاندانوں نے تختِ دہلی پر حکُومت کی :-

۱۔ خاندانِ غُلاماں	سنہ ۱۲۰۶ء	سے	سنہ ۱۲۹۰ء
۲۔ خاندانِ خلجی	سنہ ۱۲۹۰ء	سے	سنہ ۱۳۲۰ء
۳۔ خاندانِ تغلق	سنہ ۱۳۲۰ء	سے	سنہ ۱۴۱۴ء
۴۔ خاندانِ سیّد	سنہ ۱۴۱۴ء	سے	سنہ ۱۴۵۰ء
۵۔ خاندان لودھی	سنہ ۱۴۵۰ء	سے	سنہ ۱۵۲۶ء

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس زمانے کو پٹھانوں کا زمانہ کہتے ہیں۔ حالانکہ ان خاندانوں میں صرف لودھی خاندان ہی ایک پٹھان خاندان تھا۔

۱۔ خاندانِ غُلاماں

سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۹۰ء

یہ خاندان ہندوستان میں پہلا اسلامی شاہی خاندان سمجھا جاتا ہے۔ اس کی بُنیاد محمد غوری کے غلام قطب الدین ایبک نے ڈالی تھی۔ اس خاندان میں زیادہ مشہور حکمران قطب الدین ایبک۔ التمش رضیہ بیگم۔ ناصر الدین اور بلبن تھے۔

وجہ تسمیہ چونکہ اس خاندان کے تمام بادشاہ اوّل سے آخر تک یا خود غلام رہ چکے تھے یا غلاموں کی اولاد تھے۔ اس لئے اس خاندان کو خاندانِ غلاماں کہتے تھے۔

Q. Give a brief account of the reigns of the chief rulers of the Slave Dynasty.

سوال۔ خاندانِ غلاماں کے مشہور بادشاہوں کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو۔

قطب الدین ایبک
سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۱۰ء

قطب الدین ایبک محمد غوری کا ایک ترکی غلام تھا لیکن اپنی فوجی قابلیت کی وجہ سے اُس کا جرنیل بن گیا تھا اور اُس نے فتح ہندوستان میں محمد غوری کی بڑی مدد کی تھی۔ چنانچہ محمد غوری جب واپس غزنی چلا گیا تو اُسے اپنے مقبوضات

کا وائسرائے بنا کر چھوڑ گیا۔ بطور وائسرائے قطب الدین نے گجرات گوالیار۔ بندھیل کھنڈ۔ بنگال۔ بہار وغیرہ کئی علاقوں کو فتح کر کے اپنے آقا کی سلطنت کو بڑھایا اور مستحکم کیا ٭

محمد غوری کی وفات پر اُس کے جانشین نے ۱۲۰۶ء میں قطب الدین کو دہلی کا خود مختار حکمران تسلیم کر لیا۔ اِس طرح قطب الدین ایبک ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ بنا اور اُس نے خاندانِ غلاماں کی بنیاد ڈالی ٭

قطب الدین بڑا بہادر۔ انصاف پسند اور فیّاض بادشاہ تھا اور اپنی فیاضی کی وجہ سے لکھ بخش یا لکھ داتا کے نام سے مشہور تھا۔ اُس نے اپنی سلطنت کو مستحکم کرنے کے لئے پنجاب غزنی۔ بہار۔ سندھ وغیرہ علاقوں کے حکمرانوں کے ساتھ رشتے ناطے کئے۔ اور اِس طرح ملک میں امن و امان قائم کیا۔ اُس کا سلوک اپنی ہندو رعایا کے ساتھ بھی بڑا اچھا تھا ٭

قطب الدین کو مذہبِ اسلام سے بڑا اُنس تھا اور اُسے عمارتیں بنوانے کا بھی بڑا شوق تھا۔ اُس نے دہلی میں خواجہ قطب الدین (ایک مشہور مسلمان ولی) کے نام پر قطب مینار اور قطبی مسجد بھی بنوانی شروع کیں جنہیں التمش نے ختم کرایا۔ اجمیر میں بھی اُس نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ ۱۲۱۰ء میں وہ لاہور میں چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کر مر گیا

قطب مینار

اور لاہور میں ہی دفنایا گیا۔

نوٹ۔ قطب الدین کی موت پر اُس کا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہؤا لیکن وہ بڑا نااہل اور سست آدمی تھا۔ چنانچہ اُسے جلدی ہی التمش نے تخت سے علیحدہ کر دیا۔

التمش
سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۲۳۶ء

التمش شروع میں قطب الدین ایبک کا ایک غلام تھا لیکن ترقی کرتے کرتے اُس کا داماد بن گیا۔ سنہ ۱۲۱۱ء میں اُس نے قطب الدین کے بیٹے آرام شاہ کو تخت سے اُتار دیا اور خود قابض ہو گیا۔ اُس وقت وہ بہار کا صوبیدار تھا۔ بطور بادشاہ کے التمش خاندانِ غلاماں کا ایک نہایت ہی قابل حکمران ثابت ہؤا۔ اُس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے:-

۱- صوبیداروں کی سرکوبی۔ تخت نشین ہوتے ہی التمش کو اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قطب الدین کی موت پر کئی صوبے دار خود مختار بن بیٹھے تھے (۱) پنجاب اور غزنی میں تاج الدین یلدوز (۲) سندھ میں ناصر الدین قباچہ اور (۳) بنگال میں خلجیوں نے علمِ بغاوت بلند کر دیا تھا لیکن التمش نے نہایت حوصلہ اور تدبر سے اِن سب صوبیداروں کو ایک ایک کر کے شکست دی اور انہیں اپنے مطیع کر لیا۔

۲- راجپوتوں سے جنگ۔ اس کے بعد التمش کو راجپوتوں کی طرف متوجہ ہونا پڑا کیونکہ وہ بھی اپنی کھوئی ہوئی آزادی کو حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ کوئی آٹھ سال (سنہ ۱۲۲۶ء سے سنہ ۱۲۳۴ء) کے عرصہ میں التمش نے رنتھمبور۔ منڈو۔ گوالیار۔ مالوہ

اور اُجّین کو فتح کر لیا۔ اِس طرح سے اُس نے تقریباً
سارے شمالی ہندوستان پر اپنا تسلّط جما لیا ❖

۳۔ چنگیز خاں کا حملہ۔ التمش کے زمانے کا سب سے مشہور
واقعہ یہ ہے کہ مُغل پہلی دفعہ ہندوستان کی سرحد تک آ گئے۔
۱۲۲۱ء میں مُغل سردار چنگیز خاں جو دُنیا میں ایک زبردست
فاتح ہو گُذرا ہے اپنے ایک دُشمن (خوارزم کے بادشاہ جلال الدین)
کے تعاقب میں دریائے سِندھ تک آ پہنچا لیکن سِندھ سے پار کے
عِلاقہ میں ہی لُوٹ مار کر کے واپس چلا گیا اور اِس طرح ہندوستان
ایک خوفناک آفت سے بچ گیا۔ البتّہ اِتنا ضرور ہُوا کہ بہت سارے
مُغل سِندھ پار کے عِلاقہ میں بس گئے اور وُہ وقتاً فوقتاً
پنجاب پر حملے کرتے رہے ❖

۴۔ عمارتیں۔ التمش نے قطب مینار اور قطبی مسجد کو جنہیں قطب الدّین
ایبک اَدھورا چھوڑ کر مر گیا تھا مکمّل کرایا ❖

نوٹ۔ التمش کی موت کے بعد اُس کا لڑکا رُکن الدّین تخت پر بیٹھا
لیکن وُہ ایک نکمّا اور عیاش شخص تھا۔ اِس لئے چند ہی ماہ بعد اُمرا
نے اُسے معزُول کر کے تخت اُس کی بہن سُلطانہ رضیہ کو دے دیا ❖

رضیہ بیگم
۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۹ء

رضیہ التمش کی ہونہار بیٹی تھی۔ مُسلمانوں میں وُہ
پہلی اور اکیلی عورت تھی جو تختِ دہلی پر بیٹھی۔
اُس نے اپنے باپ کی زِندگی میں ہی اُمورِ سلطنت
میں کافی واقفیت حاصل کر لی تھی۔ کیونکہ جب کبھی التمش دُور دراز علاقوں
میں جنگ کے لئے جایا کرتا تھا تو اِنتظامِ سلطنت رضیہ کے حوالے کر جاتا تھا ❖
رضیہ بڑی مُدبّر۔ دانا اور دلیر عورت تھی۔ وُہ مردانہ لباس پہن کر
دربار کیا کرتی تھی اور فوجوں کی کمان بھی بذاتِ خود کرتی تھی۔ اُس میں

رضیہ بیگم

مردوں کا سا دِل و دماغ تھا مگر یہ اُس کی بدقسمتی تھی کہ وُہ عورت ذات تھی اور اُس کے پٹھان اُمرا عورت کے ماتحت رہنا ہتک سمجھتے تھے۔ اِس کے عِلاوہ وُہ یاقوت نامی ایک حبشی غُلام پر جو اُس کا داروغہ اصطبل تھا حد سے زیادہ مہربان ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اُس نے اُس کو سپہ سالار بنا دِیا تھا ۔

اِس پر لاہور اُور بھٹنڈہ کے صُوبہ داروں نے بغاوتیں کر دِیں۔ لاہور کے صُوبہ دار کو تو اُس نے شِکست دے کر مطیع کر لِیا۔ لیکن بھٹنڈہ کے باغی سردار التُونیہ نے رضیہ کو جب کہ وہ اُس کی بغاوت دبانے کے لئے گئی قید کر لیا۔ اِس پر سازشیوں نے رضیہ کے بھائی بہرام کو تخت نشین کر دِیا لیکن رضیہ نے التونیہ سے شادی کر لی اور تخت حاصِل کرنے کے لئے دہلی کی طرف کُوچ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہُوئی اور بمعہ اپنے خاوند کے ۱۲۴۰ء میں قتل کر دی گئی ۔

نوٹ۔ رضیہ کے بعد دُو بادشاہ یعنی اُس کا بھائی بہرام اور بھتیجا علاؤالدین یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے لیکن نااہلیت کی وجہ سے معزُول کر دئے گئے اور پھر ناصِرالدین بادشاہ بنا ۔

ناصِرُالدین محمُود
۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء

ناصِرُالدین محمُود التمش کا لڑکا تھا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک۔ مطالعہ کا شوقین اور پارسا تھا اور اپنی سادہ زندگی کی وجہ سے تاریخ میں "درویش بادشاہ" کے نام سے مشہور ہے۔ وُہ شاہی خزانہ سے ذاتی اخراجات

کے لئے ایک کوڑی تک نہ لیتا تھا بلکہ قرآن شریف کی نقلیں لکھ کر اپنا گذارہ کرتا تھا۔ گھر کا سارا کام کاج اُس کی نیک بیوی اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اُس کی بیوی کا ہاتھ جل گیا اور اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وُہ کوئی نوکرانی رکھ دے لیکن بادشاہ نے جواب دیا کہ مَیں تو مُلک کے خزانے کا امین ہُوں۔ اس پر میرا کوئی حق نہیں اور میری اپنی آمدنی نوکر رکھنے کے لئے کافی نہیں۔ خود ہی زیادہ محنت سے کام کیا کرو۔ خدا تمہیں اِس کا عوض دے گا ۔

ناصر الدین کے عہد میں مُغلوں نے ہندوستان پر حملے کئے اور راجپوتوں نے بھی سر اُٹھایا لیکن ناصر الدین کے وزیر بلبن نے جو بڑا قابل اور مدبّر شخص تھا مُغلوں کو شکست دی اور راجپوتوں کی بغاوتوں کو بھی دبا دیا اور جب دہلی کے جنوب میں رہنے والے میواتی لوگوں نے بغاوت کی تو اُن کا بھی اِنسداد کیا۔ اِس طرح ۲۰ سال تک بلبن نے بڑی وفاداری سے سُلطان کی خدمت کی۔ ۱۲۶۶ء میں ناصر الدین کی وفات پر بلبن خود بادشاہ بن گیا ۔

غیاث الدین بلبن

۱۲۶۶ء سے ۱۲۸۶ء

اِبتدائی حالات۔ غیاث الدین بلبن جو بعد میں اپنی بہادری کی وجہ سے اُلغ خاں کے لقب سے ملقّب ہُوا دراصل التمش کا ایک زر خرید غلام تھا لیکن وہ ترقی کرتے کرتے بادشاہی کے رُتبے تک جا پہنچا۔ التمش نے اُسے اپنا خاصہ بردار مقرر کیا تھا اور رضیہ کے عہد میں وہ میرِ شکار بن گیا۔ اس کے بعد ترقی کرتے کرتے اس نے ریواڑی اور ہانسی کی جاگیریں حاصل کیں اور پھر ۲۰ سال تک وُہ ناصر الدین "درویش بادشاہ" کا وزیر رہا اور اُس کی موت پر خود بادشاہ بن بیٹھا اور ۲۰ سال تک حکومت کرتا رہا۔

اِس طرح بطور وزیر اور بادشاہ کے ۴۰ سال تک حکومت کی باگ ڈور اُس کے ہاتھ میں رہی ٭

بلبن بطور وزیر کے

بلبن ۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء تک ۲۰ سال وزیر رہا اور اُس نے نہایت وفاداری سے اپنے فرائض کو انجام دیا ٭

۱۔ اُس کے عہدِ وزارت میں مُغلوں نے جو چنگیز خاں کے حملے کے بعد سِندھ پار آباد ہو گئے تھے پنجاب پر حملے کرنے شروع کیئے لیکن بلبن نے اُن کو پسپا کیا اور اُن کی روک تھام کے لئے ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کو قلعے بنا کر مستحکم کیا اور ایک زبردست فوج تعینات کی ٭

۲۔ اُس کے بعد اُس نے راجپُوتوں کی بغاوتوں کو جو وُہ آزادی حاصل کرنے کے لئے کر رہے تھے بڑی سختی سے کچل ڈالا اور تقریباً تمام راجپُوتانہ پر اپنا تسلط قائم کر لیا ٭

۳۔ اِس کے عِلاوہ اُس نے میواتیوں کی بھی جو دہلی کے اِرد گِرد کے عِلاقے میں لُوٹ مار مچا رہے تھے گوشمالی کی ٭

۴۔ اودھ اور سِندھ کے صُوبہ داروں نے بغاوت کر دی لیکن بلبن نے اُنہیں بھی شکست دی ٭

اِس طرح بلبن نے اپنی ہمّت اور پالیسی سے سلطنت کو اندرُونی بغاوتوں اور بیرُونی حملوں سے ہر طرح محفوظ رکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ناصر الدّین کے عہد میں بلبن جیسا لائق شخص وزیر نہ ہوتا تو دہلی کی سلطنت مُشکل سے ہی قائم رہ سکتی ٭

بلبن بطور بادشاہ کے

۱۲۶۶ء میں بلبن تخت نشین ہوا۔ بطور بادشاہ کے وُہ بڑا قابل مگر بے رحم

تھا۔ دُشمنوں اور باغیوں کو وہ عبرتناک سزائیں دیتا تھا۔ اُس کا جاہ و جلال اِس قدر تھا کہ وسط ایشیا تک اُس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ میواتیوں کی گوشمالی۔ میواتیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہوئے تھے اور اُنہوں نے دہلی کے اِرد گرد کے علاقہ میں اُودھم مچا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خاص دہلی شہر میں بھی حملے کرنے سے نہ ڈرتے تھے۔ اِس لئے سُلطان بذاتِ خود فوج لے کر اُن کے خلاف بڑھا اور اُنہیں شکست فاش دی۔ ایک لاکھ سے زیادہ بلوائی مارے گئے۔ سُلطان نے دہلی کی حفاظت کے لئے کئی چوکیاں بنا کر ان میں فوج رکھ دی۔

۲۔ دوآب اور روہیل کھنڈ پر فوج کشی۔ دوآب اور روہیلکھنڈ کے علاقوں میں بڑی بد امنی پھیلی ہوئی تھی۔ ڈاکو اور رہزن لوٹ مار مچاتے ہوئے تھے۔ سفر کرنا بڑا پُرخطر ہو گیا تھا۔ بلبن نے خود اِن علاقوں پر فوج کشی کی اور شورش پسندوں کی گوشمالی کر کے وہاں امن چین قائم کیا۔

۳۔ بنگال کی بغاوت۔ بلبن کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ بنگال کی بغاوت کو فرو کرنا ہے۔ بنگال کے صُوبہ دار طُغرل بیگ نے یہ سمجھ کر کہ بادشاہ بُوڑھا ہے اور بنگال کا صُوبہ دارالخلافہ سے بہت دُور ہے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور دو شاہی فوجوں کو شکست بھی دی۔ آخر ۱۲۸۱ء میں سُلطان خود ایک زبردست فوج کے ساتھ بنگال پر حملہ آور ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے بُغرا خاں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ طُغرل بیگ کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ بلبن نے اس کے ساتھیوں

کو پھانسی پر لٹکا دیا اور اپنے چھوٹے لڑکے بُغرا خاں کو بنگال کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن اُسے یہ تنبیہہ کی کہ اگر اُس نے کبھی بغاوت کرنے کا حوصلہ کیا تو اُس کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا۔

۴۔ اصلاحات۔ بلبن نے انتظام سلطنت میں بھی کئی اصلاحات کیں۔ (۱) اُس نے بڑے بڑے اُمرا کی طاقت کو کم کیا۔ (۲) محکمۂ انصاف کو اِس قدر مضبوط کیا کہ کوئی قصور وار شخص خواہ وُہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو سزا سے نہیں بچ سکتا تھا۔ (۳) مُلک میں جاسوسوں کا بہتر انتظام کیا جن کے ذریعے اُسے سلطنت کے تمام واقعات کا عِلم ہوتا تھا۔ (۴) فوج کو منظم اور مضبوط کیا (۵) شراب خوری بند کر دی اور (۶) مُلک سے بدچلنی اور عیاشی کا سختی سے خاتمہ کیا۔

۵۔ مُغلوں کی روک تھام۔ بلبن کے عہدِ حکومت میں مُغلوں نے پھر حملے کرنے شروع کر دئے اور وُہ سلطنت کے لئے ایک زبردست خطرہ بن گئے۔ چنانچہ سُلطان نے اُن کی روک تھام کے لئے شمال مغربی سرحد سے دارالخلافہ تک پُرانے قلعوں کی مرمت کروائی اور کئی نئے قلعے بنوا کر اُن سب میں مسلح فوج رکھ دی۔ اور اپنے سب سے بڑے بیٹے محمد کو اُن کی نگرانی پر مامُور کیا۔ محمد نے کُچھ عرصہ تو مُغلوں کو پسپا کئے رکھا۔ لیکن ۱۲۸۵ء میں ایک حملہ کے دوران وُہ مُغلوں کا مُقابلہ کرتا ہُوا مارا گیا۔ سُلطان کو اپنے اِس چاہیتے بیٹے کی موت سے اِس قدر صدمہ ہُوا کہ وُہ اِس غم سے ۱۲۸۷ء میں مر گیا۔

بلبن کا دربار بلبن کا دربار بڑی شان و شوکت والا تھا۔ وسط ایشیا کے کئی بادشاہ اُس کے ہاں پناہ گزین تھے

بلبن کے درباری قوانین بڑے سخت تھے۔ وُہ دربار میں بڑی سنجیدگی سے کام لیتا تھا کیونکہ وُہ سمجھتا تھا کہ ایسا نہ کرنے سے بادشاہ کے رُعب داب میں فرق آجاتا ہے۔ وُہ دربار میں نہ تو کبھی خود ہنستا تھا اور نہ کوئی درباری ہی ہنسنے کی جُرأت کرتا تھا۔ کسی شخص کو باقاعدہ درباری لباس پہنے بنا دربار میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ فارسی کا مشہور شاعر امیر خسرو بھی اُسی کے دربار کی زینت تھا۔

بلبن کا کیریکٹر

بلبن خاندانِ غُلاماں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ وُہ ایک بہادر جرنیل اور اعلےٰ پایہ کا مُدبّر تھا۔ اِنصاف کرتے وقت وُہ اپنے اور بیگانے میں کوئی تمیز نہ کرتا تھا۔ اُس کا دبدبہ اِس قدر تھا کہ کوئی شخص اپنے نوکروں اور غلاموں پر ناجائز سختی کرنے کی ہمّت نہ رکھتا تھا۔ اُسے شاہی وقار کا خاص خیال تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وُہ اُمرا وزرا کے ساتھ بھی بڑی سنجیدگی سے پیش آتا تھا اور اُن سے بہت میل جول نہ رکھتا تھا۔ وُہ عِلم ادب کا بھی مربّی تھا اور اُسے اپنے بچوں سے بڑی محبّت تھی۔

نوٹ۔ بلبن کی موت کے بعد اس کا پوتا کیقباد جو بغرا خاں حاکم بنگال کا بیٹا تھا بادشاہ بنا۔ وُہ بڑا کاہل اور عیاش آدمی تھا۔ ۱۲۹۰ء میں جلال الدّین خلجی حاکم پنجاب نے اُسے مروا کر تخت خود سنبھال لیا اور خلجی خاندان شروع ہُوا۔

۲- خاندانِ خلجی

سنہ ۱۲۹۰ء سے سنہ ۱۳۲۰ء

جلال الدین خلجی
سنہ ۱۲۹۰ء سے سنہ ۱۲۹۶ء

سلطان جلال الدین خاندانِ خلجی کا بانی تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ وہ فطرتاً بڑا رحم دل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے عہد میں بغاوتیں ہونے لگیں۔ مغلوں نے بھی حملے کئے لیکن انہیں پسپا کر دیا گیا۔ کچھ مغل دہلی کے نزدیک ہی بس گئے اور اس جگہ کا نام مغل پورہ پڑ گیا۔ جلال الدین کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ دیوگری پر حملہ ہے۔

دیوگری پر حملہ
سنہ ۱۲۹۴ء

جلال الدین نے اپنے بھتیجے علاؤ الدین کو جو اس کا داماد بھی تھا صوبہ اودھ میں کڑہ کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ وہ بڑا دلیر اور منچلا نوجوان تھا۔ اس نے دکن میں واقع دیوگری کی دولت کا حال سن رکھا تھا۔ چنانچہ اس نے دیوگری پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور آٹھ ہزار سواروں کو ساتھ لے کر سنہ ۱۲۹۴ء میں اس نے اچانک ہی دیوگری کے راجہ رام چندر دیو پر حملہ کر دیا۔ راجہ کو شکست ہوئی اور اسے بہت سا مال و دولت اور ایلچپور کا علاقہ علاؤ الدین کے حوالے کرنا پڑا۔ علاؤ الدین اس مال و دولت کو ساتھ لے کر کڑہ لوٹ آیا۔

جلال الدین کا قتل

جب جلال الدین نے اپنے بھتیجے کی

اِس فتح کی خبر سُنی تو وہ اُس کے اِستقبال کے لئے کڑہ آیا لیکن علاؤ الدین کی نیّت میں فرق آیا ہُوا تھا۔ وہ تو دِلّی کے تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ چُنانچہ اُس نے بغل گیر ہوتے وقت اپنے چچا کو قتل کر دِیا اور پھر اُس کے تمام خاندان کا خاتمہ کرکے خُود بادشاہ بن بیٹھا ٭

Q. Give a brief account of the conquests, administration, internal policy, and character of Ala-ud-Din Khilji.

(V. Important)
(P. U. 1948, 52, 54, 57, 60)

سوال۔ علاؤ الدّین خلجی کی فتوحات۔ اِنتظامِ سلطنت اور کیریکٹر کا مختصر حال بیان کرو ٭

علاؤ الدّین خلجی
۱۲۹۶ء سے ۱۳۱۶ء

(علاؤ الدّین خلجی جلال الدّین خلجی کا بھتیجا اور داماد تھا۔ وہ بڑا دلیر اور اولوالعزم نوجوان تھا۔ جلال الدّین نے اُسے کڑہ اور اودھ کا صُوبے دار مقرر کر رکھا تھا۔ ۱۲۹۴ء میں اُس نے دیوگری کو فتح کیا اور بے انداز دَولت وہاں سے لایا۔ ۱۲۹۶ء میں وہ اپنے چچا جلال الدّین خلجی کو قتل کرنے کے بعد بادشاہ بنا۔) اُس نے تخت نشین ہوتے ہی اُمرا و وُزرا کو رشوتیں دے کر اپنی طرف کر لیا اور عوام میں دِل کھول کر روپیہ تقسیم کیا تاکہ وہ

علاؤ الدّین خلجی

بادشاہ کے قتل کو قبول کر اس کی طرف مائل ہو جائیں۔
علاؤ الدین نے ۲۰ سال حکومت کی اور وہ مسلمان حکمرانوں
میں ایک نہایت زبردست اور کامیاب بادشاہ ثابت ہوا۔
اُس نے شمالی ہند کو فتح کیا۔ دکن میں اسلامی حکومت قائم کی۔
مغلوں کے حملوں کو روکا اور نظام حکومت میں کئی اصلاحات کیں۔

فتوحات

(۱) گجرات ۱۲۹۷ء۔ علاؤ الدین نے اپنے جرنیل
اُلغ خاں کو گجرات کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ وہاں
کا راجہ کرن بھاگ نکلا اور گجرات فتح ہو گیا۔ گجرات کی
یہ فتح دو باتوں کے لئے مشہور ہے۔ اول تو یہ کہ راجہ کرن کی بیوی
کملا دیوی دہلی میں لائی گئی جہاں اُس کی شادی علاؤ الدین
سے ہو گئی اور دوسرے کافور نامی ایک ہندو غلام بھی اس
حملہ میں شہر کھمبایت سے شاہی فوجوں کے ہاتھ لگا جس نے
بعد میں علاؤ الدین کے لئے دکن فتح کیا۔ گجرات کی فتح کے
بعد علاؤ الدین نے راجپوتانہ فتح کرنے کی ٹھانی۔

۲- رنتھمبور ۱۳۰۱ء۔ رنتھمبور راجپوتانے کا مشہور قلعہ تھا۔ علاؤ الدین
نے خود اُس پر چڑھائی کی اور ایک طویل محاصرہ کے بعد
وہاں کے راجہ ہمیر دیو کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا اور
قلعہ فتح ہو گیا۔

۳- چتوڑ ۱۳۰۳ء۔ رنتھمبور کی فتح سے علاؤ الدین کا حوصلہ بہت
بڑھ گیا اور اُس نے اب راجپوتانہ کی سب سے مشہور
ریاست میواڑ کو جس کی راجدھانی چتوڑ تھی فتح کرنا چاہا۔ چتوڑ
میں رانا بھیم سنگھ راج کرتا تھا اور اُس کی رانی پدمنی بڑی
خوبصورت تھی۔ کہتے ہیں کہ علاؤ الدین اُسے بھی اپنے حرم

میں لانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے چتوڑ پر چڑھائی کی راجپوتوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ اور چتوڑ فتح ہو گیا۔ رانی پدمنی اپنی سہیلیوں سمیت چتا میں جل کر مر گئی اور بہادر راجپوت ایک ایک کر کے کٹ مرے لیکن چند ہی سال بعد چتوڑ پر پھر راجپوتوں کا قبضہ ہو گیا ۔

۴۔ مالوہ ۱۳۰۵ء۔ اس کے بعد علاؤ الدین نے مالوہ کی فتح کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اُجین۔ منڈو۔ چندیری وغیرہ کے قلعے فتح ہو گئے اور مالوہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس طرح ۱۳۰۵ء تک تقریباً سارے شمالی ہندوستان پر علاؤ الدین کا تسلط قائم ہو گیا۔

۵۔ تسخیر دکن ۱۳۰۷-۱۱ء۔ شمالی ہند کو فتح کر لینے کے بعد علاؤ الدین نے دکن کی فتح کا ارادہ کیا اور اس کام کے لئے اپنے جرنیل ملک کافور کو مامور کیا۔ کافور نے دیوگری۔ وارنگل۔ دوار سمدر اور مدورا کی ریاستوں کو فتح کر لیا اور بڑھتا ہوا غالباً جزیرہ رامیشورم تک جا پہنچا۔ آخر ۱۳۱۱ء میں بے انتہا مال و دولت کے ساتھ وہ واپس دہلی لوٹا ۔

اس طرح سے علاؤ الدین کی سلطنت سارے شمالی ہندوستان اور دکن میں پھیل گئی لیکن اتنا ضرور ہے کہ دکن کا ملک براہِ راست دہلی کی حکومت کے ماتحت نہیں تھا بلکہ وہاں کے ہندو راجے اور مہاراجے علاؤ الدین کو خراج دیا کرتے تھے ۔

مغلوں کے حملے

علاؤ الدین کے شروع عہد میں مغلوں نے ہندوستان پر کئی بار حملے کئے لیکن ہر بار انہیں پسپا ہونا پڑا۔ ایک دفعہ ۱۲۹۸ء میں کوئی دو لاکھ

سلطنت علاؤالدین
دریائے سندھ
دریائے ستلج
دریائے برہم پتر
دہلی
رنتھنبور
چتوڑ
مالوہ
دریائے نربدا
دیوگری
ورنگل
دوار سمندر
مدورا
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا
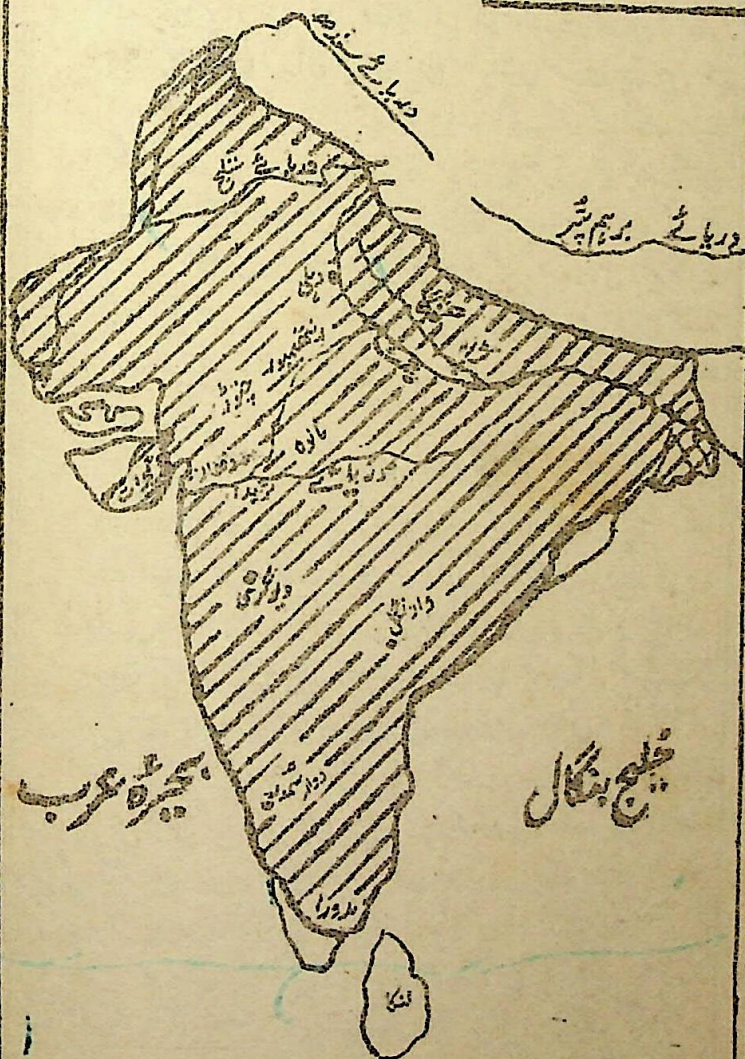
مُغل اپنے سردار قتلغ خواجہ کی سرکردگی میں دہلی تک آ پہنچے لیکن شاہی فوجوں نے انہیں ایک زبردست شکست دی۔ اس کے بعد بھی مُغل حملے کرتے رہے لیکن شاہی فوجوں کی کامیابی نے اُن کے دِلوں پر ایک دہشت سی طاری کر دی جس سے علاؤ اُلدّین کے عہد کے دُوسرے نِصف حِصّے میں مغلوں نے ہندوستان کا رُخ نہ کیا۔

اِس کے بعد سُلطان نے سلطنت کو مُغلوں سے محفُوظ کرنے کے لئے بلبن کی سرحدّی پالیسی پر عمل کیا (۱) اُس راستے پر جدھر سے مغل دہلی کی طرف آیا کرتے تھے تمام پُرانے قلعوں کی مرمّت کرائی گئی۔ نئے قلعے بنوائے اور اُن میں ایک مضبُوط اور جرّی فوج رکھ دی اور اِس طرح اِس راستے کی کڑی نگرانی کی جانے لگی۔ (۲) ساتھ ہی ہر طرح کے جنگی ہتھیار تیار کرائے گئے اور انہیں دہلی میں رکھا گیا۔ (۳) شاہی فوج کی تعداد بڑھا دی گئی۔ (۴) دہلی کی فصیل کو زیادہ مضبُوط بنا دِیا گیا۔ (۵) اس کے علاوہ اُس نے دہلی کے نزدیک مُغلپورہ میں رہنے والے مُغلوں کو قتل کروا دیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ مُغلوں کے حملوں میں اُن کے معاون و مددگار بنتے ہیں۔ اِس پالیسی سے مُغلوں کے حملے رُک گئے اور سلطنت میں امن چین قائم ہوگیا۔

اِنتظامِ سلطنت

علاؤ اُلدّین ایک لائق جرنیل ہونے کے علاوہ اعلےٰ درجہ کا مُنتظم بھی تھا۔ اُس کی سلطنت بڑی وسیع تھی اور اُسے اکثر بغاوتوں کا خدشہ رہتا تھا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد سُلطان اِس نتیجہ پر پہنچا کہ بغاوتوں کی اصلی وجُوہات (۱) سُلطان کی لاپرواہی (۲) شراب نوشی

(۳) امیروں وزیروں کا باہمی میل جول اور (۴) دولت کی زیادتی ہیں۔ چنانچہ اُس نے بغاوتوں کی بیخ کنی کرنے اور مُلک کا خاطر خواہ انتظام کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے:-

۱- شراب نوشی کی ممانعت۔ شراب پینا منع کر دیا گیا اور شراب کی تمام دُکانیں بند کر دی گئیں اور اِس حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے سخت سزائیں دی جانے لگیں۔ سُلطان نے بذاتِ خود بھی شراب پینا چھوڑ دیا اور اِس طرح دُوسروں کے لئے مثال قائم کی۔

۲- جاگیروں کی ضبطی۔ اُس نے امیروں وزیروں کی تمام جاگیریں جو پُرانے بادشاہوں نے انہیں دے رکھی تھیں ضبط کر لیں اور اِس طرح جاگیرداری کا نظام ختم کر دیا۔ اِس کے عِلاوہ ان کی جائدادیں چھین لیں۔ وظائف بند کر دئے اور ان کے پاس صِرف اِتنی دَولت ہی رہنے دی جس سے وُہ مشکل سے گذارہ ہی کر سکیں۔

۳- باہمی میل جول پر بندش۔ اُمرا و وُزرا کو ایک دُوسرے سے بغیر اجازت مِلنے جُلنے۔ ضیافتیں دینے اور آپس میں رِشتے ناطے کرنے سے روک دیا گیا تاکہ انہیں سازشوں کا موقع نہ مِل سکے۔

۴- جاسُوسوں کا جال۔ مُلک کے اندر جاسُوسوں کا ایک جال بچھا دیا گیا جو ہر بات کی اِطّلاع بادشاہ تک پہنچاتے تھے۔ اُمرا و وُزرا ان جاسُوسوں سے اِس قدر سہمے ہوئے تھے کہ وُہ اپنے گھروں میں معمُولی بات چیت کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔

۵۔ لگان میں اضافہ۔ سلطان نے عوام کو زیادہ امیر ہونے سے روکنے کے لئے کئی ٹیکس لگا دیئے تاکہ وہ اس کے خلاف بغاوتیں نہ کر سکیں۔ اس نے گنگا اور جمنا کے درمیانی دوآب میں کل پیداوار کا نصف حصہ لگان مقرر کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے مولیشیوں اور مکانوں پر بھی ٹیکس لگا دیا۔

۶۔ فوج کی تنظیم۔ مغلوں کی روک تھام اور اندرونی بغاوتوں کو دبانے کے لئے سلطان نے ایک زبردست مستقل فوج قائم کی اور جاگیردار جو گھوڑے رکھا کرتے تھے) اُن کی جھوٹی گنتی کو روکنے کے لئے سلطان نے گھوڑوں کو داغنے اور سواروں کا حلیہ رجسٹر میں باقاعدہ درج کرنے کا طریقہ جاری کیا۔ اس کے علاوہ اُس نے بلبن کی سرحدی پالیسی پر عمل کیا۔ پرانے قلعوں کی مرمت کرائی اور کئی نئے قلعے بھی تعمیر کرائے۔ سلطان اپنی فوج کو نقد تنخواہ دیا کرتا تھا۔

۷۔ نرخوں کا کنٹرول۔ علاؤ الدین نے پھر یہ خیال کیا کہ اشیائے خوردنی کی قیمتیں سستی کئے بنا اتنی بڑی فوج مستقل طور پر رکھنا ایک ناممکن امر ہے۔ چنانچہ اُس نے اناج اور دوسری اشیائے خوردنی کے نرخ سستے مقرر کر دیئے۔ جو آدمی مقررہ قیمت سے زیادہ وصول کرتا تھا اُسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ کم تولنے والے دکانداروں کے جسم سے تول کی کمی کے برابر گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا جاتا تھا۔ منڈیوں کی دیکھ بھال کے لئے باقاعدہ افسر مقرر کر رکھے تھے اور جاسوس اور ایجنٹ چھوڑ رکھے تھے جو سلطان کو منڈی کے حالات کا پتہ دیتے تھے۔

اناج کی منڈی کے علاوہ مویشیوں کی منڈیوں پر بھی مکمل کنٹرول تھا اور مویشیوں کی قیمتیں کافی کم تھیں ۔

۸۔ غلّہ کی فراہمی۔ سلطان نے اِس خیال سے کہ غلّہ ہمیشہ سستا دستیاب ہو سکے یہ حکم دے رکھا تھا کہ سرکاری زمینوں پر لگان جنس میں وصول کیا جائے۔ اِس اناج کے لئے بڑے بڑے گودام بنوا رکھے تھے اور غلّہ اِس قدر بہتات سے موجود رہتا تھا کہ اناج کی تنگی کی شکایت نہ تھی ۔

اِصلاحات کا اثر۔ علاؤ الدین کی اِن اِصلاحات سے فوجی طاقت بہت مضبوط ہو گئی۔ مغلوں کے حملوں کا خوف جاتا رہا اور راجاؤں اور امیروں کو بغاوتوں کا حوصلہ نہ رہا۔ اشیائے خوردنی کے سستا ہو جانے سے لوگوں کی خوشحالی میں اِضافہ ہو گیا اور عوام بادشاہ کے تئیں زیادہ وفادار ہو گئے لیکن اِتنا ضرور ہے کہ اُمرا و وُزرا اِن بندشوں کی وجہ سے سخت ناراض تھے اور ہندو بھی موقع کی اِنتظار میں تھے ۔

کیریکٹر

علاؤ الدین ایک بہادر سپہ سالار اور زبردست منتظم تھا لیکن بالکل اَن پڑھ اور سخت گیر تھا۔ گجرات کی فتح سے خوش ہو کر وہ سکندر کی برابری کا دعوےٰ کرنے لگا۔ اُس نے ساری دُنیا کو فتح کرنے کا اِرادہ کیا۔ اِس کے عِلاوہ اُس نے نیا مذہب چلانے کا خیال کیا لیکن دہلی کے کوتوال (علاؤ الملک) کے سمجھانے پر اُس نے دونوں اِرادے ترک کر دِئے۔ سُلطان اَن پڑھ ہونے کے باوجود علم ادب کا مُربی تھا اور امیر خسرو شاعر پر بڑی مہربانی روا رکھتا تھا۔ علاؤ الدین نے دہلی کا نیا شہر بنوایا اور اُس کا نام سِری رکھا ۔

علاؤ الدین نے اِنتظامِ سلطنت میں ایک نئی پالیسی کا آغاز کیا۔ وُہ کِسی قانون کی پرواہ نہ کرتا تھا اور نہ عُلما کو اپنے کام میں دخل دینے کی اِجازت دیتا تھا بلکہ موقع کے مطابق احکام جاری کر لیتا تھا۔ اُس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "مَیں نہیں جانتا کہ شریعت کے لحاظ سے جائز یا ناجائز کیا ہے۔ مَیں تو جو کُچھ مُلک کی بہتری اور موقع کے مطابق ٹھیک سمجھتا ہُوں ویسے ہی احکام جاری کر دیتا ہُوں" وہ مُسلمان بادشاہوں میں فی الواقع ایک زبردست بادشاہ ہو گُذرا ہے۔ آخر عُمر میں وُہ بدحواس ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ مَلک کافُور نے اُسے زہر دے کر مار دِیا۔ اُس کی موت جنوری ۱۳۱۶ء میں واقع ہوئی ۔

نوٹ۔ علاؤ الدّین کے جانشین بڑے نااہل ثابت ہوئے۔ اور اس کی موت کے چار ہی سال بعد دیپال پُور کے صُوبہ دار غازی ملک نے خِلجی خاندان کے آخری بادشاہ خُسرو کو قتل کر کے تُغلق خاندان کی بُنیاد ڈالی اور غیاث الدّین تُغلق کے لقب سے تخت نشین ہؤا ۔

Q. Write a short note on Malik Kafur.
(P. U. 1928, 36, 41)

سوال۔ ملک کافُور پر ایک مختصر نوٹ لکھو ۔

ملک کافُور ملک کافُور اصل میں ایک ہندُو غلام تھا۔ وُہ فتحِ گُجرات کے وقت شہر کھمبایت سے علاؤ الدّین کے ہاتھ آیا۔ پھر وُہ مُسلمان ہو گیا اور اپنی قابلیت سے سُلطان کا سپہ سالار اور وزیرِ اعظم بن گیا۔ وُہ ایک قابل جرنیل ثابت ہؤا۔ اُسی نے ہی علاؤ الدّین کے لئے دکن کو فتح کیا تھا۔ جب علاؤ الدّین بوڑھا ہو گیا

تو ملک کافور تخت و تاج کو اپنے ہاتھ میں لینے کی فکر کرنے لگا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے بادشاہ کو کوئی اِس قسم کا زہر دینا شروع کیا جس سے وُہ گُھل گُھل کر مر گیا۔ علاؤ الدّین کی وفات کے بعد ملک کافور نے اُس کے ایک کمسن لڑکے کو تخت پر بٹھا دِیا۔ اور خود مختارِ کُل بن بیٹھا۔ لیکن کوئی ایک مہینے کے بعد ہی کسی نے اُسے قتل کر دِیا ٭

۳- خاندانِ تُغلق

۱۳۲۰ء سے ۱۴۱۴ء

غیاث الدّین تغلق
۱۳۲۰ء سے ۱۳۲۵ء

غیاث الدین خاندانِ تغلق کا بانی تھا۔ اُس کا باپ ایک ترک تھا اور ماں پنجاب کے ایک جاٹ خاندان سے تھی۔ وُہ بڑا قابل اور رحمدل بادشاہ تھا۔ تخت نشین ہونے سے پہلے وُہ پنجاب کا صُوبیدار تھا۔ اُس نے اپنے عہدِ حکومت میں مُغلوں کی روک تھام کے لئے شمال مغربی سرحد کو قلعے بنا کر مستحکم کیا اور بنگال کی بغاوت کو فرو کیا لیکن جب بنگال کی مُہم سے واپس آیا تو دہلی کے نزدیک ایک لکڑی کے محل کے گرنے سے جو اُس کے بیٹے جُونا خاں نے اپنے باپ کے اِستقبال کے لئے بنوا رکھا تھا مر گیا۔ اکثر مؤرخوں کا خیال ہے کہ محل کا گر جانا اِتفاقیہ بات نہ تھی بلکہ یہ ایک سازش تھی۔ غیاث الدین کی موت کے بعد اُس کا بیٹا جُونا خاں محمّد تغلق کے نام سے بادشاہ بنا ٭

Q. Briefly describe the character of Muhammad Tughlak and state the measures which made him unpopular. What were the causes of his failure ?
(P. U. 1956, 59, 60) (Important)

سوال۔ محمدؐ تغلق کا کیریکٹر بیان کرو اور اُس کی ان تجاویز کا ذکر کرو جن سے وُہ بدنام ہو گیا۔ نیز اُس کی ناکامیابی کے اسباب بھی بیان کرو ؛

محمدؐ تغلق
۱۳۲۵ء سے ۱۳۵۱ء

کیریکٹر۔ محمدؐ تغلق کا اصلی نام جُونا خاں تھا وُہ بلاشبہ ایک نہایت ہی عالم شخص تھا اُس کی ذہانت غیر معمُولی اور یاد واشت غضب کی تھی۔ ایک باکمال شاعر اور فنونِ لطیفہ کا قدر دان ہونے کے علاوہ اُسے فلسفہ۔ نجوُم۔ حساب منطق۔ سائنس۔ طِبّ وغیرہ پر بھی عبُور حاصِل تھا۔ وُہ خوش نویس اور اِنشا پرداز بھی اعلےٰ درجہ کا تھا۔ منطق میں اُسے اپنے زمانے کا ارسطو کہتے تھے۔ محمدؐ تغلق بڑا سخی بھی تھا۔ وہ غریبوں اور محتاجوں کی بہت مدد کرتا تھا۔ اُس نے ہسپتال اور خیرات گھر کھول رکھے تھے۔ اُس کا سلوک اپنی ہندو رعایا اور غیر ملکی لوگوں کے ساتھ بھی اچھّا تھا اور اُس نے اُن میں سے کئی ایک کو اعلےٰ عہدوں پر مامُور کر رکھا تھا۔ وُہ اپنے مذہب کا بھی بڑا پابند تھا۔ اور پانچ وقت نماز پڑھتا تھا۔ شراب سے اُسے نفرت تھی۔ وُہ ایک لائق جرنیل بھی تھا ؛

لیکن اُس کی یہ سب خُوبیاں بے فائدہ تھیں۔ کیونکہ اُس میں عام سمجھ کی کمی تھی۔ وُہ بڑا زود رنج تھا اور معمُولی معمُولی بات پر غصّے میں آ جاتا تھا اور رعایا کو سخت سزائیں دیتا تھا۔ وُہ بڑا ضِدی آدمی تھا۔ اور جس بات کی دُھن اسے سما جاتی تھی وُہ

کر کے ہی چھوڑتا تھا۔ اُس کی طبیعت میں مُتضاد اوصاف موجود تھے یعنی وُہ ظالم مگر سخی۔ پابندِ مذہب مگر تعصّب سے بالاتر۔ مغرور مگر رحم دِل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے (Mixture of Opposites) بھی کہتے ہیں ؞

محمدؐ تغلق بطور ایک بادشاہ کے ناکامیاب ثابت ہوُا اور بڑا بدنام ہو گیا۔ اُس کی وُہ تجاویز جنھوں نے اُسے بدنام کر دیا مندرجہ ذیل تھیں :۔

محمد تغلق کی عجیب تجویزیں

۱۔ دار الخلافہ کی تبدیلی محمدؐ تغلق کی سلطنت بہُت وسیع[1] تھی۔ اُس نے دکن کو بھی براہِ راست اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ دہلی میں رہ کر اِتنی بڑی سلطنت کا اِنتظام کرنا مُشکل ہے۔ اِس لئے اُس نے دہلی کی بجائے دکن کے شہر دیوگری کو جو زیادہ مرکزی مقام تھا نیا دار الخلافہ بنایا اور اُس کا نام دولت آباد رکھا۔ لیکن اُس نے غلطی یہ کی کہ بجائے صِرف سرکاری دفتر وہاں لے جانے کے تمام باشندوں کو مال و اسباب سمیت وہاں پہنچنے کا حکم دِیا اور اپنے اِس حکم کی تعمیل سختی سے کرائی۔ اِس میں شک نہیں کہ اُس نے لوگوں کے آرام کے لئے دہلی سے دیوگری تک ایک سڑک بنوائی اور راستے میں ہر طرح کی سہولیات بہم پہنچائیں تاہم ہزارہا لوگ اِس سفر کی تکلیف سے مر گئے۔ کچھ عرصہ بعد

---

[1] سوائے اورنگ زیب کے اِتنی بڑی سلطنت ہندوستان میں کِسی اور مسلمان بادشاہ کی نہیں تھی ؞

اِن بدقسمت لوگوں کو پھر دہلی جانے کا حکم دیا گیا ؛

۲۔ مُغلوں کو روپیہ دینا۔ پایۂ تخت بدلنے کا ایک اثر یہ ہُوا کہ شمالی ہند میں ہل چل مچ گئی اور کئی جگہ بغاوتیں پھُوٹ پڑیں۔ یہ دیکھ کر مُغلوں نے پنجاب پر خوب حملے کرنے شروع کئے۔ اور بڑھتے بڑھتے دہلی تک آ پہنچے۔ محمدؐ تغلق نے بجائے لڑنے کے اُنہیں بہُت سا روپیہ دے کر لَوٹا دیا۔ اِس سے اُن کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ آخر مجبُوراً بادشاہ کو دہلی دارالخلافہ بنانا پڑا ؛

۳۔ ایران کی فتح کے منصُوبے۔ سُلطان نے ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ کِیا اور اِس مطلب کے لئے اُس نے ایک زبردست فوج (۳ لاکھ ۷۰ ہزار گھوڑ سوار) اکٹھی کی۔ لیکن چند ایک مُشکلات حائل ہونے کی وجہ سے اُس نے اِرادہ ترک کر دیا اور فوج کو منتشر کر دیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ فوج نے اپنے ہی مُلک میں لُوٹ مار شروع کر دی۔ اِس کے بعد سُلطان نے ایک لاکھ سپاہی چین[1] کو فتح کرنے کے لئے روانہ کئے۔ ان میں سے بہُت سے تو ہمالیہ کی برف میں مر گئے اور جو تھوڑے بہُت واپس آئے اُنہیں سُلطان نے قتل کروا دیا ؛

۴۔ تانبے کے سِکے۔ سُلطان کی اندھا دُھند سخاوت اور غیر دانشمندانہ کارروائیوں کی وجہ سے خزانہ خالی ہوگیا۔ چُنانچہ اُس نے تانبے کا سِکّہ چلایا اور حُکم دِیا کہ اِس کی قیمت

---

[1] آج کل کے کئی مؤرخوں کا خیال ہے کہ اُس نے کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک پہاڑی ریاست کو فتح کرنے کے لئے یہ فوج بھیجی تھی ؛

چاندی کے سِکّے کے برابر سمجھی جائے لیکن لوگوں نے اپنے گھروں میں جعلی سِکّے بنانے شروع کر دِئے۔ لوگوں نے اپنا محصول اور صوبیداروں نے اپنا خراج اُنہی جعلی سِکّوں میں ادا کیا۔ اُدھر غیر ملکی تاجروں نے یہ سِکّہ لینے سے اِنکار کر دِیا جس سے تجارت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس پر سُلطان کو بُہت غُصّہ آیا اور اس نے نیا سِکّہ منسُوخ کر دیا اور لوگوں سے تانبے کے سِکّے واپس لے کر اُنہیں چاندی کے سِکّے دے دئے۔ اِس طرح سے خزانہ کو اور بھی نقصان پہنچا ۔

۵۔ بھاری ٹیکس۔ سُلطان نے اِس خسارے کی تلافی کے لئے زمین کا معاملہ بڑھا دیا اور کئی اور ٹیکس لگا دِئے اور ان ٹیکسوں کو اِس سختی سے اِکٹھا کیا کہ کئی غریب کِسان زمینیں چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ گئے۔ اِدھر بارش نہ ہوئی جس سے مُلک میں قحط پڑ گیا جو کئی سال رہا۔ کہتے ہیں کہ سلطان نے لوگوں کی مُصیبت کم کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ غریبوں کو کھانا مُفت دِیا گیا۔ کاشتکاروں کو بیج خریدنے کے لئے روپیہ قرض دیا گیا۔ کُوئیں کُھدوائے گئے۔ لیکن اِس مدد کا بہت فائدہ نہ ہُوا۔

محمد تغلق کی پالیسی کا نتیجہ سُلطان کی اِس غیر دانشمندانہ پالیسی کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک تو زمینیں بنجر ہو گئیں اور زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔ دُوسرے مُلک کے طول و عرض میں بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ سُلطان اِن سب بغاوتوں کو دبا نہ سکا اور بنگال اور دکن کے صُوبے ہمیشہ کے لئے خود مُختار ہو گئے۔ دکن میں دو نئی ریاستیں بہمنی اور وجے نگر قائم ہو گئیں ۔

۱۳۵۱ء میں سلطان نے جبکہ وہ سندھ کی بغاوت کو دبا رہا تھا ٹھٹھہ کے مقام پر بعارضہ بخار وفات پائی اور فوج کے سرداروں نے اس کے چچا زاد بھائی فیروز تغلق کو اپنا بادشاہ بنایا۔

محمد تغلق کی ناکامیابی کے اسباب

محمد تغلق بطور بادشاہ کے ناکامیاب ثابت ہوا۔ اس کی ناکامیابی کے بڑے بڑے اسباب مندرجہ ذیل تھے:-

۱۔ محمد تغلق بہت زود رنج واقع ہوا تھا۔ وہ بہت معمولی باتوں پر غصے میں آجاتا تھا اور سخت سزائیں دیتا تھا۔

۲۔ اُسے نئی نئی تجاویز پر عملدرآمد کرنے کا بڑا شوق تھا لیکن وہ نئی تجاویز اکثر کامیاب نہ ہوتی تھیں جس سے رعایا کو خواہ مخواہ تکالیف اور مصائب کا شکار ہونا پڑتا تھا۔ اِس کے علاوہ ان نئے تجربوں کے آزمانے میں بہت سا روپیہ فضول ضائع جاتا تھا۔

۳۔ سلطان سیاسی امور کو سرانجام دینے میں مذہبی علما کی کوئی خاص پرواہ نہ کرتا تھا۔ اِس لئے بہت سے مسلمان لوگ اُس کے خلاف تھے۔

۴۔ سلطان کی اندھا دھند سخاوت نے خزانہ کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ اِس کے علاوہ اُس نے غیر ملکی لوگوں کو اعلےٰ عہدوں پر مامور کر کے ہندوستانی امیروں وزیروں کو اپنا دشمن بنا لیا تھا۔

۵۔ یہ غیر ملکی عہدے دار سلطان کے وفادار ثابت نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنا اقتدار بڑھانے کے لئے سازشیں کرنی شروع کیں اور ملک کے مختلف حصوں میں بغاوتیں کھڑی کر دیں۔

اس سے بڑی بدنظمی پھیل گئی ٭

۷- ملک میں ایک خوفناک قحط پڑ گیا جو کئی سال جاری رہا۔ اس سے لوگوں کی مصیبت میں اور اضافہ ہو گیا ٭

ان سب باتوں سے لوگ سلطان کے خلاف ہو گئے اور اسے ہر کام میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ٭

Q. Give a brief account of the administration of Feroze Tughlak with special reference to (a) his buildings (b) his irrigation works (c) restoration of order. (P. U. 1945, 48, 49, 55)

How far was he responsible for the downfall of the Pathan Empire? (V. Important)

سوال- فیروز تغلق کے انتظامِ سلطنت کا مختصر حال بیان کرو۔ اور بتاؤ کہ وہ پٹھان سلطنت کے زوال کا کہاں تک ذمہ دار تھا۔

فیروز شاہ تغلق ۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۸ء

فیروز شاہ تغلق سلطان محمدؐ تغلق کا چچا زاد بھائی تھا۔ وہ بڑا پرہیزگار۔ شریعت کا پابند اور خدا ترس تھا۔ اسے تخت و تاج کی مطلقاً خواہش نہ تھی لیکن امرا وزرا نے اسے تخت نشین ہونے پر رضامند کر لیا۔ اس نے زیادہ تر رفاہِ عام کے کام جاری کئے۔ اس کا عہدِ حکومت امن و امان اور خوشحالی کا زمانہ تھا۔ چنانچہ وہ تغلق خاندان کا سب سے اچھا بادشاہ شمار کیا جاتا ہے ٭

فوجی مہمات

فیروز تغلق کوئی قابل جرنیل نہ تھا۔ اس لئے اسے اپنی فوجی مہمات میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی ٭

۱- بنگال پر فوج کشی- فیروز تغلق نے بنگال کو جو محمد تغلق کے زمانہ میں خود مختار ہو گیا تھا فتح کرنے کے لئے دو دفعہ اس

پر چڑھائی کی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی اور اُس نے ۱۳۵۹ء میں بنگال کی خود مختاری تسلیم کر لی ٭

۲۔ اُڑیسہ کی فتح۔ بنگال سے واپسی پر سلطان نے موجودہ صوبہ اُڑیسہ کو جسے اُن دنوں جاج نگر کہتے تھے فتح کر لیا ٭

۳۔ کانگڑہ پر چڑھائی۔ اِس کے بعد ۶۱-۱۳۶۰ء میں سلطان نے کانگڑہ پر فوج کشی کی۔ راجہ نے قریباً چھ ماہ مقابلہ کرنے کے بعد اِطاعت قبول کر لی ٭

۴۔ سندھ کی فتح۔ اِس کے بعد فیروز شاہ نے سندھ پر فوج کشی کی۔ سندھ تو فتح ہو گیا لیکن فیروز نے اسے وہاں کے راجہ کے ایک رشتہ دار کے پاس ہی رہنے دیا ٭

۵۔ دکن۔ فیروز تغلق نے دکن کو فتح کرنے کی مطلق کوشش نہ کی جس سے دکن کا علاقہ پورے طور پر خود مختار ہو گیا ٭

اِنتظامِ سلطنت فیروز کا اِنتظامِ سلطنت بہت اچھا تھا۔ اُس نے رعایا کی خوشحالی اور امن و امان کی بحالی کے لیے ہر طرح سے کوشش کی۔ کئی اِصلاحات جاری کیں اور رفاہِ عام کے بہت سے کام کیے :-

۱۔ مصیبت زدوں کی مدد۔ اُس نے سب سے پہلے محمد تغلق کے زمانہ کے مصیبت زدہ لوگوں کا پتہ لگایا اور سرکاری طور پر اُن کی مدد کی ٭

۲۔ ضابطۂ فوجداری۔ اُس نے سزائیں بہت نرم کر دیں۔ وحشیانہ سزائیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ کان۔ ناک کاٹ دینا وغیرہ منسوخ کر دیں اور شریعت کا قانون رائج کیا ٭

۳۔ ناجائز ٹیکسوں کی منسوخی۔ کئی ناجائز محصول ہٹا دیئے گئے

اور صرف وہی محصول رہنے دئے جو اسلامی شریعت کے مطابق تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ تجارت اور زراعت میں ترقی ہوئی اور ملک خوشحال ہو گیا ۔

۴۔ غلاموں کی تربیت۔ غلاموں کو مختلف قسم کی دستکاریاں سکھلانے کا انتظام کیا گیا جس سے ہزاروں غلام سوسائٹی کے مفید رکن بن گئے۔ لیکن جلد ہی ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ وہ سلطنت کے لئے ایک خطرہ بن گئے ۔

۵۔ تعلیم کی اشاعت۔ سلطان نے تعلیم کی اشاعت کے لئے سکول اور کالج قائم کئے اور علم دوستوں کے لئے وظیفے مقرر کئے ۔

۶۔ غربا پروری۔ سلطان نے بے روزگاروں کو کام مہیا کرنے کا انتظام کیا اور بوڑھے ملازموں کی پنشنیں مقرر کر دیں۔ اس کے علاوہ سرکاری نوکریاں اس نے بہت حد تک موروثی بنا دیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کے لئے ایک الگ محکمہ "دیوانِ خیرات" کے نام سے قائم کیا۔ غریب لڑکیوں کی شادی کا انتظام بھی یہی محکمہ کرتا تھا ۔

۷۔ ہسپتال کا قیام۔ اس نے دہلی میں ایک ہسپتال قائم کیا جہاں بیماروں کو دوا اور خوراک مفت ملتے تھے اور ان کے علاج معالجہ کے لئے بڑے لائق اور تجربہ کار حکیم مقرر کئے ۔

۸۔ زراعت۔ فیروز تغلق نے زراعت کو بہتر بنانے کی طرف خاص دھیان دیا۔ آبپاشی کے لئے بند بنوائے گئے۔ پرانے تالابوں کی مرمت کروائی گئی اور دریائے جمنا اور ستلج سے چار نہریں نکلوائی گئیں۔ موجودہ نہر جمن غربی فیروز شاہ کی نہر

پہر بنائی گئی ہے۔ اس طرح بنجر زمینیں سیراب اور سرسبز ہو گئیں۔ سلطان نے زمین کا معاملہ بھی کم کر دیا۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ لگان کی وصولی میں کاشتکاروں پر کسی قسم کی سختی نہ ہو۔ اس سے لوگ خوشحال ہو گئے اور سرکاری آمدنی میں بھی اضافہ ہو گیا۔

۹۔ رفاہِ عام کے کام۔ فیروز تغلق نے رفاہِ عام کے کاموں میں بھی خاص دلچسپی لی اور اُس نے کوئی ۸۴۵[۱] رفاہِ عام کے کام تعمیر کرائے۔ سلطان نے کئی مسجدیں۔ سرائیں۔ سڑکیں۔ حمام۔ پل وغیرہ بنوائے۔ مدرسے قائم کئے۔ شفاخانے جاری کئے۔ محتاجوں اور غریبوں کے لئے خیرات گھر کھولے اور کئی خوبصورت باغات لگوائے لیکن اُس کا سب سے بڑا رفاہِ عام کا کام نہر جمن غربی کی تعمیر تھی فیروز شاہ نے کئی شہر بھی آباد کئے۔ اس نے دہلی کے نزدیک فیروز آباد شہر (جسے آج کل کوٹلہ فیروز شاہ کہتے ہیں) بسایا اور اس کے ارد گرد کوئی ۱۲ سو باغ لگوائے۔ اس کے علاوہ حصار فیروزہ (جسے آج کل حصار کہتے ہیں)۔ فتح آباد اور جون پور کے شہر تعمیر کرائے۔ سلطان نے اشوک کے عہد کے دو ستون بھی منگوا کر دہلی میں گڑوا دئے۔

۱۰۔ جاگیریں دینا۔ فیروز شاہ کی اصلاحات نہایت مفید تھیں لیکن اُس نے ایک بڑی غلطی یہ کی کہ اُس نے جاگیرداری کے

[۱] ۵۰ ڈیم۔ ۴۰ مسجدیں۔ ۳۰ کالج۔ ۱۰۰ کاروان سرائیں۔ ۲۰۰ شہر۔ ۳۰ تالاب۔ ۲۰ محل۔ ۱۰۰ ہسپتال۔ ۱۰۰ حمام۔ ۱۵۰ پل۔ ۱۰ بڑے گنبد۔ ۵ مقبرے۔ ۱۰ استون۔

نظام کو جسے علاؤ الدین نے بند کر دیا تھا پھر سے جاری کر دیا۔ اس سے امیروں وزیروں کو باغی ہونے کا موقع مِل گیا۔ اور تغلق خاندان کا زوال نزدیک آ گیا ؛

مذہبی پالیسی

فیروز تغلق اسلامی شریعت کا پابند۔ پارسا۔ رحمدل۔ خُدا ترس اور پرہیز گار شخص تھا۔ لیکن اُس کا سلوک ہندوؤں اور شیعوں سے بُہت اچھا نہ تھا۔ اُس نے ہندوؤں کو نئے مندر بنوانے سے روک دِیا اور برہمنوں پر بھی جو اُس وقت جزیہ سے بری تھے جزیہ لگا دِیا ؛

فیروز کا کیریکٹر

فیروز بڑا رحمدل۔ پارسا اور خُدا ترس بادشاہ تھا۔ وُہ رعایا پرور اور اِنصاف پسند تھا۔ لیکن پکّا مُسلمان تھا اور ہر کام قرآن شریف کے مُطابق کرتا تھا۔ اُس نے مُلک میں امن و امان بحال کیا اور کئی رفاہِ عام کے کام جاری کئے۔ وُہ غریبوں اور محتاجوں سے بڑی ہمدردی کرتا تھا اور شان و شوکت سے دُور رہتا تھا۔ وہ کھانے پینے کے لئے سونے چاندی کی بجائے مٹّی کے برتن اِستعمال کرتا تھا۔ البتہ وُہ ایک لائق جرنیل نہ تھا اور اُس کا سلوک ہندوؤں سے اچھّا نہ تھا۔ ۱۳۸۸ء میں فیروز شاہ تغلق نے وفات پائی ؛

فیروز شاہ کی پٹھان سلطنت کے زوال کی ذمّہ داری

اِس میں شک نہیں کہ فیروز شاہ ایک رعایا پرور بادشاہ تھا اور اُس نے مُلک میں امن و امان بحال کیا لیکن اُس کی کئی ایک باتیں پٹھان سلطنت کے زوال کا باعث ثابت ہوئیں ؛

ا۔ فیروز ایک اچھا جرنیل نہ تھا جس سے وُہ محمّد تغلق کے عہد

میں خود مختار ہوگئے ہوتے تمام علاقوں کو واپس فتح نہ کر سکا۔

۲۔ جاگیریں دینے کا طریقہ جاری کرکے اُس نے امیروں اور وزیروں کو باغی ہونے کا موقعہ بہم پہنچا دیا ؎

۳۔ غلاموں کی تعداد کا بہت بڑھ جانا بھی سلطنت کے لئے خطرناک ثابت ہوا ؎

۴۔ اُس نے نوکریوں کو موروثی بنا دیا جس سے قابلیت کا معیار بہت گر گیا ؎

۵۔ وہ اپنی مذہبی پالیسی سے ہندوؤں اور شیعہ مسلمانوں کو خوش نہ رکھ سکا ؎

Q. What do you know about Timur? Give a brief account of his invasion and its consequences.
(P. U. 1941, 56)

سوال۔ امیر تیمور کی بابت تم کیا جانتے ہو؟ اُس کے حملے کا مختصر حال اور نتیجہ بیان کرو ؎

امیر تیمور

امیر تیمور

امیر تیمور وسط ایشیا کا ایک زبردست فاتح تھا۔ وہ ترکستان کا بادشاہ تھا اور سمرقند اُس کا دار الخلافہ تھا۔ اُس کا قد لمبا تھا اور اوائل عمر میں ہی اُس کی ایک ٹانگ لنگڑی ہوگئی تھی۔ اس لئے اُسے تیمور لنگ یا تیمر لنگ بھی کہتے ہیں۔ تیمور بڑا عالی ہمت اور جنگ جو شخص تھا۔ اُس نے

تقریباً سارے وسط ایشیا پر اپنی دھاک بٹھائی ہوئی تھی۔ ۱۳۹۸ء میں اس نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۶۲ سال کی تھی ۔

تیمور کا حملہ
تیمور کے حملے کے وقت تغلق خاندان کا آخری بادشاہ محمود تغلق دہلی کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک کمزور بادشاہ تھا اور مُلک میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ سلطنت دہلی کی اس ابتری کا حال سُن کر ۱۳۹۸ء میں تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ۔

تیمور کوئی ۹۰ ہزار فوج کے ساتھ بلا کسی مقابلہ کے بڑھتا ہوا دہلی کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں محمود تغلق نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ اور تیمور دہلی میں داخل ہوا۔ ایک دن تیمور کے سپاہیوں اور دہلی کے لوگوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا جس پر تیمور کے چند ایک سپاہی مارے گئے۔ اس پر غصہ میں آ کر تیمور نے قتلِ عام کا حکم دے دیا۔ پانچ دن لوٹ مار اور قتل و غارت ہوتا رہا۔ آخر کوئی پندرہ دن دہلی میں رہنے کے بعد تیمور بہت سا مال و دولت ساتھ لے کر اپنے مُلک سمرقند کو واپس چلا گیا۔ وہ پنجاب کے حاکم خضر خاں کو اپنا وائسرائے مقرر کر گیا تھا ۔

حملے کا اثر
۱۔ تیمور کے حملے سے سلطنت دہلی کا شیرازہ بکھر گیا اور مُلک میں سخت بد امنی پھیل گئی اور کئی صوبے دار خود مختار بن بیٹھے ۔

۲۔ تیمور بہت سا مال و دولت اپنے ساتھ لے گیا جس سے مُلک غریب ہو گیا اور اُس کی واپسی کے بعد ایک زبردست

قحط پڑا اور کئی جانیں تلف ہو گئیں ٭
نوٹ - تیمور کے حملہ کے کچھ عرصہ بعد محمود تغلق واپس دہلی آ گیا اور اُس نے ۱۴۱۲ء میں وفات پائی ٭

۴ - خاندانِ سیّد

۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۰ء

محمود تغلق کے بعد تیمور کا وائسرائے خضر خاں ۱۴۱۴ء میں دہلی کا بادشاہ بنا - خضر خاں سیّد نسل سے تھا - اس لئے اُس کے خاندان کو سیّد خاندان کہتے ہیں - اس خاندان میں کل چار بادشاہ ہوئے اور اُنہوں نے ۳۷ سال تک حکومت کی - اس خاندان کی حکومت فقط دہلی اور اس کے ارد گرد کے چند اضلاع پر ہی محدود رہی - آخری سیّد بادشاہ علاؤ الدّین نے اپنی سلطنت پنجاب کے افغان حاکم بہلول لودھی کے سپرد کر دی اور آپ کنارہ کش ہو گیا - اس طرح لودھی خاندان کی حکومت شروع ہوئی ٭

۵ - خاندانِ لودھی

۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء

بہلول لودھی
۱۴۵۱ء سے ۱۴۸۹ء

بہلول لودھی خاندان لودھی کا بانی تھا - وُہ ایک بہادر سپاہی تھا - اس نے تخت نشین

ہوتے ہی سلطنت دہلی کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنا چاہا۔ چنانچہ سب سے پہلے اُس نے دہلی کے اردگرد کے علاقوں کو اپنے مطیع کیا اور پھر ۲۶ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد جونپور کی زبردست سلطنت کو فتح کر لیا۔ اُس کی وفات پر اُس کا بیٹا سکندر لودھی تخت نشین ہوا ۞

سکندر لودھی
۱۴۸۹ء سے ۱۵۱۷ء

سکندر لودھی اپنے باپ کی طرح بڑا لائق اور طاقتور بادشاہ تھا۔ اس نے بہار اور ترہٹ کو فتح کیا اور دہلی کی بجائے آگرہ کو دارالخلافہ بنایا۔ آگرہ کے پاس ہی سکندرہ نامی گاؤں ہے جہاں اکبر کا مقبرہ ہے۔ یہ گاؤں اسی سکندر کے نام پر آباد ہوا تھا ۞

سکندر خاندان لودھی کا قابل ترین بادشاہ تھا۔ اس کا انتظام سلطنت بہت اعلےٰ تھا۔ اس کے عہد میں مُلک میں خوشحالی کا دَور دَورہ تھا اور کھانے کی چیزیں سستی تھیں۔ اُس کی وفات پر اُس کا لڑکا ابراہیم لودھی بادشاہ بنا ۞
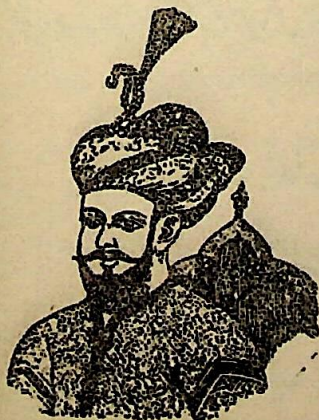
ابراہیم لودھی
۱۵۱۷ء سے ۱۵۲۶ء

ابراہیم خاندان لودھی کا آخری بادشاہ تھا۔ وُہ بڑا ظالم اور بدمزاج واقع ہوا تھا۔ اور افغان سرداروں کی توہین کیا کرتا تھا۔ اس پر مُلک میں بغاوتیں شروع

ابراہیم لودھی

ہو گئیں اور آخر پنجاب کے حاکم دولت خاں لودھی نے کابل کے بادشاہ بابر کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ بابر نے بڑی خوشی سے اُسے منظور کیا اور ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم کو شکست دی۔ ابراہیم لڑائی میں مارا گیا اور بابر دہلی کے تخت کا مالک بن گیا۔ ابراہیم کی موت سے سلاطین دہلی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مغلیہ سلطنت کی بُنیاد پڑی ۔

Q. How long did the Pathan rule (Sultanate of Delhi) last in Northern India? State clearly the circumstances that led to its overthrow.

(P. U. 1932)

سوال شمالی ہندوستان میں پٹھان حکومت کب تک قائم رہی؟ اُس کے زوال کی وجوہات واضح طور پر بیان کرو ۔

پٹھانوں کی حکومت شمالی ہندوستان میں پٹھانوں کی حکومت ۱۲۰۶ء سے لے کر ۱۵۲۶ء تک یعنی ۳۲۰ سال تک قائم رہی۔ قطب الدین ایبک نے اس کی بنیاد ڈالی اور بابر نے اُس کے آخری بادشاہ ابراہیم لودھی کو پانی پت کے میدان میں شکست فاش دے کر اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا ۔

زوال کی وجوہات پٹھان سلطنت یا سلاطین دہلی کی حکومت کے زوال کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں :۔

۱۔ گرم آب و ہوا۔ شروع شروع میں مسلمان لوگ سرد ملکوں سے آنے کی وجہ سے بڑے بہادر اور جفاکش تھے۔ لیکن وقت گذرنے پر ہندوستان کی گرم آب و ہوا نے انہیں

کمزور اور سست بنا دیا تھا۔

۲- مطلق العنان حکومت۔ پٹھانوں کی حکومت مطلق العنان تھی۔ چنانچہ سلطنت کے استحکام کے لئے ضروری تھا کہ بادشاہ طاقتور ہوں لیکن پٹھانوں میں طاقتور بادشاہ بہت کم تھے۔ سوائے قطب الدین ایبک۔ التمش۔ بلبن اور علاؤ الدین کے کوئی لائق بادشاہ نہ تھا۔

۳- سلطنت کی وسعت۔ پٹھانوں کی سلطنت بہت وسیع تھی۔ اور اُن دنوں میں جبکہ ذرائع آمد و رفت ناقص اور بہت دشوار گذار تھے دُور دراز صوبوں کو اپنے قابو میں رکھنا نہایت ہی مشکل تھا۔ چنانچہ سلطنت کی وسعت خود ہی زوال کا باعث ثابت ہوئی اور وقتاً فوقتاً کئی صوبے دار خود مختار ہوتے چلے گئے۔

۴- محمد تغلق کی پالیسی۔ محمد تغلق کی غیر دانشمندانہ کارروائیوں اور سختیوں کی وجہ سے ملک میں جا بجا بغاوتیں ہو پڑیں اور بنگال اور دکن کے صوبے ہمیشہ کے لئے سلطنت سے علیحدہ ہو گئے۔ اس کے علاوہ محمد تغلق نے غیر ملکی مسلمان لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پہ تعینات کر کے بڑی سخت غلطی کی۔

۵- فیروز کا جاگیریں دینا فیروز تغلق نے جو نقد تنخواہ کی بجائے جاگیریں دینے کا طریقہ جاری کیا تھا۔ یہ اس کی بڑی بھاری غلطی تھی۔ اس سے جاگیرداروں نے لئے خود مختار بننا آسان ہو گیا۔

۶- مغلوں کے حملے مغلوں کے حملوں نے پٹھان سلطنت کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ ۱۳۹۸ء میں تیمور کے حملہ نے اُسے

بُنیادوں سے ہلا دیا اور سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہؤا۔
۷۔ غلاموں کا رواج۔ سُلطانوں نے غُلام رکھنے کا جو طریقہ رائج کر رکھا تھا وہ بھی سلطنت کے زوال کا ایک سبب ثابت ہؤا۔ غلاموں کی تعداد بہت بڑھتی چلی گئی جس سے ان کو قابو میں رکھنا مُشکل ہو گیا اور وُہ سیاسی سازشوں اور چالبازیوں میں حصہ لینے لگ گئے۔ یہ بات اِستحکامِ سلطنت کے لئے نقصان دِہ ثابت ہوئی۔ فیروز تغلق کے عہد میں اِن غُلاموں کی تعداد ایک لاکھ اسّی ہزار تھی۔
۸۔ ہندوؤں کی بغاوتیں۔ ہندُو لوگ مُسلمان بادشاہوں سے خُوش نہ تھے اور راجپُوت اپنی آزادی کو حاصل کرنے کے خواہشمند تھے۔ چُنانچہ جب کبھی اُنہیں موقع ملتا تھا وُہ بغاوت کر دیتے تھے۔
۹۔ بابر کا حملہ۔ اِس سلطنت کا آخری بادشاہ اِبراہیم لودھی بڑا مغرور اور بدمزاج تھا۔ تمام پٹھان اُمرا اُس سے ناراض تھے۔ چُنانچہ بابر نے اِس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر ہندوستان پر حملہ کیا اور پٹھان سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

باب تیسرا

سلطنت بہمنی اور وجے نگر

محمد تغلق کے عہدِ حکومت میں دکن کا علاقہ پٹھان سلطنت یعنی سلاطین دہلی کی حکومت سے علیحدہ ہوگیا تھا۔ اِس علاقہ میں دو سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ ایک تو بہمنی سلطنت جو مسلمانوں کی تھی اور جس کا بانی ظفر خاں تھا۔ دوسری وجے نگر سلطنت جو ہندوؤں کی تھی اور جس کی بُنیاد دو ہندو بھائیوں ہری ہر اور بُکا رائے نے ڈالی تھی۔

Q. Give a brief account of the rise and fall of the Bahmani Kingdom.

سوال۔ بہمنی سلطنت کے عروج و زوال کا حال بیان کرو۔

سلطنت بہمنی
۱۳۴۷ء سے ۱۵۲۶ء

بہمنی سلطنت ایک اِسلامی سلطنت تھی جو محمد تغلق کے زمانہ میں دکن میں قائم ہوئی۔ اس کی بُنیاد ایک شخص ظفر خاں نامی نے ۱۳۴۷ء میں ڈالی اور گلبرگہ کو (جو آج کل حیدرآباد ریاست میں واقع ہے) اپنی راجدھانی مقرر کیا۔ چونکہ یہ شخص ایران کے بادشاہ بہمن شاہ کے خاندان سے تھا اس لئے اُس نے اپنا لقب علاؤالدین حسن شاہ بہمنی رکھا اور اِس سلطنت کا نام بہمنی سلطنت پڑ گیا۔

اِس خاندان کی حکومت کوئی پونے دو سو برس تک رہی۔ اسپنے

انتہائی عُروج کے وقت یہ سلطنت دکن کے آر پار دونوں طرف سمندر تک پھیلی ہوئی تھی اور اِس میں موجودہ شمالی سرکار آندھر پردیش اور مہاراشٹر کا بہت سا حصہ شامل تھا۔ اِس سلطنت کے بادشاہ اپنی ہمسایہ ہندو ریاست وِجے نگر سے ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔ اِن لڑائیوں کی وجہ رائے چُور کا زرخیز دوآبہ تھا جو دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان واقع ہے۔

اِس ریاست میں سب سے مشہور شخص محمود گاواں ہؤا ہے جو بہت عرصہ تک اِس سلطنت کا وزیر رہا۔ وہ ایک نہایت ہی قابل اور دانا مدبر تھا اور بڑی سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اس نے حکومت کے ہر محکمہ میں قابلِ قدر اصلاحات کیں اور بیدر میں ایک کالج قائم کیا جس کی عمارت ابھی تک کھڑی ہے۔ آخر (۱۴۸۱ء میں) اُس کے دشمنوں نے ایک جھوٹے الزام کی بنا پر اُسے قتل کروا دیا۔

بہمنی سلطنت کا زوال

محمود گاواں کی موت کے ساتھ ہی بہمنی سلطنت کی طاقت اور اِتحاد کا خاتمہ ہو گیا اور اُس کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ چند ہی سالوں کے اندر اندر یہ سلطنت پانچ خود مختار ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔

(۱) بیدر (۲) برار (۳) احمد نگر (۴) بیجاپور (۵) گولکنڈہ۔

بہمنی سلطنت کے حصے بخرے ہو جانے پر بھی ان کا وِجے نگر کی ہندو ریاست کے ساتھ جھگڑا برابر جاری رہا اور آخرکار ۱۵۶۵ء میں مذکورہ بالا سب ریاستوں نے مل کر تلی کوٹ کی لڑائی میں وِجے نگر کا خاتمہ کر دیا۔

نوٹ (۱) بیدر کی بُنیاد ایک شخص قاسم برید نے ڈالی تھی لیکن یہ ریاست جلدی ہی ختم ہو گئی (۲) برار کی بُنیاد ایک شخص

عمادالملک نے ڈالی تھی۔ کچھ عرصہ بعد احمدنگر کے بادشاہ نے اُسے اپنی ریاست میں شامل کر لیا (۳) احمدنگر کا بانی ایک شخص نظام احمد شاہ تھا۔ چاند بی بی اسی ریاست میں ہوئی ہے۔ شاہجہاں نے ۱۶۳۷ء میں اسے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا (۴) بیجاپور کی بُنیاد یوسف عادل شاہ نے ڈالی تھی ۱۶۸۶ء میں اسے اورنگ زیب نے فتح کر لیا (۵) گولکنڈہ کی بُنیاد ایک شخص قُطب الملک نے رکھی تھی۔ ۱۶۸۷ء میں اِسے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا ؂

Q. Briefly describe the story of the Vijaya Nagar Kingdom and write a short note on its administration.

سوال۔ سلطنت وِجے نگر کا مختصر حال بیان کرو اور اُس کے اِنتظام سلطنت پر ایک نوٹ لکھو ؂

سلطنت وِجے نگر
۱۳۳۶ء سے ۱۵۶۵ء

یہ دکن میں ہندوؤں کی ایک ریاست تھی اور سلطنت بہمنی کے جنوب میں دریائے کرِشنا سے لے کر راس کماری تک پھیلی ہوئی تھی۔ اِس کی بُنیاد محمد تغلق کے زمانہ میں دو بھائیوں ہری ہر اور بُکا رائے نے (۱۳۳۶ء میں) ڈالی تھی تاکہ اِسلامی حملوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا جا سکے۔ یہ سلطنت دو سَو سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک قائم رہی۔ شہر وِجے نگر اس کا پایۂ تخت تھا ؂

اِس سلطنت کے راجے بہمنی سلطنت سے اکثر لڑتے جھگڑتے رہے۔ اِن سب میں مشہور اور زبردست راجہ کرِشن دیو (۱۵۰۹ء سے ۱۵۲۹ء) تھا جو جنوبی ہند کا آخری بڑا ہندو راجہ تھا۔ وہ

سلطنت بہمنی اور وِجے نگر
دریائے نربدا
خاندیس
برار
احمد نگر
گولکنڈہ
بیجاپور
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
وِجے نگر
لنکا
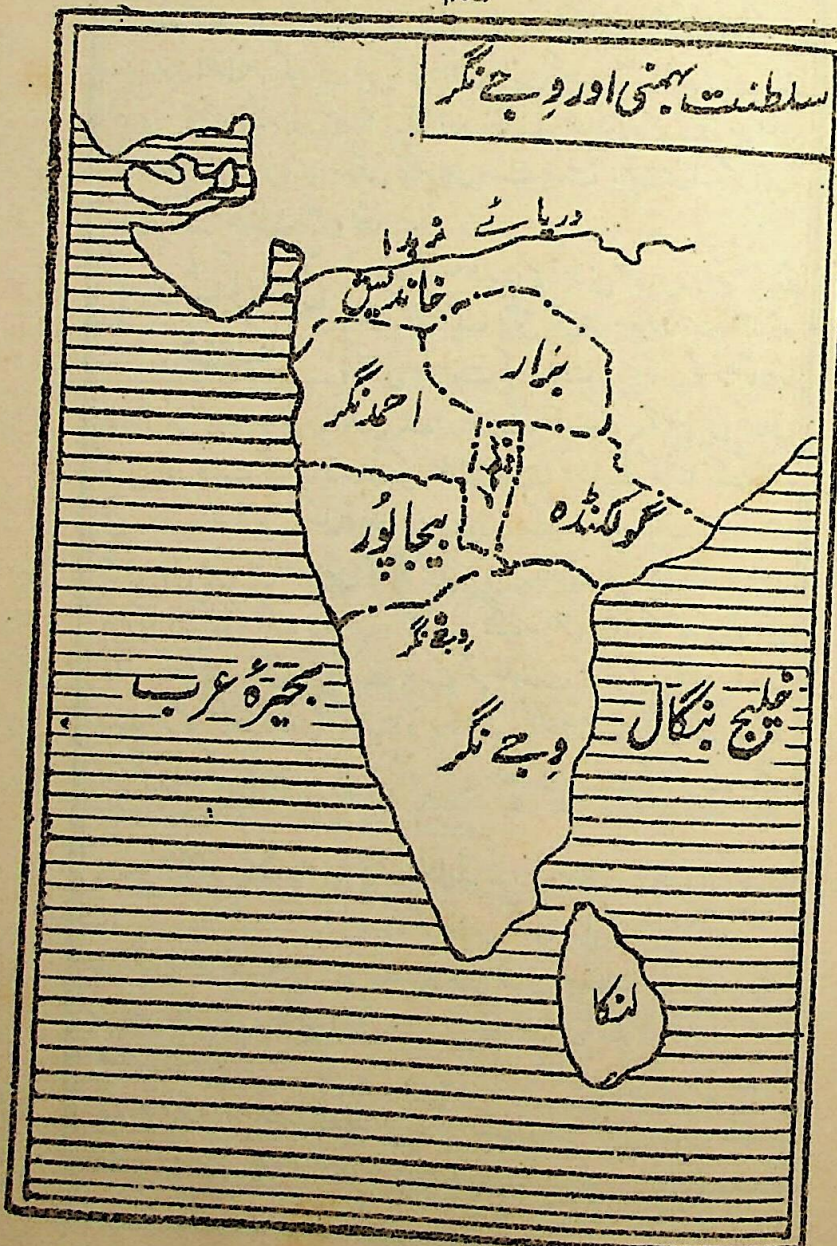
بڑا عالم شخص اور قابل حکمران تھا۔ اُس نے مسلمانوں کو کئی بار شکست دی اور انتظامِ حکومت میں کئی اصلاحات کیں۔ آبپاشی کے لئے نہریں بنوائیں۔ مندر تعمیر کرائے اور رعایا کی بھلائی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اُس کا سلوک پرتگیزوں سے بہت اچھا تھا۔ وہ ایک شاعر اور مصنف بھی تھا ؎

تلی کوٹ کی لڑائی ۱۵۶۵ء

وجے نگر سلطنت کا آخری حکمران رام رائے تھا۔ وہ ایک لائق مگر بڑا مغرور آدمی تھا۔ وہ بہمنی سلطنت کی مخالف ریاستوں کو لڑاتا رہتا تھا۔ آخر ان اسلامی ریاستوں نے (سوائے برار کے) آپس میں اتفاق کر لیا اور وجے نگر پر چڑھائی کی۔ ۱۵۶۵ء میں دریائے کرشنا کے کنارے تلی کوٹ کے قریب مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ایک زبردست لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ رام رائے میدانِ جنگ میں کام آیا اور کوئی ایک لاکھ ہندو مارے گئے۔ اس لڑائی کو تلی کوٹ کی لڑائی کہتے ہیں۔ اس لڑائی سے وجے نگر سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور وجے نگر کا عظیم الشان شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ وجے نگر کے خاتمہ پر پرتگیزوں کی تجارت کو بھی جو وہ اس سلطنت سے کیا کرتے تھے سخت دھکا لگا ؎

وجے نگر کا انتظام

دارالخلافہ۔ اس سلطنت کا دارالخلافہ وجے نگر تھا۔ یہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور متمول شہر تھا۔ اس میں نہایت عالی شان محلات اور مندر بنے ہوئے تھے۔ اس کا گھیرا کوئی ۶۰ میل تھا اور اس کے اردگرد سات فصیلیں تھیں ؎

انتظامِ سلطنت۔ وجے نگر کے راجے مطلق العنان تھے۔

تمام سلطنت ۲۵ صوبوں میں تقسیم تھی اور ہر ایک صوبے میں ایک صوبیدار مقرر تھا جو قریب قریب مطلق العنان طریقے پر حکومت کرتا تھا اور اکثر شاہی خاندان سے ہوتا تھا۔ ہر صوبیدار کو سالانہ خراج ادا کرنا پڑتا تھا اور ضرورت کے وقت راجہ کی فوجی مدد کرنی ہوتی تھی :۔

ٹیکس بہت بھاری تھے اور سزائیں بہت سخت تھیں۔ زراعت کی ترقی کے لئے بند اور نہریں بنی ہوئی تھیں۔ دیہات کا انتظام پنچایتیں کرتی تھیں۔ فوج کی کل تعداد گیارہ لاکھ کے قریب تھی :۔

باب چوتھا

ہندومت اور اسلام کا باہمی اثر

Q. Write a short note on the effects of the contact of Hinduism and Islam.

سوال۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی میل جول کا ایک دوسرے پر کیا اثر ہوا ؟

ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول کا اثر

اسلامی سلطنت کے قیام کے کچھ مدت بعد ہندو اور مسلمان آپس میں ہمسایوں کی طرح رہنے لگ گئے تھے۔ اس لئے یہ قدرتی امر تھا کہ ان کا ایک دوسرے کے رسم و رواج اور عادات پر اثر پڑے۔ یہ اثرات زیادہ تر مندرجہ ذیل تھے :۔

۱- کئی ہندوؤں نے جزیہ سے بچنے کے لئے یا کسی اور حالات سے مجبور ہو کر مذہب اِسلام اختیار کر لیا ۔

۲- کئی مسلمانوں نے ہندو عورتوں سے شادیاں کر لیں - اِن نومسلموں نے اپنے قدیم رسم و رواج برقرار رکھے جس سے مسلمان گھرانوں میں ہندو رسم و رواج رائج ہو گئے ۔

۳- ہندو عورتوں میں پردے کا رواج پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو گیا اور بچپن کی شادی اور ستی کا رواج بڑھ گیا ۔

۴- ہندو لوگ ہندی زبان بولتے تھے اور مسلمان لوگ زیادہ تر فارسی کا استعمال کرتے تھے۔ اِن دونوں زبانوں کے خلط ملط کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نئی زبان رائج ہو گئی جس کا نام اردو تھا ۔

۵- مسلمانوں نے ہندو فلاسفی اور علم ادب کا مطالعہ شروع کر دیا اُدھر کئی ہندو شاعروں نے اردو میں اور مسلمان شاعروں نے ہندی میں شاعری شروع کر دی - اِس سے دونوں کے کلچر آپس میں خلط ملط ہو گئے ۔

۶- مسلمانوں کے فنِ تعمیر پر بھی ہندوستانی طرزِ تعمیر کا اثر پڑا مسلمانوں کی بنائی ہوئی عمارتوں میں ہندوستانی طرزِ تعمیر کی جھلک صاف دِکھائی دیتی ہے ۔

۷- مذہب اِسلام کا ایک اثر یہ ہوا کہ ہندوؤں میں بھی خدا کی وحدانیت پر زور دیا جانے لگا اور ذات پات کی مخالفت شروع ہو گئی جس سے ہندوؤں میں بھگتی کی تحریک کا آغاز ہوا ۔

☞ **Q. What do you understand by the Bhakti Movement? Give a brief account of the chief reformers of this movement. (P. U. 1950, 57, 58)**

سوال۔ بھگتی تحریک سے کیا مُراد ہے؟ اس تحریک کے مشہور پیشواؤں کا مختصر حال بیان کرو۔

بھگتی تحریک

بھگتی کے معنے ایک خُدا کی محبّت و خدمت میں محو رہنے کے ہیں۔ اس مذہب میں ذات پات۔ چھُوت چھات وغیرہ بالکل نہیں ہوتی۔ اِس مت کے ماننے والے راگ رنگ سے ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ مذہبی رسُوم وغیرہ کو نہیں مانتے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ صرف ایک خُدا کی بھگتی ہی مُکتی حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

یوں تو بھگتی کا مسئلہ ہندوؤں میں بہت پُرانا ہے۔ لیکن پندرھویں اور سولھویں صدی میں بھگتی تحریک کو خاص تقویت حاصل ہوئی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ مذہب اِسلام کے زیرِ اثر ہندوستان میں کئی ایک ایسے ہندو مذہبی پیشوا پَیدا ہوئے جنھوں نے خُدا کی وحدانیت پر بڑا زور دیا۔ بُت پرستی۔ ذات پات کی تمیز اور چھُوت چھات کے خلاف آواز اُٹھائی اور اس کے ساتھ ہی بھگتی مت کا پرچار کیا۔ اِن پیشواؤں کی تعلیم کا ایک اثر یہ ہُوا کہ اِسلام کی اِشاعت کسی قدر کم ہو گئی کیونکہ اب ہندو مذہب میں بھی خُدا کی وحدانیت پر بڑا زور دِیا جانے لگا تھا۔

بھگتی مت کے پیشوا

بھگتی مت کے پیشواؤں میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:۔

۱۔ رامانج۔ یہ بارھویں صدی میں جنُوبی ہندوستان میں پَیدا ہُوئے۔ اُنہوں نے دکن میں وشنو مت کا پرچار کیا اور بھگتی کو ہی کامل ذریعۂ مُکتی بتایا۔

۲۔ رامانند۔ یہ چودھویں صدی میں پَیدا ہوئے۔ زیادہ تر بنارس

میں رہا کرتے تھے۔ اُنھوں نے بھگتی تحریک کی شمالی ہند میں اشاعت کی۔ یہ پہلے ہندو ریفارمر تھے جنھوں نے لوگوں کی مروّجہ زبان یعنی ہندی میں تعلیم دی۔ ان کے چیلوں میں اعلےٰ اور ادنےٰ ہر ذات کے آدمی تھے۔ اُنھوں نے رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا۔ اِن کے چیلوں میں سب سے مشہور بھگت کبیر تھے ؛

۲۔ کبیر۔ بھگت کبیر پندرھویں صدی میں سکندر لودھی کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ ان کی پیدائش کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ کئی تو کہتے ہیں کہ یہ پیدا ہندو ہوئے اور ایک مسلمان جولاہے نیرو کے گھر میں پرورش پائی۔ کئی کہتے ہیں کہ یہ دراصل مسلمان تھے اور ہندوؤں کے زیر اثر آ چکے تھے۔ بہر حال اُن کا پیشہ جولاہا تھا اور وہ راما نند کے چیلے تھے۔ اُنھوں نے ذات پات اور بت پرستی کے خلاف زبردست آواز اُٹھائی۔ وُہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اور ایشور ایک ہی ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ انھوں نے زیادہ تر بنگال اور بہار میں بھگتی مت کا پرچار کیا۔ ان کے چیلوں میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے۔ ان کے دوہے تمام ہندوستان میں مشہور ہیں ؛
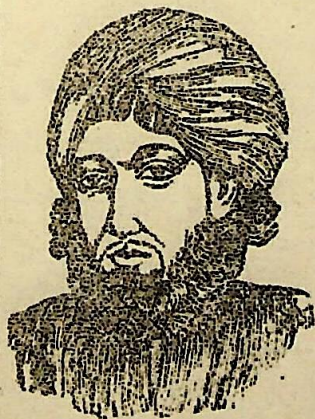
کبیر

۴ - گورو نانک دیو جی - گورو نانک دیو جی ۱۴۶۹ء میں ضلع شیخوپورہ میں بمقام تلونڈی جسے آجکل ننکانہ صاحب کہتے ہیں پیدا ہوئے تھے تیس سال کی عمر میں وہ گھربار چھوڑ کر سادھو بن گئے اور انہوں نے تمام ہندوستان میں بھگتی کا پرچار کیا۔ اُن کی تعلیم بھگت کبیر کی طرح ہی تھی۔ وہ ذات پات اور بت پرستی کے سخت خلاف تھے۔ اُنہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی قبیح رسوم کے خلاف آواز اُٹھائی اور ایک خدا کی بندگی پر زور دیا۔ اُنہوں نے سکھ مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ۱۵۳۸ء میں ۷۰ سال کی عمر میں کرتارپور کے مقام پر اُن کی وفات ہوئی ٭
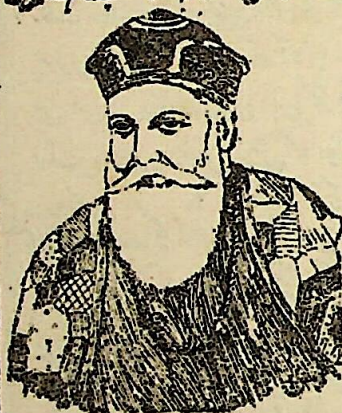
گورو نانک دیو جی

۵ - چیتنیہ یا گورانگ - چیتنیہ مہاپربھو ۱۴۸۵ء میں بنگال کے شہر نادیا میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے پچیس برس کی عمر میں اُنہوں نے سنیاس لے لیا اور بنگال میں ویشنو مت کا پرچار کیا۔ وہ کرشن کے بہت بڑے بھگت تھے۔ اُن کے پیرو آج کل بھی بنگال اور پنجاب میں پائے جاتے ہیں۔

پیرو اپنے آپ کو کرشن کی گوپیاں سمجھتے ہیں جن کے ہاں راگ رنگ کے ذریعے سے کرشن کی بھگتی ہوتی ہے۔ چیتنیہ سوامی کے چیلوں میں ہر ذات کے آدمی تھے بلکہ ایک مسلمان بھی تھا۔ ۱۵۳۳ء میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کا بنگال میں بہت نام ہے اور لاکھوں ہندو انہیں کرشن کا اوتار مان کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔

بھگتی تحریک کا اثر

بھگتی تحریک کے بڑے بڑے اثر مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ اس تحریک سے ذات پات اور چھوت چھات کی تفریق کم ہو گئی۔
۲۔ چھوٹی ذاتوں میں بھی اپنی عزت کا خیال بڑھنے لگا۔
۳۔ برہمنوں کی برتری اور پروہتوں کا زور کم ہو گیا۔
۴۔ بھگتی مت کے پیشواؤں نے مقامی زبانوں میں پرچار کیا جس سے مقامی زبانوں میں بہت ترقی ہوئی۔
۵۔ اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات زیادہ بہتر ہو گئے اور دونوں زیادہ امن و امان سے رہنے لگے۔
۶۔ اسلام کی اشاعت میں کمی آ گئی۔ کیونکہ ہندوؤں نے بھی خدا کی وحدانیت پر زور دینا شروع کر دیا۔

باب پانچواں

خاندانِ مُغلیہ

مُغل مُغل یا منگول وسط ایشیا کے علاقہ منگولیا کے باشندے تھے اور بڑے بہادر اور جنگ جُو تھے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں اِن لوگوں نے ہندوستان پر حملے شروع کر دیئے۔ ان کا ایک مشہور سردار چنگیز خاں تھا جس نے التمش کے زمانہ میں ہندوستان کی مغربی سرحد کو تاخت و تاراج کیا۔ اس کے بعد بھی مغل لوگ وقتاً فوقتاً سلاطین دہلی کے عہد میں ہندوستان پر حملے کرتے رہے۔ سنہ ۱۵۲۶ء میں بابر نے حملہ کیا اور ابراہیم لودھی کو شکست دے کر مُغلیہ خاندان کی بُنیاد ڈالی ؂

ظہیر الدّین بابر

سنہ ۱۵۲۶ء سے سنہ ۱۵۳۰ء

Q. Give a brief account of the early career, conquests, and character of Babar. (P. U. 1920)

سوال۔ بابر کی اِبتدائی زندگی۔ فتوحات اور چال چلن کا مختصر حال بیان کرو ؂

بابر کی ابتدائی زندگی

بابر ہندوستان میں مُغلیہ خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس کا پورا نام ظہیر الدین تھا۔ وہ اپنے باپ کی طرف سے تیمور اور ماں کی طرف سے چنگیز خان کی اولاد میں سے تھا۔ اِس طرح اُس کی رگوں میں وسط ایشیا کے دو بڑے فاتحوں کا خون بہ رہا تھا۔ اُس کا باپ مرزا عمر شیخ ترکستان کی ایک چھوٹی سی ریاست فرغانہ (جو آج کل روسی ترکستان میں ہے) کا حاکم تھا ؛

بابر کی عُمر ابھی گیارہ سال کی تھی کہ اُس کا باپ مر گیا اور وہ فرغانہ کا حاکم بنا۔ اب بابر کو سخت مُصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اُس کے رشتہ داروں نے اُس پر بڑی سختیاں کیں اور اُس کا آبائی مُلک بھی اس سے چھین لیا۔ آخر دس سال کی ناکام کوشش کے بعد بابر اپنے مُلک کو چھوڑ کر کابل چلا آیا جہاں وہ ١٥٠٤ء میں بادشاہ بن گیا۔ یہاں سے بابر نے پھر اپنے آبائی ملک کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد بابر نے ہندوستان کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور کئی بار دریائے سندھ کو پار کر کے پنجاب پر حملے کئے ؛

بابر

ہندوستان کی فتح

بابر آخری مرتبہ ١٥٢٥ء میں پنجاب کے حاکم دولت خاں لودھی کی دعوت پر ہندوستان پر حملہ آور ہؤا۔ اُس نے پہلے پنجاب پر قبضہ کیا اور پھر چار ہی لڑائیوں میں تمام شمالی ہندوستان پر قابض ہو گیا ؛

۱- پانی پت کی پہلی لڑائی ۱۵۲۶ء۔ یہ لڑائی بابر اور دہلی کے سلطان
ابراہیم لودھی کے درمیان ہوئی۔ ابراہیم کی فوج ایک لاکھ کے قریب
تھی۔ بابر کی فوج ابراہیم کے مقابلہ میں بہت کم (۱۲ ہزار) تھی
لیکن زیادہ قاعدہ دان تھی اور اس کے پاس توپ خانہ بھی تھا۔
چنانچہ ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ لڑائی میں کام آیا۔ اس
لڑائی سے دہلی اور آگرہ پر بابر کا قبضہ ہو گیا اور مغلوں کی
حکومت قائم ہو گئی ؂

۲- کنواہہ کی لڑائی ۱۵۲۷ء۔ پانی پت کی لڑائی کے بعد بابر کو
راجپوتوں سے جنگ آزما ہونا پڑا۔ راجپوتوں کا سردار چتوڑ کا
بہادر حکمران اور جنگ آزمودہ جرنیل مہاراجہ سنگرام سنگھ تھا
جو تاریخ میں رانا سانگا کے نام سے مشہور ہے۔ اُس کا
خیال تھا کہ بابر ابراہیم کو شکست دے کر واپس چلا جائیگا۔
لیکن جب اس نے دیکھا کہ بابر نے ہندوستان میں سلطنت
قائم کرنے کا عزم کر لیا ہے تو وہ بابر کے مقابلہ میں تیار ہو
گیا۔ فتح پور سیکری[1] کے نزدیک کنواہہ کے میدان میں زبردست
لڑائی ہوئی۔ شروع شروع میں تو مغلوں کے اوسان خطا ہو
گئے۔ لیکن بابر نے ایک مؤثر تقریر سے اپنی فوج کو جوش
دلایا۔ شراب کے تمام پیالے توڑ ڈالے اور قسم کھائی کہ
وہ آئندہ شراب نہیں پیئیگا۔ اب کے مغلوں نے بڑی
دلیری سے حملہ کیا۔ راجپوتوں کو شکست ہوئی اور رانا

---

[1] یہ شہر آگرہ سے کوئی ۲۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب کو ہے۔ یہاں
آجکل بھی اکبر کی بنائی ہوئی نہایت عالیشان عمارتیں موجود ہیں ؂

سانگا میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا ÷

۳- تسخیرِ چندیری ۱۵۲۸ء۔ کنواہہ کی لڑائی سے اگلے سال یعنی ۱۵۲۸ء میں بابر نے راجپوتوں کے مشہور قلعہ چندیری کو بھی جو بہادر راجپُوت سردار میدنی راؤ کے قبضہ میں تھا فتح کر لیا ÷

۴- گھاگرا کی لڑائی ۱۵۲۹ء۔ اِس کے بعد بابر بہار اور بنگال کی طرف بڑھا۔ کیونکہ وہاں ابھی تک افغانوں کی حکومت تھی اور اُن کا لیڈر ابراہیم لودھی کا بھائی محمُود لودھی تھا۔ ۱۵۲۹ء میں دریائے گھاگرا کے کنارے پٹنہ کے قریب افغانوں کو شکست ہوئی اور بنگال تک بابر کی حکومت قائم ہو گئی ÷

مندرجہ بالا چار لڑائیوں کو جیت کر بابر سارے شمالی ہندوستان کا مالک بن گیا ÷

بابر کا کیرکٹر

بابر جسمانی طور پر بڑا بہادر تھا۔ اُس کی شروع کی جسمانی مُشکلات نے اُسے جفاکش اور دلیر بنا دیا تھا۔ اس کی شجاعت کی وجہ سے ہی ترکی سرداروں نے اُسے بابر (شیر ببر) کا لقب دیا تھا۔ جفاکش اِس قدر تھا کہ بڑی لمبی مسافتیں گھوڑے پر سوار طے کر جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ وُہ دو آدمیوں کو بغلوں میں دبا کر قلعہ آگرہ کی دیوار پر اکثر دوڑا کرتا تھا۔ تیر اک بھی اعلےٰ درجہ کا تھا۔ اُس نے ہندوستان میں تقریباً تمام دریا جو عبُور کئے تیر کر کئے۔ اُسے شکار کا بھی بہت شوق تھا ÷

بابر ایک اعلےٰ پایہ کا شاعر اور مُصنّف بھی تھا اور ترکی اور فارسی میں عمدہ شعر کہتا تھا۔ اُس نے اپنی زندگی کے حالات خود تحریر کئے ہیں۔ اِس کتاب کا نام "تزکِ بابری" ہے۔ بابر کو قدرتی

مناظر اور عیش و نشاط کی محفلوں کا بھی بڑا شوق تھا۔ وہ شراب کا بھی دلدادہ تھا لیکن کنواہہ کی لڑائی میں اُس نے شراب سے توبہ کر لی تھی۔ وہ پکا سُنّی مسلمان تھا۔ اسے خدا پر کامل یقین تھا۔ لیکن وہ تعصبی نہ تھا۔

اس کے علاوہ بابر ایک نبرد آزما جرنیل بھی تھا۔ اس نے چار سال کے مختصر سے عرصہ میں سارا شمالی ہندوستان فتح کر لیا۔ وہ ایک اعلےٰ پایہ کا مقرر بھی تھا اور اپنی تقریروں سے پست حوصلہ انسانوں میں نئی روح پھونک دیتا تھا۔ اُسے اپنے سپاہیوں سے بہت محبت تھی۔ اس نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد قائم کر دی۔ لیکن وہ ایک اچھا منتظم نہ تھا۔ اسی وجہ سے ہمایوں کو کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

بابر کی موت

بابر کی وفات ۱۵۳۰ء میں ہوئی جس سے اُسے استحکام سلطنت کا موقع ہی نہ ملا۔ اس کی موت کے متعلق ایک بڑی عجیب کہانی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ۱۵۳۰ء میں اس کا بڑا لڑکا ہمایوں سخت بیمار ہو گیا۔ باوجود علاج معالجہ کے اُسے کوئی آرام نہ آیا۔ کسی نے بابر کو مشورہ دیا کہ وہ کوئی قیمتی چیز خیرات میں دے ڈالے۔ بابر نے سوچا کہ میری اپنی زندگی سے زیادہ قیمتی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اُس نے ہمایوں کے پلنگ کے ارد گرد تین چکر کاٹے اور خدا سے دعا کی کہ ہمایوں کی بیماری مجھے لگ جائے۔ کہتے ہیں ایسا ہی ہوا۔ ہمایوں رفتہ رفتہ تندرست ہوتا چلا گیا اور بابر دو تین مہینے بیمار رہ کر ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء کو مر گیا۔ اُسی کی نعش کو اُسی کی خواہش کے مطابق کابل میں لے جا کر ایک خوبصورت باغ

میں دفنایا گیا ٭

Q. Write a short note on Rana Sanga.
(P. U. 1937, 41)

سوال۔ رانا سانگا پر نوٹ لکھو ٭

رانا سانگا | رانا سنگرام سنگھ جو تاریخ میں رانا سانگا کے نام سے مشہور ہے چتوڑ کا بہادر راجپوت سردار تھا۔ وہ بڑا جنگ آزما اور دلیر سپاہی تھا اور اس نے اپنی زندگی میں کئی معرکے مارے تھے اور اپنی ہمسایہ ریاستوں کو شکست دی تھی۔ اِن معرکوں میں اس کی ایک آنکھ، ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ ناکارہ ہو گئے تھے۔ جسم پر تلوار اور تیروں کے زخموں کے اسّی نشان تھے۔ اس نے بابر کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تھی لیکن وہ یہ بات ہرگز برداشت نہ کر سکتا تھا کہ بابر ہندوستان کا بادشاہ بن جائے۔ چنانچہ جب بابر نے ابراہیم کو پانی پت کے میدان میں شکست دی تو اس کے بعد رانا نے اس کے مقابلہ کی ٹھانی اور ۱۵۲۷ء میں کنواہہ کے مقام پر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ اس کے دو سال بعد وہ مر گیا ٭

نصیر الدین ہمایوں

۱۵۳۰ء سے ۱۵۴۰ء اور ۱۵۵۵ء سے ۱۵۵۶ء

Q. Briefly describe the story of the reigh of Humayun.

سوال۔ ہمایوں کے عہد حکومت کا مختصر حال بیان کرو ۔

ہمایوں کی تخت نشینی

بابر کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا لڑکا ہمایوں تخت نشین ہوا۔ بابر نے بستر مرگ پر اُسے یہ وصیت کی تھی کہ اپنے بھائیوں (کامران۔ ہندال اور عسکری) سے نیک سلوک کرنا۔ چنانچہ ہمایوں نے تخت نشین ہوتے ہی اُنہیں سلطنت کے مختلف حصے حکمرانی کے لئے دے دئیے۔ کامران کو جو کابل اور قندھار کا حاکم تھا اُس کے علاقوں میں منتقل کر دیا اور پھر جب اس نے پنجاب پر بھی قبضہ کر لیا تو ہمایوں خاموش رہا۔ مرزا ہندال کو میوات (دہلی کا جنوبی حصہ) کا علاقہ اور مرزا عسکری کو سنبھل (روہیل کھنڈ) کا علاقہ دے دیا لیکن سلطنت کی یہ تقسیم اس کے اپنے حق میں نہایت نقصان دہ ثابت ہوئی ۔

ہمایوں

ہمایوں کی مشکلات

ہمایوں تخت نشین ہوتے ہی چاروں طرف سے گھر گیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بابر کو اپنی زندگی میں استحکام سلطنت کا موقعہ ہی نہ ملا تھا۔ چنانچہ اُس کے مرتے ہی ہر طرف بغاوتیں شروع ہو گئیں ۔

مشرق میں بنگال اور بہار کے افغانوں نے سر اٹھایا جن میں شیر شاہ سب سے مشہور تھا۔ جنوب میں گجرات کے بادشاہ بہادر شاہ نے دہلی کو فتح کرنے کی تیاریاں کیں۔ شمال مغرب

یں اُس کے بھائی کامران نے جو کابل قندھار کا حاکم تھا پنجاب پر قبضہ کر لیا جس سے ہمایوں کے لیئے جنگ جو سپاہی جو اُنہی علاقوں سے ملتے تھے فوج کے لیئے حاصل کرنا غیر ممکن ہو گیا لیکن ہمایوں کا سب سے بڑا دشمن شاید وہ خود آپ تھا اُسے افیون کی عادت تھی اور وہ کوئی کام بھی جم کر نہیں کر سکتا تھا بلکہ ایک کام کو ادھورا چھوڑ دوسرے کی طرف متوجہ ہو جاتا تھا۔

ہمایوں کی لڑائیاں

۱۔ بہار پر چڑھائی ۱۵۳۱ء۔ ہمایوں نے سب سے پہلے مشرق کے افغانوں کے خلاف فوج کشی کی اور انہیں لکھنؤ کے قریب شکست دی لیکن اس نے ایک سخت غلطی یہ کی کہ شیر شاہ کو پوری طرح مطیع کیئے بنا آگرہ واپس چلا آیا۔ اس سے شیر شاہ کو اپنی طاقت مستحکم کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔

۲۔ گجرات پر چڑھائی ۱۵۳۵ء۔ افغانوں کو شکست دینے کے بعد ہمایوں گجرات کی طرف روانہ ہوا۔ بہادر شاہ کو شکست ہوئی اور وہ کچھ عرصہ مارا مارا پھرتا رہا۔ آخر اس نے جزیرہ دیو میں پرتگیزوں کے ہاں پناہ لی۔ اُس وقت ہمایوں کو اطلاع ملی کہ شیر شاہ نے بنگال میں بڑی طاقت پکڑ لی ہے۔ چنانچہ اپنے بھائی عسکری کو گجرات میں چھوڑ ہمایوں آگرہ واپس آیا اور وہاں سے شیر شاہ کے خلاف بڑھا۔ پیچھے سے بہادر شاہ نے گجرات پھر واپس لے لیا۔

۳۔ شیر شاہ سے جنگ۔ شیر شاہ بڑا چالاک تھا۔ جب ہمایوں اُس کے خلاف بڑھا تو اس نے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی بلکہ بلا روک ٹوک ہمایوں کو دور ملک کے اندر گھس جانے

دِیا۔ ہمایوں نے بنگال کے دارالخلافہ گوڑ پہ قبضہ کر لیا لیکن موسم برسات کے شروع ہو جانے کی وجہ سے اسے کافی عرصہ وہیں ٹھہرنا پڑا۔ موسمی بخار پھوٹ نکلا اور اس کی فوج کے بہت سے سپاہی مر گئے۔ اِسی دوران میں شیر شاہ نے ہمایوں کے سلسلۂ رسل و رسائل کو منقطع کر دیا۔ چنانچہ ہمایوں نے اب واپس لوٹنا چاہا۔ لیکن شیر شاہ نے ہمایوں کی واپس لوٹتی ہوئی فوج پر اچانک ہی حملہ کر دِیا اور اسے ۱۵۳۹ء میں دریائے گنگا کے کنارے بکسر کے نزدیک چوسہ کے مقام پر شکست دی۔ ہمایوں کی فوج کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی سپاہی قتل ہوئے۔ کوئی آٹھ ہزار آدمی دریا میں ڈوب گئے۔ ہمایوں جان بچانے کی خاطر گھوڑے پر سوار گنگا میں کود پڑا۔ گھوڑا تو منجدھار میں ڈوب گیا لیکن ہمایوں کو ایک سقّے نے جس کا نام نظام تھا ڈوبنے سے بچا لیا۔ ہمایوں نے اس احسان کے عوض آگرہ پہنچ کر اس سقّے کو کچھ وقت کے لئے حکومت کرنے کی اجازت دی اور سقّے نے بھی چام کے دام چلائے۔ اگلے سال یعنی ۱۵۴۰ء میں ہمایوں نے پھر فوج تیار کر کے شیر شاہ پر چڑھائی کی لیکن قنوج کے مقام پر شکست کھائی اور بھاگ نکلا۔ شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ بن گیا ؂

ہمایوں کی جلاوطنی

قنوج کے مقام پر شیر شاہ سے شکست کھانے کے بعد ہمایوں لاہور آیا تاکہ اپنے بھائی کامران سے مدد حاصل کرے۔ لیکن کامران شیر شاہ

کے ڈر سے لاہور چھوڑ کر کابل چلا گیا تھا۔ یہاں سے مایوس ہو کر ہمایوں نے سندھ کا رخ کیا اور کئی مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد امرکوٹ پہنچا۔ یہاں ہمایوں کا لڑکا اکبر (سنہ ۱۵۴۲ء میں) پیدا ہوا۔ اسی مقام پر بیرم خاں جو بعد میں اکبر کا اتالیق بنا ہمایوں سے آ ملا۔ وہ قنوج کی شکست کے بعد گجرات کو بھاگ گیا تھا اس کے آ ملنے سے ہمایوں کو بہت خوشی ہوئی۔ امرکوٹ سے ہمایوں ایران کو چلا گیا۔ وہاں کے بادشاہ طہماسپ نے کچھ شرطوں پر اس کی مدد کرنی منظور کی۔ ایران سے کوئی چودہ ہزار فوج لے کر ہمایوں واپس روانہ ہوا اور کوئی دس سال تک اپنے بھائیوں سے لڑنے کے بعد اس نے قندھار اور کابل فتح کر لئے۔

ہمایوں کا دوبارہ سلطنت حاصل کرنا

اس وقت شیر شاہ سوری مر چکا تھا اور اس کے جانشین بڑے کمزور تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے ہندوستان پر حملہ کیا اور پنجاب کے حاکم سکندر سوری کو شکست دے کر دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح سے پندرہ سال کی جلاوطنی کے بعد ہمایوں دوبارہ بادشاہ بن گیا لیکن اسے بہت دیر تک حکومت کرنی نصیب نہ ہوئی۔ کوئی چھ ہی مہینوں کے بعد وہ دہلی میں اپنی لائبریری کی سیڑھیوں سے اترتا ہوا گر پڑا اور مر گیا۔

شیر شاہ سوری

سنہ ۱۵۴۰ء سے سنہ ۱۵۴۵ء

☞ Q. Give a brief account of the life, conquests and administration of Sher Shah Suri. What place would you give him among the Muslim rulers of India ?

(V. Important)

(P. U. 1951, 53, 55, 57, 61)

سوال۔ شیر شاہ سوری کی ابتدائی زندگی۔ فتوحات اور انتظام سلطنت کا مختصر حال بیان کرو اور بتاؤ کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں تم اسے کیا درجہ دوگے۔

شیر شاہ کی ابتدائی زندگی

شیر شاہ کا بچپن کا نام فرید خاں تھا اور وہ غالباً سنہ ۱۴۸۶ء میں حصار[1] میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ حسن صوبہ بہار میں سہسرام کا جاگیردار تھا۔ فرید اپنی سوتیلی ماں کے سلوک سے پریشان ہو کر جون پور چلا گیا تھا جہاں اس نے خوب دل لگا کر علم حاصل کیا اور فارسی اور عربی میں اچھی لیاقت پیدا کر لی۔ حسن اسے پھر گھر واپس لے گیا اور اپنی جاگیر کا بندوبست اس کو سونپ دیا۔ فرید نے اس جاگیر کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا اور یہ تجربہ بعد میں اس کے بڑے کام آیا۔ کچھ عرصہ بعد فرید اپنی سوتیلی ماں کے حسد کی وجہ سے پھر گھر سے چلا گیا اور بہار کے صوبیدار بہار خاں

[1] ایک خیال ہے کہ وہ سنہ ۱۴۷۲ء میں بجواڑہ ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوا۔

شیر شاہ سوری

لوہانی) کے ہاں ملازم ہو گیا۔ اسی ملازمت کے دوران میں فرید نے ایک شیر کو مار کر شیر خاں کا خطاب حاصل کیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہوئے وہ بہار کا خود مختار حکمران بن بیٹھا اور پھر اس نے بنگال بھی لے لیا۔ جب ہمایوں اس کے خلاف بڑھا تو اس نے ہمایوں کو سنہ ۱۵۳۹ء میں چوسہ کے مقام پر اور سنہ ۱۵۴۰ء میں قنوج کے مقام پر شکست دی اور اس کے بعد وہ شیر شاہ کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔

فتوحات

شیر شاہ نے تخت نشین ہوتے ہی پنجاب پر چڑھائی کی کیونکہ وہاں گکھڑوں نے بغاوت کر دی تھی۔ گکھڑوں کو شکست ہوئی اور پنجاب پر شیر شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ دوسرے سال مالوہ اور سندھ بھی فتح کر لیے۔

اس کے بعد اس نے ریاست مارواڑ کی راجدھانی جودھپور پر چڑھائی کی لیکن کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ اس جگہ راجپوتوں کے ایک گھوڑ سوار دستے نے ایسی بے جگری سے شیر شاہ کے کیمپ پر ہلہ بولا کہ شیر شاہ مشکل سے جان بچا سکا۔ اس لڑائی کے متعلق شیر شاہ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "میں مٹھی بھر باجرے کے بدلے ہندوستان کی سلطنت کھو بیٹھنے لگا تھا۔" اس کے بعد اس نے چتوڑ لے لیا۔ سنہ ۱۵۴۵ء میں اس نے کالنجر کے قلعہ کا محاصرہ

کر لیا لیکن بارود کو آگ لگ جانے کی وجہ سے جل کر مر گیا ۔

اِنتظامِ سلطنت

شیر شاہ ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے اِنتظامِ سلطنت کی طرف خاص طور پر دھیان دیا۔ وُہ مسلمان عُلما کی صلاح کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اس نے پانچ سال کے قلیل عہدِ حکومت میں بہت سی مفید اِصلاحات جاری کیں جن کی وجہ سے وُہ ہندوستان کے مشہُور ترین حکمرانوں میں شُمار ہوتا ہے ۔

۱- **صُوبجاتی حکومت**۔ شیر شاہ نے اِنتظامِ سلطنت کے لئے مُلک کو ۴۷ سرکاروں میں تقسیم کر رکھا تھا اور سرکاریں پرگنوں میں تقسیم تھیں۔ ان کے خاطر خواہ اِنتظام کے لئے باقاعدہ افسر مقرّر کر رکھے تھے ۔

۲- **زمین کا بندوبست**۔ ساری زمین کی پیمائش کرائی گئی اور کُل پیداوار کا ⅓ حصّہ لگان مقرّر کیا گیا جو کہ نقدی یا جنس میں ادا کیا جا سکتا تھا۔ اِس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ کاشتکاروں پر کِسی قسم کی سختی نہ ہونے پائے اور نہ ہی زراعت کو نقصان پہنچے۔ قحط سالی کے دِنوں میں کاشتکاروں کو تقاوی دی جاتی تھی۔ شیر شاہ کا یہ اِنتظام اِتنا اچھا تھا کہ بعد میں اکبر نے بھی اسی کی پیروی کی اور انگریزی حکُومت نے بھی اِسی طریقہ کو اپنے بندوبست اراضی کی بنیاد ٹھہرایا ۔

۳- **رعایا کی حفاظت**۔ رعایا کی حفاظت کا اِنتظام نہایت اعلےٰ تھا۔ اگر کہیں چوری چکاری ہو جاتی تھی تو گاؤں کے مقدّم یعنی نمبردار کو اِس کا پتہ لگانا پڑتا تھا۔ ورنہ نقصان پُورا کرنا پڑتا تھا۔ قتل کی وارداتٔ ہو جانے کی صُورت

میں اگر مقدم قاتلوں کا سُراغ نہیں لگا سکتا تھا تو اُس کو پھانسی دی جاتی تھی۔ اِس سے جان و مال بالکل محفوظ تھے اور مسافر لوگ بے کھٹکے سفر کر سکتے تھے۔

۴۔ محکمہ خبر رسانی۔ شیر شاہ نے سارے ملک میں جاسوس چھوڑ رکھے تھے جو بادشاہ کو ہر بات کی اطلاع دیتے تھے۔ اِس سے کسی سرکاری حاکم کو بیجا دست اندازی کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا۔ اِس کے علاوہ بادشاہ نے محتسب مقرر کر رکھے تھے جو رعایا کے چال چلن کی نگرانی کرتے تھے۔

۵۔ محکمۂ انصاف۔ شیر شاہ بڑا منصف مزاج بادشاہ تھا۔ اور کیا ہندو کیا مسلمان۔ کیا امیر کیا غریب سب سے یکساں انصاف کرتا تھا۔ کوئی شخص اپنی اعلیٰ پیدائش یا رتبے کی وجہ سے سزا سے نہیں بچ سکتا تھا۔ سزائیں بڑی سخت اور عبرت ناک تھیں۔ چوری اور رشوت ستانی میں پھانسی تک کی سزا دی جاتی تھی۔ عدالتوں کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا۔

۶۔ رفاہِ عام کے کام۔ شیر شاہ نے مسافروں کے آرام کے لئے کئی سڑکیں بنوائیں۔ ان کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگوائے اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سرائیں اور کنوئیں تعمیر کروائے۔ ان سراؤں میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی رہائش اور خوراک کا الگ الگ انتظام تھا۔ ہر سرائے میں ایک کنوآں اور ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ سب سے مشہور سڑک جرنیلی سڑک تھی جو ڈھاکہ کے قریب سنار گاؤں سے شروع ہو کر اٹک تک جاتی تھی۔ دوسری سڑک آگرہ سے برہان پور تک۔ تیسری آگرہ سے جودھ پور اور چتوڑ

تک اور چوتھی لاہور سے ملتان تک تھی۔ ذرائع آمد و رفت کے بہتر ہو جانے سے تجارت خوب چمک اُٹھی ؂

۷۔ فوجی انتظام۔ شیر شاہ کے پاس ایک مسلح اور تربیت یافتہ فوج تھی جس کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا۔ یہ فوج ملک کے مختلف حصوں میں چھاؤنیوں میں رہتی تھی۔ ان میں سے دہلی اور روہتاس کی چھاؤنیاں زیادہ مشہور تھیں۔ شاہی فوج میں ڈیڑھ لاکھ گھوڑ سوار اور پچیس ہزار پیادہ سپاہی شامل تھے۔ اس کے علاوہ اُمرا بھی لڑائی کے وقت سپاہی مہیا کرتے تھے۔ شیر شاہ نے سرکاری گھوڑوں کو داغنے اور سواروں کا حُلیہ درج کرنے کا طریقہ جاری کیا تھا تاکہ گھوڑوں کی جھوٹی گنتی کو روکا جا سکے۔ بعد میں اکبر نے بھی اس طریقہ کی نقل کی۔ فوج کو تنخواہ نقد ملتی تھی اور اُسے اس بات کی سخت ہدایت تھی کہ لڑائی پر جاتے وقت زراعت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ عام طور پر شیر شاہ سپاہیوں کو خود بھرتی کرتا تھا۔ ہندوؤں کو بھی فوج میں کافی عہدے ملے ہوئے تھے۔ فوجی ضبط نہایت عمدہ تھا ؂

۸۔ تعمیرات۔ شیر شاہ کو عمارتوں کا بھی بڑا شوق تھا۔ اس نے دہلی کا نیا شہر بسایا اور پنجاب میں ایک شہر رہتاس قائم کیا۔ سہسرام میں اس کا اپنا مقبرہ جو اس نے خود ہی بنایا تھا ہندوستان کی عظیم الشان عمارتوں میں شمار ہوتا ہے ؂

۹۔ ڈاک کا انتظام۔ ڈاک کا انتظام بڑا باقاعدہ تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ڈاک کی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور ہرکارے ڈاک لے جاتے تھے ؂
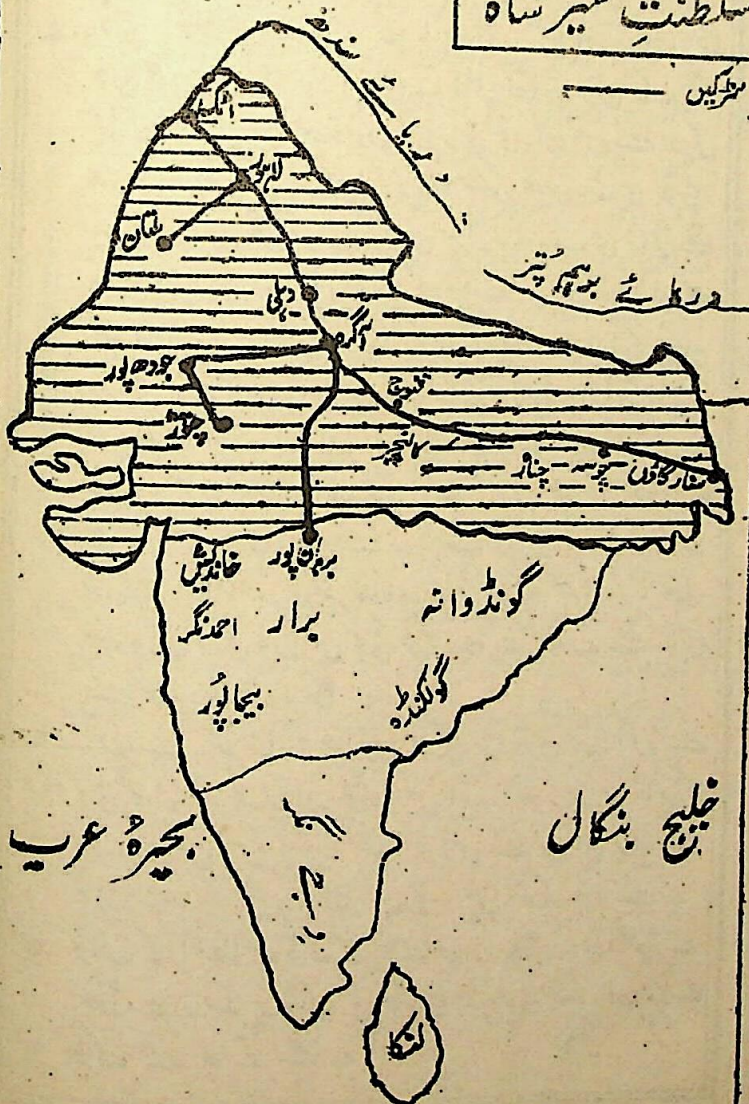
۱۰- خالص سِکّے- شیر شاہ سے پہلے سکّوں میں بہت کھوٹ ہوتا تھا۔ اُس نے سکّوں کی بھی اِصلاح کی اور خالص چاندی کے بہت سے سِکّے بنوائے۔ اس نے کئی محصولات چونگی بھی ہٹا دِیئے جس سے تجارت زیادہ چمک اُٹھی ٭

۱۱- سخاوت اور اوقاف- شیر شاہ نے تعلیم کے لئے بہت سے مدرسے قائم کئے اور طلبا کے لیئے وظیفے مقرر کیئے گئے۔ بادشاہ نے کئی خیراتی لنگر بھی جاری کر رکھے تھے جن پر ہر سال ایک لاکھ اسّی ہزار اشرفیاں خرچ ہوتی تھیں ٭

۱۲- ہندوؤں سے سلوک- شیر شاہ پکّا سُنّی مسلمان تھا۔ لیکن اُس کا سلوک اس کی ہندو رعایا سے بہت اچھا تھا۔ اُس نے ان کو کئی اعلےٰ عہدوں پر مامور کر رکھا تھا۔ اس کی بہت سی پیادہ فوج ہندو سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ برہم جیت گوڑ اس کا ایک مشہور جرنیل تھا۔ اگرچہ شیر شاہ جزیہ کو نہ ہٹا سکا تاہم اُس نے ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی دے رکھی تھی ٭

شیر شاہ کا درجہ

شیر شاہ کا شمار ہندوستان کے قابل ترین فرماں رواؤں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک تجربہ کار جرنیل اور دُور اندیش مدبّر تھا اور بڑا رعایا پرور اور منصف مزاج حکمران تھا۔ اُسے غریبوں اور کاشت کاروں کے ساتھ خاص ہمدردی تھی۔ اُس نے پانچ سال کے قلیل عرصے میں مُلک میں مکمل امن و امان قائم کر دیا ٭

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پکّا مسلمان ہوتے ہوئے بھی اُس نے ہندوؤں اور مسلمانوں سے یکساں سلوک کیا لیکن وہ جزیہ نہ ہٹا سکا۔ وہ ہر محکمہ کی بذاتِ خود نگرانی کرتا تھا۔ اُسے اِس بات

کا خیال تھا کہ بادشاہت آرام کے لئے نہیں کام کے لئے ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر شیر شاہ کچھ عرصہ اور زندہ رہتا یا اُس کے جانشین بھی اُس جیسے لائق ہوتے تو مُغل دوبارہ ہندوستان کے بادشاہ نہ بن سکتے۔ اس کی کامیابی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وُہ ایک سپاہی سے ترقی کرتے ہوئے بادشاہ کے عہدہ تک پہنچا تھا اور وُہ اِنتظام سلطنت کے ہر شعبہ سے اچھی طرح واقف تھا ؀

اکبر بادشاہ نے بھی اُس کی اِصلاحات کی نقل کی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اکبر کا پیش رَو کہتے ہیں۔ اگر اُس کو حکومت کی کچھ عرصہ اور مُہلت ملتی تو وہ تاریخ میں اکبر سے کسی طرح بھی کم مشہُور نہ ہوتا ؀

Q. How was Sher Shah, in ability and statesmanship, a fore-runner of Akbar? (P. U. 1931, 39)

سوال۔ ثابت کرو کہ قابلیت اور تدبّر میں شیر شاہ سُوری اکبر کا پیش رَو تھا ؀

شیر شاہ سُوری اکبر کا پیش رَو

اکبر خاندانِ مُغلیہ کا سب سے بڑا بادشاہ مانا گیا ہے۔ اُس نے اپنے عہدِ حکُومت میں نہایت قابلیت اور تدبّر سے حکومت کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس کی پالیسی بہت حد تک شیر شاہ کی نقل تھی۔ اکبر نے شیر شاہ کی ہی اِصلاحات کو معمولی ردّ و بدل کے بعد جاری رکھا ؀

عہدِ اکبری کا بندوبستِ زمین جس کی وجہ سے اکبر کا نام خاص طور پر مشہُور ہے۔ شیر شاہ کے بندوبست زمین کی ہی

نقلی تھا۔ ٹوڈرمل نے اِس میں موقع کے مطابق ضروری ترمیم ہی کی تھی ٭

اکبر کا فوجی نظام بالکل شیرشاہ کے فوجی نظام کی طرح ہی تھا۔ گھوڑوں کو داغنے اور سواروں کا حُلیہ درج کرنے کا طریقہ جو اکبر نے جاری کیا وہ شیر شاہ کا ہی طریقہ تھا ٭

اکبر کی مشہوری کی ایک بڑی وجہ اس کا ہندوؤں سے اچّھا سلوک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ شیر شاہ نے بھی پکّا مُسلمان ہونے کے باوجود ہندوؤں سے اچّھا سلوک کیا۔ اِس میں شک نہیں کہ وُہ جزیہ معاف نہ کر سکا لیکن باقی لحاظ سے اس کا سلوک ہندوؤں کے ساتھ نہایت منصفانہ اور رواداری کا تھا ٭

سچ تو یہ ہے کہ کیا سِول اور کیا فوجی اِصلاحات جنھوں نے اکبر کے نام کو چار چاند لگا دِئے ان سب کی بُنیاد شیر شاہ قائم کر گیا تھا۔ فی الواقعہ شیر شاہ قابلیت اور تدبّر میں اکبر کا پیش رو تھا ٭

Q. Give a brief account of the successors of Sher Shah.

سوال۔ شیر شاہ کے جانشینوں کا مختصر حال لکھو ٭

سلیم شاہ
۱۵۴۵ء سے ۱۵۵۳ء

شیر شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جلال سلیم شاہ یا اِسلام شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ وہ ایک لائق آدمی ضرور تھا لیکن اُس میں اپنے باپ جیسی قابلیت نہ تھی۔ اُس نے آٹھ سال تک حکومت کی ٭

محمد عادل شاہ
۱۵۵۳ء سے ۱۵۵۵ء

سلیم شاہ کی موت کے بعد سوری خاندان

کا ایک سردار محمد سوری بادشاہ بن بیٹھا اور اُس نے عادل شاہ کا لقب اختیار کیا۔ عادل شاہ بڑا عیاش اور پست ہمت شخص تھا۔ اُس نے سلطنت کا انتظام ایک قابل ہندو وزیر ہیموں کے سپرد کر رکھا تھا۔ ملک میں جا بجا بغاوتیں ہوئیں۔ ایک شخص ابراہیم سوری نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ پنجاب میں سکندر سور خود مختار بن بیٹھا۔ یہ حالت دیکھ کر عادل شاہ خود چنار چلا گیا اور ہمایوں کو دوبارہ واپس آنے کا موقع مل گیا۔

جلال الدین محمد اکبر اعظم

۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء

اکبر کی تخت نشینی ہمایوں نے اپنی صحرا نوردی کے دنوں میں ایک ایرانی عورت حمیدہ بانو بیگم سے شادی کی تھی۔ اکبر اسی عورت کے بطن سے ۱۵۴۲ء میں امرکوٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔ ہمایوں کی وفات کے وقت وہ اپنے اتالیق بیرم خاں کے ساتھ شوالک کی پہاڑیوں میں سکندر سور کا تعاقب کر رہا تھا۔ باپ کی موت کی خبر اسے کلانور واقع ضلع گورداسپور میں ملی اور وہیں بیرم خاں نے اینٹوں کا ایک چبوترہ بنا کر اکبر کی رسم تاجپوشی ادا کی اور خود اُس کا سرپرست بنا۔

ابتدائی مشکلات شروع شروع میں ہر طرف اکبر کے دشمن ہی دشمن تھے۔ پنجاب میں سکندر سور کا تسلط تھا۔ مشرق میں عادل شاہ سور تخت پر قبضہ کرنے

کی قید میں تھا۔ کابل میں اکبر کا سوتیلا بھائی مرزا حکیم بطور ایک خود مختار بادشاہ کے حکومت کر رہا تھا لیکن اُس کا سب سے زبردست دشمن عادل شاہ سُور کا وزیر ہیموں تھا جو ہمایوں کے مرتے ہی دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر کے بکرماجیت کے نام سے بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ سب سے پہلے اکبر نے ہیموں کا مقابلہ کیا اور اُسے پانی پت کی دُوسری لڑائی میں شکست دی ۔

اکبر اعظم

Q. Briefly describe the Second Battle of Panipat.

سوال۔ پانی پت کی دُوسری لڑائی پر مختصر نوٹ لکھو ۔

پانی پت کی دُوسری لڑائی ۱۵۵۶ء

یہ لڑائی اکبر اور ہیموں کے درمیان ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمایوں کے مرتے ہی ہیموں نے جو عادل شاہ سُور کا وزیر تھا دہلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اکبر اپنے اتالیق بیرم خان کے ساتھ اس کے خلاف بڑھا۔ ہیموں ایک زبردست فوج کے ساتھ جس میں کوئی پندرہ سو ہاتھی تھے میدان میں اُترا۔ شروع میں تو ہیموں کو کامیابی ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فتح اسی کی ہوگی لیکن اچانک ہی ایک تیر اس کی آنکھ میں آ لگا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا اور اُس کی فوج بے حوصلہ ہو کر بھاگ نکلی۔ ہیموں گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔

اِس فتح سے اکبر دہلی اور آگرہ کا مالک بن گیا اور ہندوستان میں دوبارہ مغلوں کی حکومت قائم ہو گئی ٭

نوٹ۔ اِس لڑائی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سکندر سور نے بھی اِطاعت قبول کر لی اور عادل شاہ سور فوت ہو گیا۔ اِس طرح اکبر کے تمام دشمنوں کا خاتمہ ہؤا ٭

Q. Write a short note on Bairam Khan.

سوال۔ بیرم خاں پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭

بیرم خاں

بیرم خاں ترک نسل کا ایک سردار تھا۔ اُس نے بابر اور ہمایوں کی بڑی وفاداری سے خدمت کی تھی اور ہمایوں کی جلا وطنی میں وہ اس کے ساتھ ایران بھی گیا تھا۔ وہ اکبر کی نابالغی میں اس کا اتالیق تھا۔ یہ اُسی کی ہمت کا نتیجہ تھا کہ اکبر ہندوستان کا تخت حاصل کر سکا۔ اسے خان خاناں کا لقب حاصل تھا ٭

بیرم خاں اکبر کو تخت نشین کر کے خود اُس کا سرپرست بن گیا اور اس دوران میں اُس نے پنجاب۔ اجمیر۔ گوالیار اور جون پور کے علاقے فتح کئے اور سرکش سرداروں کو مطیع کیا لیکن وہ بڑا مغرور ہو گیا اور اپنے اقتدار کا ناجائز فائدہ اُٹھانے لگا۔ اکبر نے اس بات کو بُرا منایا۔ چنانچہ ۱۵۶۰ء میں ۱۸ برس کی عمر میں اکبر نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور بیرم خاں کو مکہ چلے جانے کے لئے کہا۔ بیرم خاں نے بغاوت کر دی۔ مگر جالندھر کے قریب شکست کھائی۔ اکبر نے اُس کی پچھلی خدمت گذاریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اُس کا قصور معاف کر دیا اور وہ مکہ کو روانہ ہو گیا لیکن گجرات میں پاٹن کے مقام پر کسی پٹھان

نے اُسے ذاتی دُشمنی کی بِنا پر (۱۵۶۱ء میں) قتل کر دِیا۔

☞ **Q. Briefly describe the conquests of Akbar.**
(Important) (P. U. 1945, 47, 50)

سوال۔ اکبر کی فتوحات مختصر طور پر بیان کرو۔

اکبر کی فتوحات

تخت نشین ہونے کے بعد اکبر نے اپنی سلطنت کو وُسعت دینی شروع کی اور پے در پے فتوحات کے بعد وُہ ایک مضبوط سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

۱۔ سب سے پہلے دہلی۔ آگرہ اور پنجاب (۱۵۵۶ء میں) فتح کئے۔

۲۔ اکبر کے عہدِ حکومت کے پہلے چار سالوں میں بیرم خاں نے گوالیار۔ اجمیر اور جَون پُور کے علاقے فتح کر کے سلطنتِ مغلیہ میں شامل کِئے۔

۳۔ مالوہ ۱۵۶۲ء۔ یہاں ایک افغان سردار باز بہادر حکمران تھا۔ کچھ عرصہ لڑائی کے بعد اُس نے اِطاعت قبول کر لی اور مالوہ فتح ہو گیا۔

۴۔ گونڈوانہ ۱۵۶۴ء۔ گونڈوانہ کا علاقہ موجودہ مدھیہ پردیش کا شمالی حِصّہ تھا۔ یہاں بہادر راجپوت رانی دُرگاوتی حکمران تھی۔ وُہ ایک نہایت دلیر عقلمند اور مُدبّر عورت تھی۔ جب شاہی فوجوں نے گونڈوانہ پر چڑھائی کی تو دُرگاوتی نے بڑی بہادری سے مردانہ وار مُقابلہ کیا لیکن جب فتح کی کوئی اُمید نہ رہی تو اپنی عزّت و آبرُو بچانے کی خاطر خُودکشی کر لی۔ اور گونڈوانہ فتح ہو گیا۔ یہ لڑائی جبل پُور

کے نزدیک ہوئی تھی ۔

اِس کے بعد اکبر نے راجپوتانہ کی طرف توجہ کی ۔

۵۔ **چتوڑ ۱۵۶۸ء**۔ چتوڑ راجپوتانے کی مشہور ریاست میواڑ
کی راجدھانی تھی ۔ یہاں رانا اُودے سنگھ حکمران تھا جو راجپوتانہ
میں سب سے بڑا سردار تھا ۔ اگرچہ کئی راجپوت سرداروں
نے اکبر کی اطاعت قبول کر لی تھی اور جے پور کے راجہ
بہاری مل نے رشتہ ناطہ بھی کیا تھا لیکن اُودے سنگھ
نے اطاعت قبول کرنے اور اکبر سے رشتہ ناطہ کرنے
سے انکار کر دیا ۔ چنانچہ اکبر بذات خود چتوڑ پر حملہ آور ہوا
کیونکہ وُہ جانتا تھا کہ اُسے فتح کرنے کے بعد باقی راجپوت
سرداروں کو مطیع کرنا آسان ہوگا ۔ رانا اُودے سنگھ قلعہ اپنے
سپہ سالار جیمل کے سپرد کر کے خود پہاڑوں کو چلا گیا ۔ جیمل
نے بڑی بہادری سے چند ماہ تک اکبر کا مقابلہ کیا لیکن ایک
رات وُہ اکبر کی گولی کا نشانہ بنا ۔ راجپوتوں نے رسم جوہر
ادا کی اور قلعہ ۱۵۶۸ء میں فتح ہو گیا ۔

۶۔ **رنتھمبور اور کالنجر ۱۵۶۹ء**۔ چتوڑ کو فتح کرنے کے بعد اکبر نے
راجپوتانہ کے دوسرے مشہور قلعوں کی طرف توجہ کی اور
۱۵۶۹ء میں رنتھمبور اور کالنجر فتح کر لئے ۔ اِس سے اگلے
سال بیکانیر ، جیسلمیر اور جودھ پور کی ریاستوں نے بھی اطاعت
قبول کر لی اور اس طرح تمام راجپوتانہ اکبر کے ماتحت ہو گیا ۔

۷۔ **گجرات ۱۵۷۲ء**۔ گجرات کا صوبہ بڑا امیر اور زرخیز تھا ۔
وہاں کا بادشاہ مظفر شاہ تھا ۔ ۱۵۷۲ء میں اکبر نے گجرات
پر چڑھائی کی ۔ بادشاہ کھیتوں میں چھپا ہوا پکڑا گیا اور اُسے

نے اطاعت قبول کر لی۔ اکبر نے اُس کی معمولی سی پنشن مقرر کر دی۔ اس فتح سے سُورت اور کھمبی بندرگاہوں پر اکبر کا قبضہ ہو گیا۔ اس سے اگلے ہی سال گجرات میں ایک بڑی بھاری بغاوت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اکبر اپنی راجدھانی سیکری[1] سے روانہ ہوا اور قریباً چھ سو میل کا فاصلہ نو دِنوں میں طے کر کے گجرات پہنچا اور بغاوت کو فرو کیا۔ اس فتح کی یاد میں اس نے اپنی راجدھانی کا نام فتح پور سیکری رکھا۔ اور وہاں بُلند دروازہ بنوایا۔

۸۔ بنگال ۱۵۷۶ء۔ بنگال کے صُوبیدار داؤد خاں نے اکبر کی اِطاعت قبول کرنے سے اِنکار کر دِیا۔ اِس پر اکبر نے بنگال پر فوج کشی کی۔ داؤد خاں شکست کھا کر اوڑیسہ کی طرف بھاگ گیا۔ اکبر اِس مُہم کا اِنتظام اپنے افسروں کے سپرد کر کے خود واپس چلا گیا۔ آخر ۱۵۷۶ء میں داؤد خاں لڑائی میں مارا گیا اور بنگال سلطنت مُغلیہ کا صُوبہ بن گیا۔

۹۔ کابل، کشمیر، سندھ وغیرہ ۱۵۸۵ء میں اکبر کا سوتیلا بھائی مرزا حکیم جو کابل کا حکمران تھا وفات پا گیا۔ اور کابل مغلیہ سلطنت میں ملا لیا گیا۔ راجہ مان سنگھ کو وہاں گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ ۱۵۸۶ء میں کشمیر فتح ہو گیا۔ ۱۵۹۱ء میں سندھ۔ ۱۵۹۲ء میں اڑیسہ اور ۱۵۹۵ء میں قندھار کا علاقہ بھی اکبر کی سلطنت میں ملا لیا گیا۔

دکن کی فتوحات

شمالی ہندوستان کو فتح کرنے کے بعد اکبر نے اپنی توجہ دکن کی طرف مبذول کی

[1] سیکری کا شہر ۱۵۷۰ء سے ۱۵۸۵ء تک اکبر کی راجدھانی رہا۔

کی اور موقعہ بھی اچھا تھا کیونکہ دکن کی اسلامی ریاستوں میں باہمی خانہ جنگی ہو رہی تھی ؛

۱۔ احمد نگر کی فتح۔ سب سے پہلے اکبر نے اپنے لڑکے مراد کو فوج دے کر احمد نگر کے خلاف روانہ کیا۔ اس وقت احمد نگر کی عنانِ حکومت وہاں کے نابالغ بادشاہ کی پھوپھی بہادر سلطانہ چاند بی بی کے ہاتھوں میں تھی۔ مراد نے ۱۵۹۵ء میں احمد نگر کا محاصرہ کر لیا لیکن چاند بی بی نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور اس کی کوئی پیش نہ جانے دی۔ آخر صلح ہو گئی اور چاند بی بی نے برار کا علاقہ مغلوں کو دے دیا مگر جب ۱۵۹۹ء میں چاند بی بی اپنے ہی سپاہیوں کے ہاتھوں دھوکے سے قتل ہو گئی تو شہزادہ دانیال نے اگلے سال ۱۶۰۰ء میں احمد نگر فتح کر لیا ؛

۲۔ اسیر گڑھ کی فتح ۱۶۰۱ء۔ ۱۶۰۱ء میں اکبر نے خاندیش کے مشہور قلعہ اسیر گڑھ کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ شمالی ہند سے دکن جانے والی سڑک پر واقع ہونے کی وجہ سے بڑا اہم تھا۔ آخر ایک طویل محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہو گیا ؛ اکبر نے دکن کی فتوحات کو برار۔ احمد نگر اور خاندیش کے تین صوبوں میں تقسیم کیا ؛

وسعتِ سلطنت

اس طرح اکبر کی سلطنت بنگال سے افغانستان تک اور کشمیر سے لے کر دکن میں دریائے گوداوری تک پھیل گئی تھی ؛

☞ Q. What was Akbar's policy? How did he conciliate the Hindus and Rajputs?

Or,

Describe Akbar's dealings with the Rajputs.
(Important) (P. U. 1923, 35)

سوال۔ اکبر کی پالیسی کیا تھی؟ اُس نے راجپوتوں اور ہندوؤں کو کس طرح خوش کیا؟

اکبر کی پالیسی

اکبر بڑا دُور اندیش مُدبّر تھا۔ اُس نے تخت نشین ہوتے ہی اِس سچائی کو بڑی اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ایک وسیع اور عظیم الشان سلطنت قائم کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام رعایا کی خوشنودی حاصل کی جائے اور چونکہ ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے کہیں زیادہ تھی اور کئی مُسلمان اُمرا بھی مُغلوں کو غیر مُلکی خیال کرتے ہُوئے بغاوت پر آمادہ تھے۔ اِس لئے اُس نے یہ ضروری سمجھا کہ ہندوؤں اور خاص کر راجپوتوں کو جن کی فوجی قابلیت سے وُہ اچھی طرح واقف تھا اپنایا جائے۔ دراصل اس کی پالیسی کا اصلی مُدعا یہ تھا کہ ہندوؤں اور مُسلمانوں کے درمیان تمام تفرقات دُور کر کے ایک مُتحدہ قوم بنا دی جائے۔

اکبر اور راجپوت

اپنی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے اکبر نے راجپوتوں کی بہادر اور وفادار قوم کو اپنی طرف گانٹھنا چاہا اور اس کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے:-

۱۔ رشتے ناطے۔ اکبر نے راجپوت خاندانوں سے رشتے ناطے قائم کئے۔ جے پور کے راجہ بہارا مل کی لڑکی سے (سنہ ۱۵۶۲ء میں) شادی کی۔ اِس سے جے پوری خاندان کا تعلق مُغلیہ سلطنت سے مضبوط ہو گیا۔ سلیم اسی رانی کے بطن سے تھا۔ بعد میں (سنہ ۱۵۷۰ء میں) بیکانیر اور جیسلمیر کی شہزادیاں بھی شاہی

حرم میں داخل ہو گئیں۔ شہزادہ سلیم کی شادی بھی ایک راجپوت راجکماری سے ہوئی۔ اِس راجکماری کا نام مان بائی تھا اور وہ راجہ بھگوان داس کی لڑکی تھی۔ اِن شادیوں سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تعلقات زیادہ خوشگوار ہو گئے ۔

۲۔ اعلیٰ عہدے۔ اکبر نے راجپوتوں اور ہندوؤں کو بڑے بڑے سول اور فوجی عہدوں پر مقرر کیا۔ راجہ بھگوان داس۔ ٹوڈرمل بیربل اور مان سنگھ مشہور افسروں میں سے تھے۔ اکبر کی نصف فوج ہندوؤں پر مشتمل تھی ۔

۳۔ مذہبی رواداری۔ اکبر نے ہندوؤں کو کامل مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ اُس کے زمانے میں ہندو مندروں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ اکبر نے ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خاص خاص دنوں کو جانوروں کا قتل کرنا منع کر دیا تھا۔ ہندوؤں کو اپنے مذہبی تہوار اور میلے منانے کی پوری آزادی تھی اور اکبر خود بھی اِن تہواروں میں حصہ لیا کرتا تھا۔

۴۔ جزیہ کی منسوخی۔ ۱۵۶۳ء میں اکبر نے ہندو یاتریوں سے یاترا کا ٹیکس لینا بند کر دیا اور ۱۵۶۴ء میں جزیہ بھی منسوخ کر دیا۔ اِس میں شک نہیں کہ اس سے مغلیہ خزانے کو کافی خسارہ رہا لیکن ہندوؤں کے دِل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب وہ اپنے ملک میں غیرملکی نہیں ہیں ۔

اِس حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندو اور کئی راجپوت خاندان سلطنت دہلی کے حقیقی وفادار بن گئے اور انہوں نے سلطنت مغلیہ کی خلوص دِل سے خدمت کی۔ یہاں تک کہ اُنہوں

نے مُغلیہ سلطنت کی خاطر اپنی قوم کے خلاف لڑنے سے بھی گریز نہ کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اکبر کی سلطنت مُغل راجپوت دوستی پر ہی منحصر تھی۔

نوٹ۔ اکبر کے زمانہ میں تو راجپوتوں نے سلطنتِ مُغلیہ کی بُنیادیں مضبوط کرنے میں بیش از بیش حصّہ لیا لیکن جب اورنگ زیب نے اکبر کی اِس پالیسی کو بدل دیا تو راجپوت سلطنتِ مُغلیہ کے جانی دُشمن بن گئے اور سلطنت کو زوال آنا شروع ہو گیا۔

Q. Write a short note on Rana Partap.
(P. T. 1942, 48)

سوال۔ رانا پرتاپ پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

رانا پرتاپ رانا پرتاپ جو تاریخِ راجستھان میں سب سے نامور ہستی ہو گذری ہے اُودے سنگھ کا بیٹا اور سنگرام سنگھ کا پوتا تھا اپنے باپ کی موت پر (۱۵۷۲ء میں) وہ اُودے پور کی گدّی پر بیٹھا۔ پرتاپ بڑا دلیر۔ سچّا دیش بھگت اور غیرت مند راجپوت تھا۔ اُس نے اکبر کی اِطاعت قبول کرنے اور اُس سے رِشتے ناطے کرنے سے اِنکار کیا اور قسم کھائی کہ جب تک چتوڑ واپس نہ لونگا تب تک زمین پر ہی سویا کروں گا۔ پتّوں پر کھانا کھاؤں گا اور مونچھیں اُوپر کو نہ چڑھاؤنگا۔ اکبر نے راجہ مان سنگھ کو فوج دے کر پرتاپ کے خلاف روانہ کیا۔ ۱۵۷۶ء میں ہلدی گھاٹ کے مقام پر رانا کو ایک زبردست مقابلہ کے بعد ہار ہوئی اور وہ پہاڑوں کو بھاگ گیا اور کوئی بیس سال مارا مارا پھرتا رہا۔ اِس رُوپوشی کے زمانہ

سلطنتِ اکبر
قندھار
کابل
سندھ
ملتان
دہلی
اجمیر
اودھ
بہار
بنگال
الٰہ آباد
مالوہ
گجرات
خاندیش
برار
گونڈوانہ
احمد نگر
گولکنڈہ
بیجاپور
دریائے برہم پتر
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا
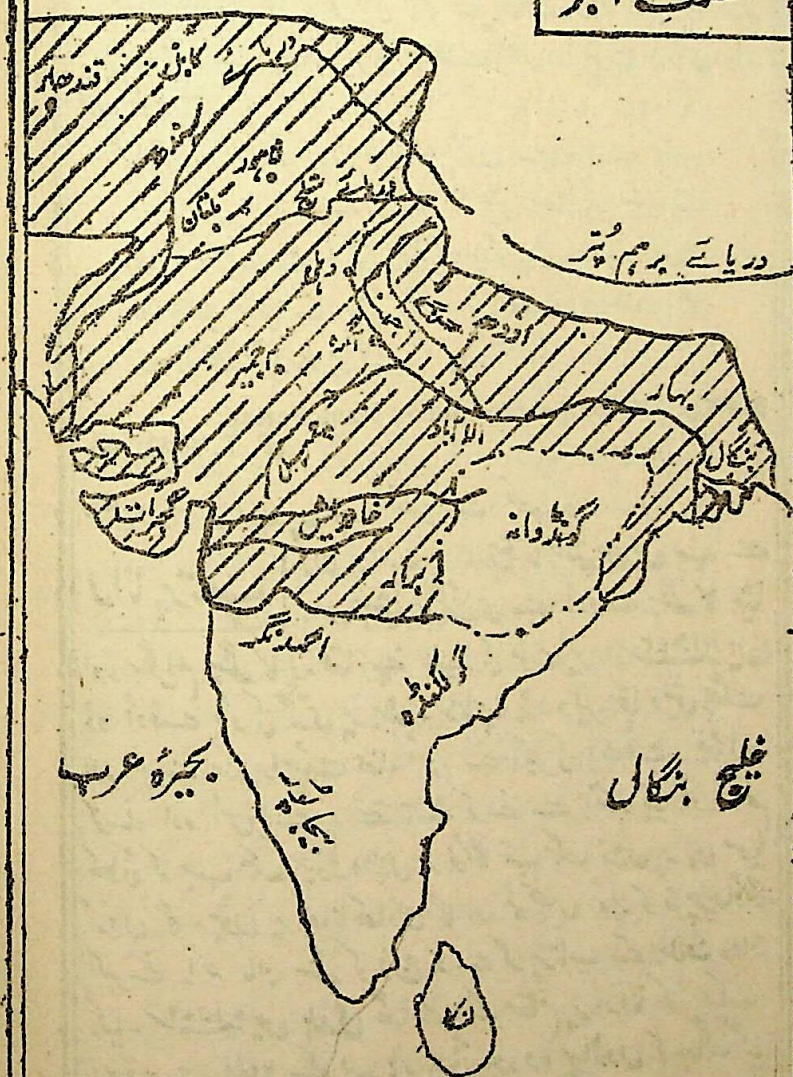
رانا پرتاپ

میں رانا کو بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن غیرت مند راجپوت نے بڑی مستقل مزاجی سے اِن سب آفتوں کو برداشت کیا اور اکبر کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کیا۔ ۱۵۹۷ء میں رانا نے وفات پائی لیکن اِس سے پہلے اس نے چتوڑ اور ایک دو اور قلعوں کو چھوڑ کر باقی تمام علاقہ مغلوں سے چھین لیا۔

☞Q. Give an account of the administration of Akbar. (P. U. 1945, 47, 48, 50)

What are your reasons for regarding him as the greatest of the Moghul emperors? (Important)

سوال۔ اکبر کے اِنتظامِ سلطنت کا حال بیان کرو اور بتاؤ کہ اُسے خاندانِ مغلیہ کا سب سے بڑا بادشاہ ماننے کی کیا وجوہات ہیں؟

اکبر کا انتظامِ سلطنت بڑا قابلِ تعریف تھا۔ اُس نے سِول۔ مالی۔ فوجی ہر محکمہ میں بڑی مفید اِصلاحات کیں:-

مرکزی حکومت

اکبر مطلق العنان بادشاہ تھا۔ وُہ پولیٹیکل معاملات میں مسلمان عُلما کے مشورہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ وُہ سِول گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر ہونے کے علاوہ فوج کا سپہ سالارِ اعظم بھی آپ ہی تھا۔ البتہ اُس کے صلاح و مشورہ کے لئے کئی وزیر بھی تھے جن میں سے زیادہ اہم وزیرِ اعظم وزیرِ خزانہ۔ وزیرِ جنگ اور مذہبی معاملات کا وزیر تھے۔ وُہ انصاف

کا سرچشمہ بھی تھا۔

صُوبجاتی اِنتظام

انتظام حکومت کے لئے اکبر نے اپنی وسیع سلطنت کو ۱۵ صوبوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ہر ایک صوبہ ایک صُوبیدار کے ماتحت تھا جو یا تو بادشاہ کا کوئی رشتہ دار یا اعلےٰ رُتبہ کا کوئی امیر ہوتا تھا۔ ان کی مدد کے لئے ایک دیوان۔ ایک فوجدار۔ ایک عامل اور کئی دیگر افسر مقرر تھے۔ دیوان سرکاری آمدنی اور خرچ کا حساب رکھتا تھا۔ فوجدار صُوبہ کی فوج کا اعلےٰ افسر ہوتا تھا اور عامل لگان اکٹھا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ صُوبے سرکاروں اور پرگنوں میں تقسیم تھے۔ شہروں میں مقدمات سُننے کے لئے قاضی اور قیام امن کے لئے کوتوال مقرر تھے۔ سزائیں بڑی سخت اور عبرتناک تھیں۔ اپیل کی آخری عدالت بادشاہ آپ تھا۔ دیہاتوں کا انتظام پنچایتیں کرتی تھیں۔

فوجی اِنتظام

فوجی افسروں کو منصبدار کہتے تھے اور ان کے ۳۳ درجے تھے۔ ان منصبداروں کو ضرورت کے وقت بادشاہ کے لئے گھوڑسواروں کی ایک مقررہ تعداد مُہیا کرنی پڑتی تھی۔ چھوٹے سے چھوٹا منصبدار دس سوار اور بڑے سے بڑا دس ہزار سوار اپنی کمان میں رکھ سکتا تھا۔ منصب داری کے بڑے درجے (پنج ہزاری سے اوپر) صرف شہزادوں اور اعلےٰ رُتبہ کے سرداروں کے لئے مخصوص تھے۔ تمام منصب دار اپنے علاقوں میں قیام امن اور لگان کی فراہمی کے بھی ذمہ دار تھے اور فوجداری مُقدمات کا فیصلہ بھی کرتے تھے۔ لیکن منصب داری کے اس طریقہ میں ایک بڑا نقص یہ تھا کہ

منصب دار سواروں کی مقررہ تعداد اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ بوقتِ ضرورت اِدھر اُدھر سے بیکار لوگوں کو پکڑ کر تعداد پوری کر لیتے تھے۔ اکبر نے اِس خرابی کو دُور کرنے کے لئے شیر شاہ کی طرح گھوڑوں کو داغ دیا اور سواروں کا حُلیہ رجسٹر میں درج کر لیا۔ لیکن اُسے اِس کام میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ اِن منصب داروں کو عموماً تنخواہ نقد ملتی تھی لیکن کئی ایک کو جاگیریں ملی ہوئی تھیں۔

شاہی فوج میں پیادے۔ رسالہ۔ ہاتھی اور توپ خانہ بھی تھے۔ لیکن سب سے زیادہ زبردست رسالہ تھا۔ اِس کے علاوہ بادشاہ کے پاس کچھ جہاز بھی تھے۔

مالی انتظام اکبر کے عہد کا سب سے شاندار کارنامہ زمین کا بندوبست تھا۔ یہ کام اکبر کے وزیر مال راجہ ٹوڈرمل نے سر انجام دیا تھا۔ تمام قابلِ کاشت زمین کی پیمائش کی گئی اور زرخیزی کے لحاظ سے زمین کو چار قسموں میں بانٹا گیا اور کُل پیداوار کا ⅓ حصہ لگان مقرر کیا گیا جو کہ نقدی یا جنس میں ادا ہو سکتا تھا لیکن اکبر نقدی کو ترجیح دیتا تھا خاصکر اُن چیزوں کے لئے جو جلدی گل سڑ جانے والی ہوں۔ لگان ضرور نقدی میں ہی وصول کیا جاتا تھا۔ شروع شروع میں لگان ہر سال مقرر کیا جاتا تھا لیکن بعد میں دس سالہ بندوبست جاری کیا گیا۔ قحط سالی کے دنوں میں لگان میں کمی کر دی جاتی تھی اور بعض دفعات کسانوں کو تقاوی دی جاتی تھی۔ مالیہ کاشتکاروں سے براہِ راست وصول کیا جاتا تھا اور مالیہ وصول کرنے والے افسروں کو خاص ہدایت تھی کہ وہ کاشتکاروں کو بالکل تنگ نہ کریں۔ اِس

کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسانوں کی حالت بہتر ہو گئی اور سرکاری آمدنی میں بھی اِضافہ ہو گیا۔ سرکار انگریزی نے بھی بہت حد تک اِسی طریقِ مالگذاری کو اپنے بندوبست کی بُنیاد بنا رکھا تھا ؂

سوشل اِصلاحات

اکبر نے کئی سوشل اِصلاحات بھی کیں جن میں سے زیادہ مشہُور مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ بچپن کی شادی ممنُوع قرار دی گئی
۲۔ ہندُو بیوگان کی دوبارہ شادی جائز قرار دی گئی ؂
۳۔ رسمِ ستی کو بند کرنے کی کوشش کی گئی ؂
۴۔ رعایا کو مکمّل مذہبی آزادی دی گئی اور یاترا ٹیکس اور جزیہ جو ہندُوؤں کو نہایت ناگوار تھے منسُوخ کر دِئے گئے ؂
۵۔ خاص خاص دِنوں کو جانوروں کو قتل کرنا ممنُوع قرار دیا گیا ؂
۶۔ مفتُوحہ دُشمنوں کو غُلام بنانے کا رواج بند کر دِیا گیا ؂
۷۔ اُس نے سنسکرت تعلیم کو بھی فروغ دِیا اور ہندُو علما کی سرپرستی کی ؂

خاندانِ مُغلیہ کا سب سے بڑا بادشاہ

اکبر خاندانِ مُغلیہ کا سب سے بڑا بادشاہ گِنا جاتا ہے۔ اس کی چند ایک وجُوہات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ دراصل ہندوستان میں مُغلیہ سلطنت کا بانی ہی اکبر تھا۔ بابر کو تو اتنی فرصت ہی نہیں مِلی تھی کہ سلطنت کو مُستحکم کر جاتا۔ ہمایُوں نے بابر کی قائم کی ہوئی سلطنت کو کھو دیا تھا اور اکبر نے از سرِ نو مُلک کو فتح کیا ؂
۲۔ اکبر نے اپنی وسیع سلطنت میں ایک بڑا اعلیٰ اِنتظام حکومت

جاری کیا اور اُسے پختہ بنیادوں پر قائم کر دیا۔ اس کی ملکی مالی اور فوجی اصلاحات اُس کی قابلیت کا ثبوت ہیں ٭

۳۔ اکبر پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے یہ محسوس کیا کہ سلطنت کی پائیداری اور مضبوطی تمام رعایا کی خلوص دلی اور خوشنودی پر منحصر ہوتی ہے نہ کہ رعایا کے ایک طبقے کی خوشنودی پر۔ اس لئے اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں سے ایک جیسا سلوک کیا اور جزیہ ہٹا دیا۔ یہ بات واقعی قابلِ تعریف ہے کہ جس وقت یورپ کے حکمران مخالف مذہب کے ماننے والوں پر ظلم کر رہے تھے اکبر نے مذہبی رواداری اور آزادی کی اشاعت کی۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کی سلطنت تمام جماعتوں کی وفاداری اور خلوص دلی پر قائم تھی۔ اور یہ زیادہ مضبوط اور پائدار ثابت ہوئی ٭

۴۔ تاریخ ہند میں اکبر پہلا شخص ہے جس نے ایک واحد قومیت بنانے کی کوشش کی اور اسی غرض سے اُس نے دینِ الٰہی چلایا۔ اس نے بطور ایک ہندوستانی کے حکومت کی نہ کہ مسلمان یا ہندو کی حیثیت سے۔ اس کے زمانہ میں رعایا خوشحال اور فارغ البال تھی ٭

☞Q. What do you know about the religious policy of Akbar? Write a short note on the Din-i-Ilahi. (Important) (P. U. 1941, 45, 47)

سوال۔ اکبر کی مذہبی پالیسی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ دینِ الٰہی پر ایک نوٹ لکھو ٭

اکبر کی مذہبی پالیسی | اکبر شروع میں سُنی مسلمان تھا لیکن رفتہ

رفتہ رفتہ اُس کے مذہبی خیالات میں تبدیلی آتی چلی گئی اور اُس نے ایک نیا مذہب دینِ الٰہی جاری کیا۔ اِس تبدیلی کی کئی وجوہات تھیں :-

۱- اکبر فطرتاً آزاد خیال واقع ہوا تھا۔ وُہ کٹّر مسلمان نہ تھا اور کسی مذہب کو بھی بُرا نہ سمجھتا تھا۔ اُس کی والدہ نے بھی اُسے مذہبی رواداری کی تعلیم دی تھی ٭

۲- اُس کی ہندو بیویوں نے بھی اُس کے مذہبی خیالات پر بڑا اثر کیا تھا ٭

۳- اُس کے عہدِ حکومت کے شروع سالوں میں مسلمان اُمرا کی بغاوتوں نے بھی اکبر کا رُجحان ہندوؤں کی طرف کر دیا تھا ٭

۴- اکبر کے دربار میں شیخ مبارک اور اُس کے لڑکے فیضی اور ابوالفضل صوفی خیال کے عالم تھے۔ اُن کے خیالات کی وجہ سے بھی بادشاہ کے مذہبی عقیدوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی ٭

۵- اکبر کو مذہبی بحث و مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ اس نے فتح پور سیکری میں ایک عبادت خانہ بنوا رکھا تھا جہاں مختلف مذاہب (جینی۔ پارسی۔ ہندو۔ عیسائی) کے پیشواؤں میں مباحثے ہوا کرتے تھے۔ اکبر پر اِن مباحثوں کا بڑا اثر ہوا ٭ اِن سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر مذہبی تعصّب اور تنگ نظری سے نفرت کرنے لگ گیا اور اس نے تمام مذاہب کو پوری پوری آزادی دے دی۔ ۱۵۷۹ء میں اُس نے ایک اعلان جاری کیا کہ مُلکی مُعاملات کی طرح مذہبی معاملات میں بھی بادشاہ ہی سب سے بڑا رہنما ہو گا ٭

دینِ الٰہی	۱۵۸۲ء میں اکبر نے ایک نیا مذہب

جاری کیا جس کا نام دینِ الٰہی تھا۔ اِس مذہب میں مختلف مذہبوں خاص کر ہندو۔ اسلام اور پارسی مذہب کی اچھی اچھی باتیں شامل کی گئی تھیں۔ اِس مذہب کے خاص اُصول یہ تھے کہ خُدا ایک ہے اور اکبر اُس کا خلیفہ ہے۔ انسان کو عقل سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ کسی بات پر آنکھیں بند کر کے اعتقاد لانا مذہب نہیں ہے۔ بادشاہ خود صبح اُٹھ کر سُورج کی پُوجا کرتا تھا اور اُس کے پیرو اکبر کو سجدہ کرتے تھے۔ اِس مذہب میں گوشت کھانا منع تھا۔ لیکن اِس مذہب کو چند ہی آدمیوں نے قبول کیا۔ اِس لئے اکبر کی موت کے ساتھ اُس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ہندوؤں میں صرف بیربل نے ہی اِسے قبول کیا تھا ٭

Q. Give a brief account of some of the important personages of Akbar's Court.

سوال۔ دربار اکبری کی چند ایک نامور ہستیوں کا حال لکھو ٭

ابوالفضل ابوالفضل اکبر کے نو رتنوں میں سے سب سے لائق تھا۔ وہ شیخ مبارک کا بیٹا اور فیضی کا بھائی تھا۔ وہ اپنے زمانے کا ایک زبردست عالم تھا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے وزیرِ اعظم کے عہدہ تک پہنچ گیا تھا۔ اُس نے آئینِ اکبری اور اکبر نامہ دو مشہور کتابیں لکھیں جن میں اکبر کے عہد کے حالات درج ہیں۔ ابوالفضل صوفی خیال کا تھا اور اسی کی اعانت سے اکبر نے دینِ الٰہی جاری کیا تھا۔ اس کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو دیکھ کر شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اُسے ۱۶۰۲ء میں راجہ بیر سنگھ بندیلہ کے ہاتھوں قتل کروا دیا ٭

فیضی فیضی شیخ مبارک کا لڑکا اور ابوالفضل کا بڑا بھائی

تھا۔ وُہ ایک اعلےٰ پایہ کا شاعر تھا اور سنسکرت اور فارسی کا زبردست عالم تھا۔ اُس نے رامائن۔ مہابھارت اور بھگوت گیتا کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ٭

ٹوڈرمل راجہ ٹوڈرمل پنجاب کا ایک کھتری تھا اور دربارِ اکبری کے مشہور نو رتنوں میں سے ایک تھا۔ اُس کا سب سے بڑا کارنامہ بندوبست اراضی ہے۔ وُہ اکبر کا وزیر مال تھا۔ لیکن وُہ ایک اچھا جرنیل بھی تھا۔ اُس نے شمال مغربی سرحد پر اور بنگال کی فتح میں اعلےٰ خدمات سرانجام دی تھیں۔ اکبر سے پہلے وُہ شیر شاہ سُوری کے ہاں بھی محکمۂ مالگذاری میں ملازم رہ چکا تھا ٭

ٹوڈرمل

مان سنگھ مان سنگھ اکبر کا ایک نہایت ہی نامور جرنیل تھا۔ وُہ جے پُور کے راجہ بھگوان داس کا متبنےٰ لڑکا تھا۔ اُس نے بہت سی مُہمات سر کیں اور ۱۵۷۶ء میں رانا پرتاپ کو ہلدی گھاٹ کے مقام پر شکست دی۔ وُہ بنگال اور کابل کا صُوبیدار بھی رہا ٭

بیربل بیربل کا اصلی نام مہیش داس تھا۔ وُہ قوم کا بھاٹ اور مقام کالپی کا باشندہ تھا اور اپنی ظرافت اور لطیفہ گوئی کے لئے خاص طور پر مشہور تھا۔ ۱۵۸۶ء میں شمال مغربی سرحد پر یُوسف زئی افغانوں کے خلاف لڑتا ہوُا مارا گیا ٭

عبدالرحیم خانِ خاناں

عبدالرحیم خانِ خاناں بیرم خاں کا بیٹا تھا۔ وُہ ۱۵۵۶ء میں بمقام لاہور پیدا ہُوا۔ اُس نے بھی کئی لڑائیاں لڑیں۔ وُہ علم دوست اور شاعر بھی تھا اور ہندی شاعری بھی اچھی جانتا تھا۔

Q. Write short notes on :—
(a) Hemu (b) Chand Bibi.

سوال۔ ہیموں اور چاند بی بی پر مختصر نوٹ لکھو۔

ہیموں

ہیموں شروع شروع میں ریواڑی میں ایک معمولی دُکاندار تھا مگر وُہ کاروباری معاملات میں بڑا ماہر اور تجربہ کار شخص تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے وُہ عادل شاہ سُور کا وزیر اعظم اور سپہ سالار بن گیا اور اُس نے سلطنت کا کام بڑی عقل مندی اور خوش اسلوبی سے نبھایا۔ وُہ بڑا صاحب تدبیر اور تجربہ کار جرنیل تھا۔ اور اس نے کئی معرکے سر کئے تھے۔ ہمایوں کی موت کے فوراً بعد اُس نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا اور مہاراجہ بکرماجیت کا لقب اختیار کر کے خود تخت دہلی پر بیٹھ گیا۔ پانی پت کی دُوسری لڑائی میں اُس نے اکبر کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور قتل کیا گیا۔

چاند بی بی

چاند بی بی

چاند بی بی احمد نگر کے سُلطان کی لڑکی اور علی عادل شاہ والئے بیجاپور کی عورت تھی۔ بیوہ ہو جانے کے بعد وہ واپس احمد نگر آ گئی اور اپنے نابالغ بھتیجے کی

ایک وجہ کی سُنی ہوئی بات کو وہ مشکل سے ہی کبھی بھولتا تھا۔
اُسے مذہبی مباحثوں کو سُننے کا بے حد شوق تھا۔ وہ کئی نئی چیزوں
کا مُوجد بھی تھا۔ اُس نے ایک مشین ایجاد کی تھی جس سے ایک
وقت میں سولہ بندوقیں صاف کی جا سکتی تھیں ٭

اکبر کے کیریکٹر میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ بالکل
غیر مُتعصب تھا اور ہندو اور مُسلمانوں کو برابر سمجھتا تھا۔ اُس
نے کسی بھی ہندو کو زبردستی مُسلمان نہیں بننے دیا اور نہ کبھی کسی
ہندو مندر کو نقصان ہی پہنچنے دیا ٭

Q. Who was the real founder of the Moghul Empire in India, Babar or Akbar? State your reasons.
(P. U. 1918)

سوال ہندوستان میں مُغلیہ سلطنت کا اصلی بانی کون تھا؟ بابر
یا اکبر؟ وجوہات بیان کرو ٭

مُغلیہ سلطنت کا بانی

اس میں شک نہیں کہ خاندان مُغلیہ
کا پہلا شخص جس نے شمالی ہند
کو فتح کیا بابر تھا لیکن وسیع عِلاقوں کو فتح کرنے سے ایک
شخص سلطنت کا بانی نہیں کہلا سکتا۔ اُس کے لئے ضروری
ہے کہ اِن فتح شُدہ علاقوں میں ایک باقاعدہ اور منظم حکومت
بھی قائم کی جائے۔ مگر بابر کو تو موت نے اِستحکام سلطنت کا
موقعہ ہی نہ دِیا اور نہ وہ کِسی قِسم کی آئینی حکومت ہی قائم
کر سکا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کے مرتے ہی مُلک میں ہر جگہ
بغاوتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں اور شیر شاہ سُوری نے ہمایوں کو مُلک
سے نکال کر اِس سلطنت کا خاتمہ کر دِیا۔ پندرہ سال کی

جلاوطنی کے بعد جب ہمایوں ہندوستان آیا تو ابھی اُس نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا ہی تھا کہ اُسے موت نے آ لیا ٭

ہمایوں کی موت کے بعد جب اکبر تخت نشین ہوا تو وہ بنا مُلک کے ہی بادشاہ تھا۔ سکندر سُور پنجاب میں آزاد پھر رہا تھا اور ہیموں نے بکرماجیت کے لقب سے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اکبر کو از سرِ نَو مُلک کو فتح کرنا پڑا۔ اکبر نے اپنی بہادری اور حکمتِ عملی سے کئی علاقے فتح کئے اور اِن فتح شدہ علاقوں میں ایک نہایت اعلیٰ حکومت قائم کی۔ اور سلطنت مُغلیہ کی بُنیادیں ایسی پُختہ کر دیں کہ اس کے بعد کوئی سَو ڈیڑھ سَو سال تک اس کے جانشین بلا خوف و خطر حکومت کرتے رہے۔ چنانچہ ہندوستان میں مُغلیہ سلطنت کا اصلی بانی اکبر تھا نہ کہ بابر ٭

نُورالدّین جہانگیر

سنہ ۱۶۰۵ء سے سنہ ۱۶۲۷ء

Q. Give a brief account of the reign of Jahangir and describe his character.

سوال۔ جہانگیر کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور اُس کے کیریکٹر پر ایک نوٹ لکھو ٭

جہانگیر کی تخت نشینی اکبر کے تین لڑکے تھے (۱) سلیم (۲) مُراد اور (۳) دانیال۔ مُراد

اور دانیال تو باپ کی زندگی میں ہی شراب نوشی کی وجہ سے
مر چکے تھے۔ صرف سلیم باقی تھا۔ اکبر کی وفات پر سلیم نورالدین
جہانگیر کے لقب سے بادشاہ بنا ٭

اصلاحات

تخت نشین ہوتے ہی جہانگیر نے کئی مفید
اصلاحات جاری کیں (۱) اس نے وحشیانہ
سزائیں مثلاً کان۔ ناک وغیرہ کاٹ
دینا منسوخ کر دیں (۲) شراب اور
دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال قانوناً
بند کر دیا (۳) کئی ناجائز محصولات
ہٹا دیئے (۴) محاصل چنگی میں جو
نقص تھے انہیں دور کیا (۵) خاص
خاص دنوں کو جانوروں کا ذبح
کرنا ممنوع قرار دیا۔ اور (۶) فریادیوں
کی داد رسی کرنے کے لئے قلعہ
آگرہ میں اپنے محل کی دیوار سے باہر سونے کی ایک زنجیر لٹکا
دی تاکہ فریادی اسے کھینچ کر اپنی فریاد بادشاہ کے حضور میں
پیش کر سکے ٭

جہانگیر

جہانگیر کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:-

خسرو کی بغاوت
۱۶۰۶ء

جہانگیر کی تخت نشینی کے چند ہی ماہ
بعد اس کے سب سے بڑے بیٹے
خسرو نے بغاوت کر دی اور آگرہ
سے روانہ ہو کر لاہور پر حملہ آور ہوا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔
جہانگیر نے بڑی سرگرمی سے اس کا تعاقب کیا اور اسے لاہور

کے قریب شکست دی۔ اب وُہ کابل کی طرف بھاگ نکلا لیکن
دریائے چناب کو پار کرتے ہوئے پکڑا گیا اور اُسے قید میں
ڈال دیا گیا۔ اُس کے ساتھیوں کو بڑی سخت سزائیں دی گئیں۔
سِکھوں کے گُورُو ارجن دیو جی کو بھی جنھوں نے شہزادے کی
اِس مُصیبت میں مدد کی تھی اپنی جان قُربان کرنی پڑی۔ کہتے
ہیں کہ ۱۶۲۲ء میں شہزادہ خُرّم (شاہجہاں) کے ایما پر خسرو
قتل کر دیا گیا۔

نُورجہاں

۱۶۱۱ء میں جہانگیر نے ایک خُوبصورت
ایرانی عورت نُورجہاں سے شادی کی۔
اِس عورت کا بچپن کا نام مہرالنسا تھا لیکن شادی کے بعد
اُس کا نام نُورجہاں پڑ گیا۔

نُورجہاں طہران کے ایک شخص مرزا غیاث کی لڑکی تھی۔
یہ شخص تلاشِ روزگار میں ایک قافلے کے ساتھ ہندوستان آ
رہا تھا کہ نورجہاں راستہ میں قندھار کے قریب پیدا ہوئی چونکہ
اس کے والدین کے پاس اس کی
پرورش کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اِسی
لئے اُنھوں نے اسے وہیں چھوڑ
دیا اور آپ آگے چل پڑے لیکن
قافلے کے ایک امیر سوداگر کو
ان کے حال پر رحم آیا اور اس
نے لڑکی کی پرورش کا خرچ اپنے
ذمہ لیا۔ ہندوستان پہنچ کر مرزا
غیاث کو اکبر کے دربار میں ایک

نورجہاں

اچھی نوکری مل گئی اور نورجہاں بھی اپنی ماں کے ساتھ شاہی محلات میں آنے جانے لگی۔ جہانگیر کی اس سے محبت ہو گئی۔ یہ دیکھ کر اکبر نے نورجہاں کی شادی ایک افغان سردار علی قلی خاں (شیر افگن) سے کر دی اور اُسے بردوان کا حاکم مقرر کر دیا۔ لیکن جہانگیر کی تخت نشینی کے تھوڑے عرصہ بعد شیر افگن ایک لڑائی میں مارا گیا اور نورجہاں اپنی لڑکی کے ساتھ شاہی محلات میں منگوالی گئی۔ کوئی چار سال بعد ۱۶۱۱ء میں اس کی شادی جہانگیر سے ہو گئی۔

نورجہاں کا اثر و رسوخ۔ نورجہاں بڑی عقلمند، علم دوست اور چالاک عورت تھی۔ شادی ہوتے ہی اُس نے بادشاہ پر قابو پا لیا اور تمام انتظام سلطنت اُس کے ہاتھ آ گیا۔ بادشاہ کے نام کے ساتھ اُس کا نام بھی سکوں پر لکھا جانے لگا۔ اُس نے اپنے باپ مرزا غیاث کو اعتماد الدولہ اور اپنے بھائی ابوالحسن کو آصف خاں کا خطاب عطا کیا اور اُنہیں اعلیٰ عہدوں پر مامور کیا۔ نورجہاں نے نہایت خوش اسلوبی سے حکومت کی۔ کئی لاوارث اور غریب لڑکیوں کی شادیاں اپنے خرچ پر کیں اور اپنے خاوند کی بُری عادتوں کو بھی ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔ مگر جہانگیر کی موت پر نورجہاں کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا اور شاہجہان نے اُس کی ایک معقول پنشن مقرر کر دی۔ آخر ۱۶۴۵ء میں اُس نے وفات پائی اور شاہدرہ (لاہور) میں دفنا دی گئی۔

جہانگیر کے عہد کی لڑائیاں

امیواڑ سے لڑائی۔ رانا پرتاپ کی وفات کے بعد

(۱۵۹۷ء میں) اُس کا بیٹا رانا امر سنگھ میواڑ کی گدّی پر بیٹھا۔ اُس نے جہانگیر کی اطاعت قبول کرنے سے اِنکار کیا۔ جہانگیر نے اس کے خلاف کئی مہمّیں بھیجیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ۱۶۱۴ء میں شہزادہ خرّم نے رانا کو شکست دی اور اُس نے اطاعت قبول کر لی۔ جہانگیر اِس فتح سے بہت خوش ہوا کیونکہ اکبر بھی اِس خاندان کو نیچا نہ دکھا سکا تھا۔

۲۔ کانگڑہ کی فتح۔ ۱۶۲۰ء میں جہانگیر نے خرّم کو بھیج کر کانگڑہ فتح کر لیا۔ اِس فتح پر بھی جہانگیر کو بڑا ناز تھا کیونکہ اکبر اِس قلعہ کو فتح نہ کر سکا تھا۔

۳۔ احمد نگر سے لڑائی۔ احمد نگر کی سلطنت جسے اکبر نے اپنے عہدِ حکومت میں فتح کیا تھا ۱۶۱۰ء میں نظام شاہی خاندان کے وزیر ملک عنبر کے ماتحت خود مختار ہو گئی۔ جہانگیر نے شہزادہ خرّم کو احمد نگر بھیجا۔ اُس نے احمد نگر کو فتح کر لیا لیکن مکمّل طور پر یہاں مُغلیہ تسلّط قائم نہ ہو سکا۔

۴۔ قندھار کا کھویا جانا۔ قندھار کا علاقہ اکبر نے فتح کیا تھا لیکن ۱۶۲۲ء میں ایرانیوں نے اِسے واپس لے لیا اور یہ علاقہ سلطنت دہلی سے الگ ہو گیا۔

سر ٹامس رو

سر ٹامس رو ایک انگریزی سفیر تھا جو ۱۶۱۵ء میں انگلستان کے بادشاہ جیمز اوّل کی طرف سے جہانگیر کے دربار میں آیا۔ وہ ایک قابل اور معاملہ فہم شخص تھا۔ اُس کی آمد کا مُدعا انگریزی کمپنی کے لئے تجارتی حقوق حاصل

کرنا تھا۔ وہ یہاں تین سال (۱۶۱۵ء سے ۱۶۱۸ء) تک رہا اور کچھ رعائتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ انگریزوں کو سورت کے مقام پہ تجارتی کوٹھی کھولنے کی اِجازت مِل گئی۔ سر ٹامس رو نے جہانگیر کے زمانہ کے حالات قلم بند کئے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ دربار بڑا شان و شوکت والا تھا اور عیش و نشاط کی محفلیں اکثر گرم رہتی تھیں۔ مُلک میں دَولت بہُت تھی اور پردیسی لوگوں سے بہُت اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔ اِنتظامِ سلطنت بہت اعلےٰ نہ تھا اور رِشوت ستانی عام تھی۔ سڑکیں چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ نہ تھیں ؎

خُرّم کی بغاوت

نورِ جہاں کی لڑکی دلاڈلی بیگم) جو شیر افگن سے تھی جہانگیر کے سب سے چھوٹے لڑکے شہریار سے بیاہی ہوئی تھی۔ اِس لئے نورِ جہاں اپنے داماد شہریار کو ولی عہد بنانے کے لئے ساز باز کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر خُرّم نے بغاوت کر دی لیکن اُسے شاہی جرنیل مہابت خاں نے دہلی کے قریب شکست دے کر بنگال کی طرف بھگا دِیا۔ یہاں اُسے شاہی فوجوں نے ایک اور شکست دی اور وہ دکن کی طرف بھاگ گیا۔ آخر ۱۶۲۵ء میں باپ اور بیٹے میں صُلح ہو گئی اور خرّم نے اپنے دو بیٹے دارا اور اورنگ زیب اپنے باپ کے پاس بطور یرغمال بھیج دِئے لیکن آپ باپ کی وفات تک دکن میں ہی رہا ؎

مہابت خاں کی بغاوت

مہابت خاں جہانگیر کے عہد میں ایک مشہور سپہ سالار تھا۔ اُس کے بڑھتے ہوئے اِقتدار سے نورِ جہاں نفرت کرتی تھی اور

اُس کے اِقتدار کو کم کرنا چاہتی تھی۔ اِس پر مہابت خاں نے بغاوت کر دی اور چار پانچ ہزار بہادر راجپُوتوں کو ساتھ لے کر بادشاہ جہانگیر کو جب کہ وُہ کابل کو جا رہا تھا دریائے جہلم کے کنارے گرفتار کر لیا۔ لیکن نُورجہاں نے کابل پہنچ کر بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے اُسے چھُڑا لیا اور مہابت خاں دکن کو بھاگ گیا جہاں وُہ خرّم سے مِل گیا ۔

جہانگیر کی وفات

جہانگیر شراب کا زیادہ عادی ہونے کی وجہ سے اپنی عمر کے آخری سالوں میں دمہ کے عارضہ سے بیمار رہتا تھا۔ ۱۶۲۷ء میں جب وُہ کشمیر سے واپس آ رہا تھا تو راستہ میں ہی بھمبر کے مقام پر کچھ دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ اُسے لاہور کے نزدیک شاہدرہ میں دفنایا گیا ۔

جہانگیر کا کیریکٹر

جہانگیر بڑا اِنصاف پسند بادشاہ تھا۔ وُہ بہُت سخی اور نیک دِل تھا مگر کبھی کبھی بڑا بے رحم ہو جاتا تھا اور غصّہ میں آ کر وحشیانہ سزائیں دیتا تھا۔ اُسے قدرتی نظاروں میں بہُت دِلچسپی تھی اور اُسے مصوری اور دیگر فنونِ لطیفہ میں بھی خاص شوق تھا۔ وُہ شکار کا بھی بہت دِلدادہ تھا۔ لیکن اُس میں شراب نوشی کی بُری عادت تھی۔ جوانی میں تو وُہ روزانہ بیس بیس پیالے نوش کر جاتا تھا۔ لیکن بعد میں اُس کی یہ عادت کم ہو گئی تھی۔ وُہ بڑا علم دوست تھا۔ اُس نے اپنے حالات ایک کتاب "تزکِ جہانگیری" میں لکھے ہیں۔ جہانگیر فی الواقع ایک "عالم شرابی" تھا۔ نورجہاں سے شادی کے بعد اُس نے سارا انتظام سلطنت اُسی کے حوالے کر دیا تھا ۔

شاہجہان

سنہ ۱۶۲۷ء سے سنہ ۱۶۵۸ء

Q. Give a brief account of the reign of Shah Jahan with special reference to (a) his Deccan Wars (b) his buildings. (P. U. 1946)

سوال۔ شاہجہان کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور اُس کی دکن کی لڑائیوں اور عمارتوں کا خاص ذکر کرو ؛

شاہجہان کی تخت نشینی

جب جہانگیر نے وفات پائی تو اُس کے چار بیٹوں خسرو۔ پرویز۔ خرم اور شہریار میں سے دو بیٹے شہریار اور خرم زندہ تھے۔ شہریار ملکہ نورجہاں کا داماد تھا اور خرم نورجہاں کے بھائی آصف خاں کا داماد تھا اور وُہ اُس وقت دکن میں تھا۔ آصف خاں نے فوراً ایک تیز رفتار قاصد اُسے بُلانے کے لیئے روانہ کیا اور اس کی غیر حاضری میں خسرو کے لڑکے داور بخش کو عارضی طور پر تخت نشین کر دیا۔ شہریار کو آصف خاں نے لڑائی میں ہرا دیا اور اس کی آنکھیں نکلوا دیں۔ خرم جلد از جلد آگرے پہنچا اور آتے ہی اس نے تخت کے تمام دعویداروں کو خفیہ طور پر قتل کروا دیا

شاہجہان

اور پھر وُہ شاہجہان کے نام سے تخت نشین ہوا۔

ممتاز محل کی وفات

ممتاز محل جس کا اصلی نام ارجمند بانو بیگم تھا۔ نور جہاں کی بھتیجی اور شاہجہان کی بیوی تھی۔ وُہ نہایت سمجھ دار اور سلیقہ شعار عورت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے بے حد محبت تھی ۱۶۳۱ء میں اُس نے برہان پور (واقع دکن) کے مقام پر چودھویں بچے کو جنم دینے کے بعد وفات پائی۔ بادشاہ کو اس کی موت سے بہت غم ہوا۔ روضہ تاج محل آگرہ اسی ممتاز محل کی یاد میں بنایا گیا تھا۔

ممتاز محل

دکن کی مہمات

۱- خان جہان لودھی کی بغاوت۔ شاہجہان کی تخت نشینی کے جلدی ہی بعد دکن کے وائسرائے اور سپہ سالار خان جہان لودھی نے بغاوت کر دی۔ مگر وُہ ہار گیا اور ۱۶۳۱ء میں مارا گیا۔

۲- احمد نگر کا اِلحاق۔ احمد نگر کے سُلطان نے خان جہان لودھی کی مدد کی تھی۔ اِس سے احمد نگر سے جنگ چھڑ گئی اور ۱۶۳۶ء میں یہ ریاست سلطنت مُغلیہ میں شامِل کر لی گئی۔

۳- بیجاپُور اور گولکنڈہ کی اِطاعت۔ احمد نگر سے فارغ ہو کر شاہجہان نے گولکنڈہ اور بیجاپُور کی طرف توجہ دی۔ اِن ہر دو ریاستوں نے اِطاعت قبول کر لی اور خراج دینا منظور کیا۔ اِس کے بعد کوئی بیس سال تک دکن میں امن و امان رہا۔

قندھار پر فوج کشی

جہانگیر کے زمانہ میں قندھار ایرانیوں نے فتح کر لیا تھا۔ شاہجہان اسے واپس لینا چاہتا تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شہر ہندوستان سے ایران جانے والے تجارتی راستہ پر ایک اہم مقام تھا۔ علی مردان خاں جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار کا حاکم تھا کسی وجہ سے اپنے آقا (شاہ عباس) سے ناراض ہو گیا تھا۔ چنانچہ اُس نے کچھ روپیہ لے کر قندھار ۱۶۳۸ء میں شاہجہان کے حوالے کر دیا اور اس کے ہاں ملازمت بھی اختیار کر لی۔ لیکن چند ہی سال بعد (۱۶۴۸ء میں) قندھار ایرانیوں نے دوبارہ فتح کر لیا۔ شاہجہان نے اسے واپس لینے کے لئے کئی مہمات بھیجیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اور قندھار ہمیشہ کے لئے مغلوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

ہگلی کا محاصرہ

ہگلی کے مقام پر پرتگیزوں نے ایک تجارتی کوٹھی بنا رکھی تھی۔ لیکن یہ لوگ ہندو اور مسلمان یتیم بچوں کو پکڑ کر زبردستی عیسائی بنا لیتے تھے اور غلاموں کی تجارت بھی کرتے تھے۔ اِس پر بادشاہ نے ناراض ہو کر بنگال کے صوبے دار کو ہگلی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پرتگیزوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن انجام کار شکست کھائی۔ اُن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور اُن کی بستی تباہ کر دی گئی۔

شاہجہان کی عمارتیں

شاہجہان کا عہد مغل فنِ تعمیر کا سنہری زمانہ تھا۔ اِس بادشاہ کو عمارتیں بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اُس نے آگرہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کشمیر۔ کابل وغیرہ میں بڑی شاندار عمارتیں بنوائیں اور کئی باغات لگوائے جن پر کروڑہا روپے صرف ہوئے۔ اسی وجہ سے شاہجہان کو انجنیر بادشاہ بھی

کہتے ہیں۔ اس کی چند ایک مشہور عمارتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ روضۂ تاج محل۔ شاہجہان کی عمارتوں میں سب سے مشہور روضۂ تاج محل آگرہ ہے۔ سنگِ مرمر کا یہ روضہ شاہجہان نے اپنی چہیتی بیوی ممتاز محل کی یاد میں آگرہ کے شہر میں دریائے جمنا کے کنارے بنوایا۔ اس کے بننے میں ۲۲ سال لگے اور کوئی تین کروڑ روپیہ صرف ہوا۔ یہ روضہ دُنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ شاہجہان خود بھی اِس مقبرہ میں مدفون ہے۔
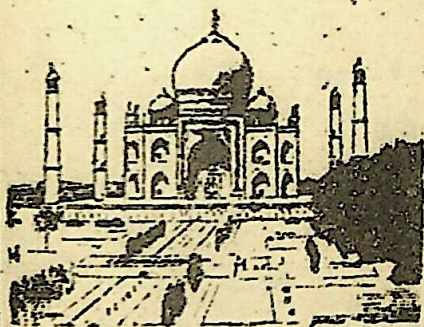
روضۂ تاج محل
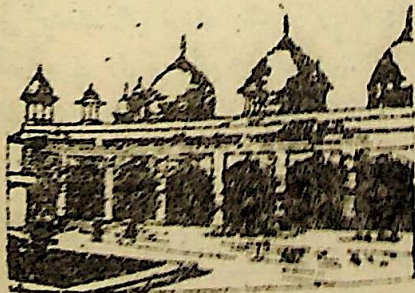
۲۔ موتی مسجد۔ موتی مسجد بھی آگرہ میں قلعہ کے اندر ہی ہوئی ہے۔ یہ سفید مرمر کی نہایت ہی خوبصورت عمارتوں میں سے ایک ہے اور اس کی چمک دمک واقعی موتی کی طرح ہے۔

موتی مسجد

۳۔ مثمن برج یا مثمن بُرج۔ آگرہ کے قلعہ میں سنگِ مرمر کا بنا ہُوا ایک نہایت خوبصورت ایوان ہے۔ شاہجہان کی موت اِسی

مثمن برج

لال قلعہ

جامع مسجد
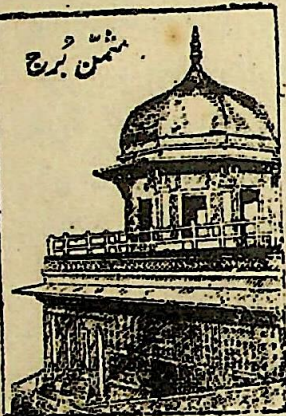
عمارت میں ہوتی تھی۔
یہاں سے تاج محل صاف
دکھائی دیتا ہے ٭

۴۔ لال قلعہ۔ لال قلعہ دہلی
میں دریائے جمنا کے
کنارے واقع ہے اور
لال پتھر کا بنا ہُوا ہے۔
اِس میں دیوانِ عام
اور دیوانِ خاص بہت
اعلےٰ بنے ہوئے ہیں۔
ہیں۔ دیوانِ خاص
تو نہایت خوبصورت
ہے اور اُس کی ایک
دیوار پر لکھا ہے:۔
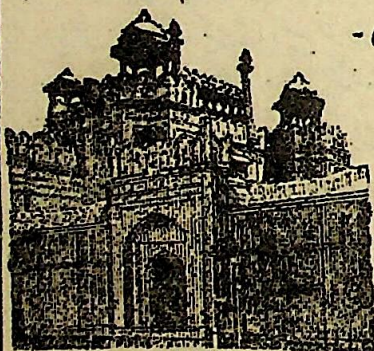
اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

۵۔ جامع مسجد۔ سُرخ پتھر
کی یہ مسجد لال قلعہ
سے تھوڑے فاصلہ
پر واقع ہے۔ اور
نہایت وسیع اور کشادہ
ہے ٭

۶۔ شاہجہان آباد۔ دہلی
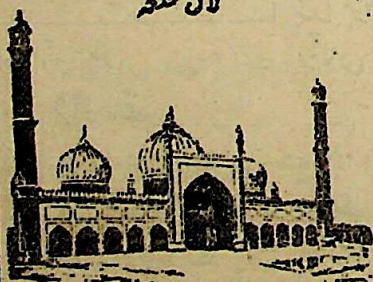
کا موجودہ شہر جو بہت عرصہ تک شاہجہان آباد کے نام سے موسوم رہا اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

۷۔ جہانگیر کا مقبرہ۔ لاہور کے نزدیک شاہدرہ میں جہانگیر کا مقبرہ بھی شاہجہان نے بنوایا تھا۔ یہ نہایت ہی خوبصورت عمارت ہے۔

۸۔ شالامار باغ۔ لاہور کا شالامار باغ بھی علی مردان خان کی زیر نگرانی شاہجہان نے ہی بنوایا تھا۔

۹۔ تختِ طاؤس۔ شاہجہان نے تخت نشین ہوتے ہی ایک نیا تخت بنوایا جسے تختِ طاؤس کہتے ہیں۔ یہ تخت سات سال میں بے بدل خاں کے زیر اہتمام مکمل ہوا اور اس پر ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس تخت پر بے شمار قیمتی پتھر اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ اسے اپنے ساتھ ایران لے گیا۔

Q. Distinguish between the characters of the sons of Shah Jahan.

سوال۔ شاہجہان کے لڑکوں کا مختصر حال لکھو۔

شاہجہان کے لڑکے

شاہجہان کے کل چودہ لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہے۔ لڑکوں کے نام دارا شجاع۔ اورنگزیب اور مراد تھے۔

۱۔ دارا۔ دارا سب سے بڑا اور چاہیتا لڑکا تھا۔ وہ پنجاب اور ملتان کا صوبے دار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آگرہ میں اپنے باپ کے پاس رہا کرتا تھا۔ وہ بڑا عالم اور آزاد خیال تھا۔ بلکہ کسی حد تک وہ ہندو مذہب کی طرف مائل تھا۔ اس

لیئے مسلمان اُمرا اور علما اُس سے ناخوش تھے۔ اس میں ایک بڑا نقص یہ تھا کہ وہ بڑا ضدی اور خودسر تھا اور کوئی بڑا جرنیل نہ تھا۔

۲۔ شجاع۔ شجاع بنگال کا صوبیدار تھا۔ شجاع تھا تو واقعی شجاع۔ لیکن شراب نوشی اور عیاشی نے اُسے ناکارہ کر دیا تھا۔ وہ شیعہ مذہب کو مانتا تھا۔ اِس لئے سُنّی اُمرا جن کی دربار میں اکثریت تھی اس سے ناخوش تھے۔

۳۔ اورنگ زیب۔ اورنگ زیب دکن کا صوبیدار تھا۔ وہ سب بھائیوں میں سے زیادہ ہوشیار اور سمجھ دار تھا۔ عیش و طرب اُس کے نزدیک نہ پھٹکتا تھا۔ وہ بڑا مستقل مزاج تھا اور دِل کا بھید کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ وہ بہادر اور کامیاب سپاہی تھا اور پکا سُنّی مسلمان تھا۔ اِس لئے وہ مسلمانوں میں بڑا ہر دِلعزیز تھا۔

۴۔ مُراد۔ مُراد سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور گجرات کا صوبیدار تھا۔ اس میں بہادری کی تو کمی نہ تھی لیکن وہ سیاسی معاملات سے بالکل بے بہرہ تھا۔ شراب اور شکار کا بھی دِلدادہ تھا۔ اور اِس قدر سادہ لوح تھا کہ جھٹ دوسروں کے کہنے میں آ جاتا تھا۔

نوٹ۔ شاہجہان کی دو بیٹیوں کے نام جہاں آرا اور روشن آرا تھے۔ جہاں آرا دارا کی اور روشن آرا اورنگ زیب کی طرفدار تھی۔

Q. Describe the war of succession among the sons of Shah Jahan. Also give reasons for Aurangzeb's success in the struggle.

(Important)

(P. U. 1951, 57, 61)

سوال۔ شاہجہان کے بیٹوں میں جنگِ تخت نشینی کا مختصر حال لکھو اور بتاؤ کہ اِس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کی کیا وجوہات تھیں ؟

تخت نشینی کے لئے جنگ

سنہ ۱۶۵۷ء میں شاہجہان آگرہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ دارا اس وقت اپنے باپ کے پاس ہی تھا اور اپنے باپ کے نام پر سلطنت کے تمام اُمور سرانجام دیتا تھا۔ شجاع بنگال میں۔ اورنگ زیب دکن میں اور مُراد گجرات میں صوبیدار تھا۔ اِن سب بھائیوں کو اِنتظامِ سلطنت اور فوجی مہمات کا کافی تجربہ تھا۔ دارا نے کوشش کی کہ کسی طرح باپ کی بیماری کی خبر دُوسرے شہزادوں تک پہنچنے نہ پائے۔ لیکن یہ خبر نہ چھپ سکی۔ اور جاسُوسوں کی معرفت ہر ایک شہزادہ کو باپ کی بیماری کا پتہ لگ گیا اور ہر ایک نے تخت حاصل کرنے کی کوشش کی ۔

سب سے پہلے شُجاع حاکمِ بنگال نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔ اپنے نام کے سِکے جاری کئے۔ اور ایک زبردست لشکر لے کر آگرہ کی طرف بڑھا۔ لیکن دارا کے لڑکے سُلیمان شکوہ اور راجہ جے سنگھ نے اسے بنارس کے قریب بہادرپُور کے مقام پر شکست دی اور شجاع واپس بنگال بھاگ گیا ۔

اورنگ زیب بڑا ہوشیار تھا۔ اُس نے مُراد کو اپنی طرف گانٹھ لیا اور دونوں میں سلطنت کی تقسیم کے بارے میں ایک عہدنامہ ہوا جس سے فیصلہ ہوا کہ پنجاب۔ کابل۔ کشمیر اور سندھ کے عِلاقے مُراد کو ملیں گے اور باقی مُلک کا مالک اورنگ زیب ہو گا اور وُہ ہی شہنشاہِ ہند ہوگا۔ اِس کے بعد دونوں بھائیوں کی متحدہ فوجیں آگرہ

کی طرف روانہ ہوئیں۔ دارا نے راجہ جسونت سنگھ راٹھور کو اُن کے مقابلہ میں روانہ کیا لیکن اُسے اُوجین کے قریب دھرمت کے مقام پر شکست ہوئی اور وُہ جودھ پور کو بھاگ گیا۔

فاتح لشکر کوچ کرتا ہوا آگرہ کے پاس پہنچ گیا۔ شاہجہان نے جو شفایاب ہو چکا تھا خود میدانِ جنگ میں جانا چاہا لیکن دارا نے اِس بات کو نہ مانا اور نہ اپنے بیٹے کی واپسی کا اِنتظار ہی کیا۔ اب دارا بذاتِ خود ایک زبردست فوج کے ساتھ مقابلہ میں آیا۔ ۲۹ رمئی ۱۶۵۸ء کو ساموگڑھ کے مقام پر اِس جنگ کی فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ دارا نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن عین فتح کے وقت اس کا ہاتھی بُری طرح زخمی ہو گیا اور اُسے ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہونے کی صلاح دی گئی۔ اُس کے اِس فعل نے جنگ کا فیصلہ کر دیا۔ جب اُس کی فوج نے ہودے کو خالی پایا تو خیال کیا کہ یا تو دارا مارا گیا ہے یا بھاگ گیا ہے۔ اِس لئے اس کی فوج بے حوصلہ ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلی اور دارا کو بھی بھاگنا پڑا۔ اِس کے بعد اورنگ زیب نے فوراً آگرہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کو باقی عمر کے لئے نظر بند کر دیا۔

بھائیوں کا خاتمہ۔ اِس کے بعد اورنگ زیب نے متھرا کے مقام پر مُراد کی دعوت کی اور اُسے خوب شراب پلائی۔ جب وُہ مدہوش ہو گیا تو اسے قید کر کے گوالیار بھیج دیا اور وہیں وُہ مار ڈالا گیا۔

اِس دَوران میں شجاع نے ایک دفعہ پھر قسمت آزمائی کی۔ لیکن اورنگ زیب نے اُسے الہ آباد کے نزدیک کھجوا کے مقام پر شکست دی اور اورنگ زیب کے جرنیل میر جُملہ نے اُس کا

تعاقب کرکے اُسے اراکان سے پار بھگا دیا۔ اِس کے بعد اُس کا کچھ پتہ نہ چلا ؂

اُدھر مفرور دارا کا تعاقب بڑی سرگرمی سے جاری تھا۔ آخر داور واقع سندھ کے حاکم ملک جیون نے جس کے ہاں وُہ پناہ گزین تھا اُس کے ساتھ غدّاری کی اور اُسے اورنگ زیب کے حوالے کر دیا۔ دارا کو پھٹے پُرانے کپڑے پہنا کر اور ایک خارش ہاتھی پر سوار کرکے شہر دہلی میں پھرایا گیا اور پھر اُسے کافر قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اِس طرح اورنگ نے اپنے باپ کا تخت حاصل کر لیا ؂

اورنگ زیب کی کامیابی کی وجوہات

اِس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں :-

۱- اورنگ زیب کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ شاہجہان کی غلطی تھی۔ وُہ سامُوگڑھ کی لڑائی سے پہلے شفایاب ہو چکا تھا۔ اگر وُہ اُس وقت میدانِ جنگ میں آ جاتا تو غالباً جنگ وہیں ختم ہو جاتی ؂

۲- اورنگ زیب بڑا قابل اور نبرد آزما جرنیل تھا۔ وُہ فنونِ جنگ میں ماہر تھا اور کبھی حوصلہ نہ ہارتا تھا۔ اُس کی فوج منظّم اور وفادار تھی۔ اِس کے برعکس دارا خُود کوئی بڑا جرنیل نہ تھا اور اُس کے جرنیل بھی بے وفا تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہونے کی صلاح دینا بھی غدّاری کی چال تھی ؂

۳- اورنگ زیب پکّا سُنّی مسلمان تھا۔ اِس لئے دربار کی سُنّی پارٹی جو اُس وقت برسرِ اقتدار تھی اُس کی طرفدار تھی۔ اِس کے

برعکس دارا کہ یہ لوگ کافر کہتے تھے اور اُس کے خلاف تھے ؂
۴۔ اورنگ زیب نے اپنے بھائی مُراد کو اپنا آلۂ کار بنایا اور بعد میں اس کی فوج کو بھی رشوتیں اور لالچ دے کر اپنی طرف گانٹھ لیا ؂

☞ **Q.** Give a brief account of the reign of Aurangzeb with special reference to his Deccan campaigns.
(Important) (P. U. 1942, 49)

سوال۔ اورنگ زیب کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات اور خاصکر اس کی مہماتِ دکن کا مختصر حال بیان کرو ؂

عہد کے دو حصے

اورنگ زیب خاندان مُغلیہ کا آخری بڑا بادشاہ تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عُمر ۴۰ سال تھی۔ اُس نے ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء تک کوئی ۵۰ سال حکومت کی۔ اُس کے عہد کو قریباً پچیس پچیس سال کے دو برابر حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

اوّل ۔ ۱۶۵۸ء سے ۱۶۸۱ء۔ یہ سارا عرصہ شمالی ہند میں گذرا اور بادشاہ نے دکن کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی ؂

دوم ۔ ۱۶۸۲ء سے ۱۷۰۷ء۔ یہ عرصہ دکن کی مہمات میں یعنی بیجاپور اور گولکنڈہ کی شیعہ ریاستوں اور مرہٹوں کے خلاف لڑنے

تعاقب کر کے اُسے اراکان سے پار بھگا دیا۔ اِس کے بعد اُس کا کچھ پتہ نہ چلا ؎

اُدھر مفرور دارا کا تعاقب بڑی سرگرمی سے جاری تھا۔ آخر داور واقع سندھ کے حاکم ملک جیون نے جس کے ہاں وُہ پناہ گزین تھا اُس کے ساتھ غداری کی اور اُسے اورنگ زیب کے حوالے کر دیا۔ دارا کو پھٹے پُرانے کپڑے پہنا کر اور ایک مریل ہاتھی پر سوار کر کے شہر دہلی میں پھرایا گیا اور پھر اُسے کافر قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اِس طرح اورنگ نے اپنے باپ کا تخت حاصل کیا ؎

اورنگ زیب کی کامیابی کی وجوہات

اِس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں :-

۱- اورنگ زیب کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ شاہجہان کی غلطی تھی۔ وُہ سامُوگڑھ کی لڑائی سے پہلے شفایاب ہو چکا تھا۔ اگر وُہ اُس وقت میدانِ جنگ میں آ جاتا تو غالباً جنگ وہیں ختم ہو جاتی ؎

۲- اورنگ زیب بڑا قابل اور نبرد آزما جرنیل تھا۔ وُہ فنونِ جنگ میں ماہر تھا اور کبھی حوصلہ نہ ہارتا تھا۔ اس کی فوج منظم اور وفادار تھی۔ اِس کے برعکس دارا خود کوئی بڑا جرنیل نہ تھا اور اس کے جرنیل بھی بے وفا تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہونے کی صلاح دینا بھی غداری کی چال تھی ؎

۳- اورنگ زیب پکا سُنّی مسلمان تھا۔ اِس لئے دربار کی سُنّی پارٹی جو اُس وقت برسرِ اقتدار تھی اس کی طرفدار تھی۔ اِس کے

برعکس دارا کہ یہ لوگ کافر ملحتے تھے اور اُس کے خلاف تھے ؂
۴ - اورنگ زیب نے اپنے بھائی مُراد کو اپنا آلۂ کار بنایا اور بعد میں اس کی فوج کو بھی رشوتیں اور لالچ دے کر اپنی طرف گانٹھ لیا ؂

اورنگ زیب عالمگیر

۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء

☞ **Q.** Give a brief account of the reign of Aurangzeb with special reference to his Deccan campaigns.
(Important) (P. U. 1942, 49)

سوال - اورنگ زیب کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات اور خاصکر اس کی مہمات دکن کا مختصر حال بیان کرو ؂

عہد کے دو حصے

اورنگ زیب خاندان مُغلیہ کا آخری بڑا بادشاہ تھا - تخت نشینی کے وقت اُس کی عمر ۴۰ سال تھی - اُس نے ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء تک کوئی ۵۰ سال حکومت کی - اُس کے عہد کو قریباً پچیس پچیس سال کے دو برابر حصّوں میں تقسیم کِیا جا سکتا ہے :-
اوّل ۱۶۵۸ء سے ۱۶۸۱ء - یہ سارا عرصہ شمالی ہند میں گُذرا اور بادشاہ نے دکن کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی ؂
دوم ۱۶۸۲ء سے ۱۷۰۷ء - یہ عرصہ دکن کی مہمات میں یعنی بیجاپور اور گولکنڈہ کی شیعہ ریاستوں اور مرہٹوں کے خلاف لڑنے

میں گذرا ۔

شمالی ہند میں واقعات

۱- آسام پر چڑھائی ۱۶۶۲ء

اورنگ زیب نے تخت نشین ہونے کے بعد میر جملہ کو بنگال کا صوبہ دار مقرر کر دیا تھا۔ اُس نے ۱۶۶۲ء میں آسام پر چڑھائی کی کیونکہ وہاں کے راجہ نے تھوڑے سے مغلیہ علاقے پر قبضہ کر لیا تھا لیکن علاقہ دشوار گذار ہونے اور موسمی بخار کی وجہ سے میر جملہ کو کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔

اورنگ زیب

اور واپسی پر وہ (ڈھاکہ کے مقام پر) فوت ہو گیا۔

۲- اراکان کی فتح ۱۶۶۶ء

میر جملہ کی وفات پر اورنگ زیب کا ماموں شائستہ خاں بنگال کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔ اس نے اراکان پر چڑھائی کی کیونکہ وہاں کے بحری ڈاکو مغلیہ علاقے میں لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ اراکان کے راجہ کو شکست ہوئی اور چٹاگانگ جو ان بحری ڈاکوؤں کا اڈہ تھا مغلیہ علاقے میں شامل کر لیا گیا۔

۳- شیواجی سے جنگ ۱۶۶۳-۸۰ء

مرہٹہ سردار شیوا جی نے مغلیہ علاقے پر ہاتھ مارنا شروع کیا۔ شائستہ خاں کو (جو اس وقت دکن کا صوبیدار تھا) ۱۶۶۳ء میں اس کے خلاف بھیجا گیا۔ لیکن شیوا جی نے پونا کے مقام پر شبخون مار کر اُسے شکست

دی۔ اِس کے بعد شہزادہ معظم اور راجہ جے سنگھ کو اُس کے خلاف روانہ کیا گیا۔ شیواجی نے چند شرطوں پر اطاعت قبول کر لی اور آگرہ میں حاضر ہؤا۔ وہاں اسے نظر بند کر لیا گیا۔ مگر وُہ بڑی چالاکی سے فرار ہو کر دکن پہنچ گیا۔ آخر فریقین میں صلح ہو گئی ٭

۴۔ جاٹوں کی بغاوت ۱۶۶۹ء۔ متھرا کے گرد و نواح میں کئی جاٹ لوگ آباد تھے۔ یہ لوگ اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے ناراض ہو گئے۔ انہوں نے ۱۶۶۹ء میں بغاوت کر دی۔ یہ بغاوت تو دبا دی گئی لیکن اورنگ زیب کے سارے عہد میں یہ جاٹ لوگ مغلوں کو تنگ کرتے رہے۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد یہ لوگ اور بھی طاقتور ہو گئے اور مغلیہ سلطنت کے لئے نقصان دہ ثابت ہُوئے ٭

۵۔ ست نامیوں کی بغاوت ۱۶۷۲ء۔ ست نامی ہندو سادھوؤں کا ایک فرقہ تھا۔ یہ لوگ دہلی کے نزدیک نارنول میں رہا کرتے تھے اور ان کی تعداد چار پانچ ہزار کے قریب تھی۔ یہ لوگ معمولی کھیتی باڑی اور تجارت بھی کرتے تھے۔ ۱۶۷۲ء میں انہوں نے بغاوت کر دی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایک سرکاری پیادے نے اُن سے بُرا سلوک کیا تھا۔ اورنگ زیب نے ان کے خلاف فوج بھیجی۔ ست نامی بڑی بہادری سے لڑے اور شروع میں کچھ کامیابی بھی حاصل کی لیکن انجام کار شکست کھائی اور یہ بغاوت فرو ہو گئی۔ سارے ست نامی مارے گئے ٭

۶۔ راجپوتوں سے جنگ ۸۱-۱۶۷۹ء۔ مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور

والئے مارواڑ (جودھ پور) جو اورنگ زیب کی طرف سے کابل کا صوبہ دار تھا ۱۶۷۸ء میں مر گیا اور اس کی رانیاں اور بچے جودھ پور کو روانہ ہو آئے۔ اورنگ زیب نے اس کے لڑکے اجیت سنگھ پر کچھ شرطیں عاید کرنے کے لئے اس کو دہلی میں روکنا چاہا لیکن بہادر راجپوت سردار دُرگا داس راٹھور اس کو بچا کر لے گیا۔ بادشاہ کی اِس حرکت پر راجپوت بہت بھڑک اُٹھے۔ اُدھر ۱۶۷۹ء میں جزیہ دوبارہ لگا دیا گیا۔ اِس سے وُہ اور بھی مشتعل ہو گئے اور جنگ شروع ہو گئی۔ مارواڑ اور میواڑ آپس میں مل گئے۔ دونوں طرفوں کا کافی نقصان ہوا۔ کئی مندر مسمار کروا دئے گئے لیکن راجپوت خوب ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ آخر اورنگ زیب نے اپنے لڑکے اکبر کو راجپوتوں کے خلاف بھیجا لیکن وہ راجپوتوں سے مل گیا۔ اِس پر بادشاہ نے ایک خط لکھ کر راجپوتوں کے دِلوں میں اِس کے متعلق شک پیدا کر دِیا اور اکبر کو فرار ہونا پڑا۔ وُہ ایران چلا گیا جہاں وہ کئی سال بعد مر گیا۔ آخر ۱۶۸۱ء میں راجپوتوں سے صلح ہو گئی مگر اس جنگ کا نتیجہ سلطنت کے لئے بہت بُرا ہُوا۔ کیونکہ ایک تو روپیہ بہت خرچ ہو گیا اور دُوسرے راجپوت ہمیشہ کے لئے سلطنت مغلیہ کے دُشمن بن گئے اور راجپوتوں اور مغلوں کا وُہ باہمی اِتحاد جو اکبر کے زمانہ سے چلا آتا تھا اور جس پر مُغلیہ سلطنت قائم ہُوئی تھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اب اورنگ زیب کو دکن کی لڑائیاں راجپوتوں کی مدد کے بغیر لڑنی پڑیں۔

مہمّاتِ دکن

۱۶۸۲ء سے ۱۷۰۷ء

راجپوتوں سے صُلح کر لینے کے بعد

اورنگ زیب سنہ ۱۶۸۱ء میں ایک بھاری فوج کے ساتھ دکن چلا گیا اور اپنی عمر کے بقایا ۲۶ سال وہ وہیں رہا اور سنہ ۱۷۰۷ء میں اس نے وفات پائی۔ اُسے واپس دہلی آنا نصیب ہی نہ ہوا۔ دکن جانے میں اس کے دو مدعا تھے۔ ایک تو وہ بیجا پور اور گول کنڈہ کی ریاستوں کو فتح کرنا چاہتا تھا اور دوسرے وہ مرہٹوں کو کچلنا چاہتا تھا ؞

۱۔ بیجا پور اور گولکنڈہ کی فتح۔ اورنگ زیب کی ان ریاستوں پر چڑھائی کرنے کی کئی وجوہات تھیں۔ اوّل تو وہ اپنی سلطنت کو دکن میں بڑھانا چاہتا تھا۔ دوسرے یہ ریاستیں مرہٹوں کی مدد کرتی رہتی تھیں۔ تیسرے اُن کے حکمران شیعہ تھے۔ اور اورنگ زیب پکا سُنی تھا۔ چنانچہ وہ ان کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا ؞

اورنگ زیب نے پہلے شہزادہ اعظم کو بیجا پور کے خلاف روانہ کیا مگر اُسے کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ اِس لئے بادشاہ خود وہاں گیا اور کوئی ایک سال کے محاصرہ کے بعد سنہ ۱۶۸۶ء میں بیجا پور کے سلطان سکندر کو پنشن دے دی گئی ؞

سنہ ۱۶۸۷ء میں گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ یہاں کا بادشاہ ابوالحسن بڑا عیش پرست اور نازک مزاج تھا۔ لیکن جب اُسے لڑنا پڑا تو اس نے کمال بہادری سے مغلیہ فوجوں کا مقابلہ کیا اور اُنہیں بہت نقصان پہنچایا۔ جب اورنگزیب کو یہاں کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو اورنگ زیب نے قلعہ دار کو رشوت دے کر اپنی طرف گانٹھ لیا اور اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن ابوالحسن کے ایک وفادار جرنیل

عبدالرزاق نے بہادروں کی طرح مقابلہ کیا۔ آخر زخموں سے گھائل ہو کر وُہ گر پڑا اور مغلوں کے ہاتھ آ گیا۔ گولکنڈہ مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور ابوالحسن کی پنشن مقرر کر دی گئی۔ دکن کی اِن ریاستوں کے فتح ہو جانے سے مرہٹوں کی طاقت بہت بڑھ گئی اور وُہ کھلم کھلا لُوٹ مار کرنے لگے ⁂

۲۔ مرہٹوں سے جنگ۔ بیجا پور اور گولکنڈہ کی فتح کے بعد صِرف ایک مرہٹوں کی سلطنت ہی باقی تھی جو اورنگ زیب کے تمام ہندوستان کا مالک بننے کے راستہ میں رکاوٹ تھی۔ چُنانچہ اب اورنگ زیب مرہٹوں کی طرف متوجّہ ہوا اور بیس سال ان سے مصرُوفِ جنگ رہا لیکن مرہٹوں کے انوکھا طریقۂ جنگ نے اس کی پیش نہ جانے دی ⁂

شیواجی اس وقت مر چکا تھا اور اس کا بیٹا سمبھاجی راجہ تھا۔ وہ بڑا عیاش اور نا قابل تھا۔ اُس نے کچھ دیر تو فوجوں کا مقابلہ کیا لیکن ۱۶۸۹ء میں سمبھاجی مُغلوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قتل ہوا اور اس کا بیٹا ساہو قید ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اورنگ زیب اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن درحقیقت یہ اس کے خاتمہ کا آغاز تھا۔ مرہٹے سمبھاجی کے بھائی راجہ رام کے ماتحت مُغلوں کا خوب مُقابلہ کرتے رہے اور اس کی وفات (۱۷۰۰ء) پر اس کی بیوہ تارا بائی کے زیرِ اہتمام جنگ جاری رہی۔ مرہٹوں کا طریقہ بڑا انوکھا تھا۔ وُہ کھلے میدان میں تو لڑتے ہی نہ تھے۔ وہ تو پہاڑوں میں چھپے رہتے تھے اور موقع پا کر دُشمن پر حملے کرتے اور اس کے سامانِ رسد کو لُوٹ لیتے تھے۔ اُن کے اِس طریقہ کو گوریلا جنگ کہتے تھے۔ اِس کے برعکس مُغل فوج بڑی کمزور اور آرام طلب

ہوگئی ہوئی تھی اور اس میں فوجی ضبط کا نام و نشان نہ تھا۔ آخر اورنگ زیب نا اُمید ہو کر واپس روانہ ہو پڑا۔ لیکن ۱۷۰۷ء میں احمد نگر کے مقام پر ہی وفات پا گیا۔ مرہٹوں کے انوکھے طریقۂ جنگ اور مغلیہ فوجوں کی کمزوری اور آرام طلبی نے اورنگ زیب کو مرہٹوں کے خلاف کامیاب نہ ہونے دیا۔

مہمات دکن کے نتائج مغلیہ سلطنت کے حق میں نقصاندہ ثابت ہوئے۔ مسلسل مہمات سے فوج کمزور اور سلطنت کی مالی حالت خستہ ہوگئی۔ شمالی ہند میں اورنگ زیب کی غیر حاضری کی وجہ سے سکھوں اور جاٹوں نے سر اُٹھانا شروع کیا اور صوبوں کے گورنر لاپرواہ ہو گئے۔ انتظام سلطنت ڈھیلا پڑ گیا جس سے مغلیہ سلطنت کا زوال قریب تر آ گیا۔

Q. Briefly describe Aurangzeb's character and religious policy.
(P. U. 1938, 41)

سوال۔ اورنگ زیب کے کیریکٹر اور مذہبی پالیسی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

اورنگ زیب کا کیریکٹر

اورنگ زیب کے کیریکٹر میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ وہ پکا سُنّی مسلمان اور شریعت کا پورا پابند تھا۔ اُس کی زندگی سادگی کا اعلےٰ نمونہ تھی۔ وہ اپنے اخراجات کے لئے خزانہ سے ایک پائی تک خرچ کرنا گناہ سمجھتا تھا اور ٹوپیاں بنا کر اور قرآن شریف کی کتابت کر کے گذر اوقات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی تجہیز و تکفین کے اخراجات بھی اُس کی اپنی کمائی میں سے پورے کئے گئے تھے۔ اُسے گانے بجانے سے سخت نفرت تھی۔

سلطنتِ اورنگ زیب

دریائے برہم پتر

راجپوت

گولکنڈہ

بحیرۂ عرب

خلیج بنگال
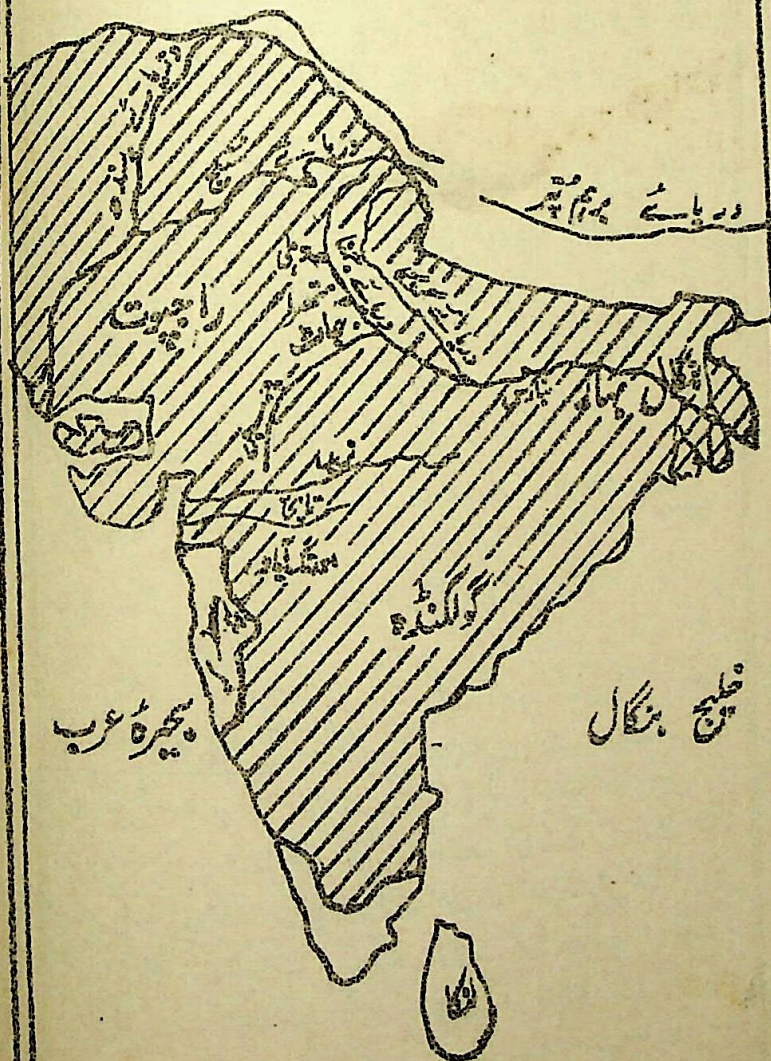
وُہ ایک فرض شناس حکمران اور تجربہ کار جرنیل تھا لیکن وہ بڑا شکی مزاج واقع ہُوا تھا۔ یہاں تک کہ وُہ اپنے بیٹوں کا بھی اعتبار نہ کرتا تھا۔ اِس کے عِلاوہ اُس نے مذہبی تنگدلی کی وجہ سے ہندوؤں اور راجپوتوں کو اپنا دُشمن بنا لیا تھا۔

مذہبی پالیسی

اورنگ زیب پکا سُنّی مُسلمان تھا اور اُسے مذہب اِسلام سے بے حد عقیدت تھی۔ وُہ اپنی زِندگی قرآنی احکام کے مُطابق بسر کرتا تھا۔ اس کا سلوک ہندُو رعایا سے اچھا نہ تھا۔ کئی مقامات پر ہندوؤں کے مندروں کو گِروا دِیا گیا۔ ان کے لئے سرکاری ملازمت کے دروازے بند کروا دئے گئے اور انہیں پالکی میں یا عربی گھوڑے پر سوار ہونے کی بھی مُمانعت کر دی گئی۔ ۱۶۷۹ء میں ہندوؤں پر جزیہ لگا دِیا گیا جو کہ ۱۵۶۴ء میں اکبر نے منسُوخ کر دیا تھا۔ اورنگزیب شیعہ مذہب کا بھی مخالف تھا۔ دکن کی اسلامی ریاستوں کا خاتمہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہی تھی کہ ان کے فرماں روا شیعہ تھے اور اُن کے وزیر ہندو تھے۔

اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سلطنت کے لئے بڑی نُقصاندہ ثابت ہوئی۔

Q. What were the causes of Aurangzeb's failure as a king?

سوال۔ اورنگ زیب کے بطور بادشاہ ناکامیاب ہونے کی کیا وجُوہات تھیں؟

اورنگزیب کی ناکامیابی کی وجُوہات

ظاہرا طور پر اورنگزیب ایک نہایت کامیاب

بادشاہ تھا۔ شمالی ہند میں اُسے ہر معرکہ میں کامیابی ہوئی۔ اُس نے دکن میں بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو بھی فتح کیا اور اگرچہ وُہ مرہٹوں کو ہرا نہ سکا مگر مرہٹے بھی اُس کے خلاف کوئی نمایاں کامیابی نہ حاصل کر سکے۔ اُس کی سلطنت ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھی اور اِس قدر وسیع تھی کہ اِس سے پہلے کسی بادشاہ کی بھی سلطنت اِتنی بڑی نہ تھی۔ ہندوستان میں کوئی ایسی طاقت باقی نہ تھی جو مُغلیہ سلطنت کا مُقابلہ کر سکتی لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ اورنگ زیب بحیثیت بادشاہ کے ناکامیاب ثابت ہُوا اور اُس کے عہد میں ہی مُغلیہ سلطنت کے زوال کی اِبتدا ہو گئی۔ اُس کی ناکامی کی وجُوہات مندرجہ ذیل تھیں :-

۱۔ مذہبی پالیسی۔ اورنگ زیب پکّا سُنّی مُسلمان تھا۔ اُس نے ہندوؤں کو ملازمتوں سے برطرف کر دِیا۔ اُن کے مندر گِروا دِئے اور ان پر جزیہ عاید کر دِیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ ہندوؤں کی ہمدردی اورنگ زیب کے دُشمنوں یعنی مرہٹوں اور سِکھوں کے ساتھ ہو گئی۔ اس کے علاوہ بہادر راجپُوت جو اکبر کے زمانہ سے لے کر مغلیہ سلطنت کے سچّے ہمدرد اور بہی خواہ بنے آئے تھے مغلیہ خاندان کے جانی دُشمن بن گئے اور اورنگزیب کو دکن کی لڑائیاں ان کی مدد کے بغیر ہی لڑنی پڑیں ۔

۲۔ بیجاپور اور گولکنڈہ کی فتح۔ اورنگ زیب نے اِن ریاستوں کو فتح کر کے ایک سخت سیاسی غلطی کی۔ اِس سے مرہٹوں کے ہاتھ مضبوط ہو گئے۔ اس کے علاوہ اِن ریاستوں کے فتح ہو جانے سے اورنگ زیب کی سلطنت اِتنی وسیع ہو گئی کہ اِسے قابُو میں رکھنا مشکل ہو گیا ۔

۳۔ مُہماتِ دکن۔ دکن کی مسلسل ۲۵ سال کی لڑائیوں نے نہ صرف خزانہ ہی خالی کر دیا بلکہ فوج کو بھی کمزور کر دیا۔ اِنتظامِ حکومت بھی درہم برہم ہو گیا۔ اِس عرصہ میں سِکھوں کو اپنی طاقت بڑھانے کا موقعہ مِل گیا۔ اُدھر جاٹ کھُلم کھُلا بغاوت پر اُتر آئے۔

۴۔ شکّی مزاجی۔ اورنگ زیب اِنتہا درجے کا شکّی مزاج تھا۔ اُسے اپنے بیٹوں پر بھی اعتبار نہ تھا۔ اِس کا اثر یہ ہوا کہ وفادار کارکُن بھی دِل چھوڑ بیٹھے اور صِدق دِل سے کوئی بھی اس کی خدمت سر انجام نہ دے سکا۔ نظامِ حکومت کھوکھلا ہو گیا۔ اِس کے عِلاوہ اُس کی شکّی مزاجی کی وجہ سے اس کے بیٹے بھی اِنتظامی قابلیّت حاصل کرنے سے محرُوم رہے اور وُہ کمزور جانشین ثابت ہوئے۔

Q. - Write short notes on :—

Ali Mardan Khan, Mir Jumla, Shaista Khan, Jazia.

سوال۔ علی مردان خاں، میر جُملہ، شائستہ خاں اور جزیہ پر نوٹ لِکھو۔

علی مَردان خاں علی مردان خاں شاہجہان کے زمانہ میں اِیران کے بادشاہ کی طرف سے قندھار کا صُوبیدار تھا۔ چُونکہ وُہ اپنے آقا شاہ اِیران سے ناراض تھا۔ اِس لئے اُس نے کچھ رِشوت لے کر قندھار شاہجہان کے حوالے کر دِیا اور خُود بھی اس کی ملازمت میں داخِل ہو گیا۔ شاہجہان نے اُسے اعلےٰ مرتبے پر فائز کیا اور وُہ کشمیر اور کابل کا صُوبیدار بھی رہا۔ وُہ ایک لائق انجنیئر بھی تھا۔ لاہور کا مشہور شالامار باغ

اور مہر جمنا اسی نے تیار کرائے تھے ۔

میر جملہ میر جملہ ایران میں جواہرات کا ایک مشہور سوداگر تھا۔ وہ تجارت کے سلسلہ میں گولکنڈہ آیا تھا۔ مگر بعد میں اُس نے شاہجہان کی ملازمت اختیار کر لی۔ تخت نشینی کی جنگ میں اس نے اورنگ زیب کی بڑی مدد کی اور شجاع کو شکست دے کر اراکان سے پار بھگا دیا۔ اس کے بعد اورنگزیب نے اُسے بنگال کا صوبیدار مقرر کیا۔ ۱۶۶۳ء میں میر جملہ نے آسام پر فوج کشی کی مگر واپسی پر خرابیٔ صحت کی وجہ سے ڈھاکہ میں انتقال کر گیا ۔

شائستہ خاں شائستہ خاں اورنگ زیب کا ماموں تھا۔ وہ کچھ عرصہ کے لئے دکن کا وائسرائے رہا۔ اورنگ زیب نے ۱۶۶۳ء میں اسے شیواجی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا لیکن وہ ناکامیاب رہا۔ اس کے بعد اُسے بنگال کا صوبیدار بنا کر بھیجا گیا جہاں اس نے کوئی ۳۰ سال تک بڑی قابلیت سے حکومت کی۔ اس نے چٹاگانگ سے بحری ڈاکوؤں کو مار بھگایا۔ اور اراکان کے بادشاہ کو شکست دی۔ ۱۶۹۴ء میں اس نے وفات پائی۔

جزیہ جزیہ ایک قسم کا ٹیکس تھا جو مسلمان بادشاہ ہندو رعایا سے وصول کیا کرتے۔ اِسے ہندوستان میں سندھ کے فاتح محمد بن قاسم نے رائج کیا تھا۔ شروع شروع میں مسلمان بادشاہوں نے برہمنوں پر جزیہ نہیں لگایا تھا۔ مگر فیروز تغلق نے برہمنوں پر بھی جزیہ عاید کر دیا۔ اکبر نے ۱۵۶۴ء میں جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ لیکن اورنگ زیب نے ۱۶۷۹ء میں پھر لگا دیا۔ اِس جزیہ سے بچنے کے لئے کئی ہندو مسلمان بن گئے۔ محمد شاہ نے اِسے ۱۷۲۰ء

میں ہٹا دیا ۔

شیواجی

Q. What do you know about the Marathas and their country ?

سوال۔ تم مرہٹوں اور اُن کے مُلک کی بابت کیا جانتے ہو ؟

مرہٹے

مرہٹے مُلک مہاراشٹر کے باشندے ہیں۔ یہ مُلک مغربی گھاٹ کے مشرق میں واقع ہے اور اس میں دکن کا شمال مغربی حصہ یعنی پُونا کے گرد و نواح کا علاقہ شامل ہے۔ اِس مُلک کا زیادہ حصہ پہاڑوں اور جنگلوں سے پٹا پڑا ہے۔ زمین ناہموار اور راستے نہایت پیچیدہ ہیں۔ مُلک کے ان طبعی حالات نے مرہٹوں کو بہادر۔ جنگ جُو اور سادہ طبیعت بنانے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اِس مُلک کے پہاڑی قلعے مرہٹوں کے لئے بڑے فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں۔ اِنھی قلعوں کی مدد سے مرہٹے اپنے دُشمنوں کو ہرانے میں کامیاب ہوئے۔ لڑائی کے وقت مرہٹے اِنھی قلعوں میں چھُپ جاتے تھے اور موقعہ پا کر دُشمن کی فوج پر چھاپہ مارتے رہتے تھے ۔

مرہٹے پست قد مضبوط اور جفاکش تھے۔ مُدّت دراز تک یہ لوگ دکن کے مسلمان سلطانوں کے فرمانبردار اور باجگذار رہے اور ان کی فوجوں میں بھرتی ہو کر جنگوں میں حصّہ لیتے رہے لیکن اس زمانہ کی مذہبی تحریکوں نے اُن کے اندر اپنے مذہب۔ قوم اور مُلک کے لئے ایک خاص اُنس پیدا کر دی۔ آخر شیواجی نے ان مرہٹوں کو اسلامی حکومت سے آزاد کرا کر ایک زبردست اور متحدہ قوم بنا دیا ؎

☞Q. Give a brief account of the career and character of Sivaji and write a note on his administration. (P. U. 1950, 56, 58) (Important)

سوال۔ شیوا جی کی زندگی اور چال چلن کا مختصر حال بیان کرو اور اس کے انتظامِ سلطنت پر ایک نوٹ لکھو ؎

شیواجی شیوا جی کا جنم (۱۰ اپریل) ۱۶۲۷ء میں قلعہ شونیر میں ہؤا۔ یہ قلعہ پُونا سے قریباً ۵۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ شیوا جی کا باپ شاہ جی بھونسلا بیجاپور کی ریاست میں ایک اعلےٰ فوجی عہدے پر ممتاز تھا اور پُونا کا علاقہ اُسے بطور جاگیر مِلا ہؤا تھا۔ اس کے علاوہ کرناٹک میں بھی اس کی ایک جاگیر تھی۔ شیوا جی کی ماں جیجا بائی ایک بڑی نیک۔ پارسا اور زیرک عورت تھی ؎
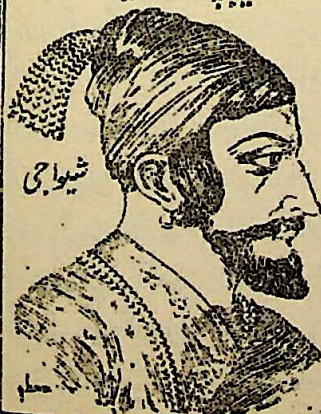
شیواجی

شیواجی کی پرورش پُونا میں

زیادہ تر اپنی ماں کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ اِس عورت نے قدیم ہندو بہادروں کی کہانیاں سُنا سُنا کر شیواجی کے دِل میں مذہب اور قوم کی حفاظت کا خیال کُوٹ کُوٹ کر بھر دِیا۔ جب شیواجی کچھ بڑا ہوا تو دادا جی کانڈ دیو جو ایک لائق اور سمجھ دار برہمن تھا اور پُونا میں شاہ جی کی جاگیر کا منتظم تھا اس کا اتالیق بنا۔ اُس نے شیواجی کو فنونِ جنگ اور اِنتظام حکومت میں طاق کر دِیا اور مہاراشٹر کے مذہبی راہنماؤں کی تعلیم اور خاص کر سوامی رامداس کے میل جول نے جسے شیواجی نے اپنا رُوحانی گورو بنا لیا تھا اُس کے دِل میں ہندو مذہب کے لئے بے حد عقیدت پیدا کر دی۔ اِن سب باتوں کا یہ اثر ہوا کہ شیواجی نے مرہٹہ قوم کو متحِد کرنے اور اپنے مُلک کو مسلمان حکمرانوں سے آزاد کرانے کا تہیّہ کر لیا۔

اِبتدائی فتوحات
سنہ ۱۶۴۶ء سے سنہ ۱۶۴۸ء

اوائل عمر میں ہی شیواجی نے پُونا کے نواحی عِلاقے کے چپّہ چپّہ سے واقفیت حاصل کر لی اور اپنی مدد کے لئے پہاڑی لوگوں کی ایک جماعت ساتھ مِلا لی۔ سنہ ۱۶۴۶ء میں جبکہ اُس کی عمر ۱۹ برس کی تھی شیواجی نے ریاست بیجاپُور کے ایک قلعہ تورنا پر جو پُونا سے ۲۰ میل جنوب مغرب کو ہے قبضہ کر لیا اور تھوڑا ہی عرصہ بعد رائے گڑھ۔ پورندھر وغیرہ چند دِیگر قلعوں پر بھی قابض ہو گیا۔ شاہ بیجاپُور نے غصّہ میں آ کر شیواجی کے باپ شاہ جی کو قید میں ڈال دِیا۔ لیکن شیواجی نے بڑی عقل مندی سے اُسے چھُڑا لیا۔ اِس کے بعد شیواجی کچھ عرصہ تک خاموش رہا اور اپنی طاقت کو مستحکم کرتا رہا۔

بیجاپُور سے جنگ سنہ ۱۶۵۹ء سے سنہ ۱۶۶۲ء۔ جب شیواجی نے اپنی

طاقت کو مضبوط کر لیا تو پھر اس نے بیجاپور کی ریاست میں لوٹ مار شروع کر دی۔ آخر شاہ بیجاپور نے ۱۶۵۹ء میں اپنے جرنیل افضل خاں کو ایک زبردست فوج اور توپ خانہ کے ساتھ شیواجی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ دونوں ملاقات پر رضامند ہو گئے لیکن چونکہ دونوں کے دلوں میں صفائی نہ تھی بغل گیر ہوتے ہی کشمکش ہو پڑی اور شیواجی نے بچھوے سے افضل خاں کو قتل کر دیا۔ اور اس کی فوج بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ پرتاپ گڑھ کے قلعہ کے نزدیک ہؤا۔ اس کے بعد سلطان نے چند ایک اور مہمیں بھی بھیجیں لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی اور آخر ۱۶۶۲ء میں شاہ بیجاپور نے شیواجی سے صلح کر لی اور اسے تمام مفتوحہ علاقہ کا حاکم مان لیا ؎

مغلوں سے جنگ
۱۶۶۳ء سے ۱۶۸۰ء

بیجاپور سے نپٹ چکنے کے بعد شیواجی نے مغلیہ علاقہ پر بھی ہاتھ مارنا شروع کیا۔ اورنگ زیب نے یہ دیکھ کر ۱۶۶۳ء میں اپنے ماموں شائستہ خاں صوبے دار دکن کو جو ایک بڑا تجربہ کار جرنیل تھا اس کے خلاف بھیجا۔ شائستہ خاں نے پونا پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ایک رات شیواجی چار سو بہادر مرہٹہ سپاہیوں کے ساتھ برات کی شکل میں شہر میں آ داخل ہؤا اور مغلوں پر حملہ کر دیا۔ بہت سے مغل سپاہی مارے گئے۔ شائستہ خاں خود مشکل سے جان بچا کر بھاگ نکلا اور اس کا لڑکا قتل ہو گیا۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۶۶۴ء میں شیواجی نے سورت کو لوٹا ؎

شائستہ خاں کی ناکامیابی اور سورت کی لوٹ سے اورنگزیب

کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے پہلے شہزادہ معظم کو اور اس کی ناکامیابی پر راجہ جے سنگھ کو جو اس کا قابل ترین جرنیل تھا شیواجی کے مقابلہ میں بھیجا۔ جے سنگھ نے چند ایک فتوحات حاصل کیں اور شیواجی کو (سنہ ۱۶۶۵ء میں) پورندھر کے قلعہ میں محصور کر کے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کرنے اور آگرہ میں دربار شاہی میں حاضر ہونے پر رضامند کر لیا۔ شیواجی نے بیش قلعے بھی مغلوں کے حوالے کر دیئے لیکن جب شیواجی دربار میں حاضر ہوا تو اُس کی توہین کی گئی اور اُسے نظر بند کر دیا گیا۔ مگر شیوا بڑی چالاکی سے مٹھائی کے ٹوکرے میں چھپ کر[۱] قید سے فرار ہو گیا اور بھیس بدل کر واپس دکن آ پہنچا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۶۶ء کا ہے۔ اس کے بعد شیواجی مغلیہ سلطنت کا زبردست دشمن بن گیا۔

شیواجی کی تاجپوشی

آگرہ سے واپس آکر شیواجی نے پھر کئی قلعے فتح کر لئے اور سنہ ۱۶۷۰ء میں اُس نے سورت کو دوبارہ لوٹا۔ سنہ ۱۶۷۴ء میں رائے گڑھ کو دارالخلافہ بنا کر وہاں بڑے تزک و احتشام سے اپنی رسم تاجپوشی

---

[۱] یہ کہانی اس طرح ہے کہ جب شیواجی کو رہائی حاصل کرنا مشکل نظر آیا تو اس نے بیماری کا بہانہ کیا اور ہر روز مٹھائی اور پھلوں سے بھرے ہوئے ٹوکرے برہمنوں اور غریب غربا میں بانٹنے کے لئے بھیجے جانے لگے۔ پہلے تو ان ٹوکروں کی کڑی نگرانی ہوتی تھی لیکن کچھ وقت کے بعد پہرہ دار لاپرواہ ہو گئے اور انہوں نے ٹوکروں کی تلاشی لینا چھوڑ دیا۔ ایک دن شیواجی ایک ٹوکرے میں بیٹھ کر باہر نکل گیا۔

ادا کی اور چھ سال حکومت کی۔ اِس عرصہ میں اس نے کرناٹک کے علاقہ میں جنجی۔ ویلور اور کئی اور قلعے فتح کیئے۔ آخر ۱۶۸۰ء میں ۵۳ سال کی عمر میں رائے گڑھ کے مقام پر وفات پائی ✤

شیواجی کا نظامِ حکومت

شیواجی کا اِنتظامِ سلطنت نہایت اعلےٰ تھا۔ کُل مرہٹہ عِلاقہ دو قِسموں میں تقسیم تھا۔ ایک سوراج جو کہ براہِ راست شیواجی کی عملداری میں تھا اور جس میں مغربی ساحل کے ساتھ کا شمالی حِصّہ اور کچھ علاقہ جنوبی دکن کا شامِل تھا اور دُوسرا مُغلائی جو کہ گِرد و نواح کے چند اضلاع پر مشتمِل تھا اور جہاں سے چَوتھ اور سردیش مُکھی نام کے ٹیکس وصُول کئے جاتے تھے ✤

۱۔ سِوِل اِنتظام۔ سِوِل انتظام شیواجی کے اپنے ہاتھوں میں تھا۔ اس کی حکومت مُطلق اُلعنان تھی لیکن اُس نے صلاح مشورہ کے لئے آٹھ وزیروں کی ایک کونسل بنائی ہوئی تھی جسے اشٹ پردھان[1] کہتے تھے۔ ہر ایک وزیر کے ماتحت اِنتظامِ سلطنت کا ایک ایک صِیغہ تھا۔ وزیرِ اعظم پیشوا کہلاتا تھا۔ سِوائے سِپہ سالار کے باقی سب وزیر برہمن تھے۔ جب ضرورت ہوتی تھی شیواجی اِس کونسل سے رائے لے لِیا کرتا تھا۔ تمام مُلک صُوبوں، ضِلعوں اور گاؤں میں تقسیم تھا اور اُن کے اِنتظام کے لئے سرکاری افسر مقرّر تھے۔ گاؤں کے نمبردار

---

[1] یہ آٹھ وزیر مندرجہ ذیل تھے:- (۱) پیشوا یا وزیرِ اعظم (۲) سیناپتی یا کمانڈر انچیف (۳) وزیرِ خزانہ (۴) وزیرِ جنگ (۵) وزیرِ امورِ داخلی و خارجی (۶) وزیرِ امورِ مذہب (۷) وزیرِ اِنصاف (۸) وقائع نویس ✤

کو پٹیل یا مکھیا کہتے تھے۔ گاؤں کا انتظام پنچایتیں کرتی تھیں۔ مکمل مذہبی آزادی تھی۔ شیواجی نے اپنے خرچ سے نہ صرف ہندو مندر بنوائے بلکہ مسلمان پیروں کے لئے خانقاہیں بھی تعمیر کرائیں۔

۲۔ مالی انتظام۔ کسانوں سے ⅖ حصہ بطور لگان لیا جاتا تھا۔ اور ان پر کسی قسم کی سختی نہیں کی جاتی تھی بلکہ قحط کے دنوں میں کاشت کاروں کو کچھ رقم بیج وغیرہ خریدنے کے لئے قرض دی جاتی تھی جو کہ وہ اپنی سہولت کے مطابق سالانہ قسطوں میں ادا کر دیتے تھے۔ مالیہ کے علاوہ سرکاری آمدنی کے اور بھی کئی ذرائع تھے مثلاً چوتھ اور سردیش مکھی۔ اس کے علاوہ مالِ غنیمت بھی راجہ کے پاس جمع ہوتا تھا۔

۳۔ فوجی انتظام۔ شیواجی کا فوجی انتظام نہایت اعلےٰ تھا۔ اس کے پاس دو سو جہازوں کا ایک جنگی بیڑا اور قریباً ۸۰ توپیں بھی تھیں۔ جہازی بیڑا بمبئی کے نزدیک کولابہ کی بندرگاہ میں رہتا تھا۔ کمانڈر انچیف کو سیناپتی یا سرنوبت کہتے تھے۔ فوج کو نقد تنخواہ ملتی تھی۔ قلعوں کی خاص طور پر حفاظت کی جاتی تھی اور ان کو ٹھیک حالت میں رکھنے کے لئے بہت روپیہ صرف کیا جاتا تھا۔ شیواجی کا فوجی ضبط بھی کمال کا تھا۔ کسی سپاہی کو میدانِ جنگ میں عورت لے جانے کی اجازت نہ تھی اور لوٹ مار کا تمام مال راجہ کے پاس پہنچانا پڑتا تھا۔ شیواجی کی موت کے وقت اس کی فوج میں قریباً تیس چالیس ہزار گھوڑ سوار اور قریباً ایک لاکھ پیادے تھے۔

شیواجی کا کیریکٹر شیواجی پیدائشی لیڈر تھا اور اُس نے اپنے آپ کو ایک بہادر جرنیل اور قابل منتظم ثابت کیا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مرہٹوں میں قومیت کا جذبہ پیدا کر دیا اور مرہٹہ قوم کو جو ذرّوں کی طرح منتشر تھی ایک متحدہ قوم بنا دیا +

پرائیویٹ زندگی میں شیواجی نہایت نیک چلن اور پارسا تھا۔ اُسے اپنے مذہب سے بہت محبت تھی لیکن وُہ دُوسروں کے مذہب سے نفرت نہیں کرتا تھا۔ مسلمان مورخ خافی خاں لکھتا ہے کہ شیواجی مسجدوں۔ عورتوں اور قرآن شریف کی بے حرمتی کی کبھی اجازت نہ دیتا تھا۔ جب کبھی قرآن شریف کا کوئی نسخہ اس کے ہاتھ لگتا تو بڑے احترام کے ساتھ کسی مسلمان کو دے دیتا تھا اور وُہ عورتوں کی بہت عزت کرتا تھا۔ شیواجی ایک لائق سیاست دان اور پرلے درجے کا مردم شناس تھا +

Q. Write notes on Chauth, Sardeshmukhi and the Maratha method of warfare.

سوال۔ چوتھ۔ سردیش مکھی اور مرہٹوں کے طریقۂ جنگ پر نوٹ لکھو +

چوتھ چوتھ ایک قسم کا ٹیکس تھا جو مرہٹہ لوگ ان ہمسایہ علاقوں سے وصول کرتے تھے جو اُن کی لوٹ مار سے بچنا چاہتے تھے۔ یہ مالگذاری کے چوتھے حصّے کے برابر ہوتا تھا +

سردیش مکھی یہ بھی ایک قسم کا ٹیکس تھا جو چوتھ کے علاوہ وصول کیا جاتا تھا۔ یہ مالگذاری کے دسویں حصّے کے برابر ہوتا تھا

مرہٹوں کا طریق جنگ مرہٹے کھلے میدان میں کبھی نہیں لڑتے

تھے۔ ان کا طریقۂ جنگ یہ تھا کہ جب دشمن کی فوج آگے نکل جاتی تھی اور رسد کا سامان پیچھے ہوتا تھا تو وہ دونوں کے درمیان حائل ہو جاتے تھے اور رسد کو لوٹ لیتے تھے یا دشمن کی فوج کے اکیلے دکیلے دستوں پر چھاپے مارتے تھے اور پیشتر اس کے کہ باقی سپاہی اُن کے مقابلہ میں آئیں وہ بھاگ جایا کرتے تھے۔ اُن کی کامیابی کا ایک راز یہ تھا کہ وہ بڑے پھرتیلے اور چست تھے اور نقل و حرکت بڑی آسانی سے کر سکتے تھے۔ ہر ایک سپاہی کے پاس اپنی رسد اور کپڑے ہوتے تھے۔ اِس لئے انہیں محکمہ رسد رسانی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ وُہ ایسے موقعہ پر آ کر چھاپہ مارتے تھے جہاں اُن کی آمد کا خواب و خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ ان کی کامیابی کا دوسرا راز یہ تھا کہ ان کے سپاہی خاص کر مادلی پہاڑوں پر چڑھنے اترنے میں کمال کے مشاق تھے۔ اور تیسرا راز یہ تھا کہ ان کی اکثر لڑائیاں ان کے اپنے ملک میں ہوتی تھیں جہاں کی زمین کے چپہ چپہ سے وہ واقف تھے۔ ایسے طریقۂ جنگ کو گوریلا وار فیئر (Guerrilla Warfare) یا جنگِ چپاول کہتے ہیں۔

ساتواں باب

اورنگ زیب کے جانشین اور سلطنتِ مُغلیہ کا زوال

اورنگ زیب کے جانشین

اورنگ زیب کی موت کے بعد اُس کے بیٹوں میں تخت نشینی کے لئے جنگ چھڑ گئی۔ اِس جنگ میں شہزادہ معظم کامیاب ہُوا اور وُہ بہادر شاہ (۱۷۰۷ء سے ۱۷۱۲ء) کے لقب سے تخت نشین ہوُا۔ وُہ اِتنا بوڑھا اور نکمّا تھا کہ لوگ اُسے "شاہِ بےخبر" کہا کرتے تھے۔

بہادر شاہ کی وفات پر اُس کے بیٹوں میں تخت و تاج کے لئے جنگ ہُوئی اور جہاندار شاہ کامیاب ہوُا۔ اس کے عہد میں دو سیّد بھائیوں حسین علی اور عبداللہ نے بہت زور پکڑا۔ اُنہوں نے ۱۷۱۳ء میں جہاندار شاہ کو مروا دِیا اور اُس کے بھتیجے فرخ سیر کو تخت پر بِٹھایا۔

فرّخ سِیَر ۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء تک حکمران رہا۔ اُس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ یہ ہے کہ سِکھّوں کا لیڈر بندہ بہادر گرفتار ہو کر قتل ہوُا۔ سیّد برادران فرّخ سیَر کو کٹھ پُتلی بنانا چاہتے تھے۔

جب اُس نے اُن سے آزاد ہونے کی کوشش کی تو اُنہوں نے اُسے بھی مروا دیا۔ اس کے چند ماہ بعد اُنہوں نے محمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔

محمد شاہ نے ۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء تک ۳۰ سال حکومت کی۔ وہ بڑا عیش پرست بادشاہ تھا اور رنگ رلیوں میں ہی مستغرق رہتا تھا۔ اِسی واسطے اُسے محمد شاہ رنگیلا کہتے ہیں۔ اِس کے عہد میں اکثر صوبے مُغلیہ سلطنت سے آزاد ہو گئے اور مُغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے حملہ کر کے سلطنت کو بالکل ہی تباہ کر ڈالا۔ علی ویردی خاں بنگال میں۔ سعادت علی خاں اودھ میں اور نظام الملک دکن میں خود مختار ہو بیٹھے۔

محمد شاہ کی وفات کے بعد جو بادشاہ ہوئے وہ سب کے سب صرف نام کے بادشاہ تھے۔ ان میں قابلِ ذکر صرف دو ہیں۔ ایک شاہ عالم ثانی جس نے انگریزوں کو بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی عطا کی۔ اور دُوسرا بہادر شاہ ثانی جو اِس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ اُس نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں حصّہ لیا اور اُسے اسیرِ سلطانی بنا کر رنگون بھیج دیا گیا جہاں ۱۸۶۲ء میں اس نے وفات پائی۔

Q. Write a short note on the Sayyad Brothers.

سوال۔ سیّد بھائیوں پر مختصر نوٹ لکھو۔

سیّد بھائی — یہ دو حقیقی بھائی تھے۔ ایک کا نام سیّد حسین علی اور دُوسرے کا نام سیّد عبد اللہ تھا۔ حسین علی بہار کا اور عبد اللہ الٰہ آباد کا صُوبے دار تھا۔ اِن دونوں بھائیوں نے اورنگ زیب کی مَوت کے چند ہی سال بعد دربار دہلی میں بہت

اِقتدار حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ وُہ جس کو چاہتے بادشاہ بنا دیتے
اور جسے چاہتے قتل کروا دیتے یا تخت سے معزُول کر دیتے تھے۔
اِس طرح انھوں نے چند سالوں میں کئی بادشاہ بنائے اور کئی معزُول
کئے۔ چُنانچہ وُہ تاریخ میں "بادشاہ گر" (King Makers) کے
نام سے مشہُور ہیں۔ محمد شاہ کے زمانے میں اُن کا خاتمہ ہو گیا۔

Q. Briefly describe the invasions of Nadir Shah and Ahmad Shad Abdali and estimate their influence. (Important)

سوال۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کا حال لکھو۔ اور بتاؤ
کہ ان کا کیا اثر ہوا۔

نادر شاہ ۱۷۳۹ء

نادر شاہ اِیران کا ایک مشہُور فاتح ہو گزرا ہے۔ دراصل
وُہ خُراسان کا ایک گڈریا تھا۔ لیکن اپنی خُداداد لیاقت
سے ترقی کرتے ہوئے اِیران کا بادشاہ بن گیا۔ ۱۷۳۹ء
میں اُس نے ایک معمُولی سے بہانے
پر دہلی پر حملہ کیا۔ اِن دِنوں دہلی کا
بادشاہ محمد شاہ رنگیلا تھا۔ چُنانچہ
نادر شاہ بغیر کسی روک ٹوک کے
کرنال تک آ پہنچا۔ یہاں اُس نے
محمد شاہ کی فوج کو شکست دی اور
پھر دہلی میں وارد ہوُا۔ کچھ دِنوں کے
بعد شہر میں یہ غلط افواہ پھیل گئی کہ
نادر شاہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔

نادرشاہ

اِس پر وہاں کے باشندوں نے فوج کے کچھ سپاہیوں کو قتل کر دیا۔

جب نادر شاہ کو اِس معاملہ کا علم ہوا تو اُس نے قتلِ عام کا حکم دے دیا اور ہزاروں لوگ موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے۔ آخر محمد شاہ نے اس کے پاس ایک وزیر بھیجا جس کی اِلتجا پر خونریزی بند کی گئی۔ نادر شاہ کوئی دو ماہ دہلی میں قیام کرنے کے بعد واپس ایران لوٹ گیا اور اپنے ساتھ بے بہا دولت۔ کوہِ نور ہیرا اور شاہجہان کا تختِ طاؤس بھی لے گیا۔

حملے کا اثر۔ نادر شاہ کے اِس حملہ نے سلطنت مُغلیہ کی جڑوں کو کمزور کر دیا اور کئی خودمختار ریاستیں قائم ہو گئیں۔

واپسی کے چند سال بعد (۱۷۴۷ء میں) نادر شاہ اپنے دُشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

احمد شاہ ابدالی

احمد شاہ افغانوں کے ابدالی یا دُرانی قبیلہ کا سردار تھا اور نادر شاہ کا ایک جرنیل تھا۔

احمد شاہ ابدالی

نادر شاہ کے قتل کے بعد وہ افغانستان کا بادشاہ بن بیٹھا اور اُس نے ۱۷۴۸ء سے ۱۷۶۴ء تک ہندوستان پر کئی حملے کئے جن میں سب سے مشہور حملہ ۱۷۶۱ء میں ہوا۔ اِس حملہ میں اس نے مرہٹوں کو پانی پت کی تیسری لڑائی میں شکست فاش دی۔ احمد شاہ کے اِن حملوں نے مُغلیہ سلطنت کی رہی سہی طاقت کو بھی مِٹا دیا۔

Q. Describe fully and clearly the causes that led to the decline and fall of the Moghul Empire.
(V. Important) **(P. U. 1938, 46, 52)**

سوال۔ مُغلیہ سلطنت کے زوال کی وجُوہات واضح طور پر بیان کرو ۔

سلطنتِ مُغلیہ کے زوال کے اسباب

درحقیقت مُغلیہ سلطنت کے زوال کا آغاز اورنگ زیب کے زمانہ میں ہی ہو گیا تھا اور اُس کی پالیسی بہت حد تک اُس کے لئے ذِمّہ دار تھی لیکن جب تک اورنگ زیب زندہ رہا اُس کا دبدبہ بنا رہا۔ اُس کے مرتے ہی سلطنت کو زوال آ گیا۔ زوال کے بڑے بڑے اسباب مندرجہ ذیل تھے :-

۱ - اَورنگ زیب کی مذہبی پالیسی۔ اورنگ زیب ہر ایک کام اِسلامی نقطۂ نگاہ سے کیا کرتا تھا۔ اُس نے ہندُوؤں پر جزیہ از سرِنو عاید کیا اور اُن کے مندروں کو گروا دیا۔ اُس کے اِس طرزِ عمل سے ہندُو اُس سے برگشتہ ہو گئے اور اُن کی ہمدردی اُس کے دُشمنوں یعنی مرہٹوں اور سِکّھوں سے ہو گئی۔ راجپُوت بھی جو مُغلیہ سلطنت کے پُشت و پناہ تھے اُس کے دُشمن بن گئے۔ اِس کے عِلاوہ اُس نے اپنی شیعہ رعایا کو بھی اپنے خِلاف کر لیا تھا ۔

۲ - بیجاپُور اور گولکنڈہ کی فتح۔ بیجاپُور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو فتح کر کے اورنگ زیب نے ایک سیاسی غلطی کی کیونکہ اِس کے بعد مرہٹے بڑھ چڑھ کر مُغلیہ علاقے پر ہاتھ مارنے لگے۔ اور اِن ریاستوں کے بیکار سپاہی بھی مرہٹوں سے آ ملے ۔

۳ - مُہمّاتِ دکن۔ اورنگ زیب کو تقریباً ۲۶ سال دارالخلافہ سے دُور دکن کی مُہمّات میں صرف کرنے پڑے اور وُہ ایسا وہاں گیا کہ پھر اُسے واپس دہلی آنا نصیب ہی نہ ہُوا۔ اِس طرح سے حکومت کا نظام جو اُس کی ذاتی نگرانی پر منحصر تھا کھوکھلا

ہو گیا۔ ساتھ ہی اِن لگاتار مُہمات کی وجہ سے فوج کمزور اور سلطنت کی مالی حالت خراب ہو گئی۔ سپاہیوں نے سابقہ تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے بغاوتیں شروع کر دیں ؛

۴۔ کمزور جانشین۔ اورنگ زیب بڑا شکّی مزاج تھا اور سلطنت کا سارا کام کاج خود ہی سرانجام دیتا تھا۔ اُس کی شکّی مزاجی کا یہ نتیجہ ہُوا کہ اُس کے لڑکوں کو کسی قسم کے نظامِ حکومت کی تربیت نہ مِل سکی۔ چنانچہ اُس کے جانشین نکمّے ثابت ہوئے اور وہ سازشی وزیروں کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلی بنے رہے۔ اِس سے مرکزی حکومت نہایت کمزور ہو گئی ؛

۵۔ غیر ملکی حکومت۔ ہندوستان کے باشندوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے لئے مُغلیہ سلطنت دراصل ایک غیر ملکی حکومت تھی۔ اِس لئے وہ ایثار۔ قُربانی اور جذبۂ حُبّ الوطنی جو کسی سلطنت کی پائداری اور ترقی کے لئے ضروری ہیں لوگوں کے دِلوں میں موجود نہ تھے۔ لوگوں کو حکومت کے تئیں کوئی محبّت نہ تھی ؛

۶۔ مُطلق اُلعنان حکومت۔ مُغلیہ حکومت مُطلق اُلعنان حکومت تھی اور اِس قسم کی حکومت تب تک قائم رہ سکتی ہے جب تک کہ بادشاہ عقلمند اور زبردست ہوں۔ جونہی حکومت کسی کمزور یا کم عقل بادشاہ کے ہاتھ میں آ جاتی ہے تو زوال یقینی ہوتا ہے۔ خاندانِ مغلیہ میں اورنگ زیب تک تو سب بادشاہ زبردست اور عقلمند رہے لیکن اُس کے جانشین سب کے سب کمزور اور نکمّے ہو گئے۔ یہ بات زوال کا ایک اہم سبب بنی ؛

۷۔ قانونِ وراثت کا نہ ہونا۔ مُغلوں میں کوئی خاص قانونِ وراثت

نہ تھا۔ چنانچہ جب کبھی کوئی بادشاہ مرتا تھا تو اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کے لئے جنگ چھڑ جاتی تھی۔ جہانگیر۔ شاہجہان اورنگ زیب وغیرہ کی وفات کے بعد تخت نشینی کے لئے خانہ جنگیاں ہوئیں جو سلطنت کے لئے نہایت نقصان دہ ثابت ہوئیں۔ یہ خانہ جنگیاں اورنگ زیب کی وفات کے بعد کے تیس سال کے عرصہ میں تو خاص کر بڑی کثرت سے ہوتی رہیں اور اُن میں کئی شہزادے۔ اُمرا اور تربیت یافتہ سپاہی کام آئے ۔

۸۔ مُغلیہ فوج کی کمزوری۔ بے اِنتہا دولت اور عیش و عشرت کی وجہ سے مُغلیہ فوج بھی آرام طلب اور کمزور ہو گئی تھی۔ افسر پالکیوں میں سوار ہو کر میدانِ جنگ میں جاتے تھے۔ سپاہی اپنے ساتھ اپنی عورتیں لے جاتے تھے بابر کے زمانہ کی بہادری اور شجاعت اُن میں نام کو نہ تھی۔ مُغلیہ فوج کی یہ کمزوری شاہجہان کے عہد میں ہی عیاں ہو گئی تھی جب کہ مُغل فوجیں قندھار کا عِلاقہ ایرانیوں سے واپس فتح کر لینے میں بُری طرح ناکامیاب رہی تھیں۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں تو یہ کمزوری بہت نمایاں ہو گئی تھی ۔

۹۔ صُوبوں کی خودمُختاری۔ اورنگ زیب کی موت کے بعد جب کوئی قابل حکمران نہ رہا تو اپنے اپنے صُوبوں میں صُوبے دار خود مُختار ہو بیٹھے۔ بنگال میں علی وردی خاں۔ اودھ میں سعادت علی خاں۔ دکن میں نظام الملک آصف جاہ اور روہیل کھنڈ میں روہیلے محمد شاہ رنگیلا کے زمانہ میں خودمُختار بن بیٹھے ۔

۱۰- بیرونی حملے۔ مُغلیہ سلطنت کی اِس کمزوری کا فائدہ اُٹھا کر ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ءمیں ہندوستان پر حملہ کیا اور سِندھ پار کے عِلاقہ اور افغانستان کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اِس کے بعد افغان سردار احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملے کئے اور اس سلطنت کی رہی سہی طاقت کو بھی مِٹا دیا۔

۱۱- وُسعتِ سلطنت۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں مُغلیہ سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی اور اس زمانہ میں جبکہ نہ کوئی اچھے ذرائع آمد و رفت ہی تھے اور نہ کوئی خبر رسانی کا خاطر خواہ اِنتظام تھا۔ اِتنی بڑی سلطنت کو قابُو میں رکھنا نہایت مُشکل تھا۔ چُنانچہ سلطنت کی وُسعت بھی زوال کا ایک باعث ثابت ہوئی۔

۱۲- نئی طاقتیں۔ مرہٹے اور سِکھ بڑی تیزی سے اپنی طاقت کو بڑھا رہے تھے۔ مرہٹے دکن سے شرُوع ہو کر شمالی ہند پر چھا گئے تھے اور سِکھوں نے پنجاب پر تسلّط جما لیا تھا۔ اِس کے عِلاوہ یورپین اقوام نے بھی ہندوستان میں اپنے قدم جما لئے تھے۔ اِس سے سلطنت کا شیرازہ بالکل ہی بِکھر گیا۔

۱۳- اچھّے جہازی بیڑے کا نہ ہونا۔ کئی ایک مورّخین کا خیال ہے کہ اچھّے جہازی بیڑے کا نہ ہونا بھی سلطنتِ مُغلیہ کے زوال کا ایک باعث تھا۔ اُن کا خیال ہے کہ اگرچہ جہازی بیڑا سلطنت کی تباہی کو بچا نہیں سکتا تھا۔ تاہم یہ یورپین حملہ آوروں کا مُقابلہ کر کے اُس کے زوال کو کچھ اور دیر کے لئے روک سکتا تھا۔

Q. Give an account of the rise of the Sikhs emphasising the work of Guru Nanak and Guru Gobind Singh. (P. U. 1951)

سوال۔ سکھوں کے عروج کا مختصر حال بیان کرو اور اس بارے میں گورو نانک دیوجی اور گورو گوبند سنگھ جی کے کام کا خاص طور پر ذکر کرو

سکھوں کا عروج

گورو نانک دیوجی۔ سکھ مذہب کے بانی گورو نانک دیوجی تھے جو سنہ ۱۴۶۹ء میں موضع تلونڈی (موجودہ ننکانہ صاحب) ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ شروع سے اُن کی طبیعت غور و فکر والی تھی۔ چنانچہ کوئی ۳۰ برس کی عمر میں وہ فقیر ہو گئے اور اُنہوں نے سارے ہندوستان میں پرچار کیا۔ اور روایت ہے کہ عرب تک بھی گئے۔ اخیر عمر میں اُنہوں نے کرتارپور میں سکونت
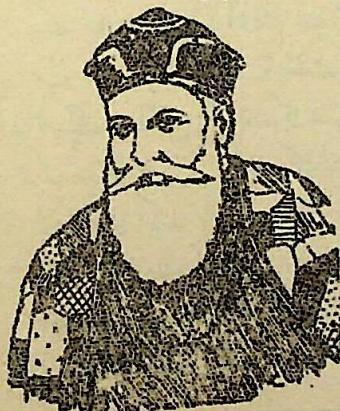
گورو نانک دیوجی

اختیار کی اور وہیں ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵۳۸ء میں وفات پائی۔
انہوں نے لوگوں کو توحید کی تعلیم دی۔ وہ ذات پات۔ بت پرستی
اور بے معنی مذہبی رسُوم کے برخلاف تھے۔ اُن کے پَیرو سِکھ
کہلانے لگے۔ اُن کے بعد سکھوں کے نَو گورو اور ہوئے۔
دُوسرے گُورو انگد دیو جی تھے۔ اُنہوں نے گُورمکھی
حروف میں گُورو نانک دیو جی کی سوانح عُمری (جنم ساکھی) لکھی اور
لنگر کا طریق رائج کیا۔ تیسرے گُورو امر داس جی تھے۔ اُنہوں
نے سِکھ مذہب کے پرچار کے لئے باقاعدہ پرچارک مقرر کئے۔
چوتھے گُورو رام داس جی تھے جنہوں نے امرتسر کا تالاب بنوایا
اور امرتسر شہر کی بُنیاد ڈالی جو بعد میں سکھوں کی زیارت گاہ اور
صدر مقام بن گیا۔ پانچویں گورو ارجن دیو جی تھے۔ اُنہوں نے
امرتسر میں ہر مندر بنوایا اور
گرنتھ صاحب کو مُرتّب کیا۔
اِس طرح سِکھوں کی تنظیم زیادہ
مضبوط ہونی شرُوع ہو گئی۔
کیونکہ اِس وقت تک اُن کی
ایک الگ رسم الخط (گورمکھی)
ایک مقدّس مقام (امرتسر)
ایک مقدّس کتاب (گرنتھ
صاحب) تیار ہو چکے تھے۔
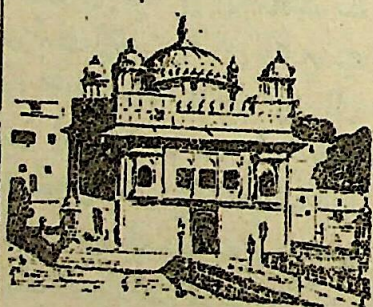
دربار صاحب

۱۶۰۶ء میں گورو ارجن دیو جی کو جہانگیر
کے باغی بیٹے خُسرو کی مدد کرنے اور لاہور کے دیوان چندو لال کی
دُشمنی کی وجہ سے اپنی جان قربان کرنی پڑی۔ اِس سے سِکھ سلطنتِ
مُغلیہ کے سخت دُشمن بن گئے۔

چھٹے گورو ہرگوبند جی پہلے گورو تھے جنھوں نے ضرورتِ وقت کے مطابق سِکھّوں کو فوجی تعلیم بھی دی۔ جہانگیر نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر کچھ سال تک گورو ہرگوبند جی کو گوالیار کے قلعے میں قید رکھّا قید سے رہا ہونے کے بعد اُنہوں نے مُغلوں کے خلاف لڑائیاں لڑیں اور اُنہیں کامیابی بھی ہوئی۔ ساتویں گورو ہر رائے جی تھے۔ آٹھویں گورو ہرکِشن جی تھے جو چھوٹی عُمر میں ہی چیچک کی بیماری سے وفات پا گئے۔ نویں گورو تیغ بہادر جی تھے جو اورنگ زیب کے حُکم سے دہلی میں شہید ہوئے۔

گورو گوبند سِنگھ جی۔ سِکھّوں کے دسویں اور آخری گورو گورو گوبند سِنگھ جی تھے۔ اُنہوں نے تو اِس فرقہ کی کایا ہی پلٹ دی۔ وُہ ۱۶۶۶ء میں پٹنہ صاحب میں پیدا ہوئے تھے اور اپنے پتا گورو تیغ بہادر جی کی شہادت کے بعد بہت چھوٹی سی عُمر میں گدی پر بیٹھے گدّی نشین ہونے کے بعد کئی سال تک وُہ پاؤنٹہ صاحب کے پہاڑی علاقے میں رہ کر اپنی طاقت کو مضبُوط کرتے رہے۔ پھر وُہ آنند پُور صاحب آ گئے۔ گورو گوبند سنگھ جی نے سِکھّوں کی از سرِ نو تنظیم کی۔ سِکھوں کے لئے لازمی ہُوا کہ وُہ امرت چکھنے کی رسم ادا

گورو گوبند سنگھ جی

کریں۔ کیس۔ کنگھا۔ کچھ۔ کرپان۔ اور کنگھا دھارن کیا کریں۔ اب وُہ بجائے سِکھ کے سِنگھ کہلانے لگے اور اِس جمعیت کا نام خالصہ رکھّا گیا۔ خالصہ کی بُنیاد بیساکھی کے دِن ۱۶۹۹ء میں آنند پُور صاحب

ہیں رکھی گئی تھی۔ اِس طرح گورو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کے مذہبی فرقہ کو فوجی فرقہ بنا دیا۔ گورو گوبند سنگھ جی کی زندگی کا بیشتر حصّہ مغلوں کے ساتھ لڑائیوں میں گزرا اور ان لڑائیوں میں اُن کے چاروں بیٹے اور کئی وفادار سکھ کام آئے لیکن گورو جی نے اطاعت قبول نہ کی۔ آخر کار اورنگ زیب نے انہیں دکن بلا بھیجا مگر اُن کے وہاں پہنچنے سے پہلے اورنگ زیب فوت ہو چکا تھا۔ ۱۷۰۸ء میں گورو گوبند سنگھ جی دریائے گوداوری کے کنارے ابچل نگر (ناندیڑ) واقع دکن میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ وہاں آپ وفات پا گئے۔ اِس مقام کو سکھ سری حضور صاحب کہتے ہیں۔ اپنی وفات سے پہلے اُنہوں نے ایک شخص بندہ بیراگی کو سکھوں کا فوجی لیڈر مقرر کیا ؎

بندہ بیراگی بندہ بیراگی کا (جسے بندہ بہادر بھی کہتے ہیں) اصلی نام لچھمن دیو تھا۔ وہ قوم کا راجپوت اور راجوڑی علاقہ پونچھ کا باشندہ تھا۔ جوانی میں ہی وہ بیراگی ہو گیا تھا اور دریائے گوداوری کے کنارے ایک آشرم میں رہا کرتا تھا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب جب دکن گئے تو اُن کی ملاقات اس سے ہوئی۔ اُنہوں نے اُسے دوبارہ کشتری دھرم اختیار کرنے کا اُپدیش دیا اور اسے سکھوں کا فوجی رہنما مقرر کیا۔ بندہ بیراگی پنجاب میں چلا آیا اور سکھوں کی ایک زبردست جمعیت اکٹھی کر کے مغلیہ علاقوں پر چھاپے مارنے لگا۔ سرہند (جمنا اور ستلج کے درمیان) کے علاقے کو اُس نے تباہ و برباد کر ڈالا۔ اِس کے بعد اُس نے سکھ مذہب میں کچھ ترمیم کرنی چاہی جس سے بہت سے سکھ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ آخر ۱۷۱۶ء میں فرخ سیر کے زمانہ میں بندہ بہادر

اپنے آٹھ سَو ہمراہیوں سمیت پکڑا گیا اور اُسے اور اُس کے ہمراہیوں کو بڑی اذیّت سے قتل کر دیا گیا ؞

سِکھّوں کی بارہ مِثلیں

بندہ بہادر کے قتل کے بعد سِکھّوں کا کوئی لیڈر نہ رہا اور پنجاب کے مُسلمان صُوبیداروں نے ان کے خِلاف سخت گیری کی پالیسی اختیار کر لی۔ چُنانچہ کچُھ عرصہ کے لئے انہیں پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی۔ مگر اس وقت بھی سِکھ مَوقعہ کی تاک میں تھے۔ چنانچہ جب نادر شاہ اور خاص کر احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے سبب پنجاب میں سخت ابتری پھیل گئی تو سکھّوں نے اِس مَوقعہ سے فائدہ اُٹھایا اور پہاڑی عِلاقوں سے نِکل کر مَیدانی عِلاقہ میں آ وارد ہوئے اور چھوٹے چھوٹے جتھے بنا کر حکمرانوں سے جنگ کرنے لگے۔ اِن جتھوں کو مِثلیں کہتے تھے۔ اور ہر ایک مِثل کا سردار یا جتھیدار ہوتا تھا ؞

اِن مِثلوں نے پنجاب کے بہت سے عِلاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی خودمُختار ریاستیں قائم کر لیں۔ یہ مِثلیں کبھی کبھی آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔ مگر مسلمانوں کے خِلاف اِکٹھی ہو جاتی تھیں۔ اِن مِثلوں میں سے ایک کا سردار چرٹ سِنگھ تھا۔ اس کے پوتے رنجیت سِنگھ نے باقی مِثلوں کو فتح کر کے پنجاب میں سِکھ سلطنت قائم کی۔ جس کا حال آگے آئے گا ؞

نوٹ۔ بارہ مِثلوں کے نام یہ تھے (۱) آہلووالیہ (۲) بھنگی (۳) کنہیا (۴) سُکرچکیہ (۵) رام گڑھیا (۶) نکئی (۷) پھلکیاں (۸) سنگھ پوریا (۹) کروڑ سنگھیا (۱۰) نشانیہ (۱۱) ڈالے والیہ (۱۲) شہیدی

نواں باب

پیشواؤں کا عروج

Q. Who were the Peshwas? What led to their rise to power?

سوال۔ پیشوا کون تھے؟ اُن کو کس طرح عروج حاصل ہوا؟

پیشواؤں کا عروج

پیشوا در اصل مرہٹہ گورنمنٹ کے وزیر اعظم کو کہتے تھے۔ لیکن شیواجی کے پوتے ساہو کے عہدِ حکومت میں وہ مرہٹہ سلطنت کے حقیقی فرماں روا بن گئے۔ اِس کی وجہ یہ ہوئی کہ ساہو ایک مُدت دراز تک مُغلوں کی قید میں رہنے کے سبب بڑا عیّاش اور ناکارہ ہو گیا تھا اور اس میں اِنتظامِ سلطنت کی قابلیت بالکل نہ تھی۔ چنانچہ اس نے حکومت کی باگ ڈور ۱۷۱۴ء میں اپنے وزیرِ اعظم یا پیشوا بالاجی وِشوناتھ کے ہاتھوں میں سونپ دی جس سے پیشواؤں کی حکومت شروع ہو گئی۔ اِس خاندان نے ۱۷۱۴ء سے ۱۸۱۸ء تک یعنی لگ بھگ ایک سَو سال حکومت کی اور اس میں کُل سات پیشوا ہوئے۔ اُن کی راجدھانی پُونا تھی ؂
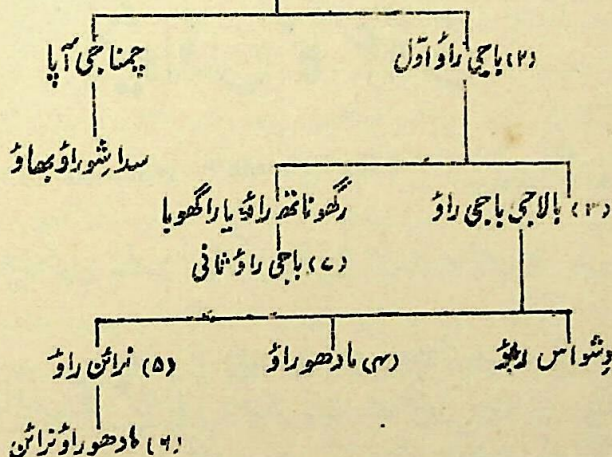
پیشواؤں کے نام

پیشواؤں کے نام مندرجہ ذیل تھے:۔
(۱) بالاجی وشوناتھ (۲) باجی راؤ اول (۳) بالاجی باجی راؤ (۴) مادھو راؤ (۵) نرائن راؤ (۶) مادھو راؤ نرائن (۷) باجی راؤ ثانی ۔

انہی پیشواؤں میں دوسرا پیشوا باجی راؤ اول سب سے قابل تھا اور آخری پیشوا باجی راؤ ثانی سب سے کمزور اور نہایت ہی نا اہل حکمران تھا ۔

Q. Trace the growth of the Maratha Power under the first three Peshwas. (P. U. 1931)

سوال۔ پہلے تین پیشواؤں کے عہد میں مرہٹہ طاقت کے عروج کا

حال بیان کرو ٭

۱۔ بالاجی وِشوناتھ

سنہ ۱۷۱۴ء سے سنہ ۱۷۲۰ء

بالاجی وِشوناتھ خاندان پیشوا کا بانی تھا۔ وُہ ایک لائق اور بڑا مُدبّر شخص تھا۔ اُس نے اپنی اِصلاحات سے مرہٹہ سلطنت کو خوب منظّم کِیا اور پیشوا کا عُہدہ موروثی بنا دِیا۔ اس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ سیّد بھائیوں کی مدد کرنا ہے۔ سیّد بھائیوں نے جنہیں بادشاہ گر بھی کہتے ہیں اسے اپنی مدد کے لئے دہلی بُلایا۔ اور اس کی مدد سے بادشاہ فرّخ سِیَر کو معزول کر دِیا۔ اِس مدد کے عِوض مرہٹوں کو دکن کے چھ صُوبوں سے چوتھ اور سردیش مُکھی وصُول کرنے کا حق مِل گیا۔ اِس طرح سے پہلے پیشوا کے عہد میں سارے دکن پر مرہٹوں کا اِقتدار چھا گیا ٭

بالاجی وِشوناتھ نے سلطنت کی مالی حالت کو بھی بہتر بنایا۔ مُختلف مرہٹہ سرداروں میں اِتحاد قائم کرنے کے لئے اس نے یہ طریقہ رائج کِیا کہ جو چوتھ وُہ وصُول کریں اس کا دو تہائی اپنے پاس رکھیں اور باقی کا ایک تہائی پیشوا کو دیں۔ شرُوع شروع میں تو یہ طریقہ بڑا کامیاب رہا۔ لیکن آخرِ کار یہ مرہٹوں کے زوال کا ایک سبب ثابت ہُوا۔ سنہ ۱۷۲۰ء میں بالاجی وِشوناتھ نے وفات پائی ٭

۲۔ باجی راؤ اوّل

سنہ ۱۷۲۰ء سے سنہ ۱۷۴۰ء

بالاجی وِشوناتھ کے بعد اس کا بیٹا باجی راؤ اوّل پیشوا مقرّر ہُوا۔ وُہ اپنے تدبّر اور بہادری کی وجہ سے قابل ترین پیشوا مانا جاتا ہے۔ اس کے باپ نے دکن میں مرہٹہ سلطنت کو مضبُوط بنانے کی کوشش کی تھی اور اس نے شمالی ہندوستان میں مرہٹوں کا اِقتدار قائم کرنا چاہا۔ اُس کی پالیسی یہ تھی کہ مُغلیہ سلطنت کے عَین قلب پر حملہ

کیا جائے۔ چنانچہ اس کے زمانہ میں مرہٹوں نے گجرات۔ مالوہ اور بندھیل کھنڈ جیت لئے اور بڑھتے ہوئے دہلی تک پہنچ گئے۔ نظام الملک فوج لے کر دکن سے مغلیہ شہنشاہ کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن مرہٹوں نے بھوپال کے نزدیک اُسے شکست دی۔ اس کے بعد مرہٹوں نے پرتگیزوں سے جزیرہ بسین بھی چھین لیا۔ اس لئے دوسرے پیشوا کے زمانہ میں مرہٹہ سلطنت بہت وسیع ہو گئی۔

مرہٹہ کنفیڈرسی

باجی راؤ کے عہد میں کچھ مرہٹہ سرداروں نے جو چوتھ وغیرہ اکٹھی کیا کرتے تھے بہت طاقت پکڑ لی تھی اور اپنے علاقہ میں تقریباً خود مختار بن بیٹھے تھے (۱) راگھوجی بھونسلا نے ناگپور میں (۲) پلاجی گائیکواڑ نے بڑودہ میں (۳) ملہار راؤ ہلکر نے اندور میں اور (۴) رانوجی سیندھیا نے گوالیار میں ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ پیشوا نے ان سب سرداروں کو ملا کر ایک جتھہ قائم کیا جسے مرہٹہ کنفیڈرسی (Maratha Confederacy) کہتے تھے پیشوا اس جتھے کا سردار اعلیٰ ہوتا تھا۔

۱۷۴۰ء میں باجی راؤ نے وفات پائی۔

۳۔ بالاجی باجی راؤ

۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۱ء

باجی راؤ کی وفات پر اس کا لڑکا بالاجی باجی راؤ پیشوا بنا۔ اس کے عہد میں مرہٹہ طاقت اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ مختلف مرہٹہ سردار چاروں طرف نئے علاقے فتح کر رہے تھے۔ راگھوجی بھونسلا نے وسط ہند کو پائمال کیا اور بنگال پر پے در پے حملے کئے جس سے مجبور ہو کر وہاں کے صوبیدار علی وردی خاں نے اڑیسہ کا علاقہ مرہٹوں کے حوالے کر دیا۔ اور بنگال ۔ اور

بہار کے مالیہ پر چوتھ دینی منظور کی۔ اس کے بعد پیشوا نے مغلیہ حکومت سے بھی چوتھ کی ادائیگی کا مطالبہ تسلیم کروا لیا۔ ۱۷۵۸ء میں پیشوا کے بھائی راگھوبا یا رگھوناتھ راؤ نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کے وائسرائے کو وہاں سے نکال دیا۔ مرہٹوں کا گیروا جھنڈا اب اٹک کے قلعہ پر لہرانے لگا۔ اس طرح تیسرے پیشوا کے زمانہ میں مرہٹوں کی حکومت ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تقریباً تمام ہندوستان میں پھیل گئی اور جو علاقے ان کے قبضہ میں نہ تھے وہاں سے وہ چوتھ وصول کیا کرتے تھے۔

لیکن عین اُس وقت جبکہ مرہٹے تقریباً سارے ہندوستان کے مالک بنے ہوئے تھے احمد شاہ ابدالی نے انہیں پانی پت کی تیسری لڑائی میں شکست فاش دی اور مرہٹہ طاقت کو ایک کاری ضرب لگائی۔ پیشوا اِس صدمہ سے ۱۷۶۱ء میں مر گیا۔

V. V. Important.

Q. State concisely the causes, main events and effects of the third Battle of Panipat. (Important) (P. U. 1959)

سوال۔ پانی پت کی تیسری لڑائی کی وجوہات مشہور واقعات اور نتائج مختصر طور پر بیان کرو۔

پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۷۶۱ء

یہ لڑائی افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ہوئی۔

وجہ۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ پنجاب احمد شاہ ابدالی کی سلطنت کا ایک صوبہ تھا لیکن تیسرے پیشوا کے عہد میں مرہٹوں

نے پیشوا کے بھائی راگھوبا یا رگھوناتھ راؤ کی سرکردگی میں پنجاب پر قبضہ کر لیا اور احمد شاہ کے وائسرائے کو وہاں سے نکال دیا۔ چنانچہ احمد شاہ ابدالی افغانستان سے ایک زبردست لشکر کے ساتھ مرہٹوں کے خلاف بڑھا اور ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے تاریخی میدان میں ایک خونریز لڑائی ہوئی ؛

واقعات۔ مرہٹہ فوج کا سپہ سالار پیشوا کا چچیرا بھائی سداشو راؤ بھاؤ تھا۔ وہ بلا شبہ ایک بڑا لائق شخص تھا مگر بڑا مغرور اور گھمنڈی تھا۔ اُسے بھرت پور کے جاٹ راجہ سورج مل اور کئی دیگر نبرد آزما جرنیلوں نے صلاح دی کہ بجائے کھلے میدان میں جم کر مقابلہ کرنے کے گوریلا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ لیکن اُس نے اِس صلاح کی کوئی پرواہ نہ کی ؛

کچھ عرصہ طرفین کی فوجیں ایک دوسرے کے بالمقابل ڈیرے ڈالے پڑی رہیں۔ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کا سلسلۂ رسل و رسائل بالکل توڑ دیا اور مرہٹوں کی رسد تقریباً ختم ہو گئی۔ اِس پر مرہٹوں نے مجبوراً احمد شاہ ابدالی کی فوج پر ہلّہ بول دیا۔ گھمسان کا رن پڑا لیکن مرہٹوں کو جو میدان میں جم کر لڑنا نہیں جانتے تھے شکست فاش ہوئی۔ سداشو راؤ بھاؤ اور پیشوا کا لڑکا وشواس راؤ مارے گئے اور کئی قابل جرنیل اور بے شمار مرہٹہ سپاہی کھیت رہے۔ پیشوا کو اِس شکست کی خبر ان الفاظ میں ملی۔ ”دو موتی ٹوٹ گئے ہیں۔ سونے کی ستائیس مہریں کھوئی گئی ہیں۔ اور چاندی اور تانبے کے نقصان کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔“ پیشوا کو اِس وحشت ناک خبر کے سننے سے ایسا صدمہ ہؤا کہ وہ کچھ دن بیمار رہ کر مر گیا ؛

نتائج۔ ۱۔ اِس شکست سے مرہٹوں کی طاقت اور اِقتدار کا کچھ عرصہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور ان کی سلطنت قائم کرنے کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا ؛

۲۔ مرہٹوں کی طاقت کے کمزور ہو جانے سے انگریزوں کو اپنی طاقت بڑھانے کا موقعہ مل گیا ؛

☞ **Q. Why has Panipat been an important battle-field in Indian History? Briefly describe the three battles of Panipat and give their importance.**

(Important)

سوال۔ پانی پت ہندوستان میں کیوں مَیدانِ جنگ رہا ہے؟ پانی پت کی تینوں لڑائیوں کا مختصر حال اور تاریخی اہمیّت بیان کرو ؛

پانی پت مَیدانِ جنگ کیوں رہا ہے؟

دہلی بڑے عرصہ تک ایک مشہور سلطنت کا پایۂ تخت رہا ہے اور دہلی کو فتح کرنے کے لئے دہلی کے نزدیک ہی کِسی مقام پر جنگ ہونا ضروری ہے۔ پانی پت کا مَیدان دہلی کے نزدیک ہے اور حملہ آور فوجوں کے لئے دہلی پہنچنے کے نزدیک ترین راستے میں واقع ہے ؛

نوٹ۔ یاد رہے کہ پانی پت کے عِلاوہ دہلی کے نزدیک اور بھی کئی مقامات پر لڑائیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً کوروکشیتر۔ ترائن اور کرنال ؛

پانی پت کی لڑائیاں

پانی پت کے تاریخی مَیدان میں تین ۳ اہم لڑائیاں لڑی گئی ہیں :۔

۱۔ پانی پت کی پہلی لڑائی ۱۵۲۶ء۔ یہ لڑائی بابر اور اِبراہیم لودھی کے درمیان ہُوئی۔ اِس میں بابر کی فتح ہوئی اور اِبراہیم لودھی مارا گیا۔ اِس لڑائی کا اہم نتیجہ یہ ہؤا کہ دہلی کی سلطنت پٹھانوں

کے ہاتھ سے چھین کر مُغلوں کے ہاتھوں میں آگئی جو اس وقت ایک بیرُونی حملہ آور تھے ۔

۲۔ پانی پت کی دُوسری لڑائی ۱۵۵۶ء۔ یہ لڑائی اکبر اور ہیموں کے درمیان ہوئی۔ اِس میں ہیموں کو شکست ہُوئی اور وُہ پکڑا گیا اور قتل کیا گیا۔ اِس کا اہم نتیجہ یہ ہوُا کہ سلطنت مُغلیہ جو تباہ ہو چکی تھی دوبارہ قائم ہوئی ۔

۳۔ پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۷۶۱ء۔ یہ لڑائی احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ہوئی۔ اِس میں مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہ لڑائی پہلی دونوں لڑائیوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اِس سے مرہٹوں کی طاقت کمزور ہو گئی اور انگریزوں کو اپنے پاؤں جمانے کا مَوقعہ مِل گیا۔ اگر اِس لڑائی میں مرہٹوں کی فتح ہو جاتی تو مُمکن تھا کہ ہندوستان میں انگریزوں کے قدم نہ جمتے ۔

انگریزوں کا زمانہ

باب پہلا

یوروپین اقوام کی آمد

قدیم زمانے سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان تجارت کا سلسلہ رہا ہے۔ یہ تجارت زیادہ تر بحیرۂ قُلزم (Red-Sea) کے راستہ سے ہوا کرتی تھی۔ لیکن پندرھویں صدی میں جب اِس راستہ پر تُرکوں کا قبضہ ہو گیا تو یہ تجارت یورپ والوں کے لئے تقریباً بند ہو گئی۔ اِس لئے یورپ کے کچھ مُلکوں خاص کر سپین اور پُرتگال کو یہ دُھن سمائی کہ وُہ ہندوستان پہنچنے کے لئے کوئی اور راستہ دریافت کریں جو تُرکوں کی دستبُرد سے محفوظ ہو۔ اِس راستہ کو سب سے پہلے دریافت کرنے والے پُرتگیز تھے۔

واسکوڈی گاما

۱۴۹۸ء میں واسکوڈی گاما (Vasco-da-Gama) جو پُرتگال کا ایک جہازران تھا راس اُمید کا چکر

کاٹ کر کالی کٹ کی بندرگاہ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اِس طرح ایک نیا راستہ دریافت ہُوا جسے راس اُمید کا راستہ (Cape Route) کہتے ہیں۔

واسکوڈی گاما

واسکوڈی گاما نے کالی کٹ کے ہندو راجہ سے جو زمورن کہلاتا تھا دوستانہ تعلقات قائم کر لئے اور اہلِ پُرتگال کے لئے تجارت کرنے کی اِجازت حاصل کر لی ۔

اِس راستے سے سب سے پہلے پُرتگیز اور بعد میں ان کی دیکھا دیکھی ڈچ ۔ انگریز اور فرانسیسی بھی تجارت کی غرض سے ہندوستان آ پہنچے ۔

Q. Briefly describe the rise and fall of the portuguese power in India.

سوال۔ ہندوستان میں پُرتگیزوں کی طاقت کے عُروج اور زوال کا مختصر حال بیان کرو ۔

پُرتگیز چونکہ راس اُمید کا راستہ پرتگیزوں نے دریافت کیا تھا۔ اِس لئے یورپین اقوام میں سب سے پہلے تجارت کے لئے پُرتگیز ہی ہندوستان میں آئے اور اُنہوں نے مغربی ساحل پر کئی تجارتی کوٹھیاں (کالی کٹ۔ کوچین۔ کنانور وغیرہ) قائم کر لیں۔ پُرتگیزی مفاد کی دیکھ بھال کے لئے وائسرائے کا تقرر بھی ضروری ہو گیا ۔

راستہ راس اُمید

پرتگیزوں کا پہلا وائسرائے فرانسسکو المیڈا (Francisco Almeida) تھا۔ وُہ ۱۵۰۵ء سے ۱۵۰۹ء تک یہاں رہا۔ وُہ فتوحات کا خواہش مند نہ تھا بلکہ اس کی پالیسی یہ تھی کہ پرتگیزوں کو ہندوستانی سمندروں پر تسلّط قائم کرنا چاہیے۔ اُس نے عرب سوداگروں کو جو اُن دِنوں ہندوستان کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے جزیرہ دیُو کے نزدیک شکست فاش دی اور اِس طرح سے ہندوستان کی ساری تجارت پرتگیزوں کے قبضہ میں آ گئی ۔

المیڈا کے بعد البوقرق (Albuquerque) ۱۵۰۹ء میں وائسرائے مقرر ہوا۔ وُہ پرتگیزوں کا قابل ترین وائسرائے تھا۔ اُس نے ہندوستان میں پرتگیزی سلطنت قائم کرنے کا خیال کیا چنانچہ اُس نے ۱۵۱۰ء میں بیجاپور کے سلطان سے گوآ فتح کر کے اسے صدر مقام بنایا۔ اس کے بعد اُس نے کئی اَور مقامات (ملکّا واقع شرق الہند اور ہُرمز واقع خلیج فارس) پر بھی قبضہ کر لیا۔ اُس نے گوآ کا اِنتظام نہایت قابلیّت سے کیا اور اِشاعتِ تعلیم کے لئے مدرسے قائم کئے اور رسمِ ستی کو بھی بند کر دیا۔ ۱۵۱۵ء میں اُس نے وفات پائی اور گوآ میں دفن کیا گیا ۔

البوقرق

البوقرق کے بعد بھی فتوحات کا یہ سِلسلہ جاری رہا اور سولھویں صدی کے آخر تک پرتگیزوں کی سلطنت مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ سینکڑوں میلوں میں پھیل گئی۔ لیکن پرتگیزوں کی طاقت ہندوستان

میں سولھویں صدی میں ہی قائم رہی اور پھر اُسے زوال آگیا ؎

زوال کے اسباب

اِس زوال کی بڑی بڑی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں :-

۱۔ بُرا سلوک۔ پُرتگیزی افسر بڑے مغرور اور جابر تھے۔ ان کا سلوک اپنی رعایا کے ساتھ بہت بُرا تھا۔ خاص کر وہ مسلمانوں سے بہت نفرت کرتے تھے ؎

۲۔ مذہبی تعصّب۔ پُرتگیزی مقبوضات میں مذہبی آزادی نام کو بھی نہ تھی اور یہ لوگ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بناتے تھے ؎

۳۔ بحری لُوٹ مار۔ یہ لوگ بحری قزاق بھی تھے اور ہندوستانی جہازوں کو لُوٹ لیا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچّوں کو اغوا کر کے لے جاتے تھے اور اُنہیں غلام بنا کر فروخت کرتے تھے ؎

۴۔ ریاست وِجے نگر کا زوال۔ ریاست وِجے نگر کے ساتھ پُرتگیزوں کی کافی تجارت تھی۔ چنانچہ جب ۱۵۶۵ء میں تلی کوٹ کی لڑائی سے وِجے نگر کا خاتمہ ہو گیا تو پُرتگیزوں کے اِقتدار کو سخت نقصان پہنچا ؎

۵۔ سپین سے اِتحاد۔ ۱۵۸۰ء میں پُرتگال اور سپین کا اِتحاد ہو گیا۔ سپین اس وقت یورپین جنگوں میں مشغُول تھا۔ اِس کے علاوہ اُس نے امریکہ میں اپنی کئی بستیاں قائم کر رکھی تھیں۔ چنانچہ پُرتگال کو اپنا مُفاد سپین کی خاطر قربان کرنا پڑا۔ اس کی مالی حالت بگڑ گئی اور وہ ہندوستانی مقبوضات کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکا ؎

۶۔ حریف طاقتوں کی آمد۔ پُرتگال ایک چھوٹا سا مُلک ہے۔ یہ

صِرف اِتنی مُدّت ہی فوقیت رکھ سکتا تھا جب تک مُقابلے میں کوئی حریف نہ تھا۔ جب ولندیز (ڈچ) اور انگریز وغیرہ آ گئے تو پُرتگال ان کا مُقابلہ نہ کر سکا اور رفتہ رفتہ پُرتگیزوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ۔

ہندوستان میں پُرتگیزوں کے پاس صِرف گوآ۔ دمن اور دیو کے عِلاقے رہ گئے ۔ ان پر کوئی ساڑھے چار سَو سال تک پُرتگال کا قبضہ رہا۔ آخر دسمبر ۱۹۶۱ء میں بھارت سرکار نے ان کو واپس لے لیا ہے ۔

Q. Give a brief account of the rise and fall of the Dutch in the East.

سوال۔ مشرق میں ڈچ لوگوں کی ترقی اور زوال کا حال بیان کرو ۔

ڈچ

اہلِ ہالینڈ کو ڈچ یا ولندیز کہتے ہیں۔ اُنھوں نے بھی پُرتگیزوں کی ترقی کو دیکھ کر ۱۶۰۲ء میں کمپنی بنا کر ہندوستان سے تجارت کرنی شروع کر دی اور تھوڑے ہی عرصہ میں پُرتگیزوں کو ہندوستانی سمندروں سے نکال دیا۔ لیکن ڈچ لوگوں کا اصلی مُدعا گرم مصالحہ کے جزیروں پر قبضہ کرنا تھا۔ کیونکہ اُن دِنوں گرم مصالحوں کی تجارت بڑی نفع بخش تھی۔ چُنانچہ اُنھوں نے جزیرہ جاوا کو فتح کر کے بٹیویا (Batavia) کو مشرقی مقبُوضات کا صدر مقام قرار دیا اور جلدی ہی اِن جزیروں سے اپنے تمام حریفوں کو نکالنے میں کامیاب ہو گئے ۔

ہندوستان میں بھی اُنھوں نے کئی تجارتی کوٹھیاں قائم کر رکھی تھیں اور بنگال میں دریائے ہُگلی کے کِنارے چِنسُرا (Chinsura) ان کی تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ سترھویں صدی میں ہندوستان میں

ڈرچ لوگوں کی تجارت کا زور رہا مگر آخر یہاں انگریزوں کے مقابلہ میں ان کی کوئی پیش نہ گئی اور رفتہ رفتہ ان کے تمام مقبوضات چھن گئے۔ سنہ ۱۷۵۹ء میں انگریزوں نے چنسرا بھی فتح کر لیا اور ولندیزوں کی طاقت کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر مجمع الجزائر شرق الہند پر بہت عرصہ اُن کا قبضہ رہا۔

Q. Briefly describe the growth of the English East India Company till the end of the 17th century.

سوال۔ سترھویں صدی کے خاتمہ تک انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے عروج کا مختصر حال بیان کرو۔

انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا عروج

سنہ ۱۵۸۸ء میں اِنگلینڈ نے سپین کے جنگی بیڑے کو شکست فاش دی تھی جس سے انگریزوں کی بحری طاقت کو بہت عروج حاصل ہوا اور اُن کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور انہوں نے بھی مشرقی ممالک کے ساتھ تجارت کا اِرادہ کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۶۰۰ء میں لنڈن کے کچھ تاجروں نے مِل کر ملکہ اِلزبتھ سے اِجازت لے کر انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔

شروع شروع میں اِس کمپنی نے گرم مصالحہ کے جزیروں پر قبضہ جمانا چاہا لیکن وہاں ڈچ لوگوں کے مقابلہ میں اُن کی کوئی پیش نہ گئی۔ اِس لئے مجبوراً اُنہیں ہندوستان کا رُخ کرنا پڑا مگر یہاں پرتگیزوں نے ان کی سخت مخالفت کی۔

سنہ ۱۶۰۸ء میں کپتان ہاکنس (Captain Hawkins) جہانگیر کے دربار میں آیا اور اُس نے سورت کے مقام پر تجارتی کوٹھی قائم کرنے

کی اِجازت حاصل کی لیکن پرتگیزوں کی چالبازیوں سے یہ اِجازت منسُوخ ہوگئی۔ ۱۶۱۲ء میں انگریزوں نے پرتگیزوں کو سُورت کے نزدیک سوالی کی بحری لڑائی میں شکست فاش دی اور ایک آدھ اور شکست کے بعد ان کے اِقتدار کا خاتمہ کر دِیا۔ اسی سال انگریزوں کو سُورت کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اِجازت مِل گئی ۔

۱۶۱۵ء میں سر ٹامس رو (Sir Thomas Roe) بادشاہ اِنگلستان جیمز اوّل کا سفیر بن کر جہانگیر کے دربار میں آیا۔ وُہ کوئی تین سال یہاں رہا اور اس نے کمپنی کے لئے بُہت سے تجارتی حقوق حاصِل کئے۔ سُورت کا شہر انگریزوں کا صدر مقام بن گیا ۔

۱۶۳۹ء میں کمپنی نے چندر گری کے راجہ سے کچھ زمین مول لے کر مدراس شہر کی بُنیاد ڈالی اور وہاں قلعہ سینٹ جارج تعمیر کرایا۔ یہ قلعہ سرزمینِ ہند پر انگریزوں کی سب سے پہلی ملکیت تھی ۔

۱۶۵۱ء میں کمپنی کے ایک ڈاکٹر باٹن (Dr. Boughton) کی کوششوں سے کمپنی کو بنگال میں بِلا محصُول تجارت کرنے اور تجارتی کوٹھیاں کھولنے کی اِجازت حاصِل ہوگئی۔ چُنانچہ ہُگلی اور دِیگر مقامات پر انگریزوں نے تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں ۔

۱۶۶۸ء میں چارلس دوم نے بمبئی کا شہر جو اُسے اپنی شادی کے وقت (۱۶۶۱ء میں) شاہ پرتگال کی طرف سے جہیز میں مِلا تھا دس پونڈ سالانہ کرایہ پر کمپنی کو دے دِیا۔ اِس کے عِلاوہ اُس نے کمپنی کو اپنا سِکّہ چلانے۔ اپنے بچاؤ کے لئے قلعے بنوانے اور بوقت ضرُورت لڑائی لڑنے وغیرہ کا بھی اِختیار دے دِیا تھا ۔

۱۶۹۰ء میں انگریزوں نے دریائے ہُگلی کے کِنارے شہر کلکتّہ کی بُنیاد ڈالی اور کوئی چھ سال بعد وہاں اپنے بادشاہ کے نام

پر فورٹ ولیم نام کا قلعہ بنوایا *
سنہ ۱۶۹۸ء میں انگلینڈ کے کچھ تاجروں نے ایک نئی کمپنی بنا لی۔
یہ دونوں کمپنیاں کچھ عرصہ تو ایک دوسرے کا مقابلہ کرتی رہیں مگر سنہ ۱۷۰۸ء
میں آپس میں متحد ہو گئیں۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ اس متحدہ کمپنی نے
ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالی *
سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد اس کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہو
گیا اور ہندوستان کی حکومت تاج برطانیہ نے سنبھال لی *

Q. Write a note on the French in India.

سوال۔ ہندوستان میں فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کا حال لکھو *

فرانسیسی

دوسرے ملکوں کی دیکھا دیکھی فرانسیسیوں نے بھی
سنہ ۱۶۶۴ء میں ایک تجارتی کمپنی قائم کی اور جلدی ہی
مسولی پٹم اور سورت میں تجارتی کوٹھیاں قائم کر لیں۔ سنہ ۱۶۷۴ء میں
اُنہوں نے پانڈیچری کی بنیاد ڈالی اور اُسے اپنا صدر مقام بنایا۔
اس کے بعد رفتہ رفتہ اُنہوں نے اور کئی مقامات حاصل کئے اور
بحر ہند میں بوربن اور مارشیس کے جزیروں پر قبضہ کر لیا۔
یہ جزیرے اُن کے مشہور بحری اڈے تھے *
سنہ ۱۷۳۵ء سے سنہ ۱۷۴۱ء تک ایک شخص ڈیوما (Dumas)
فرانسیسی مقبوضات کا گورنر رہا اور اس نے فرانسیسی طاقت کو خوب
مضبوط کیا۔ اس کا جانشین ڈوپلے (Dupleix) ایک بڑا لائق
اور دور اندیش مدبر تھا۔ اس کے زمانہ میں باہمی رقابت کی وجہ سے
انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں انجام
کار انگریز کامیاب ہوئے اور فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا *
فرانسیسیوں کے پاس صرف پانچ علاقے پانڈیچری۔ ماہے۔ کاریکل

ینام اور چندر نگر رہ گئے لیکن نومبر ۱۹۵۴ئ سے یہ سب علاقے بھارت سرکار کو واپس مل گئے ہیں ٭

باب دُوسرا

انگریزوں اور فرانسیسیوں میں باہمی کشمکش

Q. Give a brief account of the struggle between the English and the French for empire in India in the eighteenth century. **(Important)**

سوال۔ اٹھارہویں صدی میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ہندوستان میں سلطنت قائم کرنے کے لئے جو کش مکش ہوئی اُس کا مختصر حال بیان کرو ٭

کشمکش کی وجہ

انگریزی اور فرانسیسی کمپنیاں ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کی غرض سے قائم ہوئی تھیں۔ لیکن جب اُنھوں نے سلطنتِ مُغلیہ کی کمزوری کو دیکھا تو ہر دو نے اپنی اپنی سلطنت قائم کرنی چاہی۔ اِس خواہش کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کے درمیان جنگ چھڑ گئی جو تقریباً ۲۰ سال تک رہی۔ اِس میں انجام کار انگریزوں کو فتح ہوئی۔ جنگ کا یہ سلسلہ تین حصّوں میں تقسیم ہو سکتا ہے جنہیں کرناٹک کی تین لڑائیاں کہتے ہیں ٭

کرناٹک کی پہلی جنگ
۱۷۴۶ئ سے ۱۷۴۸ئ

وجہ۔ ۱۷۴۴ئ میں یورپ میں آسٹریا کی تخت نشینی کی جنگ چھڑ گئی۔

اس جنگ میں انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ اس
سے ہندوستان میں بھی ان دونوں حریفوں میں لڑائی شروع ہو گئی ٭

واقعات ۱۷۴۶ء میں فرانسیسی بیڑے نے جس کا کپتان
لابورڈونے (La Bourdonnais) تھا مدراس فتح کر لیا اور
اس کے بعد فرانسیسیوں نے انگریزی مقبوضہ فورٹ سینٹ ڈیوڈ
کو لینے کی بھی کوشش کی لیکن میجر لارنس نے بڑی بہادری سے
مقابلہ کیا اور فرانسیسیوں کو ناکامیابی ہوئی۔ اتنے میں انگلینڈ سے
کمک آ پہنچی اور انگریزوں نے پانڈیچری پر حملہ کیا لیکن سخت
نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے ٭

نتیجہ۔ ۱۷۴۸ء میں یورپ میں صلح نامہ ایکس لا شاپل
(Aix-la-Chapelle) ہو گیا جس سے ہندوستان میں بھی لڑائی
بند ہو گئی اور مدراس انگریزوں کو واپس مل گیا ٭

کرناٹک کی دوسری جنگ
۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۵ء

وجہ ۱۷۴۸ء میں نظام الملک آصف جاہ والئے حیدر آباد
کا انتقال ہو گیا۔ اس کے
انتقال کے بعد اس کے بیٹے ناصر جنگ اور اس کے نواسے
مظفر جنگ میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ عین اس
وقت کرناٹک کی گدی کے لئے بھی جھگڑا شروع ہو گیا۔ چندا صاحب
جو کرناٹک کے سابقہ نواب کا داماد تھا انورالدین نواب کرناٹک
کے مقابلہ میں تخت کا دعویدار بن بیٹھا۔ ڈوپلے نے ان حالات
سے فائدہ اٹھانا چاہا اور اس نے مظفر جنگ اور چندا صاحب کی
مدد کرنا منظور کیا ٭

واقعات ۱۷۴۹ء میں مظفر جنگ۔ چندا صاحب اور

فرانسیسیوں نے مل کر انور الدّین کو امبر کے مقام پر شکست دی.
انور الدّین لڑائی میں مارا گیا اور اس کا بیٹا محمّد علی بھاگ کر ترچناپلی
میں پناہ گزین ہوا۔ چندا صاحب فرانسیسیوں کی مدد سے کرناٹک کا
نواب ہو گیا اور اُس نے ایک زرخیز علاقہ فرانسیسیوں کو دیا ۔

فرانسیسیوں کے اقتدار کو اِس طرح بڑھتے دیکھ کر انگریزوں
نے فریقِ مخالف یعنی ناصر جنگ اور محمّد علی کو مدد دینے کا فیصلہ
کیا لیکن حیدر آباد میں بھی فرانسیسیوں کو ہی کامیابی ہوئی ۔ جنگ
کے دوران میں ناصر جنگ اور مظفّر جنگ دونوں مارے گئے اور
فرانسیسی جرنیل بُسے (Bussy) نے ناصر جنگ کے ایک بھائی
صلابت جنگ کو نظام بنا دیا اور خود اس کی نگہبانی کے لئے
حیدر آباد میں رہا۔ نئے نظام نے شمالی سرکار کا علاقہ فرانسیسیوں کو دیدیا۔

اُس وقت سارے دکن میں فرانسیسی اقتدار عروج پر تھا۔
اور انگریزوں کی حالت بڑی نازک تھی لیکن ایک انگریزی افسر
کلائیو (Clive) نے ایک تدبیر سے جنگ کا رُخ بالکل پلٹ دیا
اور ڈوپلے کے منصوبے خاک میں ملا دئیے۔ اِس وقت چندا
صاحب اور فرانسیسیوں نے محمّد علی کو ترچناپلی میں گھیر رکھا تھا
اور اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ۔

کلائیو نے اِس نازک موقعہ پر غیر معمولی دُور اندیشی کا ثبوت
دیا۔ چندا صاحب کی توجّہ ترچناپلی کے محاصرہ سے ہٹانے کے
لئے اُس نے پانچ سَو سپاہیوں کی ایک مختصر سی فوج کو ساتھ لے
کر چندا صاحب کی راجدھانی ارکاٹ پر (سنہ ۱۷۵۱ء میں)
قبضہ کر لیا۔ جب چندا صاحب کو اِس بات کا علم ہوا تو اُس
نے اپنے بیٹے رضا صاحب کے ماتحت ایک کثیر فوج روانہ کی

جس نے ارکاٹ کا محاصرہ کر لیا۔ کلائو ۵۳ دن مقابلے پر ڈٹا رہا۔ اتنے میں انگریزی کمک آ پہنچی اور رضا صاحب کو محاصرہ اٹھانا پڑا۔

کلائو اور میجر لارنس نے آگے بڑھ کر ترچناپلی کے مقام پر چندا صاحب کو شکست دی۔ چندا صاحب بھاگ نکلا اور قتل ہو گیا۔ انگریزوں نے محمدؐ علی کو نواب کرناٹک بنا دیا۔ اِس کے کچھ عرصہ بعد فرانسیسی سرکار نے ڈوپلے کو واپس بلا لیا۔

نتیجہ۔ ۱۷۵۵ء میں عہد نامہ پانڈیچری کی رُو سے دونوں کمپنیوں میں صلح ہو گئی۔ ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے واپس کر دیئے گئے اور محمدؐ علی کو نواب کرناٹک تسلیم کر لیا گیا۔

کرناٹک کی تیسری جنگ

۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۳ء

وجہ۔ ۱۷۵۷ء میں یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی جو ہفت سالہ جنگ کے نام سے موسوم ہے۔ اِس پر ہندوستان میں بھی اِن دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہو گئی۔

واقعات۔ فرانسیسی سرکار نے کونٹ لالی (Count de Lally) کو گورنر اور کمانڈر انچیف بنا کر بھیجا۔ وہ ۱۷۵۸ء میں ہندوستان پہنچا اور اُس نے آتے ہی فورٹ سینٹ ڈیوڈ پر قبضہ کر لیا اور پھر مدراس کو فتح کرنے کے لئے اُس نے فرانسیسی جرنیل بُسے کو حیدر آباد سے بلا بھیجا۔ بُسے کی واپسی فرانسیسیوں کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ بُسے کی غیر حاضری میں انگریزی افسر کرنل فورڈ (Col. Forde) نے شمالی سرکار کو فتح کر لیا اور نواب صلابت جنگ بھی انگریزوں سے مل گیا۔ اِس طرح دکن سے فرانسیسی اقتدار بالکل زائل ہو گیا۔

کرناٹک کی لڑائیاں
دریائے گوداوری
حیدرآباد
قلمروئے نظام
مدراس
ارکاٹ
وندواش
پانڈیچری
فورٹ سینٹ ڈیوڈ
ترچناپلی
لنکا
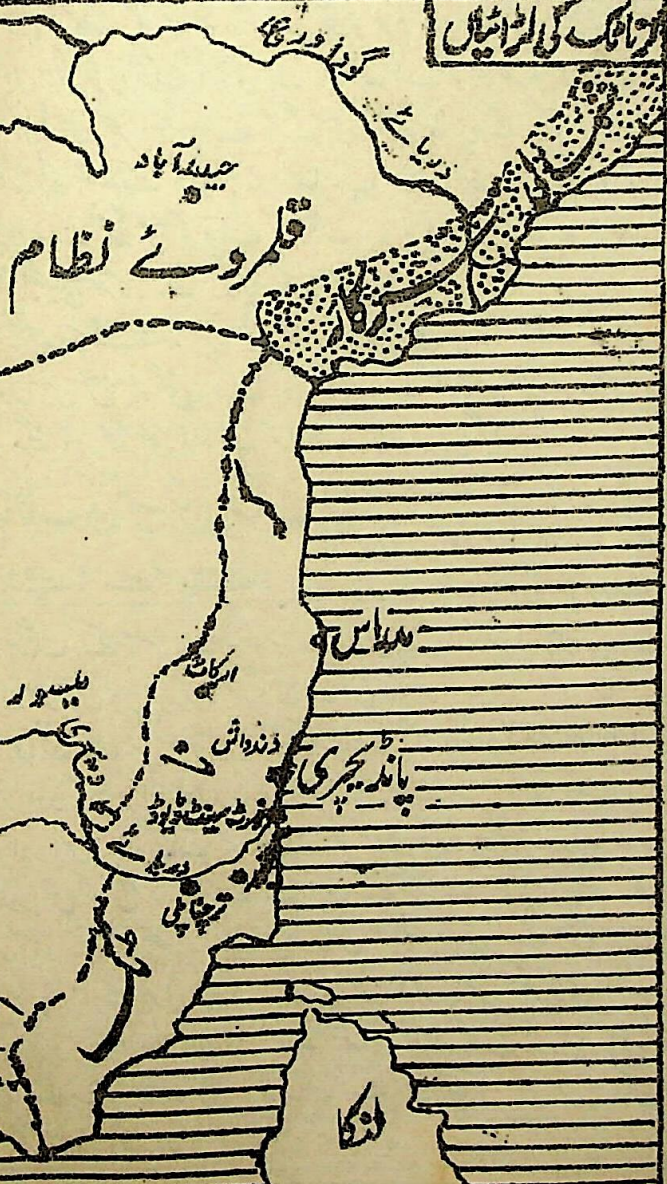
اب لالی اور بسے نے مل کر مدراس پر حملہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۷۶۰ء میں انگریزی جرنیل سر آئر کوٹ (Sir Eyre Coote) نے فرانسیسیوں کو وندواش کے مقام پر شکست فاش دی۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۷۶۱ء میں انگریزوں نے پانڈیچری پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان سے فرانسیسی اقتدار کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

نتیجہ۔ ۱۷۶۳ء میں صلح نامہ پیرس کی رو سے جنگ ختم ہو گئی۔ پانڈیچری اور کئی دیگر فرانسیسی مقبوضات واپس کر دئے گئے۔ لیکن اس کے بعد فرانسیسی ہندوستان میں انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہے۔

Q. Account for the success of the English and failure of the French in their struggle for supremacy in the Deccan. (P. U. 1946, 54, 60)

سوال۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی کش مکش میں انگریزوں کی کامیابی اور فرانسیسیوں کی ناکامیابی کی وجوہات بیان کرو۔

انگریزوں کی کامیابی کی وجوہات

انگریزوں اور فرانسیسیوں کی باہمی کش مکش میں انگریزوں کی کامیابی اور فرانسیسیوں کی ناکامیابی کے بڑے بڑے اسباب مندرجہ ذیل تھے :-

۱۔ بہتر مالی حالت۔ انگریزی کمپنی تجارت کی وجہ سے مالا مال ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ چلا سکی۔ برعکس اس کے فرانسیسی کمپنی کی مالی حالت بہت کمزور تھی جس سے وہ ٹھیک انتظام نہ کر سکی۔

۲۔ گورنمنٹ کی حمایت۔ انگریزی کمپنی اگرچہ ایک پرائیویٹ کمپنی تھی تو بھی انگریزی حکومت اور انگریزی قوم اس کی حمایت پر تھی۔ برعکس اِس کے فرانسیسی کمپنی اگرچہ حکومتِ فرانس کا ایک حصہ تھی تو بھی فرانسیسی حکومت اس کی خاطر خواہ حمایت نہیں کرتی تھی بلکہ بعض اوقات ناجائز طور پر دخل اندازی کرتی تھی ؎

۳۔ تجارتی مقصد۔ انگریزوں نے یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہ کی تھی کہ اُن کا اصلی مقصد تجارت کی ترقی ہے۔ چنانچہ جنگ کے دَوران میں بھی وُہ تجارت کر کے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ اِس کے برعکس فرانسیسی تجارت سے لاپرواہ ہو کر فضول جنگوں میں روپیہ برباد کرتے رہے۔ ۱۷۶۳ء کے بعد فرانسیسی تجارت بہت گر گئی ؎

۴۔ بہتر تجارتی مقامات۔ انگریزی کمپنی کی تجارتی کوٹھیوں کی پوزیشن فرانسیسیوں کی تجارتی کوٹھیوں کی نسبت بہتر تھی۔ بمبئی ماہے کے مُقابلے میں۔ مدراس پانڈیچری کے مُقابلے میں اور کلکتہ چندر نگر کے مُقابلے میں بلاشبہ تجارتی اور سیاسی لحاظ سے بہتر مقامات تھے ؎

۵۔ بحری فوقیت۔ انگریزوں کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اُن کی بحری فوقیت تھی۔ تمام بحری راستے ان کے قبضہ میں تھے اور وُہ فوجیں اور سامانِ جنگ بڑی آسانی سے ہندوستان پہنچا سکتے تھے لیکن فرانسیسی ایسا نہیں کر سکتے تھے ؎

۶۔ فتح بنگال۔ بنگال کا زرخیز صُوبہ ۱۷۵۷ء میں انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ وہاں سے اُنہیں روپیہ اور سپاہی بڑی آسانی

سے ٹل جاتے تھے۔ برعکس اِس کے فرانسیسیوں کے پاس ہندوستان میں کوئی موزوں فوجی مرکز نہ تھا۔

۷۔ ڈوپلے کی برطرفی۔ فرانسیسی حکومت نے ڈوپلے کو اس وقت واپس چلے آنے کو کہا جبکہ اس کی موجودگی ہندوستان میں اشد ضروری تھی۔ اِس سے ڈوپلے کے فرانسیسی سلطنت قائم کرنے کے منصوبوں پر پانی پھر گیا۔

۸۔ پٹ کی پالیسی۔ انگریزوں کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ اِنگلینڈ کے وزیرِ اعظم ولیم پٹ (William Pitt) کی زبردست حکمتِ عملی تھی۔ اس نے جنگ کا انتظام اِس طریقہ سے کیا کہ فرانس کی تمام تر توجہ یوروپ کے معاملات میں ہی لگی رہی اور اس کے لئے ہندوستان میں مدد بھیجنا نہایت مشکل ہو گیا۔

۹۔ انگریزوں میں اتفاق۔ انگریزی حکام میں آپس میں بڑا اتفاق تھا۔ وہ ہر کام مِل کر کرتے تھے۔ اِس کے برخلاف فرانسیسی افسر آپس میں بغض و کینہ رکھتے تھے اور مشکل کے وقت ایک دوسرے سے عدم تعاون کرتے تھے۔

۱۰۔ بسے کی حیدر آباد سے واپسی۔ لالی سے ایک بڑی بھاری بھول یہ ہوئی کہ اُس نے بسے کو حیدر آباد سے مدراس پر حملہ کرنے کے لئے بلا لیا۔ بسے کے جاتے ہی انگریزوں نے شمالی سرکار پر قبضہ کر لیا اور نظام بھی ان سے مِل گیا۔ اِس طرح فرانسیسی اقتدار کا دکن سے بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۱۔ اِنگلینڈ اور فرانس کے ذرائع۔ اِنگلینڈ مدت تک یورپی ملکوں کے جھگڑوں سے الگ تھلگ رہا تھا۔ اِس لئے اِنگلینڈ کے ذرائع محفوظ تھے اور جب اُسے فرانس کے خلاف جنگ میں

شریک ہونا پڑا تو اِنگلینڈ میں نہ ہی روپیہ کی اور نہ ہی سپاہیوں کی کمی تھی۔ برخلاف اِس کے فرانس اِن دِنوں یورپ کے آدھے ممالک سے برسرِ پیکار تھا اور اپنے ذرائع برباد کر چکا تھا۔ اِس لئے جنگ میں فرانس اِنگلینڈ کا مُقابلہ نہ کر سکا۔

Q. Briefly describe the career of Dupleix in India and account for his failure to set up a French Empire. (P. U. 1937)

سوال۔ ڈوپلے پر مختصر نوٹ لِکھو اور بتاؤ کہ وُہ ہندوستان میں فرانسیسی سلطنت کیوں قائم نہ کر سکا؟

ڈوپلے ڈوپلے ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کا قابل ترین گورنر جنرل تھا۔ وُہ پہلے پہل چندر نگر کا گورنر مُقرر ہو کر ہندوستان آیا تھا۔ ۱۷۴۲ء میں وُہ فرانسیسی مقبوضات کا گورنر جنرل بنا دِیا گیا۔ اِس عُہدہ پر وُہ لگ بھگ ۱۳ سال رہا۔

اُس کی سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وُہ انگریزوں کو ہندوستان سے نِکال کر یہاں ایک زبردست فرانسیسی سلطنت قائم کرے۔ اِس مقصد کی تکمیل کے لئے اُس نے دُو کام کیئے۔ ایک تو ہندوستانی سپاہیوں کو بھرتی کر کے یورپین طریقہ پر قواعد سکھلانی شروع کی اور دُوسرے دیسی ریاستوں کے جھگڑوں میں دخل دے کر فرانسیسی اِقتدار بڑھانا چاہا۔

ڈوپلے کو اپنے مقصد میں کچھ عرصہ کے لئے تو اُمید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی اور ارکاٹ کے محاصرہ تک اُس نے تمام جنوبی ہند میں فرانسیسی اِقتدار کو افضل بنا دِیا۔ لیکن کلائیو کی بروقت آمد

اور شان دار فتوحات نے اُس کی
اُمیدوں پر پانی پھیر دیا اور اپنے
مقاصد میں وُہ ناکامیاب رہا۔ اِس
ناکامیابی کے بعد ۱۷۵۴ء میں
ڈوپلے کو واپس فرانس بُلا لیا گیا جہاں
اُس کا بڑا حسرت ناک انجام ہُوا اور
دس سال بعد سخت اِفلاس اور
ناداری کی حالت میں اُس نے
وفات پائی۔

ڈوپلے

ڈوپلے بلا شُبہ ایک اُولوالعزم
روشن دماغ اور اپنے زمانے کا بہترین فرانسیسی مُدبّر تھا اور اُس
نے اپنی قوم کے اِقتدار کو بڑھانے کے لئے اپنی جوانی۔ اپنی دولت
اور اپنی زندگی تک صرف کر دی لیکن آخر وُہ ناکامیاب رہا۔

ناکامیابی کی وجوہات

ڈوپلے کی ناکامیابی کی کئی وجوہات
تھیں:۔

۱۔ حکومتِ فرانس نے ڈوپلے کی وقت پر مدد نہ کی بلکہ اُسے
موقوف کر دیا۔

۲۔ ڈوپلے کے ماتحت فرانسیسی افسروں میں اِتفاق نہ تھا۔ وُہ
ایک دُوسرے سے بُغض و کینہ رکھتے تھے۔

۳۔ ڈوپلے خُود مردِ میدان نہ تھا۔ اُس میں کسی قدر تکبر بھی تھا اور
وُہ اپنے ساتھیوں سے جھگڑتا رہتا تھا۔

۴۔ لیکن ڈوپلے کی ناکامیابی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ
انگریزوں کی بحری طاقت فرانسیسیوں کی بحری طاقت کے

مُقابلے میں بہت زیادہ تھی ؂

Q. Write notes on :—(a) Lally (b) Bussy.

سوال۔ کوئنٹ لالی اور بُسے پر مختصر نوٹ لکھو ؂

کوئنٹ لالی
لالی ایک بڑا دلیر اور بہادر مگر خود سر فرانسیسی جرنیل تھا۔ یورپ میں ہفت سالہ جنگ کے شروع ہونے پر فرانس کی سرکار نے اُسے ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس نے آتے ہی فورٹ سینٹ ڈیوڈ فتح کر لیا اور پھر اپنی مدد کے لیئے بُسے کو شمالی سرکار سے بُلا لیا۔ یہ اُس کے حق میں نقصان دِہ ثابت ہُوا کیونکہ بُسے کے وہاں سے آتے ہی حیدر آباد سے فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ انجام کار ۱۷۶۰ء میں لالی کو وِندواش کے مقام پر شکست ہُوئی اور اُسے قیدی بنا کر انگلینڈ بھیج دیا گیا لیکن وہاں اُسے فرانس جانے کی اجازت مِل گئی اور فرانس میں اُسے موت کی سزا دی گئی ؂

بُسے
بُسے کرناٹک کی جنگوں میں فرانس کا قابل ترین جرنیل تھا۔ فرانسیسوں اور اُن کے ساتھیوں چندا صاحب اور مظفر جنگ کو جو کامیابی اِن جنگوں میں ہوئی وہ اُسی کی ہمت کا نتیجہ تھی۔ شمالی سرکار کا علاقہ بھی اُسی نے ہی فرانس کے لئے حاصل کیا لیکن جب لالی نے اُسے وہاں سے بُلا بھیجا تو اُس علاقے پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ وِندواش کی لڑائی میں بُسے کو ہار ہوئی اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔ رِہائی کے بعد وہ واپس فرانس چلا گیا ایک دفعہ پھر وہ ہندوستان آیا لیکن جلدی ہی مر گیا ؂

باب تیسرا

بنگال کی فتح

فتح بنگال

بنگال (جس میں اِن دِنوں موجودہ بنگال۔ بہار اور اُڑلیسہ کے دو ضلعے شامل تھے) درحقیقت ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی لڑائی سے انگریزی حکومت میں شامل ہوا اور جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ بکسر کی لڑائی نے پوری کر دی۔ فتح بنگال کا سہرا کلائیو کے سر پر ہے۔

بنگال کا صوبہ جس کا دار الخلافہ مرشد آباد تھا۔ محمد شاہ رنگیلا کے زمانہ میں صوبہ دار علی ویردی خاں کے ماتحت سلطنتِ مغلیہ سے خود مختار ہو گیا تھا۔ ۱۷۵۶ء میں نواب علی ویردی خاں نے وفات پائی اور اس کے بعد اُس کا نواسہ سراج الدولہ بنگال کا نواب بنا۔ کئی ایک وجوہات سے نئے نواب کے تعلقات شروع میں ہی انگریزوں کے ساتھ نہایت کشیدہ ہو گئے اور اگلے ہی سال ان دونوں کے درمیان پلاسی کے مقام پر لڑائی ہوئی جس میں سراج الدولہ کو شکست ہوئی اور بنگال پر انگریزی اقتدار قائم

سراج الدولہ

ہو گیا ۔

Q. Narrate the causes and the effects of the Battle of Plassey.
(Important)
(P. U. 1642, 51, 60)

سوال۔ پلاسی کی لڑائی کی وجوہات اور نتائج بیان کرو ۔

پلاسی کی لڑائی کی وجوہات

یہ لڑائی ۱۷۵۷ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان پلاسی کے مقام پر ہوئی۔ اس کی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں:-

۱۔ نواب کا کلکتہ پر قبضہ۔ ۱۷۵۶ء میں سراج الدولہ بنگال کا نواب بنا۔ تخت نشین ہوتے ہی انگریزوں سے جھگڑا ہو پڑا۔ اس جھگڑے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ان دنوں انگریز کلکتہ میں اپنے قلعہ فورٹ ولیم کو مضبوط کر رہے تھے۔ سراج الدولہ نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے۔ دوسرے انہوں نے بنگال کے ایک امیر سوداگر کشن داس کو جس سے نواب ناراض تھا اپنے ہاں پناہ دی تھی اور نواب کے مطالبہ پر بھی اسے نواب کے حوالے نہ کیا تھا۔ تیسرے انگریز بنگال میں اپنے تجارتی حقوق کا ناجائز استعمال کر رہے تھے۔ ان باتوں سے ناراض ہو کر نواب نے کلکتہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا ۔

کہتے ہیں کہ کلکتہ میں ۱۴۶ انگریز قیدیوں کو ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ جون کا مہینہ تھا۔ گرمی سخت تھی۔ دوسرے دن جب دروازہ کھولا گیا تو ان میں سے صرف ۲۳ آدمی زندہ نکلے۔ اس واقعہ کو بلیک ہول کا حادثہ کہتے ہیں۔ اکثر مورخ اس حادثہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے ۔

۲۔ کلکتہ پر انگریزی قبضہ۔ جب کلکتہ پر نواب کے قبضہ کی خبر مدراس پہنچی تو کلائیو جو انہی دِنوں میں انگلینڈ سے واپس آیا تھا اور امیرالبحر واٹسن (Admiral Watson) فوج لے کر کلکتہ پہنچے اور جاتے ہی کلکتہ فتح کر لیا۔ اِس پر نواب نے گھبرا کر صُلح کر لی اور کمپنی کے تمام حقوق واپس کر دِئے اور نقصانات کی تلافی کرنے کا وعدہ کیا ✽

۳۔ نواب کے خِلاف سازش۔ صُلح کے باوجُود نواب در پردہ فرانسیسیوں کے ساتھ سازباز کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر کلائیو نے اُس کی نوابی کا خاتمہ کرنا چاہا اور موقعہ بھی بہت اچھا تھا۔ نواب کے اُمرا وُزرا اُس کی حکومت سے تنگ آ چکے تھے اور وُہ میر جعفر کو جو علی وردی خاں کا بہنوئی اور سراج الدّولہ کی فوجوں کا سپہ سالار تھا نواب بنانا چاہتے تھے۔ ایک امیر سَوداگر امیں چند کی معرفت کلائیو بھی اِس سازش میں شریک ہو گیا۔ جب سب معاملہ طے پا گیا تو امیں چند نے دھمکانا شرُوع کیا کہ اگر اُسے ۳۰ لاکھ روپے دِئے جانے کا وعدہ نہ کیا گیا تو وُہ سارا راز افشا کر دے گا۔ تب کلائیو نے دغابازی سے کام لیا اور مُعاہدہ کی دو نقلیں تیار کیں۔ ایک اصلی اور دُوسری جعلی۔ اصلی مُعاہدہ میں تو مطلوبہ رقم دینے کا ذکر تک نہ کیا گیا لیکن جعلی معاہدہ میں روپیہ دئے جانے کی شرط کر دی گئی اور اس پر واٹسن کے جعلی دستخط بھی کِسی سے کروا لِئے گئے۔ اِس طرح امیں چند کو خاموش کر دیا گیا ✽

۴۔ فوری وجہ۔ میر جعفر کو بنگال کا نواب بنانے اور سراج الدّولہ کو تخت سے معزُول کرنے کی سازش تیار ہو گئی تو کلائیو نے

سراج الدولہ کو ایک خط لکھا جس میں اُس پر سابقہ عہدنامہ کو توڑنے اور فرانسیسیوں کے ساتھ درپردہ سازباز کرنے کا الزام لگایا اور جواب کا انتظار کیئے بنا ہی کلائیو تقریباً تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ پلاسی (Plassey) کی جانب (جو کلکتہ سے کوئی ۷۰ میل شمال کو ہے) روانہ ہوا جہاں نواب ۵۰ ہزار پیادہ فوج اور ۱۸ ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ پیشتر ہی خیمہ زن تھا۔ کلائیو نے پہلے تو کچھ ہچکچاہٹ دکھائی کیونکہ اُسے میر جعفر کی مدد پر یقین نہ تھا لیکن پھر اُس نے جنگ لڑنے کا ہی فیصلہ کیا ؂

واقعات ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کی مشہور لڑائی ہوئی دوپہر کے بعد انگریزی فوج نے یُورش کی۔ تھوڑے سے فرانسیسیوں نے جو نواب کی فوج میں تھے انگریزوں کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ میر جعفر نے ابھی تک لڑائی میں کوئی حصّہ نہ لیا تھا۔ لیکن جب اُس نے انگریزوں کا پلڑا بھاری دیکھا تو وہ اُن سے آ ملا۔ نواب کی فوجوں کو مکمّل شکست ہوئی اور نواب میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا لیکن پکڑا گیا اور میر جعفر کے لڑکے نے اُسے قتل کر دیا۔ نواب کے افسروں کی دغابازی سے انگریز لڑائی میں فتحیاب ہو گئے ؂

نتائج (۱) میر جعفر کو اب بنگال کا نواب بنا دیا گیا (۲) میر جعفر نے انگریزوں کو بہت سا روپیہ دیا اور (۳) کمپنی کو ۲۴ پرگنے کے علاقے کی (جو بنگال میں ایک ضلع ہے) زمینداری عطا کی ؂

اہمیت پلاسی کی لڑائی ایسی لڑائی نہ تھی جس میں کوئی بہادری

کے کارنامے دِکھائے گئے ہوں۔ تاہم پولیٹکل لحاظ سے اِس کا شُمار تارِیخ کی اہم ترین لڑائیوں میں کِیا جاتا ہے۔ اِس لڑائی سے بنگال جَیسے زرخیز اور دَولت مند صُوبے پر انگریزوں کا اِقتدار ہو گیا اور اِسی صُوبے کی دَولت سے انگریز دکن میں فرانسیسیوں کے خلاف کامیاب ہوئے۔ فی الواقع پلاسی کی لڑائی سے ہندوستان کی فتح کی کُنجی انگریزوں کے ہاتھ لگ گئی۔ ہندوستان میں انگریزی حکُومت کا آغاز اسی لڑائی سے مانا جاتا تھا ✽

نوٹ۔ ۱۷۶۴ء میں بکسر کی لڑائی ہُوئی جِس کے نتیجہ کے طور پر کمپنی کو بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دِیوانی مِل گئی۔ اِس طرح سارے بنگال میں انگریزی عملداری ہو گئی ✽

مِیر جعفر اور مِیر قاسم

Q. Write short notes on :—
(a) Mir Jafar (b) Mir Qasim.

سوال۔ مِیر جعفر اور مِیر قاسم پر مختصر نوٹ لکھو ✽

مِیر جعفر
۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۱ء

مِیر جعفر بنگال کے صُوبیدار علی وَیردی خاں کا بہنوئی اور نواب سراج الدّولہ کی فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ پلاسی کی لڑائی کے بعد ۱۷۵۷ء میں اُسے انگریزوں نے بنگال کا نواب بنا دِیا۔ مگر وہ برائے نام نواب تھا۔ اصل میں ساری طاقت کلائیو کے ہاتھ میں تھی۔ مِیر جعفر ہرگز یہ پسند نہ کرتا تھا کہ وہ انگریزوں کے ہاتھوں میں محض کٹھ پُتلی
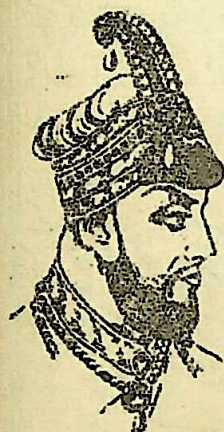
بنا رہے۔ چنانچہ اُس نے آزاد ہونے
کے لیے چنسرا کے ڈچ لوگوں سے ساز
باز کی۔ مگر کلائیو نے اُنہیں (۱۷۵۹ء میں)
شکست دی اور اُن کی سیاسی طاقت
کا ہندوستان میں خاتمہ ہو گیا ؂

میر جعفر

میر جعفر نے نواب بننے کے وقت
انگریزوں کو بہت سے نذرانے دئے
تھے اور ابھی وعدہ کے مطابق بہت
سا روپیہ دینا تھا۔ مگر اُس کا خزانہ خالی
ہو چکا تھا۔ چنانچہ نہ تو وہ اپنے اقرار
ہی پورے کر سکا اور نہ انتظام سلطنت ہی ٹھیک طور پر چلا سکا۔
آخر ۱۷۶۱ء میں اُسے معزول کر دیا گیا اور اُس کے داماد میر قاسم
کو نواب بنایا گیا۔ ۱۷۶۳ء میں میر جعفر میر قاسم کی معزولی پر
دوبارہ نواب بنا۔ لیکن ۱۷۶۵ء میں انتقال کر گیا ؂

میر قاسم
۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء

میر قاسم میر جعفر
کا داماد تھا۔
۱۷۶۱ء میں
اُسے انگریزی حکام نے بنگال کا نواب
مقرر کیا۔ اِس کے بدلے میں میر قاسم
نے انگریزوں کو بردوان۔ مدنا پور اور
چٹاگانگ کے اضلاع دے دئے ؂

میر قاسم ایک قابل حکمران تھا۔
لیکن انگریزوں نے اُسے آرام سے

میر قاسم

حکومت کرنے کا موقعہ نہ دیا اور جلد ہی دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔
اس کی وجہ یہ تھی کہ بنگال میں کمپنی کے ملازم اپنی نج کی تجارت بھی
بلا محصول کرنے لگ گئے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ ہندوستانی سوداگروں
سے بھی کچھ روپیہ لے کر انہیں پروانے لکھ دیتے تھے جس سے وہ
بھی محصول کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ ان باتوں سے نواب کی
آمدنی گھٹنے لگی۔ اس نے کلکتہ کونسل سے شکایت کی لیکن انہوں
نے ایک نہ سنی ؞

اب نواب نے انگریزی اقتدار سے آزاد ہونا چاہا اور ان سے
دور رہنے کے لئے اس نے اپنا دارالخلافہ مرشد آباد کی بجائے
منگھیر بنا لیا اور تمام تاجروں کو محصول معاف کر دیا جس سے
کمپنی کے ملازم پروانے دے کر ناجائز روپیہ کمانے سے محروم ہوگئے۔
اس سے انگریز بہت برافروختہ ہوئے اور میر قاسم سے جنگ چھڑ
گئی اور اسے معزول کر دیا گیا۔ جنگ میں میر قاسم کو شکست ہوئی
اور وہ پٹنہ کو بھاگ گیا جہاں ۱۷۶۳ء میں اس نے اپنے ایک جرمن
ملازم سمرو (Samru) کو حکم دے کر کوئی دو سو انگریزوں کو جو اس
کی حراست میں تھے قتل کروا دیا۔ اس واقعہ کو پٹنہ کا قتل
(Massacre of Patna) کہتے ہیں ؞

اس کے بعد میر قاسم بھاگ کر اودھ کے نواب کے پاس چلا
گیا اور انگریزی حکام نے پھر میر جعفر کو مسند نشین کر دیا۔ میر قاسم
نے شجاع الدولہ نواب اودھ اور شاہ عالم مغل بادشاہ کو ساتھ
ملا کر انگریزوں کے خلاف جنگ کی۔ لیکن بکسر کے مقام پر شکست
کھا کر بھاگ نکلا اور لاپتہ ہو گیا ؞

Q. State concisely the causes, main events and results of the Battle of Buxar. (P. U. 1939)

سوال۔ بکسر کی لڑائی کی وجہ مختصر حال اور اُس کی اہمیت درج کرو۔

بکسر کی لڑائی ۱۷۶۴ء

وجہ۔ میر قاسم بنگال کی گدی سے معزول ہونے اور انگریزوں سے شکست کھانے کے بعد اودھ کے نواب شجاع الدولہ کے پاس پہنچا۔
اِن دِنوں مغل بادشاہ شاہ عالم بھی وہیں موجود تھا۔ شاہ عالم اور شجاع الدولہ نے اُس کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ شجاع الدولہ شاہ عالم اور میر قاسم تینوں نے مل کر بنگال پر چڑھائی کی۔

واقعات۔ انگریزی جرنیل میجر منرو (Major Munro) نے بکسر کے مقام پر (جو پٹنہ اور بنارس کے درمیان دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے) اُن کا مقابلہ کیا اور اُنہیں شکست فاش دی۔ میر قاسم بھاگ گیا اور لا پتہ ہو گیا۔ شاہ عالم اور شجاع الدولہ نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

نتیجہ۔ ۱۷۶۵ء میں کلائیو نے شاہ عالم اور شجاع الدولہ کے ساتھ عہد نامہ الٰہ آباد طے کیا۔ اِس کی رُو سے (۱) شجاع الدولہ کو اُس کا بہت سا علاقہ واپس کر دیا گیا (۲) مغل بادشاہ شاہ عالم کو الٰہ آباد اور کڑا کے علاقے دیئے گئے۔ اور (۳) اس نے انگریزوں کو بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی عطا کی۔ اِس طرح سے سارے بنگال میں انگریزی عملداری ہو گئی اور اُس کے بعد انگریز تمام شمالی ہندوستان میں سب سے طاقتور شمار ہونے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ پلاسی کی رہی سہی کسر بکسر نے پوری کر دی۔ کیونکہ اِس لڑائی میں ہندوستان کا شہنشاہ بھی ہار گیا تھا۔

کلائیو

☞ Q Describe the early career of Clive and give a brief account of his first and second administrations of Bengal. **(Important)** (P. U. 1945)

سوال۔ کلائیو کی اِبتدائی زِندگی اور بنگال میں عُہدۂ گورنری کا مختصر حال بیان کرو ؞

رابرٹ کلائیو

رابرٹ کلائیو ۱۷۲۵ء میں اِنگلینڈ کے ایک چھوٹے سے قصبے میں پَیدا ہؤا تھا۔ اُس کا باپ ایک پادری تھا۔ کلائیو کو پڑھائی لکھائی میں کوئی دِلچسپی نہ تھی۔ اُس کا بچپن شرارتوں اور دنگے فسادوں میں ہی گُذرا تھا۔ وُہ اپنے قصبہ کے لوگوں کے لئے بھی ایک مُصیبت تھا اور اُس کے ماں باپ بھی اُس سے سخت نالاں تھے۔ ۱۷۴۴ء میں جبکہ اُس کی عمر ۱۹ سال کی تھی وُہ کمپنی کی ملازمت میں کلرک بھرتی ہو کر ہندوستان چلا آیا ؞

کلائیو

کُچھ عرصہ اُس نے مدراس میں بطور کلرک کام کیا۔ مگر اِس کام سے اُس کی طبیعت بہت جلد اُکتا گئی۔ یہاں تک کہ دو دفعہ اُس نے پستول سے خُودکُشی کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن دونوں دفعہ پستول نہ چلا۔ وُہ اِس نتیجہ پر پہُنچا کہ اس کے بچنے میں ضرور

خدائی ہاتھ کام کر رہا ہے اور اِس میں بھی کوئی راز ہے۔ آخر وہ کلرکی چھوڑ کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔

کرناٹک کی دوسری جنگ میں اُس نے خوب جوہر دِکھائے۔ عین اُس وقت جبکہ ڈوپلے اپنے اِرادوں میں کامیاب ہُوا ہی چاہتا تھا اُس نے ارکاٹ پر قبضہ کر کے جنگ کا رُخ بدل دیا۔ اور اِس طرح انگریزی اِقتدار کو دکن سے زائل ہونے سے بچا لیا۔ ۱۷۵۳ء میں کلائیو خرابیٔ صحت کی وجہ سے واپس اِنگلینڈ چلا گیا۔

۱۷۵۶ء میں کلائیو فورٹ سینٹ ڈیوڈ کا گورنر مقرر ہوکر دوبارہ ہندوستان آیا اور ۱۷۵۷ء میں اُس نے پلاسی کی لڑائی فتح کی جس سے انگریزوں کے قدم بنگال میں بڑی مضبوطی سے جم گئے۔ اب کلائیو بنگال میں انگریزی مقبوضات کا گورنر مقرر ہو گیا۔

گورنری کا پہلا دور
۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۰ء

۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۰ء تک کلائیو پہلی مرتبہ بنگال کا گورنر رہا۔ اِس عرصہ کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ مغل شہزادہ علی گوہر نے (جو بعد میں شاہ عالم ثانی کے نام سے بادشاہ بنا) نواب اودھ شجاع الدّولہ کی مدد سے بہار پر چڑھائی کی لیکن کلائیو نے اُنہیں شکست دی اور اُن کی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔

۲۔ کرنل فورڈ کو بھیج کر فرانسیسیوں کے علاقہ شمالی سرکار پر قبضہ کر لیا اور دکن سے اُن کے اِقتدار کو زائل کر دیا۔

اِس طرح سے گورنری کے پہلے دور میں کلائیو نے بنگال اور دکن میں انگریزوں کی طاقت کو مضبوط کر دیا۔ کلام کی زیادتی

کی وجہ سے چونکہ اُس کی صحت خراب ہو گئی تھی اِس لئے ۱۷۶۰ء میں وُہ اِنگلینڈ واپس چلا گیا اور وہاں اُسے لارڈ بنایا گیا ٭

گورنری کا دُوسرا دَور
۱۷۶۵ء سے ۱۷۶۷ء

کلائیو ہندوستان سے تقریباً ۵ سال غیر حاضر رہا اور اُس کی غیر حاضری میں بنگال میں اندھیر گردی مچ گئی۔ کمپنی کے ملازم نجی تجارت میں مصروف ہو گئے اور تمام جائز اور ناجائز طریقوں سے روپیہ کمانے لگے۔ اِس سے کمپنی کے کاروبار کو سخت نقصان پہنچا۔ ایسی حالت میں کمپنی کے ڈائریکٹروں نے لارڈ کلائیو کو دوبارہ گورنر بنگال بنا کر بھیجا تاکہ وہ کمپنی کے معاملات میں اِصلاح کرے۔ ۱۷۶۵ء میں کلائیو بنگال میں پہنچا اور ڈیڑھ سال تک گورنر رہا۔ اُس کے اِس عہدۂ گورنری کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:-

۱- عہدنامہ الہ آباد۔ کلائیو نے سب سے پہلے شاہ عالم اور شجاع الدّولہ کے ساتھ الہ آباد کے مقام پر ۱۷۶۵ء میں عہدنامہ کیا جس کی شرائط یہ تھیں:-

(۱) شجاع الدّولہ کو ۵۰ لاکھ روپیہ کے عوض اَودھ کا صُوبہ واپس کر دیا گیا۔ لیکن کڑا اور الہ آباد کے اضلاع اِس سے لئے گئے۔ اُس کے مُلک کی حِفاظت کے لئے ایک انگریزی فوج بھی اُس کو دی گئی جس کا خرچ اُس کے ذِمّہ تھا ٭

(۲) شاہ عالم نے کمپنی کو بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی یعنی لگان وصُول کرنے کے اِختیارات عطا کئے۔ اُس کے بدلے میں کمپنی نے اُسے ۲۶ لاکھ روپیہ دینے کا اِقرار کیا اور کڑا اور الہ آباد کے دو اضلاع بھی دئے گئے ٭

۲۔ بنگال میں دو عملی۔ دیوانی حاصل کر لینے کے بعد کلائیو نے بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ میں ایک نیا نظامِ حکومت قائم کیا جسے دو عملی (Dual Government) کہتے ہیں۔ اِس سے اِنتظامِ حکومت دو حصّوں میں بٹ گیا۔ ملکی حفاظت کا کام کمپنی نے اپنے ذمّہ لے لیا اور باقی اِنتظام نواب کے ہاتھ میں رہنے دیا اور اُسے اخراجات کے لئے ۵۳[1] لاکھ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا لیکن یہ طریقۂ حکومت ناکامیاب ثابت ہؤا۔

۳۔ اِصلاحات۔ کلائیو نے مندرجہ ذیل اِصلاحات کیں :۔

(۱) کمپنی کے مُلازموں کو ہندوستانیوں سے تحفہ تحائف لینے کی ممانعت کر دی گئی اور اِس مطلب کے لئے اُن سے تحریری اِقرار نامے لئے گئے۔

(۲) کمپنی کے مُلازموں کی نجی تجارت بند کر دی گئی۔

(۳) کمپنی کے مُلازمین کی تنخواہیں بڑھا دی گئیں۔

(۴) فوجی افسروں کا ڈبل بھتّہ[2] موقوف کر دیا گیا۔

ڈبل بھتّہ کے بند کئے جانے سے فوجی افسروں میں ایک شورش سی برپا ہو گئی لیکن کلائیو نے اِس شورش کو جلد ہی دبا دیا۔

کلائیو کی واپسی

سنہ ۱۷۶۷ء میں کلائیو صحت کی خرابی کی وجہ سے واپس اِنگلینڈ چلا گیا۔ وہاں اس کے خِلاف

---

[1] دو سال بعد یہ رقم گھٹا کر ۳۲ لاکھ کر دی گئی تھی۔

[2] یہ ایک خاص الاؤنس تھا جو فوجی افسروں کو لڑائی کے وقت مِلا کرتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ الاؤنس لڑائی کے نہ ہونے کے وقت بھی ملنے لگ گیا تھا۔

رشوت ستانی کے اِلزام میں مقدّمہ چلایا گیا۔ پارلیمنٹ نے اُسے باعزّت بری کر دیا لیکن اِس مقدّمہ کا اُس کے دِل پر ایسا اثر ہُوا کہ ۱۷۷۴ء میں اُس نے خودکُشی کر لی ٭

کلائیو کا کیریکٹر

کلائیو بڑا دلیر، مستقل مزاج اور دُور اندیش شخص تھا۔ اُسے اپنے مُلک اور قوم سے محبّت تھی۔ وُہ مردِ مَیدان تھا اور سخت سے سخت مُشکل کے وقت بھی ہرگز نہ گھبراتا تھا۔ اِنگلینڈ کے وزیر اعظم کے الفاظ میں وُہ "پیدائشی جرنیل" تھا۔ اِس کے عِلاوہ وُہ ایک اعلےٰ پایہ کا مُدبّر بھی تھا۔ اُس نے اپنے حوصلہ اور ہمّت سے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالی ٭

لیکن وُہ نقائص سے خالی نہ تھا۔ وُہ دَولت اور اِقتدار کا بُھوکا تھا۔ اُس کے خِلاف دُو بڑے اِلزامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُس نے ناجائز طور پر تحفے تحائف حاصل کر کے اپنے لئے بہت دَولت جمع کی اور دُوسرے یہ کہ اُس نے واٹسن کے جعلی دستخط کروا کر امین چند کو دھوکا دِیا۔ اِن نقائص کے باوجود اِس بات سے اِنکار نہیں کِیا جا سکتا کہ کلائیو نے اپنے مُلک کی بیش بہا خِدمت کی اور کمپنی کے نام اور طاقت کو چار چاند لگا دِئے ٭

Q. Write a short note on the Dual Government of Clive.

سوال۔ کلائیو کی دو عملی پر مُختصر نوٹ لکھو ٭

دو عملی

۱۷۶۵ء میں عہد نامہ الٰہ آباد کی رُو سے کمپنی کو بنگال، بہار اور اُڑیسہ کی دِیوانی یعنی لگان وصُول کرنے کا حق مِل گیا تھا۔ اِس طرح بنگال کی حکومت کامل طور پر انگریزوں کے ہاتھ آ چکی تھی مگر کمپنی اِتنے بڑے عِلاقے کا سارا اِنتظام ہاتھ

میں لینے کے لئے تیار نہ تھی۔ کیونکہ اِتنے بڑے علاقے کا اِنتظام کرنے کے لئے اُس کے پاس لائق اور تجربہ کار آدمی کافی نہ تھے۔ اِس لئے کلائیو نے بنگال کی حکومت کو ۲ حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ اِس نئے اِنتظام حکومت کو دو عملی یعنی دو حاکموں کی حکومت کہتے ہیں ؎

اِس دو عملی کے مطابق مُلکی حفاظت کا اِنتظام تو کمپنی نے اپنے ذمّہ لے لیا اور باقی سارا اِنتظام نواب کے ہاتھوں میں رہنے دیا اور اسے ۵۳ لاکھ روپیہ (دو سال بعد یہ روپیہ ۳۲ لاکھ کر دیا گیا) سالانہ اخراجات کے لئے دینا منظور کیا۔ دو عملی کا یہ طریقہ سات سال تک جاری رہا ؎

کلائیو کا یہ نظامِ حکومت یعنی دو عملی کا طریقہ بالکل ادھورا اور غیر تسلّی بخش ثابت ہوا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ تمام اِختیارات تو کمپنی کے ہاتھوں میں تھے مگر ذمّہ داری ساری نواب کی تھی۔ نواب میں اِنتظامِ حکومت کی قابلیت نہ تھی اور کمپنی اِنتظام کو بہتر بنانے کے لئے تیار نہ تھی۔ چنانچہ کلائیو کے واپس جاتے ہی بنگال میں سخت بد اِنتظامی پھیل گئی۔ رعایا کا بہت بُرا حال ہوا اور غیر ذمّہ دار انگریز افسروں نے ہندوستانیوں پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے۔ ۱۷۷۰ء میں بنگال میں ایک خوفناک قحط پڑ گیا جس سے قریباً ایک تہائی آبادی لقمۂ اجل بن گئی ؎

آخر ۱۷۷۲ء میں وارن ہیسٹنگز نے دو عملی کا خاتمہ کر دیا اور بنگال کا سارا اِنتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا ؎

Q. Discuss the statement that Clive was the founder of the British rule in India.

سوال۔ واضح طور پر بیان کرو کہ کلائیو ہندوستان میں انگریزی حکومت

کا بانی تھا۔

کلائیو انگریزی حکومت کا بانی

ہندوستان میں انگریزی حکومت کا بانی فی الواقع کلائیو ہی تھا۔

اُس نے بہادری۔ تدبّر اور مستقبل مزاجی سے انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کو جو محض ایک تجارتی کمپنی تھی حکمران طاقت بنا دیا۔ اور پھر یہ رفتہ رفتہ ایسی زبردست سلطنت بن گئی جس کی مثال دُنیا میں نہیں ملتی۔

۱۔ کرناٹک کی دُوسری جنگ میں جبکہ انگریزوں کی حالت بڑی نازک تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈوپلے اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیگا کلائیو نے ارکاٹ پر قبضہ کر کے اُس کے تمام منصوبوں کا خاتمہ کر دیا اور انگریزی اقتدار کو دکن سے زائل ہونے سے بچا لیا۔

۲۔ ۱۷۵۷ء میں کلائیو نے پلاسی کا مشہور معرکہ فتح کر کے ہندوستان میں انگریزی حکومت کا سنگِ بُنیاد رکھ دیا۔ بنگال میں اقتدار قائم ہو جانے کی وجہ سے انگریزوں کو اپنے حریفوں کے خلاف بڑی مدد مل گئی۔ اور وہ جلدی ہی فرانسیسی اقتدار کو ملیا میٹ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

۳۔ ۱۷۶۵ء میں کلائیو نے شاہ عالم کے ساتھ الہ آباد کے مقام پر ایک عہد نامہ کیا جس کی رُو سے انگریزوں کو بنگال۔ بہار اور اڑیسہ کی دیوانی مل گئی یعنی اُنہیں ان علاقوں سے لگان وصول کرنے کا حق مل گیا۔ اس واقعہ سے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بُنیاد مستحکم ہو گئی۔

۴۔ کلائیو نے اپنی اصلاحات سے کمپنی کے نظم و نسق کو بھی بہتر

بنا دِیا ؂

۵۔ مختصر یہ کہ کلائیو تین دفعہ ہندوستان آیا اور اُس نے ہر بار کوئی نہایت اہم کارنامہ سر انجام دِیا۔ پہلی دفعہ اُس نے دکن میں کمپنی کی طاقت کو مضبُوط بنا دِیا۔ دُوسری دفعہ اُس نے بنگال فتح کیا اور تیسری دفعہ اُس نے کمپنی کو ایک سیاسی طاقت بنا دِیا ؂

مندرجہ بالا وجُوہات کی بِنا پر یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا بانی کلائیو ہی تھا ؂

باب چوتھا

حیدر علی

☞Q. Give a brief account of the career and work of Haider Ali. (Important) (P. U. 1944)

سوال۔ حیدر علی کی زندگی اور کارناموں کا مختصر حال درج کرو ؂

حیدر علی | اِبتدائی زِندگی۔ حیدر علی اٹھارھویں صدی میں ریاست میسور کا نامور سُلطان اور انگریزوں کا ایک زبردست حریف ہو گذرا ہے۔ وُہ ایک غیر معمُولی قابلیت کا شخص تھا۔ اُس کا جنم ۱۷۲۲ءمیں ہُوا۔ حیدر علی نے اپنی زندگی میسُور کی فوج میں بطور ایک سپاہی کے شرُوع کی لیکن وُہ اپنی خُدا داد

قابلیت سے ترقی کرتے کرتے ایک سپہ سالار کے اعلیٰ رتبے تک جا پہنچا۔ ۱۷۶۶ء میں میسور کے راجا کی وفات پر اُس نے تخت پر قبضہ کر لیا اور میسور کا نواب بن بیٹھا۔

کیریکٹر۔ حیدر علی ایک بڑا قابل حکمران اور زبردست فوجی جرنیل تھا اور اگرچہ اَن پڑھ تھا مگر تھا بڑا ذہین۔ اُس کا حافظہ غیر معمولی تھا۔

حیدر علی

جس بات کو ایک دفعہ سُن لیتا اُسے کبھی نہ بھولتا۔ بڑے بڑے حساب زبانی کر لیا کرتا تھا۔ اور پانچ زبانیں بخوبی بول سکتا تھا۔ وہ بالکل غیر متعصب اور پرلے درجے کا مردم شناس تھا۔

انتظامِ سلطنت۔ حیدر علی سلطنت کے کام کو نہایت باقاعدگی اور پھرتی سے انجام دیتا تھا۔ ہر محکمہ کی دیکھ بھال بذاتِ خود کرتا تھا اور کبھی بیکار نہ بیٹھتا تھا۔ انصاف بلا رُو رعایت کرتا تھا اور مجرموں کو خواہ وہ اُس کے وزیر ہی کیوں نہ ہوں عبرتناک سزائیں دیتا تھا۔ وہ ہندو مسلمان میں کوئی فرق نہ سمجھتا تھا۔ ملازمت قابلیت کے لحاظ سے دیا کرتا تھا۔

حیدر علی انگریزوں کا زبردست حریف تھا اور اُس نے اُن کے خلاف دو جنگ کئے جنہیں میسور کی پہلی اور دوسری جنگ کہتے ہیں۔ دوسری جنگ کے دوران میں حیدر علی ۱۷۸۲ء میں مر گیا۔

Q. Briefly describe the First Mysore War.

سوال۔ میسور کی پہلی جنگ مختصر طور پر بیان کرو ۔

میسور کی پہلی جنگ
۱۷۶۷ء سے ۱۷۶۹ء

یہ جنگ حیدر علی اور انگریزوں کے درمیان ہوئی ۔

وجہ۔ اس جنگ کی وجہ یہ تھی کہ حیدر علی کی ترقی دکن کی دوسری طاقتیں اپنے لئے باعثِ خطرہ سمجھتی تھیں۔ چنانچہ نظام۔ مرہٹوں اور انگریزوں نے اس کے خلاف اتحاد قائم کر لیا ۔

واقعات۔ حیدر علی نے مرہٹوں کو کچھ روپے دلا کر انگریزوں سے الگ کر دیا اور نظام کو بھی اپنی طرف گانٹھ لیا۔ پھر نظام اور حیدر علی کی متحدہ فوجوں نے انگریزوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن انگریزی افسر کرنل سمتھ نے ۱۷۶۷ء میں ٹرنوملی اور چنگامہ کے مقامات پر انہیں شکست دی۔ اس کے بعد نظام حیدر علی کا ساتھ چھوڑ کر انگریزوں سے مل گیا۔ لیکن حیدر علی اکیلا ہی کرناٹک کو اجاڑتا ہوا مدراس تک جا پہنچا۔ مدراس گورنمنٹ نے خوف زدہ ہو کر حیدر علی کی پیش کردہ شرائط پر صلح کر لی ۔

نتیجہ۔ مدراس کے عہد نامہ کی رو سے دونوں نے ایک دوسرے کے فتح کئے ہوئے علاقے واپس کر دئے اور بوقت ضرورت انگریزوں نے جنگ میں حیدر علی کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ۔

نوٹ۔ ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں نے میسور پر چڑھائی کی۔ حیدر علی نے انگریزوں سے مدد کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس وعدہ خلافی کی وجہ سے حیدر علی انگریزوں کا جانی دشمن بن گیا ۔

باب پانچواں

وارن ہیسٹنگز گورنر بنگال

۱۷۷۲ء سے ۱۷۷۴ء

واقعات

(۱) اصلاحات (۲) روہیلوں سے لڑائی (۳) ریگولیٹنگ ایکٹ۔

ہیسٹنگز کا تقرر اور ابتدائی مشکلات

وارن ہیسٹنگز بھی کلائیو کی طرح تقریباً ۱۸ سال کی عمر میں ایک کلرک کی حیثیت سے ہندوستان آیا تھا لیکن اپنے حسنِ لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا اعلےٰ عہدہ پر پہنچ گیا۔ ۱۷۷۲ء میں وہ بنگال کا گورنر مقرر ہوا۔
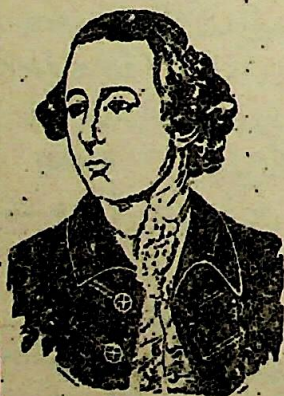
وارن ہیسٹنگز

ہیسٹنگز کی تقرری کے وقت بنگال کی حالت بہت خراب تھی۔ دوعملی کی وجہ سے حکومت کا سارا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ لگان وصول کرنے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ خزانہ تقریباً خالی پڑا تھا۔ ملک میں قحط پڑا ہوا تھا۔ محکمۂ انصاف کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور ہر علاقہ میں ڈاکو اور رہزن پھر رہے تھے۔ چنانچہ وارن ہیسٹنگز

نے سب سے پہلے دو عملی کا خاتمہ کیا اور اِنتظامِ حکومت کو سُدھارنے کے لئے کئی اِصلاحات رائج کیں ۔

Q. Briefly describe the reforms of Warren Hastings.

سوال۔ مختصر طور پر وارن ہیسٹنگز کی اِصلاحات بیان کرو ۔

اِصلاحات وارن ہیسٹنگز کی اِصلاحات تین حِصّوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں :۔

ؤ۔ مالگُذاری کی اِصلاحات (Revenue Reforms) ۔ ہیسٹنگز نے مالگُذاری کا اِنتظام بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل باتیں کیں :۔

۱۔ **پنج سالہ بندوبست**۔ زمین کا بندوبست پنجسالہ کر دِیا اور زمین سب سے زیادہ بولی دینے والے کو دی جانے لگی۔ لیکن یہ طریقہ اچّھا ثابت نہ ہُوا۔ اِس لئے بعد ازاں یہ ٹھیکہ سالانہ کر دِیا گیا ۔

۲۔ **کلکٹروں کی تقرّری**۔ مالگذاری یعنی معاملہ زمین وصُول کرنے کے لئے ہر ضِلع میں ایک ایک کلکٹر مقرّر کیا گیا ۔

۳۔ **ریونیو بورڈ کا قیام**۔ اُس نے مُرشد آباد کی بجائے کلکتہ کو دارالخلافہ مقرّر کیا اور وہاں ایک رِیوِنیو بورڈ (Revenue Board) قائم کیا گیا تاکہ لگان کا باقاعدہ حِساب رکھا جاسکے۔

ب۔ عدالتی اِصلاحات (Judicial Reforms) ۔ محکمۂ اِنصاف کا اِنتظام بہتر بنانے کے لئے ہیسٹنگز نے مندرجہ ذیل باتیں کیں :۔

۱۔ **ضِلع کچہریاں**۔ ہر ضِلع میں ایک دِیوانی اور ایک فوجداری عدالت قائم کی گئی۔ دِیوانی عدالت کا جج انگریز کلکٹر ہی ہوتا

تھا جو لگان بھی وصول کیا کرتا تھا ۔

۲۔ صدر عدالتیں ۔ کلکتہ میں اپیل کی دو عدالتیں قائم کی گئیں ۔ ایک صدر دیوانی عدالت جو مالی اور دیوانی مقدمات فیصل کرتی تھی اور دوسری صدر نظامت عدالت جو فوجداری مقدمات کی اپیل سنتی تھی ۔

۳۔ مجموعۂ قوانین ۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے قوانین کا ایک سادہ سا مجموعہ تیار کیا گیا تاکہ اس کے مطابق مقدموں کا فیصلہ ہو سکے ۔

ج ۔ اخراجات میں بچت (Economies) ۔

۱۔ بنگال کے نواب کا وظیفہ جو دوعملی رائج کرنے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد ۵۳ لاکھ کی بجائے ۳۲ لاکھ کر دیا گیا تھا اب گھٹا کر نصف یعنی ۱۶ لاکھ کر دیا گیا ۔

۲۔ شاہ عالم کا ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ بند کر دیا گیا ۔ کیونکہ وہ انگریزوں کی پناہ چھوڑ کر مرہٹوں کی حفاظت میں چلا گیا تھا ۔

۳۔ کڑا اور الہ آباد کے اضلاع شاہ عالم سے واپس لے لئے گئے اور وہ شجاع الدولہ نواب اودھ کے ہاتھ ۵۰ لاکھ روپیہ میں بیچ دئے گئے ۔

۴۔ روہیلوں کے خلاف شجاع الدولہ کی مدد کرنے کے عوض ۴۰ لاکھ روپیہ کمپنی کے لئے حاصل کیا ۔

Q. Give a brief account of the Rohilla War.
(P. U. 1940)

سوال ۔ روہیلوں کی لڑائی کا مختصر حال بیان کرو ۔

روہیلوں کی لڑائی ۱۷۷۴ء	روہیلے جنگ جو افغان تھے اور افغانستان سے یہاں آئے تھے ۔ وہ اودھ کے شمال

مغربی علاقہ میں جسے ان کے نام پر روہیل کھنڈ کہتے ہیں رہا کرتے تھے۔ ان کا سردار ایک شخص حافظ رحمت خاں تھا۔ مرہٹے اُن کے زرخیز ملک پر اکثر حملے کرتے رہتے تھے۔ اِس لئے انہوں نے شجاع الدّولہ نواب اَودھ سے مرہٹوں کے خلاف مدد مانگی اور اِس کے بدلے ۴۰ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ۔

۱۷۷۳ء میں مرہٹوں نے روہیلکھنڈ پر حملہ کیا لیکن نواب کی فوجوں سے ڈر کر وُہ بغیر لڑائی لڑنے واپس چلے گئے۔ اب نواب شجاع الدّولہ نے اپنی رقم کا مطالبہ کیا لیکن روہیلوں نے ٹالمٹول کی۔ اِس پر نواب نے اِنتقام لینے کے لئے ہیسٹنگز سے مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ میں جنگ کا تمام خرچ بھی برداشت کروں گا اور کمپنی کو ۴۰ لاکھ روپیہ بھی دُونگا۔ ہیسٹنگز نے (کرنل چمپین کے ماتحت) انگریزی فوج کا ایک دستہ بھیج دیا۔ روہیلوں کو میراں قپور کٹڑہ کے مقام پر شکست ہوئی اور اُن کا سردار حافظ رحمت خاں مارا گیا۔ ہزارہا روہیلے ملک چھوڑ کر چلے گئے اور روہیل کھنڈ اُودھ میں شامل کر لیا گیا ۔

نوٹ ہیسٹنگز کا روہیلوں کے خلاف نواب اُودھ کی مدد کرنا اِخلاقی طور پر سراسر ناجائز تھا کیونکہ روہیلوں نے کمپنی کے برخلاف کبھی بھی کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ البتہ سیاسی لحاظ سے اس کی صفائی میں اِتنا کہا جا سکتا ہے کہ کمپنی کو ایک معقول رقم مل گئی اور روہیلکھنڈ کا علاقہ نواب اودھ کے قبضہ میں آجانے سے انگریزوں کی شمال مغربی سرحد مضبوط ہو گئی ۔

سوال۔ ریگولیٹنگ ایکٹ کے پاس ہونے کی کیا وجوہات تھیں؟ اِس ایکٹ کی مشہور دفعات اور نقائص بیان کرو۔

ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء

ریگولیٹنگ ایکٹ ایک قانون تھا جس کا منشا کمپنی کے معاملات کی اِصلاح کرنا تھا۔ در اصل یہ کمپنی کا پہلا آئین تھا۔ اِسے ۱۷۷۳ء میں پارلیمنٹ نے پاس کیا۔

وجوہات۔ ریگولیٹنگ ایکٹ کے پاس ہونے کی بڑی بڑی وجوہات مندرجہ ذیل تھیں:۔

۱۔ ایک وجہ یہ تھی کہ انگریزی کمپنی اب صِرف تجارتی کمپنی ہی نہیں رہی تھی بلکہ کچھ عِلاقے فتح کر کے وُہ ایک حکمران کمپنی بن چکی تھی۔ اِس لئے پارلیمنٹ نے مُناسب سمجھا کہ کمپنی کے معاملات کی نگرانی کی جائے۔

۲۔ دُوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ کمپنی کے مُلازم ذاتی تجارت سے خُوب رُوپیہ کما رہے تھے۔ اِس لئے کمپنی کی مالی حالت اِس قدر ابتر ہو چکی تھی کہ ۱۷۷۲ء میں کمپنی کے ڈائرکٹروں نے اِنگلینڈ کی سرکار سے اپنا کام جاری رکھ سکنے کے لئے دس لاکھ پونڈ قرض مانگا اور جب کمپنی کے کام کی تحقیقات کی گئی تو پتہ لگا کہ کمپنی کی حالت نازک ہے۔ چُنانچہ پارلیمنٹ نے کمپنی کے معاملات کی اِصلاح کرنے کے لئے ۱۷۷۳ء میں رِیگولیٹنگ ایکٹ پاس کیا۔

ریگولیٹنگ ایکٹ کی دفعات

ریگولیٹنگ ایکٹ کی بڑی بڑی دفعات (Provisions) مندرجہ ذیل تھیں:۔

۱۔ ضروری کاغذات کی پیشی۔کمپنی کے ڈائرکٹروں کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وُہ دیوانی اور فوجی معاملات کے متعلق تمام ضروری کاغذات شاہ انگلستان کے وزرا کے سامنے پیش کیا کریں ؎

۲۔ گورنر جنرل کا تقرر۔بنگال کے گورنر کو ہندوستان میں انگریزی مقبوضات کا گورنر جنرل بنا دیا گیا اور اُس کے صلاح مشورہ کے لیے چار ممبروں کی ایک کونسل بنائی گئی۔گورنر جنرل کو اکثریت کا فیصلہ ماننا لازمی تھا لیکن اسے کاسٹنگ ووٹ کا اختیار تھا ؎

۳۔ گورنروں کی ماتحتی۔احاطہ بمبئی اور مدراس کے گورنر خارجی پالیسی یعنی جنگ اور صُلح کے معاملات میں گورنر جنرل کے ماتحت کر دیئے گئے لیکن اُنہیں یہ اختیار دیا گیا کہ اشد ضرورت کے وقت وُہ اپنی مرضی سے کام کر سکتے ہیں ؎

۴۔ عدالتِ عالیہ کا قیام۔کلکتہ میں ایک عدالتِ عالیہ قائم کی گئی جس میں چیف جسٹس کے علاوہ تین اور جج تھے۔(پہلا چیف جسٹس سر ایلیجا اِمپے (Sir Elijah Impey) تھا) ؎

۵۔ ذاتی تجارت کی ممانعت۔کمپنی کے تمام ملازموں کو ذاتی تجارت میں حصہ لینے اور نذرانے قبول کرنے وغیرہ کی ممانعت کر دی گئی ؎

ریگولیٹنگ ایکٹ کے نقائص

ریگولیٹنگ ایکٹ میں کئی نقائص تھے جن سے یہ اُدھورا اور نامکمل ثابت ہُوا ؎

۱۔ سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ گورنر جنرل کو اپنی کونسل پر پُورا اختیار نہ تھا۔اور چُونکہ ہر ایک بات کثرت رائے سے پاس ہوتی تھی اس لئے کونسل کے ممبر گورنر جنرل کے خلاف

مُتنفر ہو کر جو چاہیں کر سکتے تھے ۔

۲۔ اِس ایکٹ میں یہ واضح نہیں کیا گیا تھا کہ عدالت عالیہ کے کیا اِختیارات ہوں گے اور اس کا تعلق گورنر جنرل کی کونسل کے ساتھ کیا ہوگا ۔

۳۔ بمبئی اور مدراس کے گورنر اگرچہ خارجی پالیسی میں گورنر جنرل کے ماتحت تھے لیکن اشد ضرورت کا بہانہ کر کے وُہ اپنی مرضی سے کام کرتے تھے ۔

ریگولیٹنگ ایکٹ کی اہمیّت

اِس میں شک نہیں کہ ریگولیٹنگ ایکٹ میں کئی نقائص تھے جس سے اِس ایکٹ کا منشا ٹھیک طرح پُورا نہ ہو سکا۔ لیکن اِن خامیوں کے باوجُود ریگولیٹنگ ایکٹ انگریزی نظامِ حکومت کی بُنیاد تھا۔ اِس سے انگریزی کمپنی کو حکومت کا کام چلانے کے لئے ایک آئین مِل گیا ۔

باب چھٹا

وارن ہیسٹنگز۔ پہلا گورنر جنرل

سنہ ۱۷۷۴ء سے سنہ ۱۷۸۵ء

واقعات

(۱) کونسل سے جھگڑا (۲) نند کمار کو پھانسی (۳) مرہٹوں کی پہلی

جنگ (۴) میسور کی دُوسری جنگ (۵) چیت سنگھ کی معزولی (۶) بیگمات اَودھ کا معاملہ (۷) پٹس انڈیا بل ۔

کونسل سے جھگڑا

ریگولیٹنگ ایکٹ پر عمل ۱۷۷۴ء میں ہوا اور پہلا گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز بنا۔ اُس کی کونسل کے چار ممبر فرانسس (Francis) کلیورنگ (Clavering) ۔ مانسن (Monson) اور باروِیل (Barwell) تھے لیکن سوائے باروِیل کے تمام اُس کے دُشمن تھے اور چونکہ کونسل میں اُن کی اکثریت تھی۔ اِس لئے ہیسٹنگز کو بڑی مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر دو سال بعد مانسن مرگیا اور اُس سے اگلے سال کلیورنگ فوت ہوگیا۔ اِس سے ہیسٹنگز کو کونسل میں اِقتدار حاصل ہوگیا۔ ۱۷۸۰ء میں فرانسس بھی ہیسٹنگز کے ساتھ لڑائی میں زخمی ہوکر واپس چلا گیا اور ہیسٹنگز کو مخالفوں سے نجات مِل گئی ۔

Q. Write a short note on Nand Kumar.
(P. U. 1940)

سوال۔ نند کمار پر ایک مختصر نوٹ لکھو ۔

نند کمار

راجہ نند کمار ایک اعلےٰ خاندان کا بنگالی برہمن تھا اور کِسی وجہ سے گورنر جنرل سے عداوت رکھتا تھا۔ ۱۷۷۵ء میں اُس نے ہیسٹنگز پر یہ اِلزام لگایا کہ اُس نے میر جعفر کی بیوہ (مُنّی بیگم) سے ۳½ لاکھ روپیہ رِشوت لی ہے۔ جب کونسل نے ہیسٹنگز سے اِس اِلزام کی باز پُرس کی تو اُس نے جوابدہی سے اِنکار کیا اَور نند کمار کے خِلاف سازش کا مُقدّمہ کھڑا کر دِیا۔ لیکن ابھی اِس مُقدمہ کا فیصلہ نہیں ہُوا تھا کہ کلکتہ کے ایک سیٹھ موہن پرشاد نے نند کمار کے خِلاف جعل سازی کا

مُقدّمہ دائر کر دِیا اور عدالتِ عالیہ سے پھانسی کی سزا مِلی ÷

نوٹ ۔ نند کمار کے پھانسی دِئے جانے کے بعد بعض لوگوں نے یہ اِلزام لگایا کہ چُونکہ چیف جسٹس اِمپے اور وارن ہیسٹنگز پُرانے ہم جماعت تھے اِس لئے چیف جسٹس نے وارن ہیسٹنگز کا لحاظ کرتے ہوئے نند کمار کو پھانسی کی سزا دی ہے ۔ یہ بات اغلباً غلط معلُوم ہوتی ہے لیکن غلط یا ٹھیک اِس کا ایک اثر یہ ہُوا کہ لوگ وارن ہیسٹنگز سے ڈرنے لگے اور پھر کِسی کو یہ ہمّت نہ پڑی کہ وارن ہیسٹنگز پر کوئی اِلزام لگائے ÷

Q. Describe briefly the causes, main events and results of the First Maratha War.

سوال ۔ مرہٹوں کی پہلی جنگ کے اسباب ۔ مشہُور واقعات اور نتائج بیان کرو ÷

مرہٹوں کی پہلی جنگ
۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۲ء

وجہ ۔ ۱۷۸۲ء میں نارائن راؤ مرہٹوں کا (پانچواں) پیشوا بنا لیکن اُس کے چچا راگھوبا (رگھوناتھ راؤ) نے جو پیشوا بننے کا بڑا خواہشمند تھا اُسے قتل کروا دِیا ۔ اور خود پیشوا بننے کی کوشِش کرنے لگا ۔ نانا فرنویس نے جو ایک لائق مرہٹہ سردار تھا اُس کی مخالفت کی اَور نارائن راؤ کے بیٹے مادھو راؤ نرائن کو جو اپنے باپ کی وفات کے بعد پَیدا ہُوا تھا پیشوا کی گدی پر بٹھا کر خوُد اس کا سرپرست بن گیا اَور بہُت سے مرہٹہ سردار نانا فرنویس کے ساتھ مِل گئے ÷

اِس طرح ناکام رہنے کے بعد راگھوبا نے حکومتِ بمبئی سے مدد مانگی اور ۱۷۷۵ء میں معاہدۂ سُورت طے پایا جس

سے فیصلہ ہؤا کہ راگھوبا اس مدد
کے عوض سالسٹ اور بسین کے
علاقے انگریزوں کو دے دیگا۔ اس
معاہدہ کے فوراً بعد انگریزوں نے
سالسٹ پر قبضہ کر لیا مگر گورنر
جنرل اور اُس کی کونسل نے اس
معاہدہ کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ وُہ ان
کی منظوری کے بغیر طے پایا تھا۔
اور اُنھوں نے نانا فرنویس کے
ساتھ ۱۷۷۶ء میں پورندھر کے

نانا فرنویس

مقام پر ایک عہدنامہ کر لیا جس سے فیصلہ ہؤا کہ اگر سالسٹ
کا جزیرہ انگریزوں کے پاس رہنے دیا جائے تو وُہ راگھوبا کی مدد
نہیں کرینگے لیکن اتنے میں عہدنامہ سورت کے متعلق انگلینڈ سے
ڈائرکٹروں کی منظوری آ گئی۔ اس لئے انگریزی حکومت کو راگھوبا کا
ہی ساتھ دینا پڑا۔

واقعات۔ انگریزی فوج کا ایک دستہ راگھوبا کی مدد کے لئے
بمبئی سے پُونا کی طرف روانہ ہؤا مگر اُسے راستے میں ہی تالی گاؤں کے
مقام پر ایک ذِلّت آمیز معاہدہ کرنا پڑا لیکن ڈائرکٹروں نے اس
معاہدہ کو نامنظور کر دیا اور جنگ بدستور جاری رہی جنرل گوڈارڈ
(Goddard) نے بنگال سے آ کر احمد نگر فتح کر لیا اور گائیکواڑ
کو اپنی طرف کر لیا۔ میجر پوپ ہم (Popham) نے مہادا جی
سیندھیا کو شکست دے کر گوالیار کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس
سے انگریزی اقتدار بہت بڑھ گیا۔

اب وارن ہیسٹنگز جنگ کو ختم کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایک تو خرچ بڑا ہو رہا تھا اور دوسرے دکن میں حیدر علی کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا۔ چنانچہ ۱۷۸۲ء میں عہد نامہ سلبئی کی رو سے جنگ ختم ہو گئی ۔

نتیجہ۔ عہد نامہ سلبئی ۱۷۸۲ء کی رو سے (۱) مادھوراؤ نرائن کو پیشوا تسلیم کر لیا گیا (۲) سالسٹ کا جزیرہ انگریزوں کو مل گیا (۳) راگھوبا کی تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی گئی ۔

Q. Briefly describe the causes, main events and results of the Second Mysore War.

سوال۔ میسور کی دوسری جنگ کے اسباب، مشہور واقعات اور نتائج بیان کرو ۔

میسور کی دوسری جنگ
۱۷۸۰ء سے ۱۷۸۴ء

اسباب :- ۱۔ میسور کی پہلی جنگ کے بعد (۱۷۶۹ء میں) انگریزوں نے حیدر علی والئ میسور سے وعدہ کیا تھا کہ اگر کبھی کسی دشمن نے اس پر چڑھائی کی تو وہ اُس کی مدد کریں گے مگر اِس وعدے کے کچھ عرصہ بعد جب مرہٹوں نے اُس پر حملہ کیا تو انگریزوں نے اُس کی مدد نہ کی۔ اس سے حیدر علی بہت ناراض تھا ۔

۲۔ امریکہ کی جنگِ آزادی میں جو حکومتِ انگلستان اور امریکہ کے نو آبادکاروں کے درمیان ہوئی فرانس (۱۷۷۸ء میں) انگلینڈ کے خلاف شامل ہو گیا تھا۔ اِس پر انگریزوں نے ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات پانڈیچری اور ماہے پر قبضہ کر لیا۔ ماہے کی بندرگاہ سے جو ساحلِ مالابار پر واقع ہے حیدر علی کو بہت فائدہ تھا۔ چنانچہ اُس نے انگریزوں سے ماہی خالی

کر دینے کا مُطالبہ کیا لیکن انگریزوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اِس پر حیدر علی نے جنگ چھیڑ دی ؎

واقعات۔ حیدر علی ایک جرّار لشکر کے ساتھ کرناٹک پر حملہ آور ہؤا اور تمام عِلاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ انگریزی کرنل بیلی (Col. Baillie) کو شکست ہوئی اور بکسر کا فاتح میجر منرو (Munro) بھی اپنی توپیں کانجی ورم کے ایک تالاب میں پھینک کر مدراس بھاگ گیا ؎

اِس کے بعد انگریزی کمانڈر اِنچیف سر آئر کوٹ حیدر علی کے خِلاف بڑھا اور اُس نے پورٹو نووو۔ پولی لور اور سولن گڑھ کے مقامات پر حیدر علی کو شکستیں دیں۔ اِس وقت فرانس سے ایک اِمدادی فوج آ پہنچی جِس سے حیدر علی کا حوصلہ بڑھ گیا لیکن ابھی لڑائی جاری تھی کہ ۱۷۸۲ء میں حیدر علی کا بیماری سے اِنتقال ہو گیا ؎

حیدر علی کی موت کے بعد اُس کے لڑکے ٹیپو سُلطان نے جنگ جاری رکھی اور کئی ایک عِلاقے بھی فتح کیے۔ آخر ۱۷۸۴ء میں عہدنامہ منگلور کی رُو سے فریقین میں صُلح ہو گئی ؎

نتیجہ۔ عہدنامہ منگلور کی رُو سے ایک دُوسرے کے مفتوحہ عِلاقے اور جنگی قیدی واپس کر دئے گئے ؎

Q. Write a note on the money difficulties and money exactions of Warren Hastings.

سوال۔ ہیسٹنگز کی مالی مُشکلات اور زبردستی رُوپیہ وصُول کرنے کے طریقوں پر ایک نوٹ لکھو ؎

مالی مُشکلات	وارن ہیسٹنگز کو بڑی سخت مالی مُشکلات کا

سامنا کرنا پڑا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ (۱) مرہٹوں اَور حیدر علی کے خِلاف جنگوں پر بہت سا رُوپیہ خرچ آ گیا تھا۔(۲) اِس کے عِلاوہ اِنتظامِ حکُومت کے لئے بھی رُوپیہ درکار تھا۔(۳) اُدھر کمپنی کے ڈائرکٹروں کی طرف سے بھی رُوپیہ کا تقاضا ہو رہا تھا۔ چُنانچہ رُوپے کی ضرُورت سے پریشان ہو کر ہیسٹنگز نے چند ایک ناجائز کارروائیوں سے رُوپیہ حاصِل کِیا۔ اِن کارروائیوں میں سے دو خاص طور پر قابِلِ ذِکر ہیں :۔

۱۔ چیت سِنگھ کی معزُولی

چیت سِنگھ کمپنی کے ماتحت بنارس کا راجہ تھا۔ وُہ ہر سال ۲۲½ لاکھ روپیہ کمپنی کو خراج دِیا کرتا تھا۔ ۱۷۷۸ء میں ہیسٹنگز نے اس سے ۵ لاکھ روپیہ سالانہ کا مزید مُطالبہ کِیا۔ چیت سِنگھ نے دو سال تو یہ رقم ادا کی لیکن پھر ٹال مٹول کی۔ اِس پر ہیسٹنگز نے راجہ پر ۵۰ لاکھ روپیہ جرمانہ کِیا اور اُس کی وصُولی کے لئے خُود بنارس گیا اور راجہ کو گرفتار کر لیا۔ اِس واقعہ سے چیت سِنگھ کے سپاہی ہیسٹنگز کے خِلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے کچھ انگریزی سپاہی قتل کر دِئے۔ راجہ چیت سِنگھ نتائج سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔ وارن ہیسٹنگز کو بھی جان بچا کر چنار بھاگ جانا پڑا۔ اِس معاملہ سے کمپنی کو خاص رُوپیہ ہاتھ نہ لگا۔ البتّہ اِتنا ضرُور ہُوا کہ چیت سِنگھ کو معزُول کر کے اس کے بھتیجے کو راجہ بنا دِیا گیا اور خراج کی رقم بڑھا کر ۴۰ لاکھ رُوپیہ سالانہ کر دی گئی۔

۲۔ بیگماتِ اَودھ کا مُعاملہ

جب بنارس سے کوئی خاص رُوپیہ ہاتھ نہ لگا تو ہیسٹنگز نے ایک اَور طریقہ سوچا۔ آصف الدّولہ نواب اودھ کے ذِمّہ

انگریزوں کا بہت سا روپیہ تھا کیونکہ اُس نے پچھلے کئی سالوں سے اپنے صوبہ میں مقیم انگریزی فوج کا خرچ ادا نہیں کیا تھا۔ ہیسٹنگز نے اُس سے روپیہ طلب کیا مگر اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے کیونکہ میری ماں اور دادی (بیگمات اودھ) نے تمام روپیہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہوا ہے۔ اگر آپ بیگمات سے روپیہ حاصل کرنے میں میری مدد کریں تو میں اپنا تمام قرضہ بیباق کر دونگا۔ ہیسٹنگز نے اس کام میں اُس کی مدد کی اور بیگمات کو تنگ کر کے ۷۶ لاکھ روپیہ حاصل کر لیا ؛

ہیسٹنگز کی مندرجہ بالا دونوں کارروائیاں ناجائز تھیں۔ اُس نے چیت سنگھ اور بیگمات کے ساتھ جابرانہ سلوک کیا۔ چنانچہ جب وُہ واپس انگلینڈ گیا تو اُس پر اِن الزامات اور چند دیگر الزامات مثلاً رشوت خوری اور روہیلوں کی لڑائی میں نواب اودھ کی مدد کرنے وغیرہ کی بنا پر مقدمہ چلایا گیا جو تقریباً سات سال جاری رہا۔ اس میں اس کا سارا اندوختہ روپیہ خرچ ہو گیا مگر آخر کار وُہ بری کر دیا گیا اور اس کی پنشن مقرر کر دی گئی ؛

17Q. Write a short note on Pitt's India Act. (Important)

سوال۔ پٹس انڈیا بل پر مختصر نوٹ لکھو ؛

پٹس انڈیا بل ۱۷۸۴ء

وجوہات۔ ریگولیٹنگ ایکٹ میں کئی خامیاں رہ گئی تھیں۔ اِس لئے ۱۷۸۴ء میں انگلینڈ کے وزیر اعظم پٹ خورد نے ہندوستان کے نظامِ حکومت کو درست کرنے کے لئے ایک نیا قانون بنایا ؛

دوسری اور بڑی وجہ یہ تھی کہ ۱۷۸۳ء میں امریکہ انگریزوں

سے آزاد ہو گیا تھا اور اب اُنہیں ڈر تھا کہ کہیں ہندوستان بھی ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ اِس لئے وُہ ایسٹ انڈیا کمپنی پر قابو پانا چاہتے تھے۔

دفعات۔ ۱۔ اِس بِل کی خاص بات یہ تھی کہ کمپنی کا تجارتی کام سیاسی کام سے الگ کر دیا گیا۔ تجارتی کام تو ڈائرکٹروں کے ماتحت ہی رہنے دیا گیا لیکن سیاسی کام چھ ممبروں کے ایک بورڈ یعنی کمیٹی کے سپرد کیا گیا جسے بورڈ آف کنٹرول (Board of Control) کہتے تھے۔ اِن ممبروں کو بادشاہ خود مقرّر کرتا تھا۔

۲۔ کونسل کے ممبروں کی تعداد چار کی بجائے تین کر دی گئی۔

۳۔ گورنر جنرل معہ کونسل کو بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹ پر مکمّل اختیار دیا گیا۔

۴۔ گورنر جنرل کی تقرّری کے لئے گورنمنٹ کی منظوری لینا لازمی ہو گیا۔

۵۔ یہ بھی فیصلہ ہؤا کہ کمپنی کو عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند رہنا چاہئے یعنی دیسی راجاؤں سے صُلح یا جنگ نہیں کرنی چاہئے۔

اہمیّت۔ اِس بِل کے پاس ہونے سے کمپنی کے مُعاملات میں پارلیمنٹ کو بہُت دخل حاصل ہو گیا۔

نوٹ۔ ایک اور قانون کی رُو سے گورنر جنرل کو اشد ضرورت کے وقت کونسل کی کثرت رائے کو ردّ کرنے کا بھی اختیار دیدیا گیا۔

Q. How far was Warren Hastings responsible for the establishment of British Empire in India? Or,

Briefly discuss the outstanding achievements of Warren Hastings.

سوال۔ واضح طور پر بیان کرو کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم کرنے میں وارن ہیسٹنگز کا کیا حصّہ ہے یعنی وارن ہیسٹنگز

کے کارہائے نمایاں بیان کرو ۔

وارن ہیسٹنگز کے کارنامے

وارن ہیسٹنگز ایک غیر معمولی قابلیت کا اِنسان تھا۔ اُس کا شمار ہندوستان کے بہت بڑے گورنر جنرلوں اور انگلستان کے صفِ اوّل کے مُدبّروں میں کیا جاتا ہے۔ اُس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے کمپنی کے مقبوضات کو نہایت نازک وقت میں تباہ ہونے سے بچا لیا اور مفتوحہ علاقے میں ایک باقاعدہ اور منظم حکومت قائم کی ۔

وارن ہیسٹنگز کی تقرری کے وقت کلائیو کی دوعملی کی وجہ سے بنگال میں سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ نظامِ حکومت نہایت ناقص تھا۔ نہ کوئی قانون تھا اور نہ حکمرانی کا کوئی معیار۔ خزانہ بالکل خالی پڑا تھا۔ لگان کی وصولی کا کوئی خاطر خواہ اِنتظام نہیں تھا اور محکمۂ اِنصاف کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔

وارن ہیسٹنگز نے آتے ہی دوعملی کا خاتمہ کیا اور کئی مفید اِصلاحات جاری کیں۔ اُس نے لگان وصول کرنے کا بہتر اِنتظام کیا۔ ہر ضلع میں انگریز کلکٹر مقرر کئے۔ دیوانی اور فوجداری عدالتیں قائم کیں۔ ایک مجموعہ قانون تیار کیا اور کئی طرح سے اخراجات میں بچت کر کے کمپنی کی مالی حالت کو بہتر بنایا۔ اِس طرح اُس نے مُلک کے اندر بدنظمی کو دُور کر کے ایک باقاعدہ اور منظم حکومت قائم کر دی ۔

اِس کے علاوہ یہ زمانہ کمپنی کے لئے ایک کڑی آزمائش کا زمانہ تھا۔ مرہٹے اور حیدر علی انگریزوں کے دشمن تھے۔ اُدھر انگلینڈ امریکہ کی جنگِ آزادی میں مصروف تھا اور وہاں سے کوئی مدد

نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اِس پر طرفہ یہ کہ ہیسٹنگز کی اپنی کونسل اُس کے خلاف تھی لیکن ہیسٹنگز نے ایسے نازک وقت میں بڑے حوصلے اور تدبر کا ثبوت دیا۔ اُس نے مرہٹوں اور حیدر علی کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا اور کمپنی کے مقبوضات کو تباہ ہونے سے بچائے رکھا۔

سچ تو یہ ہے کہ انگریزی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط اور مستحکم کرنے والا ہیسٹنگز ہی تھا۔ بدیں وجہ ہیسٹنگز ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قائم کرنے والوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے ॥

لارڈ کارنوالس

سنہ ۱۷۸۶ء سے سنہ ۱۷۹۳ء

واقعات

(۱) اِصلاحات (۲) بندوبست اِستمراری (۳) میسور کی تیسری جنگ ॥

☞**Q. Give a brief account of the administration of Lord Cornwallis with special reference to his judicial and revenue reforms.**
(V. Important)
(P. U. 1948, 50, 57, 61)

سوال۔ لارڈ کارنوالس کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور اُس کی اِصلاحات کا خاص طور پر ذکر کرو ॥

کارنوالس کا تقرر کارنوالس اِنگلستان کا ایک معزز اور بارسوخ زمیندار اور ایک تجربہ کار جرنیل تھا۔ وہ گورنر جنرل کے عہدہ کے علاوہ کمانڈر انچیف بھی مقرر ہو کر آیا تھا اور

لارڈ کارنوالس

اسے پٹس انڈیا ایکٹ میں ایک ترمیم کی رُو سے اپنی کونسل کی رائے کو ردّ کرنے کا اختیار بھی مِل گیا تھا ؀

اِصلاحات

لارڈ کارنوالس کا نام اِصلاحات کی وجہ سے خاص طور پر مشہور ہو گیا ہے۔ اُس کی یہ اِصلاحات تین حصّوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں (۱) رشوت ستانی کا انسداد (۲) عدالتی اِصلاحات (۳) بنگال کا بندوبست اِستمراری ؀

۱۔ رِشوت ستانی کا اِنسداد

اُن دِنوں میں کمپنی کے ملازمین کی تنخواہیں بڑی قلیل تھیں اور پنشن کا بھی کوئی قاعدہ نہ تھا۔ اِس لئے کمپنی کے ملازم اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لئے ذاتی تجارت بھی کرتے تھے اور رشوت بھی خوب لیتے تھے۔ کارنوالس نے آتے ہی اس خرابی کا خاتمہ کر دیا۔ اس نے تنخواہیں معقول کر دیں اور ذاتی تجارت اور رِشوت ستانی کے خِلاف سخت قانون بنا دِئے ؀

۲۔ عدالتی اِصلاحات (Judicial Reforms)

۱۔ ڈسٹرکٹ ججوں کا تقرّر۔ کارنوالس کی آمد سے پیشتر کلکٹر کے ذِمّہ دو کام تھے۔ وُہ ضِلع کی مالگذاری بھی وصُول کرتا تھا اور دِیوانی عدالتوں کا جج بھی ہوتا تھا۔ کارنوالس نے یہ دونوں کام علیحدہ کر دِئے۔ کلکٹر کا کام صِرف مالگذاری وصُول کرنا مقرّر کیا گیا اور دِیوانی عدالتوں کے لئے علیحدہ

ڈسٹرکٹ جج مقرّر کئے گئے۔

۲- اپیل کی عدالتیں۔ اِن ڈسٹرکٹ عدالتوں کے خلاف اپیل سُننے کے لئے چار بڑی عدالتیں کلکتّہ۔ ڈھاکہ۔ مُرشد آباد اور پٹنہ میں قائم کی گئیں۔ لیکن اپیل کی آخری عدالتیں پہلے کی طرح صدر دیوانی عدالت اور صدر نظامت عدالت ہی رہیں۔

۳- سخت سزاؤں کی منسُوخی۔ پُرانے زمانے کی وحشیانہ سزائیں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا وغیرہ منسُوخ کر دی گئیں۔

۴- نیا ضابطۂ قوانین۔ ایک نیا ضابطہ قوانین شائع کیا گیا جسے کارنوالِس کوڈ کہتے تھے۔

۵- محکمۂ پولیس میں اِصلاح۔ محکمہ پولیس میں بھی اِصلاح کی گئی پولیس کے اِنتظام کے لئے ہر ایک ضِلع کئی تھانوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر تھانہ میں ایک داروغہ مقرّر کیا گیا جس کے ماتحت کئی سپاہی ہوتے تھے۔

اِصلاحات میں نقص۔ کارنوالِس کی اِصلاحات بڑی مفید تھیں لیکن اُس نے ایک غلطی کی کہ اُس نے یہ قاعدہ بنا دِیا کہ ہندوستانی لوگ کِسی اعلےٰ عُہدے پر مقرّر نہ کئے جائیں کیونکہ اُسے اُن کی قابلیّت پر اِعتماد نہ تھا۔ اِس سے نظامِ حکُومت بہت مہنگا ہو گیا۔

۳- بندوبست اِستمراری

کارنوالس کے زمانے کا سب سے مشہور واقعہ بنگال کا بندوبست اِستمراری (Permanent Settlement of Bengal) ہے۔ انگریزی حکومت قائم ہونے سے پہلے مالگذاری وصُول کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ سرکاری افسر جنہیں زمیندار کہتے تھے کاشتکاروں سے لگان وصُول کر کے سرکاری خزانہ میں

داخل کرا دیتے تھے اور اپنی کمیشن رکھ لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمینداری کا عہدہ موروثی ہو گیا ۔

جب عہد نامہ الٰہ آباد کی رُو سے ۱۷۶۵ء میں بنگال۔بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی انگریزوں کو مِل گئی تو کلائو نے مالگذاری وصُول کرنے کے سابقہ طریقہ میں کوئی تبدیلی نہ کی۔مگر وارن ہیسٹنگز نے آمدنی بڑھانے کے لئے زمینیں ٹھیکہ پر دینی شروع کر دیں یعنی جو شخص زیادہ بولی دے وُہ زمیندار مقرر ہو جائے۔ پہلی بار (۱۷۷۲ء میں) تو یہ ٹھیکہ پانچ سال کے لئے دِیا گیا لیکن پھر سالانہ کر دِیا گیا۔مگر یہ طریقہ نہایت ناتسلّی بخش ثابت ہوٗا۔ اِس میں کئی نقائص تھے :-

اوّل یہ کہ زمیندار نیلامی کے وقت اتنی زیادہ بولی دے دیتے تھے کہ وہ اِس رقم کو زمین کی آمدنی سے پُورا نہ کر سکتے تھے۔ اِس سے حکومت کی آمدنی نہایت غیر یقینی ہو گئی ۔

دُوم یہ کہ چونکہ کِسی زمیندار کو یقین نہیں ہوتا تھا کہ آیا اگلے سال اِس زمین کا ٹھیکہ اُسے ہی ملیگا یا نہیں اِس لئے وُہ زمین کی حالت بہتر بنانے میں چنداں دِلچسپی نہ لیتے تھے ۔

سوم انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ زمین کی حالت بہتر ہو جانے کی صُورت میں ٹھیکہ کی رقم بڑھا دی جائے گی ۔

اِس کا نتیجہ یہ ہوٗا کہ بہُت ساری زمینیں بنجر ہو گئیں چُنانچہ کمپنی کے ڈائرکٹروں نے اِس طریقہ کو ناپسند کیا۔ جب لارڈ کارنوالیس گورنر جنرل بن کر آیا تو بڑے غور وخوض کے بعد وُہ اِس نتیجہ پر پہنچا کہ زمین کی حالت بہتر بنانے اور کمپنی کی آمدنی کو یقینی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ زمینداروں کو اس امر

کا یقین دلایا جائے کہ زمین ہمیشہ اُنہیں کے پاس رہے گی اور زمین کی حالت بہتر بنانے کی صورت میں لگان نہیں بڑھایا جائیگا۔ چنانچہ ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارنوالس نے زمین ہمیشہ کے لئے زمینداروں کی ملکیت قرار دے دی اور سرکاری لگان بھی ہمیشہ کے لئے ایک ہی مقرر کر دیا۔ اِس طریقہ کو بندوبست اِستمراری یا دوامی کہتے ہیں ٭

بندوبست اِستمراری کے فائدے

۱۔ چونکہ لگان کی رقم ہمیشہ کے لئے مقرر ہو گئی تھی۔ اِس لئے اب زمینداروں نے اپنی زمینوں کو بہتر بنانا شروع کیا اور زراعت زیادہ ہونے لگ گئی ٭

۲۔ سرکار کی آمدنی جو پہلے غیر یقینی ہو گئی تھی اب مُستقل اور معیّن ہو گئی اور سالانہ بجٹ بنانا (یعنی آمدنی اور خرچ کا اندازہ لگانا) آسان ہو گیا ٭

۳۔ سرکار کو بار بار بندوبست کرنے کی پریشانی سے نجات مل گئی ٭

۴۔ بنگال ہندوستان میں سب سے زرخیز صوبہ بن گیا۔ زمیندار دولت مند ہو گئے اور خوفناک قحط پیشتر کی نسبت کم ہو گئے ٭

۵۔ زمینداروں کے امیر ہو جانے سے تجارت میں ترقی ہونے لگی ٭

۶۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہُوا کہ بنگال میں زمینداروں کی ایک وفادار جماعت قائم ہو گئی کیونکہ وُہ اِس حکومت کی مہربانی سے ہی امیر بنے تھے۔ اِن لوگوں نے غدر کے ایّام میں سرکار انگریزی کی بہت خدمت کی ٭

بندوبست اِستمراری کے نقائص

۱۔ بندوبست دوامی سے اگرچہ زمینداروں کو فائدہ ہوا۔ مگر

کاشتکاروں کی حالت پہلے سے بدتر ہو گئی۔ کیونکہ اِس بات پر کوئی پابندی نہ تھی کہ زمیندار کاشتکاروں سے کتنی رقم وصول کریں۔ وُہ بیچارے زمینداروں کے رحم پر ہو گئے اور اُن کی حفاظت کے لئے بعد میں کئی قانون بنانے پڑے ؞

۲۔ گورنمنٹ کے اخراجات آئے دِن بڑھتے جاتے تھے۔ مگر چونکہ اُن کی آمدنی کی رقم مقررہ تھی اِس لئے گورنمنٹ کو نقصان رہنے لگا ؞

۳۔ اِس نقصان کو پُورا کرنے کے لئے سرکار کو دُوسرے صُوبوں پر زیادہ مالیہ لگانا پڑا ؞

میسور کی تیسری جنگ

سنہ ۱۷۹۰ء سے سنہ ۱۷۹۲ء

وجہ۔ سنہ ۱۷۸۹ء میں ٹیپو سُلطان نے ٹراونکور کی ہندو ریاست پر حملہ کر دِیا۔ اِس ریاست کا راجہ انگریزوں کی حفاظت میں تھا۔ چنانچہ اُس نے کارنوالس سے مدد کی درخواست کی۔ کارنوالس نے مرہٹوں اور نظام کو ساتھ مِلا کر ٹیپو کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ؞

واقعات۔ شرُوع شرُوع میں انگریزوں کو ناکامیابی ہوئی۔ اِس لئے لارڈ کارنوالس نے خود فوج کی کمان کی۔ اُس نے بنگلور پر قبضہ کر لیا اور آگے بڑھ کر ٹیپو کو اری کیرا کے مقام پر شکست دی لیکن سامانِ رسد کی کمی کے باعث گورنر جنرل کو پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ سنہ ۱۷۹۲ء میں کارنوالس نے پھر جنگ شرُوع کر دی اور ٹیپو کو سرنگاپٹم میں محصُور کر لیا۔ آخر مُقابلہ کی تاب نہ لا کر ٹیپو نے صُلح کر لی اور عہدنامہ سرنگاپٹم قرار پایا ؞

عہدنامہ سرنگاپٹم سنہ ۱۷۹۲ء۔ اِس عہدنامہ کی رُو سے (۱) ٹیپو نے اپنی آدھی سلطنت انگریزوں کے حوالے کر دی (۲) تین کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ ادا کیا اور (۳) دو بیٹے یرغمال کے طور پر دیئے ؞

نوٹ - مفتوحہ علاقہ اتحادیوں نے آپس میں بانٹ لیا۔ ڈنڈیگل بارا محل اور مالابار کے اضلاع انگریزوں کو ملے۔ بلاری اور کڈاپہ کے اضلاع نظام کو اور رائچور دوآب مرہٹوں کو ملا۔ تاوان جنگ کی رقم بھی اتحادیوں نے آپس میں برابر برابر بانٹ لی۔

سر جان شور

سنہ ۱۷۹۳ء سے سنہ ۱۷۹۸ء

لارڈ کارنوالس کے بعد سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوا۔ وہ عدم مداخلت کی پالیسی کا زبردست حامی تھا۔

کردلا کی جنگ
سنہ ۱۷۹۵ء

مرہٹے ان دنوں عروج پر تھے۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ سر جان شور دیسی ریاستوں کے جھگڑوں میں مداخلت نہیں کرے گا تو انہوں نے نظام پر چڑھائی کر دی۔ اس چڑھائی کی وجہ یہ تھی کہ نظام نے کچھ رقم جو اس کے ذمہ واجب الادا تھی مرہٹوں کو ادا نہیں کی تھی۔ نظام نے ایک سابقہ عہد نامہ کی شرائط کے مطابق انگریزوں سے مدد کی درخواست کی لیکن سر جان شور نے صاف انکار کیا۔ نظام کو کھاردا (کردلا) کے مقام پر شکست فاش ہوئی۔ اس سے مرہٹوں کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ ساتھ ہی نظام انگریزوں سے بدظن ہو گیا اور اس نے انگریزی افسروں کو نکال کر فرانسیسی افسر رکھ لیے۔

Q. Write a short note on the policy of Non-intervention.

سوال۔ عدم مداخلت کی پالیسی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

عدم مداخلت کی پالیسی

عدم مداخلت کی پالیسی سے یہ مُراد تھی کہ انگریزی سرکار دیسی ریاستوں کے معاملات میں دخل نہ دے۔ یوں تو اس پالیسی پر پہلے بھی کافی حد تک عمل ہوتا تھا مگر پِٹس انڈیا ایکٹ میں تو یہ بات درج کر دی گئی تھی کہ انگریزی سرکار دیسی ریاستوں کے مُعاملات میں دخل نہ دے اور توسیع سلطنت کے خیال کو ترک کر دے۔

عدم مداخلت کی یہ پالیسی انگریزی اقتدار کے لئے نقصان دِہ تھی کیونکہ ظاہر ہے کہ جب انگریز جان بُوجھ کر کسی کارآمد موقعہ سے فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو اُن کے دُشمن اس سے فائدہ اُٹھا کر اپنی طاقت کو مضبُوط کر لیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ کئی گورنر جنرلوں نے اِس پالیسی پر عمل در آمد نہ کیا۔

سر جان شور اور سر جارج بارلو نے تو خاص کر اور لارڈ منٹو نے بھی کسی حد تک اِس پالیسی پر عمل کیا جس سے انگریزوں کے وقار کو بہت نقصان پہنچا۔ لیکن لارڈ ولزلی اور مارکوئس آف ہیسٹنگز نے تو اِس پالیسی کو ترک کر دیا اور انگریزی سلطنت کو وُسعت دی۔ اِس کے بعد عدم مداخلت کی پالیسی کا ذِکر نہیں مِلتا۔

لارڈ ولزلی

سنہ ۱۷۹۸ء سے سنہ ۱۸۰۵ء

واقعات

(۱) سب سِڈی ایری سِسٹم (۲) میسور کی چوتھی جنگ (۳) عہدنامہ

نسیبن (۴) مرہٹوں کی دُوسری جنگ (۵) مرہٹوں کی تیسری جنگ (۶) الحاقات

لارڈ ولزلی

لارڈ ولزلی ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۵ء تک ہندوستان میں انگریزی مقبوضات کا گورنر جنرل رہا۔ وہ ایک نہایت ہی مُدبّر اور بیدار مغز حکمران تھا۔ اُس کا شمار ہندوستان کے صفِ اوّل کے گورنر جنرلوں میں کیا جاتا ہے۔ اُس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے کمپنی کو ہندوستان میں افضل ترین طاقت بنا دیا ۔

لارڈ ولزلی

ولزلی کی پالیسی

ولزلی کی تقرری کے وقت کمپنی کی حالت بڑی نازک تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ سر جان شور کی عدم مداخلت کی پالیسی نے کمزور ریاستوں کو انگریزی حکومت سے بدظن کر دیا تھا اور طاقتور ریاستیں اپنی اپنی طاقت کو بڑھاتے اور کمپنی کی حکومت کا خاتمہ کرنے کی چالوں میں مصروف تھیں ۔

(۱) نظام حیدر آباد انگریزوں کی عہد شکنی کی وجہ سے اُن کا دُشمن بنا ہُوا تھا اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا رہا تھا (۲) ٹیپو سُلطان والئ میسُور اپنی سابقہ شکست کا انتقام لینا چاہتا تھا اور اِس مُدعا کے لئے فرانسیسیوں اور افغانستان کے امیر شاہ زمان سے ساز باز کر رہا تھا (۳) مرہٹے وسط ہند میں خُوب زوروں پر تھے اور (۴) سب سے بُری بات یہ تھی کہ دیسی فرمانرواؤں کے درباروں میں فرانسیسی اقتدار بہت بڑھ گیا تھا۔ نظام اور سیندھیا کی فوجوں کو

فرانسیسی افسر تربیت دے رہے تھے۔ (۵) اِس پر طُرفہ یہ کہ فرانسیسی جرنیل نپولین بونا پارٹ ہندوستان کی فتح کے اِرادہ سے مِصر تک آ پہنچا تھا ؛

جب ولزلی نے کمپنی کی اِس تشویشناک حالت پر غور کیا تو وُہ اِس نتیجہ پر پہنچا کہ انگریزی حکومت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان میں حاکمِ اعلیٰ ہو کر رہے۔ چُنانچہ اُس نے عدم مداخلت کی پالیسی کو خیرباد کہہ کر پیش قدمی کی حِکمت عملی اِختیار کی اور سب سِڈی ایری سِسٹم کو اپنی پالیسی کا بُنیادی اُصول ٹھہرایا ؛

☞ **Q. Write a short note on the Subsidiary System.**
(P. U. 1956) (Important)

سوال۔ سب سِڈی ایری سِسٹم پر ایک مختصر نوٹ لکھو ؛

سب سِڈی ایری سِسٹم

لارڈ ولزلی نے انگریزی طاقت کو ملک میں سب سے افضل بنانے کے لئے ایک خاص سکیم تیار کی جو سب سڈی ایری سِسٹم یا اِمدادی طریقہ کے نام سے مشہور ہے ؛

شرائط۔ اِس سکیم کے ماننے والے فرمانرواؤں کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی لازمی تھی :-

۱۔ وُہ کمپنی کو اپنا حاکمِ اعلےٰ تسلیم کریں ؛
۲۔ غیر انگریز یورپین اپنی ملازمت میں نہ رکھیں ؛
۳۔ کسی فرمانروا کے ساتھ انگریزی سرکار کی اِجازت کے بِنا صُلح یا جنگ نہ کریں ؛
۴۔ اپنے دربار میں انگریزی ریذیڈنٹ رکھیں ؛

۵۔ اگر سب سِڈی ایری سسٹم ماننے والے راجاؤں یا نوابوں کے درمیان کوئی باہمی تنازعات اُٹھ کھڑے ہوں تو وہ سرکار انگریزی کو ثالث مانیں ⁂

۶۔ اپنی فوجیں توڑ دیں اور اپنے عِلاقے میں ایک کنٹنجنٹ انگریزی فوج رکھیں اور اس کا خرچ ادا کریں (بعد میں خرچ نقد دینے کی بجائے کوئی عِلاقہ دِیا جانے لگا) ⁂

۷۔ اِن شرائط کی پابندی کے عِوض کمپنی اِس ریاست کو بیرُونی حملوں اور اندرونی بغاوتوں سے بچانے کی ذِمّہ دار ہوگی ⁂

کِس کِس نے مانا؟ ولزلی نے تمام بڑی بڑی ریاستوں کو سب سِڈی ایری سِسٹم کو قبُول کرنے کی دعوت دی اور اسے اپنے مُدعا میں کامیابی ہُوئی ⁂

۱۔ سب سے پہلے نظام حیدرآباد نے اسے قبُول کیا کیونکہ وُہ مرہٹوں سے شِکست کھا کر کمزور ہو گیا تھا ⁂

۲۔ ولزلی کے مجبُور کرنے پر نواب اودھ نے بھی اُسے قبوُل کرلیا ⁂

۳۔ ٹیپو سُلطان نے اِسے قبُول کرنے سے اِنکار کیا۔ چُنانچہ اُس کے خِلاف جنگ چھڑ گئی۔ وُہ میسُور کی چوتھی جنگ میں مارا گیا اور میسُور کے راجہ کرشن نے اُسے تسلیم کر لیا ⁂

۴۔ پیشوا باجی راؤ ثانی نے ہُلکر کے ہاتھوں شِکست کھا کر بمبئی گورنمنٹ سے عہد نامہ بسین کیا اور سب سِڈی ایری سِسٹم قبول کرلیا ⁂

۵۔ بھونسلا اور سیندھیا نے مرہٹوں کی دُوسری جنگ میں شِکست کھا کر اسے تسلیم کر لیا ⁂

۶۔ اِس کے عِلاوہ گائیکواڑ اور کئی راجپوت ریاستوں نے اسے قبول کر لیا ⁂

فوائد - یہ سسٹم بڑا فائدہ مند ثابت ہوا - اِس سے

(۱) انگریزوں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی - بہت سی ریاستوں پر سرکار انگریزی کا اقتدار قائم ہو گیا اور وہ آپس میں کمپنی کے خلاف عہد و پیمان کرنے سے قاصر ہو گئیں ۔

(۲) فرانسیسی اثر و رسوخ کا خاتمہ ہو گیا ۔

(۳) کمپنی کی ضرورت کے لئے ایک تربیت یافتہ فوج بغیر انگریزی خرچ کے تیار ہو گئی ۔

مختصر یہ کہ کمپنی ملک میں افضل ترین طاقت بن گئی ۔

نقائص - لیکن اِس سسٹم میں ایک بڑا بھاری نقص بھی تھا اور وہ یہ کہ چونکہ راجاؤں اور نوابوں کو بیرونی حملوں اور اندرونی بغاوتوں کا ڈر نہ رہا - اِس لئے وہ لاپرواہ اور عیاش ہو گئے اور ریاستوں میں بد امنی پھیل گئی - آخر کئی ایک ریاستیں انگریزی حکومت میں شامل کر لی گئیں ۔

Q. State concisely the causes, main events and results of the Fourth Mysore War.

(P. U. 1937)

سوال - میسور کی چوتھی جنگ کی وجوہات مشہور واقعات اور نتائج مختصر طور پر بیان کرو ۔

میسور کی چوتھی جنگ ۱۷۹۹ء

میسور کی چوتھی جنگ انگریزوں اور ٹیپو سلطان کے درمیان ہوئی ۔

وجوہات - ۱ - ٹیپو انگریزوں سے اپنی سابقہ شکست کا انتقام لینے کے لئے فرانسیسیوں سے ساز باز کر رہا تھا - جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو اُس نے بڑا تحقیر آمیز جواب دیا ۔

۲۔ ولزلی نے اُسے سب سِڈی ایری سسٹم قبول کرنے کو کہا لیکن اُس نے اِنکار کیا۔ اِس پر جنگ شروع ہو گئی۔

واقعات۔ ٹیپو کے خلاف تین فوجیں روانہ کی گئیں۔ ایک مدراس سے جنرل ہیرس (Harris) کے ماتحت اور دُوسری بمبئی سے جنرل سٹوُرٹ (Stuart) کے ماتحت۔ نظام نے بھی اپنی امدادی فوج گورنر جنرل کے بھائی آرتھر ولزلی (جو بعد میں ڈیوک آف ولنگٹن کے نام سے مشہور ہوا) کے ماتحت روانہ کی۔

ٹیپو نے پہلے بمبئی والی فوج کا مُقابلہ کیا لیکن سداسیر کے مقام پر شکست کھائی۔ پھر اس نے مدراس والی فوج کا مُقابلہ کیا۔ لیکن ملاولی کے مقام پر شکست کھائی اور ٹیپو اپنے قلعہ سرنگاپٹم میں محصُور ہو گیا اور وہیں لڑتا ہوُا مارا گیا۔

نتائج۔ (۱) اِس جنگ سے انگریزوں کے ایک زبردست حریف ٹیپو سُلطان کا خاتمہ ہو گیا اور فرانسیسی ہندوستانی مدد سے محرُوم ہو گئے۔ (۲) ریاست میسُور کا کچھ حِصّہ پُرانے معزُول شدہ ہندو خاندان کے ایک راجکمار کرشن کے حوالے کیا گیا۔ کچھ حِصّہ (کنارا اور قائمبٹور) انگریزوں نے آپ لے لیا اور تھوڑا سا حِصّہ نظام کو دے دیا (۳) ٹیپو کے لوگوں کو ویلور بھیج دیا گیا۔ (۴) ریاست میسُور سب سِڈی ایری سسٹم کے ماتحت آ گئی۔

Q. Write a note an the Treaty of Bassein.

سوال۔ عہدنامہ بسین پر مختصر نوٹ لکھو۔

عہدنامہ بسین ۱۸۰۲ء	۱۸۰۰ء میں لائق مرہٹہ مُدبّر نانا فرنویس اِنتقال کر گیا اور اس کے مرتے ہی مرہٹوں میں خانہ جنگی شرُوع ہو گئی۔ دولت راؤ سیندھیا اور

جسونت راؤ ہلکر جو اس وقت مرہٹوں میں سب سے طاقتور سردار تھے پیشوا باجی راؤ ثانی کو اپنے زیرِ اثر لانا چاہتے تھے۔ پیشوا نے سیندھیا کا ساتھ دیا لیکن ہلکر نے پیشوا اور سیندھیا کی متحدہ فوجوں کو پُونا کے مقام پر شکست فاش دی۔ پیشوا بھاگ کر بسین میں انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا اور وہاں اُس نے ۳۱ دسمبر ۱۸۰۲ء کو عہدنامہ بسین کر لیا۔

شرائط۔ اِس عہد نامہ کی رُو سے پیشوا نے سب سِڈی ایری سِسٹم کی تمام شرائط تسلیم کر لیں۔ اُس نے وعدہ کیا کہ :—

۱۔ وہ سرکار انگریزی کو حاکمِ اعلیٰ تسلیم کرے گا۔

۲۔ اپنے دربار میں ایک انگریز ریزیڈنٹ رکھے گا۔

۳۔ فرانسیسیوں کو اپنے دربار میں نہ رکھے گا۔

۴۔ ایک اِمدادی فوج اپنے پاس رکھے گا جس کے خرچ کے لئے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ دے گا۔

۵۔ انگریزوں کی اِجازت کے بغیر کسی سے صُلح یا جنگ نہیں کریگا۔

۶۔ گائیکواڑ اور نظام کے ساتھ جو اس کے تنازعات ہیں ان میں سرکار انگریزی کو ثالث منظور کرے گا۔

اِس پر انگریزوں نے اُسے پُونا میں بحفاظت پہنچا کر پیشوا کی گدّی پر بٹھا دِیا۔

اہمیت۔ یہ عہد نامہ بسین ہندوستان کے اہم ترین عہدناموں میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ پیشوا کے سب سِڈی ایری سِسٹم قبول کر لینے سے ظاہرا طور پر تمام مرہٹہ سرداروں کی آزادی چھن گئی۔

Q. State concisely the causes, main events and results of the Second Maratha War. (P. U. 1951)

سوال۔ مرہٹوں کی دُوسری جنگ کی وجُوہات۔ مشہور واقعات اور نتائج مختصر طور پر بیان کرو۔

مرہٹوں کی دُوسری جنگ
۱۸۰۳ء

وجہ۔ سیندھیا اور بھونسلا نے عہد نامہ بسین کو قومی توہین سمجھا۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ پیشوا کا انگریزوں کی اطاعت قبول کر لینا گویا ساری مرہٹہ قوم کی آزادی کا چھن جانا ہے۔ اِس لئے انہوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ لیکن ہلکر اِس لڑائی سے الگ رہا۔

واقعات۔ اِس جنگ کے دو مرکز تھے۔

۱۔ دکن

۲۔ شمالی ہندوستان

دکن کی کمان گورنر جنرل کے بھائی سر آرتھر ولزلی کے سپُرد کی گئی۔ اس نے سب سے پہلے احمد نگر پر قبضہ کر لیا اور پھر سیندھیا اور بھونسلا کی مُتحدہ فوجوں کو ۱۸۰۳ء میں اسّی کے مقام پر شکست فاش دی۔ اِس کے جلدی ہی بعد بھونسلا کو ارگاؤں کے مقام پر ایک اور شکست ہُوئی۔ اس پر بھونسلا نے ۱۸۰۳ء میں عہد نامہ دیوگاؤں کی رُو سے صُلح کر لی۔ کٹک اور بالاسور کا علاقہ انگریزوں کو دے دیا اور سب سِڈی ایری سِسٹم قبول کر لیا۔

شمالی ہندوستان کی کمان لارڈ لیک (Lake) کے سپُرد تھی۔ اُس نے سیندھیا کی فوجوں کو شکست دے کر علی گڑھ۔ دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مُغل بادشاہ شاہ عالم انگریزوں کی پناہ میں آ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد سیندھیا کو لاسواڑی کے مقام پر شکست ہوئی اور اُس نے سُرجی ارجن گاؤں کا معاہدہ کر لیا۔

اِس مُعاہدہ کی رُو سے سیندھیا نے احمد نگر۔ بھڑوچ اور گنگا اور جمنا کا درمیانی دوآب معہ دہلی اور آگرہ کے انگریزوں کو دے دیا۔ اور سب سِڈی ایری سسٹم قبول کر لیا ؂

نتیجہ۔ اِس جنگ سے کمپنی کے مقبوضات بہت بڑھ گئے اور مرہٹوں کی طاقت کمزور ہو گئی ؂

Q. Briefly describe the Third Maratha War.

سوال۔ مرہٹوں کی تیسری جنگ کا مختصر حال بیان کرو ؂

مرہٹوں کی تیسری جنگ
سنہ ۱۸۰۴ء سے ۱۸۰۵ء

وجہ۔ ہُلکر مرہٹوں کی تیسری جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا لیکن وہ اپنے طور پر ریاستوں کو تاخت و تاراج کر رہا تھا اور اُن سے چوتھ وصول کر رہا تھا۔ جب اُس نے جے پور کے راجہ کے عِلاقے پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو ولزلی نے اُسے اس حرکت سے باز رہنے کو کہا لیکن ہلکر نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اِس پر ولزلی نے جنگ چھیڑ دی ؂

واقعات۔ ہُلکر کو شروع شروع میں نمایاں کامیابی ہوئی اور اُس نے انگریزی افسر کرنل مانسن (Col. Monson) کو راجپوتانہ میں شکست فاش دی۔ اِس پر بھرت پور کا راجہ بھی انگریزوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر ہُلکر سے مِل گیا اور دونوں نے مِل کر دہلی پر حملہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی ؂

اِس کے بعد لارڈ لیک (Lake) نے ہُلکر کو ڈیگ (Deeg) اور فرخ آباد کے مقام پر شکست دی اور بھرت پور کا محاصرہ کر لیا۔ اِس قلعہ پر پے در پے چار دفعہ ہلّہ بولا گیا۔ لیکن ہر بار پسپا ہونا پڑا۔ انگریزوں کے تین ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ آخر

راجہ بھرت پور نے انگریزوں سے صُلح کر لی اور ہلکر بھاگ کر پنجاب میں راجہ رنجیت سنگھ کے پاس چلا گیا لیکن اُس نے ہلکر کی کوئی مدد نہ کی ۔

ہلکر سے لڑائی ابھی جاری تھی کہ ولزلی کو واپس بُلا لیا گیا۔ کیونکہ ڈائرکٹرز اُس کی پیش قدمی کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اِس طرح ہلکر کی طاقت توڑی نہ جا سکی ۔

نوٹ ۔ اکثر مورخ اِس جنگ کو مرہٹوں کی دُوسری جنگ کا ہی حصّہ خیال کرتے ہیں ۔

Q. Write a note on the annexations of Lord Wellesley.
(P. U. 1956)

سوال ۔ لارڈ ولزلی کے الحاقات پر مختصر نوٹ لکھو ۔

اِلحاقات

ولزلی کی یہ بھی پالیسی تھی کہ وُہ چھوٹی چھوٹی اور کمزور ریاستوں کو انگریزی عملداری میں شامل کر لے۔ چُنانچہ اُس نے مندرجہ ذیل عِلاقے انگریزی سلطنت میں مِلا لئے ۔

۱ ۔ تنجور ۔ تنجور کی ریاست کا اِنتظام بہت خراب تھا۔ چُنانچہ وہاں کے راجہ کی موت پر ولزلی نے راجہ کے متبنّے کو پنشن دے دی اور تنجور انگریزی عملداری میں شامل کر لیا ۔

۲ ۔ سُورت ۔ سُورت کے نواب کو بھی پنشن دے کر تخت سے الگ کر دیا گیا اور یہ علاقہ بھی انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ۔

۳ ۔ کرناٹک ۔ کرناٹک کا عِلاقہ ۱۸۰۱ء میں اِس اِلزام کی بِنا پر انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا کہ وہاں کا نواب (عُمدۃ الامرا) ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کے خِلاف خفیہ طور پر خط و کتابت کرتا

رہتا تھا۔ نئے نواب کو پنشن دے دی گئی اور اُسے تخت سے علیحدہ کر دیا گیا ؛

نوٹ تنجور کے راجہ اور کرناٹک کے نواب کو اپنے خطابات رکھنے کی اجازت دی گئی ؛

۴۔ لارڈ ولزلی نے والیانِ ریاست سے امدادی فوج کے خرچ کے لئے نقد رُوپیہ کی بجائے کوئی علاقہ لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ نواب اَودھ سے روہیلکھنڈ۔ گورکھ پُور اور گنگا اور جمنا کا درمیانی علاقہ جسے دوآب کہتے ہیں حاصِل کئے اور نظام حیدر آباد سے بلاری اور کڈاپہ کے علاقے لئے ؛

۵۔ مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ میسُور کی چوتھی جنگ سے کنارا اور قائمبٹور اور مرہٹوں کی دُوسری جنگ سے کٹک۔ بالاسور۔ بھڑوچ۔ احمد نگر وغیرہ کے علاقے حاصِل کئے ؛

Q. How far was Lord Wellesley responsible for the establishment of British supremacy in India ?

(V. Important)

(P. U. 1921, 23, 27, 29, 33, 43)

Or,

Briefly describe the outstanding achievements of Lord Wellesley. (P. U. 1944, 59)

سوال۔ لارڈ ولزلی کا ہندوستان میں انگریزی حکومت مضبُوط کرنے میں کیا حِصّہ ہے ؟

یا

لارڈ ولزلی کے مشہُور کارنامے بیان کرو ؛

لارڈ ولزلی کے کارنامے

لارڈ ولزلی ایک اعلےٰ پایہ کا مُدبّر اَور بیدار مغز نگران تھا۔ اس کا شمار ہندوستان کے صفِ اول کے گورنر جنرلوں میں کیا جاتا ہے۔ اُس کا

لارڈ ولزلی کے عہد میں
دریائے سندھ
سکھ
ستلج
دریائے برہم پتر
راجپوت
ہلکر
سندھیا
بھونسلا
نظام
میسور
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
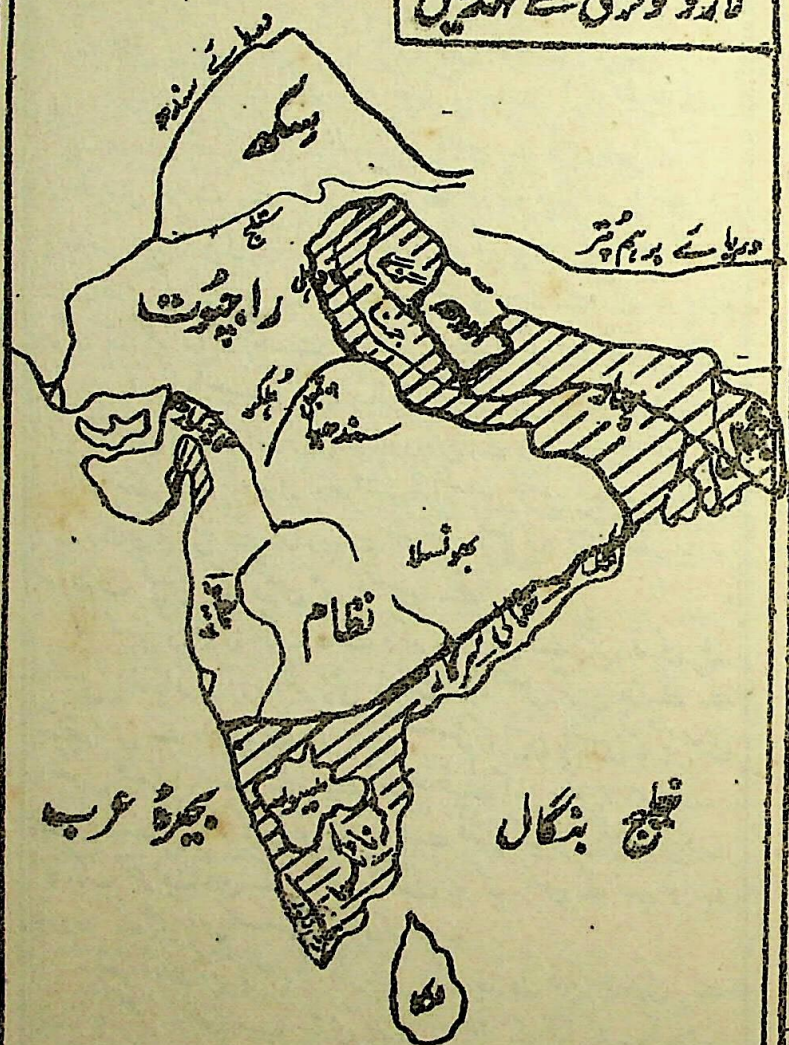
سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے کمپنی کے دُشمنوں کا خاتمہ کر کے کمپنی کو ہندوستان میں افضل ترین طاقت بنا دیا۔

ولزلی کی تقرری کے وقت کمپنی کی حالت بڑی تشویشناک تھی۔ سرجان شور کی عدم مداخلت کی پالیسی نے دیسی فرمانرواؤں کو انگریزی حکومت سے بدظن کر رکھا تھا اور وہ اپنا اپنا اِقتدار بڑھانے اور انگریزی اِقتدار کا خاتمہ کرنے کی چالوں میں مصرُوف تھے۔ نظام انگریزی حکومت کی وعدہ شکنی کی وجہ سے اُن کے خِلاف ہو گیا تھا۔ ٹیپو سابقہ شکست کا اِنتقام لینے کی فکر میں تھا اور کابل کے امیر اور فرانسیسیوں سے ساز باز کر رہا تھا۔ مرہٹے وسط ہند میں زوروں پر تھے اور دیسی فرمانرواؤں کے درباروں میں فرانسیسی اِقتدار بہت بڑھا ہُوا تھا۔ اُدھر مشہور فرانسیسی جرنیل نپولین بوناپارٹ ہندوستان کی فتح کے اِرادہ سے مِصر تک پہنچ چُکا تھا۔ مختصر یہ کہ ہر طرف کمپنی کے دُشمن ہی دُشمن تھے۔

کمپنی کی ایسی نازک حالت دیکھ کر ولزلی نے پیش قدمی کی پالیسی اِختیار کی اور انگریزی طاقت کو افضل ترین بنانے کے لئے اس نے سب سِڈی ایری سِسٹم کو اپنی پالیسی کا بُنیادی اُصُول ٹھہرایا۔ سب سے پہلے نظام حیدرآباد نے جو مرہٹوں سے شِکست کھا کر کمزور ہو چکا تھا اسے قبُول کیا۔ اِس طرح انگریزوں کا ایک حریف اُن کے بالکل ماتحت ہو گیا۔ اِس کے بعد نواب اَودھ نے بھی اِس سِسٹم کو تسلیم کر لیا۔

ٹیپو سُلطان کو بھی جو انگریزوں کے خِلاف فرانسیسیوں سے ساز باز کر رہا تھا سب سِڈی ایری سِسٹم کے قبُول کرنے کی دعوت دی گئی۔ لیکن اُس نے اِنکار کیا۔ اِس پر اُس کے خِلاف جنگ چھیڑ

چھڑ گئی جسے میسور کی چوتھی جنگ کہتے ہیں۔ ٹیپو نے مردانہ وار انگریزی فوجوں کا مقابلہ کیا اور آخر ۱۷۹۹ء میں اپنے دارالخلافہ سرنگاپٹم میں محصور ہو کر لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس طرح انگریزوں کے دوسرے زبردست حریف کا خاتمہ ہو گیا۔ ریاست میسور کے نئے حکمران کرشن نے سب سڈی ایری سسٹم کو قبول کر لیا۔

مرہٹوں کی باہمی خانہ جنگیوں نے جو نانا فرنویس کی موت پر شروع ہوئیں۔ ولزلی کو اُن کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کا بھی موقع بہم پہنچا دیا۔ ۱۸۰۲ء میں آخری پیشوا باجی راؤ ثانی نے ہلکر کے ہاتھوں شکست کھا کر انگریزی حکومت کے ساتھ عہد نامہ بسین کر لیا جس کی رو سے اس نے سب سڈی ایری سسٹم کی تمام شرائط کو مان لیا۔ اس سے مرہٹہ کنفیڈریسی کا سردار اعلیٰ بھی انگریزی حکومت کے ماتحت ہو گیا۔

سندھیا اور بھونسلا نے عہد نامہ بسین کو قومی توہین خیال کرتے ہوئے انگریزوں سے جنگ چھیڑ دی جسے مرہٹوں کی دوسری جنگ کہتے ہیں۔ اس میں انہیں شکست ہوئی اور انہوں نے سب سڈی ایری سسٹم قبول کر لیا۔ اس کے بعد ہلکر نے جو مرہٹوں کی دوسری جنگ میں الگ رہا تھا انگریزوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی جسے بعض مورخ مرہٹوں کی تیسری جنگ کہتے ہیں۔ اس میں ہلکر کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس طرح مرہٹوں کی طاقت بھی بہت حد تک کمزور ہو گئی۔

ولزلی نے نہ صرف کمپنی کے دشمنوں کو ہی ایک ایک کر کے ختم کیا بلکہ انگریزی سلطنت کو بھی بہت وسعت دی۔ کرناٹک۔ تنجور اور سورت کے علاقے انگریزی سلطنت میں ملا لئے گئے۔ اس کے علاوہ کئی اور علاقے امدادی فوج کے خرچ کے عوض حاصل کئے۔

موجودہ صوبہ مدراس پر انگریزی عملداری ولزلی کے زمانہ میں ہی ہوئی ٭

مختصر یہ کہ لارڈ ولزلی کے سات سال کے عرصہ حکومت میں ہندوستان کا نقشہ ہی بدل گیا۔ حیدر آباد اور میسور کی ریاستیں انگریزی پناہ میں آ گئیں۔ مرہٹوں کی طاقت کو شدید نقصان پہنچا۔ فرانسیسیوں کے اثر و رسوخ کا خاتمہ ہو گیا۔ تنجور۔ سورت۔ کرناٹک اور دیگر کئی علاقے انگریزی حکومت میں ملا لیئے گئے۔ اس طرح سارا صوبہ مدراس انگریزی عملداری میں آ گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ولزلی کی تقرری کے وقت انگریزی حکومت بھی ہندوستان میں ایک حکومت تھی اور ولزلی کی واپسی کے وقت انگریزی حکومت ہی بڑی سلطنت تھی ٭

سر جارج بارلو

۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء

لارڈ ولزلی کی واپسی پر لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا لیکن وہ اپنی آمد کے تین ہی ماہ بعد غازی آباد کے مقام پر انتقال کر گیا اور اس کی جگہ کونسل کا سینئر ممبر سر جارج بارلو اس کا جانشین مقرر ہوا ٭

سر جارج بارلو عدم مداخلت کی پالیسی کا حامی تھا۔ اس لئے اس نے آتے ہی ہلکر کے ساتھ بڑی نرم شرائط پر صلح کر لی۔ اس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ ویلور کا غدر ہے ٭

ویلور کا غدر ۱۸۰۶ء ۱۸۰۶ء میں احاطہ مدراس میں ویلور

کے مقام پر دیسی سپاہیوں نے بغاوت کر دی اور ایک سَو سے زیادہ انگریز سپاہی اور کچھ افسر قتل کر دیئے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ احاطہ مدراس کے کمانڈر انچیف نے فوج میں کچھ نئے احکام جاری کئے تھے۔ مثلاً یہ کہ سپاہی ایک خاص قسم کی ٹوپی نما پگڑی باندھیں۔ اپنی ڈاڑھی ایک خاص وضع پر ترشوائیں اور ماتھے پر تلک وغیرہ نہ لگائیں۔ سپاہیوں نے خیال کیا کہ شاید سرکار اُنہیں عیسائی بنانا چاہتی ہے۔ اس لئے انہوں نے بغاوت کر دی لیکن یہ بغاوت دبا دی گئی اور تمام نئے احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ ٹیپو کے لڑکوں پر جو اِن دنوں ویلور میں رہتے تھے شک گذرا کہ اُنہوں نے سپاہیوں کو بھڑکایا ہے۔ اِس لئے اُنہیں کلکتہ بھیج دیا گیا۔ ولیم بنٹنک کو جو اُس وقت مدراس کا گورنر تھا واپس انگلینڈ بُلا لیا گیا۔

لارڈ منٹو اوّل

سنہ ۱۸۰۷ء سے سنہ ۱۸۱۳ء

Q. Briefly describe the events of the administration of Lord Minto.

سوال۔ لارڈ منٹو کے زمانہ کے واقعات مختصر طور پر بیان کرو۔

سر جارج بارلو کے بعد لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا۔ وُہ عدم مداخلت کی پالیسی کا حامی تھا لیکن ہندوستان کے حالات نے اُسے اِس پالیسی کو ترک کرنے پر مجبور کیا۔ اس کے زمانے کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے:۔

منٹو کے عہد کے مشہور واقعات

۱- ٹراونکور میں بغاوت - ۱۸۰۸ء میں ٹراونکور کے وزیر نے ریذیڈنٹ کے ساتھ اختلاف ہونے کی وجہ سے بغاوت کر دی اور کچھ انگریز سپاہی قتل کر دیئے اور ریذیڈنٹ پر بھی حملہ کیا۔ لیکن یہ بغاوت جلد ہی دبا دی گئی اور وزیر نے خودکشی کر لی ۔

۲- بندھیل کھنڈ میں بد امنی - بندھیل کھنڈ کے علاقوں میں وہاں کے مقامی سرداروں نے اُودھم مچا رکھا تھا۔ منٹو کو مجبوراً دخل اندازی کرنی پڑی - باغی سرداروں کو شکست ہوئی اور مُلک میں امن و امان قائم ہو گیا ۔

۳- عہد نامہ امرت سر - پنجاب کا راجہ رنجیت سنگھ ان دنوں اپنی طاقت کو بڑھا رہا تھا۔ اس نے موقعہ پا کر ستلج کے جنوب کی سکھ ریاستوں کو بھی اپنی سلطنت میں مِلانا چاہا۔ لارڈ منٹو اس بات کو انگریزی مفاد کے لئے نقصان دہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ اُس نے سر چارلس مٹکاف کو رنجیت سنگھ کے پاس امرتسر روانہ کیا اور ۱۸۰۹ء میں انگریزوں اور رنجیت سنگھ کے درمیان عہد نامہ امرتسر قرار پایا۔ اِس عہد نامہ کی رُو سے دریائے ستلج مہاراجہ رنجیت سنگھ کی جنوبی حد قرار دی گئی ۔ رنجیت سنگھ مرتے دم تک اِس عہد نامہ پر کاربند رہا ۔

۴- غیر ممالک میں سفارتیں - اِن دنوں اِنگلینڈ اور فرانس میں جنگ ہو رہی تھی اور اِس بات کا سخت خدشہ تھا کہ کہیں فرانسیسی خشکی کے راستے ایران و افغانستان کی راہ ہندوستان پر حملہ آور نہ ہوں۔ اِس خطرہ کی پیش بندی کے لئے لارڈ منٹو نے سفیر بھیج کر شاہ ایران اور امیرانِ سندھ کے ساتھ دوستانہ

معاہدے کر لئے اور اُنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ کسی یورپین قوم کو اپنے مُلک میں سے نہیں گذرنے دیں گے ۔

امیر کابل کی طرف بھی سفیر بھیجا گیا مگر چونکہ اِس مُلک میں ابتری پھیلی ہوئی تھی اِس لئے کوئی عہد نامہ نہ ہو سکا ۔

۵۔ بحری جنگ۔ لارڈ منٹو نے ایک بحری مہم بھیج کر فرانسیسی جزیروں بوربان (Bourbon) اور ماریشس (Mauritius) پر قبضہ کر لیا کیونکہ اِن بحری اڈوں سے فرانسیسی جہاز انگریزی جہازوں کو لُوٹ لیا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ ولندیزوں سے جزیرہ جاوا فتح کر لیا گیا کیونکہ یہ لوگ اِن دنوں فرانسیسیوں کے زیرِ اثر تھے۔ لیکن جنگ کے بعد سوائے ماریشس کے باقی تمام علاقے واپس کر دئے گئے ۔

۶۔ چارٹر ۱۸۱۳ء ۔ ۱۸۱۳ء میں کمپنی کے چارٹر کی تجدید ہوئی۔ جس سے (۱) ہندوستان کی تجارت سب انگریزوں کے لئے کھول دی گئی لیکن چین کی تجارت کا اجارہ کمپنی کے پاس ہی رہنے دیا گیا (۲) اِس کے علاوہ کمپنی کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وُہ ہر سال ہندوستان میں تعلیم کی اِشاعت کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرے (۳) پادریوں اور عیسائی مذہب کے مشنریوں کو بھی ہندوستان میں تبلیغ کرنے کی اِجازت حاصل ہوگئی۔ اِس سے پہلے سرکار انگریزی عیسائی مذہب کی تبلیغ کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھتی تھی ۔

Q. Give an account of the rise and administration of Maharaja Ranjit Singh. (V. Important) (P. U. 1948, 50, 52, 58, 60)

And briefly notice the fate of the Sikh empire after his death.

سوال۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ترقی اور نظام حکومت کا مختصر حال بیان کرو اور بتاؤ کہ اس کی موت کے بعد سکھ سلطنت کی کیا حالت ہوئی؟

مہاراجہ رنجیت سنگھ

ابتدائی حالات۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جسے "شیر پنجاب" بھی کہتے ہیں پنجاب میں سکھ سلطنت کا بانی تھا۔ وہ سکرچکیہ مثل کے سردار مہاں سنگھ کا بیٹا تھا۔ اس مثل کا صدر مقام گوجرانوالہ تھا۔ رنجیت سنگھ کا جنم ۱۷۸۰ء میں گوجرانوالہ کے مقام پر ہوا۔ بچپن میں ہی اُس کی بائیں آنکھ چیچک کی بیماری سے ضائع ہو گئی تھی۔ ابھی اُس کی عمر بارہ برس کی ہی تھی کہ اُس کا باپ مر گیا اور وہ اپنی مثل کا سردار بنا۔ سولہ سال کی عمر میں اُس کی شادی کنھیا مثل میں ہوئی اور اِن دو مثلوں کے میلاپ سے رنجیت سنگھ کی طاقت اور بھی مضبوط ہو گئی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ

فتوحات۔ اب رنجیت سنگھ نے اپنے مقبوضات کو بڑھانا شروع کیا۔ اِن دنوں افغانستان میں احمد شاہ ابدالی کا پوتا زمان شاہ حکمران تھا۔ ۱۷۹۸ء میں اُس نے پنجاب کے کچھ حصے اور لاہور پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اُس کے اپنے ملک میں بغاوت ہو جانے کی وجہ سے اُسے فوراً واپس لوٹنا پڑا۔ اس کی کچھ توپیں دریائے جہلم میں رہ گئیں۔ رنجیت سنگھ نے یہ توپیں نکلوا کر اس کے پاس بھیج دیں۔ اِس سے خوش ہو کر شاہ زمان نے رنجیت سنگھ کو

لاہور پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ۱۷۹۹ء میں جب کہ اُس کی عمر ۱۹ سال کی تھی اُس نے لاہور پر قبضہ کر لیا اور اُسے اپنی راجدھانی مقرر کر کے خود راجہ بن گیا۔ اس کے تین سال بعد ۱۸۰۲ء میں اُس نے بھنگی مثل سے امرتسر بھی فتح کر لیا اور وہاں سے بھنگیوں کی مشہور توپ اور کئی اور توپیں ہاتھ آئیں۔ اس کے بعد چند ہی سالوں میں اُس نے ستلج تک تمام وسطی پنجاب اپنے زیر کر لیا۔

پھر اُس نے ستلج پار سرہند کی سکھ ریاستوں پر بھی تسلّط جمانا چاہا اور دریائے ستلج کو پار کر کے لدھیانہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن لارڈ منٹو رنجیت سنگھ کی اس پیش قدمی کو انگریزی مفاد کے خلاف سمجھتا تھا۔ چنانچہ اُس نے سر چارلس مٹکاف کو امرتسر بھیج کر ۱۸۰۹ء میں رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک عہد نامہ کیا جسے عہد نامہ امرتسر کہتے ہیں۔ اس کی رُو سے دریائے ستلج رنجیت سنگھ کی سلطنت کی جنوبی حد قرار پایا۔ اس طرح ستلج پار کی سکھ ریاستیں انگریزوں کے زیرِ سایہ تسلیم کر لی گئیں۔ رنجیت سنگھ نے مرتے دم تک اِس عہدنامے کو بڑی وفاداری سے نبھایا۔

چونکہ عہد نامہ امرتسر سے جنوب مشرق کی طرف رنجیت سنگھ کی پیش قدمی رُک گئی تھی اِس لئے اُس نے اپنی توجہ اب دوسری طرف خاص کر شمال مغربی سرحد کے پٹھانوں کی طرف مبذول کی اور لگاتار لڑائیوں کے بعد اٹک۔ ملتان۔ کشمیر۔ ہزارہ۔ بنوں۔ ڈیرہ جات۔ پشاور فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔ اِس طرح اُس نے ایک زبردست سکھ سلطنت کی بنیاد ڈالی جس میں پنجاب اور کشمیر شامل تھے۔ ۱۸۳۹ء میں ایک کامیاب حکومت کے بعد رنجیت سنگھ نے وفات پائی۔

نظامِ حکومت | ۱۔ ملکی انتظام۔ رنجیت سنگھ نے اپنی سلطنت

کو چار صُوبوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ صُوبہ لاہور، صُوبہ مُلتان۔ صُوبہ کشمیر اور صُوبہ پشاور۔ صُوبہ کے سب سے اعلےٰ حاکم کو ناظم کہتے تھے۔ یہ صُوبے کئی کئی ضِلعوں میں تقسیم تھے۔ ہر ایک ضِلع کے اِنتظام کے لئے افسر مقرّر تھے۔ انہیں کاردار کہتے تھے۔ وہ مالگذاری وصُول کرتے تھے۔ مقدّمات کا فیصلہ کرتے تھے اور اپنے ضِلعوں میں امن و امان قائم رکھنے کے ذمّہ وار تھے۔

۲۔ قوانین اور اِنصاف۔ اِنصاف کا طریقہ بڑا سیدھا سادہ تھا۔ کوئی ضابطۂ قوانین مقرّر نہیں تھا۔ بہت سے جُرموں کی سزا جُرمانہ ہی تھا لیکن بعض اوقات مختلف اعضا بھی کاٹ دِئے جاتے تھے۔ دیہات میں پنچایتیں مُقدّمات کا فیصلہ کرتی تھیں۔ اپیل کی آخری عدالت مہاراجہ کی اپنی ذات تھی۔ ملازمت دینے میں مہاراجہ سکھ، ہندو یا مُسلمان کا خیال نہ کرتا تھا۔ اُس کے سِول افسروں میں فقیر عزیزالدین۔ راجہ دینا ناتھ۔ دیوان ساون مل۔ راجہ گلاب سنگھ۔ راجہ دھیان سنگھ بہت مشہور تھے۔

۳۔ آمدنی کے وسائل۔ آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ لگان تھا جو کُل پیداوار کے ایک تہائی حِصّے سے لے کر آدھے حِصّے تک وُصول کیا جاتا تھا۔ اِس کے علاوہ جُرمانہ کی رقم اور کئی ٹیکس بھی آمدنی کا ذریعہ تھے۔ حکومت کی کُل آمدنی ۳ کروڑ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی جس میں سے تقریباً ۲ کروڑ روپیہ زرِ لگان سے وُصول ہوتا تھا۔ اِس آمدنی کا بیشتر حِصّہ فوج پر خرچ ہوتا تھا۔

۴۔ فوجی اِنتظام۔ رنجیت سنگھ کا فوجی اِنتظام بڑا اعلےٰ تھا۔ اس کی فوج بڑی زبردست تھی اور اسے اطالوی اور فرانسیسی

افسروں نے یورپ کے طریقہ پر قواعد سکھا رکھی تھی۔ رنجیت سنگھ کو گھوڑوں کا خاص شوق تھا اور اُس کے اصطبلوں میں ہر قسم کے گھوڑے موجود تھے۔ اِس کے عِلاوہ اُس کے پاس ایک اعلیٰ درجہ کا توپ خانہ بھی تھا۔ فوجی افسروں میں ہری سنگھ نلوہ جو گوجرانوالہ کا رہنے والا تھا سب سے مشہور تھا۔ اُس نے پٹھانوں کے خِلاف بڑی کامیابی حاصل کی۔ وُہ کئی سال تک جمرود کا حاکم رہا جہاں اُس نے ایک قلعہ بھی تعمیر کرایا اور آخر وہیں پٹھانوں کے خِلاف لڑتا ہُوا مارا گیا۔

رنجیت سنگھ کا کیریکٹر

رنجیت سنگھ شیر کی طرح بہادر اور نڈر سپاہی تھا۔ وُہ اعلےٰ درجہ کا گھوڑ سوار اور تلوار کا دھنی تھا۔ اُسے جنگ سے خاص رغبت تھی اور اُس میں اِنتظامِ سلطنت کی صلاحیت بھی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اگرچہ وُہ اَن پڑھ تھا تاہم وُہ عالموں اور بہادروں کا قدر دان تھا اور اُنہیں اِنعام و اِکرام دیتا تھا۔ اُس میں مذہبی تعصّب نام کو نہ تھا۔ وُہ سِکھوں۔ ہندوؤں اور مُسلمانوں کو یکساں سمجھتا تھا اور بلا لِحاظ اُن کو ملکی اور فوجی عہدوں پر تعینات کرتا تھا۔ اُس کی سپاہ اُس سے بڑی مانوس تھی۔ وُہ بڑا بارُعب حکمران تھا اور اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ اُس نے اپنی عقل اور ہمّت سے پنجاب میں خالصہ حکُومت قائم کی۔ اس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز اُس کی فوجی طاقت اور خُدا داد قابلیت تھی۔ وُہ درحقیقت شیرِ پنجاب تھا۔

پنجاب کی حالت

۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ مر گیا اور اُس کی مَوت کے ساتھ ہی سِکھ سلطنت میں بدنظمی پھیل گئی۔ رنجیت سنگھ کا کوئی بھی جانشین ایسا نہ نِکلا جو سلطنت

کو قابو میں رکھ سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کی طاقت بہت بڑھ گئی اور چونکہ اس فوج کو باقاعدہ تنخواہ نہیں ملتی تھی اس لئے اُس نے صوبہ بھر میں اودھم مچا رکھا تھا۔ چند ہی سالوں میں کئی شہزادے اور کئی وزیر موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ آخر ۱۸۴۳ء میں مہاراجہ کا سب سے چھوٹا بیٹا دلیپ سنگھ تخت نشین ہوا اور اُس کی ماں رانی جنداں اس کی سرپرست مقرر ہوئی لیکن سکھ سردار خالصہ فوج کی طاقت سے سخت خائف تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کا زور گھٹانے کے لئے اُسے انگریزوں کے برخلاف جنگ کرنے کے لئے اُکسایا۔ چنانچہ سکھوں کی پہلی جنگ ہوئی جس میں سکھوں کو شکست ہوئی اور دوآبہ بست جالندھر انگریزوں کو مل گیا۔ ۱۸۴۹ء میں سکھوں کی دوسری جنگ ہوئی جس میں سکھ مکمل طور پر ہار گئے اور مارچ ۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا۔

مارکوئس آف ہیسٹنگز

۱۸۱۳ء سے ۱۸۲۳ء

واقعات

(۱) جنگِ نیپال (۲) پنڈاروں کا خاتمہ (۳) مرہٹوں کی چوتھی اور آخری جنگ۔

Q. Give an account of the chief events of the Governor-Generalship of the Marquis of Hastings. (P. U. 1956) (Important)

سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ
دریائے کابل
پشاور
جموں
لاہور
کانگڑہ
بیاس
ملتان
ستلج
علی وال
فیروز شاہ
مدکی
سبھراؤں
ڈیرہ غازی خاں
ڈیرہ اسمٰعیل خاں
دریائے جمنا
دریائے گنگا

سوال۔ مارکوئس آف ہیسٹنگز کے زمانے کے مشہور واقعات مختصر طور پر بیان کرو ۔

مارکوئس آف ہیسٹنگز قریباً ساٹھ سال کی عمر میں گورنر جنرل مقرر ہُوا۔ وہ شروع شروع میں عدم مداخلت کی پالیسی کا زبردست حامی تھا لیکن یہاں کے حالات نے اُسے اِس پالیسی کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا۔ اس کی تقرری کے وقت مختلف دلیسی ریاستیں بلا خوف وخطر اپنی طاقت بڑھا رہی تھیں۔ نیپال کے گورکھے انگریزی علاقے پر ہاتھ مار رہے تھے۔ وسط ہند میں پنڈاروں نے جو بڑے ظالم اور سفاک لوگ تھے اُدھم مچا رکھا تھا۔ اور مرہٹے انگریزی اقتدار سے آزاد ہونے کے لئے آخری کوشش کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ چنانچہ لارڈ ہیسٹنگز کو اپنے زمانہ میں بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں ۔

جنگِ نیپال
۱۸۱۴ء سے ۱۸۱۶ء

وجہ۔ نیپال کے گورکھوں نے اپنی حدود کو وسیع کرنے کے لئے انگریزی علاقے پر ہاتھ صاف کرنے شروع کئے۔ ۱۸۱۴ء میں اُنہوں نے دو انگریزی اضلاع شوراج اور بٹوال پر بھی قبضہ کر لیا۔ جب لارڈ ہیسٹنگز نے اِن اضلاع کی واپسی کا مطالبہ کیا تو گورکھوں نے اِنکار کیا۔ اِس وجہ سے اِعلانِ جنگ کیا گیا ۔

واقعات۔ نیپال پر چار مختلف جگہوں سے چڑھائی کی گئی لیکن کچھ تو گورکھوں کی بہادری اور کچھ پہاڑی جنگ کے طریقے سے ناواقفیت کی وجہ سے انگریزوں کو شروع شروع میں ناکامیابی ہُوئی۔ انگریزی فوج کے چار دستوں میں سے تین کو شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ لیکن چوتھا دستہ جس کا کمانڈر جنرل اختر لونی (Octerlony) تھا نیپال میں داخل ہو کر گورکھوں کو ہراتا ہُوا نیپال کی راجدھانی کھٹمنڈو کے قریب

پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر گورکھوں نے صُلح کر لی اور عہد نامہ سگولی لکھا گیا ❊
نتیجہ۔ عہد نامہ سگولی ۱۸۱۶ء کی رُو سے (۱) گورکھوں نے گڑھوال۔ کماؤں اور ترائی کے عِلاقے انگریزوں کو دے دئے۔ اور (۲) ایک ریذیڈنٹ اپنے دربار میں رکھنا منظور کیا ❊

اِس عہد نامہ سے انگریزوں کے قبضے میں ایسے پہاڑی علاقے آ گئے جہاں اِس وقت شملہ۔ منصوری۔ الموڑہ نینی تال وغیرہ صحت افزا مقامات بس گئے ہیں۔ اِس کے عِلاوہ گورکھوں اور انگریزوں میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے اور اب گورکھے بڑی چاہ سے انگریزی فوج میں بھرتی ہونے لگے ❊

پنڈاروں کا خاتمہ

پنڈارے لٹیروں کی ایک جماعت تھے جن کا کام قتل و غارت اور لُوٹ مار تھا۔ وُہ کسی خاص قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ اُن میں ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ شامل تھے۔ اُن کی خاصی تعداد ایسے سپاہیوں کی تھی جو دیسی ریاستوں کے سب سڈی ایری سِسٹم قبُول کرنے پر تخفیف میں آ گئے تھے۔ یہ لوگ بڑے ظالم۔ سفاک اور بے رحم تھے اور اُن کے غول کے غول گھوڑوں پر سوار ہو کر لُوٹ مار کے لئے گھوما کرتے تھے۔ اُن کے اِنسانیت سوز مظالموں سے کیا مرد کیا عورتیں۔ کیا معصُوم بچے کوئی بھی محفوظ نہ تھا۔ یہ زیادہ تر وسط ہند کے عِلاقے میں لُوٹ مار کرتے تھے۔ ان کے بڑے بڑے سردار امیر خاں کریم خاں۔ واصل محمد اور چیتو تھے۔ اِن لٹیروں کو مرہٹہ سرداروں کی بھی حمایت حاصِل تھی ❊

انگریزوں کی عدم مداخلت کی پالیسی سے اُن کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے اور اُنہوں نے انگریزی عِلاقہ پر بھی دھاوے مارنے

شروع کئے۔ آخر ہیسٹنگز نے اُن کی بیخ کنی کا مصمّم ارادہ کر لیا۔ پہلے تو اُس نے نہایت عقل مندی سے راجپوت ریاستوں کو اپنا حمایتی بنایا اور پھر مرہٹوں کو بھی پنڈاروں سے علیحدہ کر دیا۔ اِس کے بعد ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ پنڈاروں کو مالوہ کے علاقہ میں چاروں طرف سے گھیر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُن کو برباد کر دیا؛

امیر خاں نے اطاعت قبول کر لی اور اُسے ٹونک کی ریاست دے دی گئی جہاں اب اس کی اولاد رہتی ہے۔ کریم خاں نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا اور اسے نیپال کی سرحد کے قریب گنیش پور کی جاگیر عطا ہوئی۔ واصل محمد نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ چیتو بھاگ نکلا لیکن اُسے ایک شیر نے پھاڑ ڈالا۔ اِس طرح سے پنڈاروں کا خاتمہ ہو گیا؛

مرہٹوں کی چوتھی جنگ
۱۸۱۷ء سے ۱۸۱۸ء

وجوہات۔ اصلی وجہ۔ پیشوا باجی راؤ ثانی عہدنامہ بسین کی شرائط سے مطمئن نہ تھا۔ بلکہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا اور اپنے آپ کو انگریزوں کی محکومی سے آزاد کرانے کے لئے ایک عرصہ سے مرہٹہ سرداروں کے ساتھ ساز باز کر رہا تھا؛

فوری وجہ۔ اِس جنگ کی فوری وجہ یہ ہوئی کہ پیشوا اور گائیکواڑ کے درمیان کچھ عرصہ سے خراج کے متعلق جھگڑا تھا۔ ۱۸۱۵ء میں گائیکواڑ کا وزیر گنگا دھر شاستری انگریزی حفاظت کے وعدہ پر اِس جھگڑے کو نپٹانے کے لئے پونا میں گیا لیکن پیشوا کے وزیر ترمبک جی نے اُسے قتل کروا دیا۔ سرکار انگریزی نے پیشوا کو مجبور کیا کہ ترمبک

جی کو ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ ترمبک جی کو قید کر دیا گیا۔ لیکن وہ جلدی ہی قید سے فرار ہو گیا۔ اس کی فراری میں پیشوا پر شبہ کیا گیا ؛

۷۔ اس کے علاوہ پیشوا اپنا قدیمی اقتدار حاصل کرنے کے لئے مرہٹہ سرداروں سے ساز باز بھی کر رہا تھا۔ چنانچہ پونا کے انگریز ریذیڈنٹ نے اُسے ایک نیا معاہدہ کرنے پر مجبور کیا جس کی رُو سے پیشوا کو کچھ علاقہ انگریزوں کے حوالے کرنا پڑا۔ اور اُس نے مرہٹوں کی سرداری کا دعویٰ چھوڑ دیا۔ اِس نئے معاہدے سے برافروختہ ہو کر پیشوا نے جنگ چھیڑ دی ؛

واقعات۔ پیشوا نے پُونا کی ریذیڈنسی پر حملہ کیا اور اُسے جلا ڈالا۔ مگر انگریزی فوج نے اُسے پُونا کے قریب کرگی کے مقام پر شکست دی اور وہ جنوب کو بھاگ گیا ؛

اسی اثنا میں آپا صاحب بھونسلا اور ہلکر کی سپاہ نے بھی انگریزوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ آپا صاحب بھونسلا کو سیتا بلدی کے مقام پر شکست ہوئی اور ہلکر کی فوجوں نے مہدپور کے مقام پر شکست فاش کھائی ؛

پیشوا نے انگریزوں سے پھر جنگ چھیڑ دی۔ لیکن کوریگاؤں اور آشٹی کے مقامات پر شکست کھائی اور اُس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا اور جنگ ختم ہو گئی ؛

نتیجہ۔ (۱) پیشوا کا تمام مُلک کمپنی کے قبضہ میں آ گیا اور اُسے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دے کر کانپور کے نزدیک بٹھور میں بھیج دیا گیا (۲) پیشوا کا عُہدہ اُڑا دیا گیا اور ستارا کی ریاست شیواجی کے خاندان کے ایک راجہ کو دے دی گئی

(۳) بھونسلا کا بہت سا علاقہ انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا جو اب مدھیہ پردیش کہلاتا ہے (۴) ہلکر کی طاقت توڑ دی گئی۔ اس طرح سے مرہٹہ طاقت کا خاتمہ ہو گیا اور انگریزی حکومت ملک میں افضل ترین بن گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ مرہٹوں کی چوتھی جنگ سے ولزلی کا وہ کام جو اس نے انگریزی کمپنی کو افضل ترین بنانے کے لئے شروع کیا تھا پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

نوٹ:- کئی مورّخ اسے مرہٹوں کی تیسری جنگ کہتے ہیں۔

Q. What were the outstanding achievements of the Marquis of Hastings? (P. U. 1945, 55)

سوال۔ مارکوئس آف ہیسٹنگز کے کارہائے نمایاں بیان کرو۔

مارکوئس آف ہیسٹنگز کے کارہائے نمایاں

مارکوئس آف ہیسٹنگز ہندوستان کے مشہور گورنر جنرلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ولزلی کے کام کو جو اس نے ہندوستان میں کمپنی کی طاقت کو افضل ترین بنانے کے لئے شروع کیا تھا پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

مارکوئس آف ہیسٹنگز کی تقرری کے وقت کمپنی کے وقار میں بڑا فرق آ گیا تھا اور مختلف دیسی ریاستیں بلا خوف و خطر اپنی طاقت بڑھا رہی تھیں۔ اس کی وجہ ولزلی کے جانشینوں (کارنوالس۔ بارلو اور منٹو) کی عدم مداخلت کی پالیسی تھی۔ چنانچہ گورکھے اپنے پہاڑی ملک نیپال سے بڑھ کر انگریزی علاقے پر ہاتھ مار رہے تھے۔ وسط ہند میں پنڈاروں نے اپنے بے رحمانہ مظالم سے لوگوں پر عرصۂ زندگی تنگ کر رکھا تھا۔ ادھر مرہٹے انگریزی حکومت کے جوئے کو اپنے کندھوں

سے اُتار پھینکنے کے لئے آخری متحدہ کوشش کرنے کی فکر میں تھے اور باہم نامہ و پیام کر رہے تھے۔ جب ہیسٹنگز نے اِن حالات کا مطالعہ کیا تو اُس نے ولزلی کی طرح عدم مداخلت کی پالیسی ترک کر کے پیش قدمی کی حکمتِ عملی اختیار کی ۔

سب سے پہلے ہیسٹنگز گورکھوں کی طرف متوجہ ہُوا اور انہیں نیپال کی جنگ میں شکست دے کر انگریزی حکومت کا وفادار بنا لیا۔ اِس کے بعد اُس نے پنڈاروں کی طرف توجہ دی جنہوں نے وسط ہند میں لوٹ مار اور تباہی مچا رکھی تھی اور ایک زبردست فوج کی مدد سے ان کا قلع قمع کر دیا اور وہاں کے لوگوں کو امن کا سانس لینا نصیب ہوا۔ اِسی اثنا میں مرہٹوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ یہ اُن کی آخری جنگ تھی۔ لیکن ہیسٹنگز نے پیشوا۔ بھونسلا۔ ہُلکر سب کو شکست دی اور مرہٹوں کا زور توڑ دیا۔ پیشوا کا عہدہ اُڑا دیا گیا اور اُس کا تقریباً سارا علاقہ انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا۔ اِس طرح موجودہ صوبہ مہاراشٹر کے مغربی حصہ پر انگریزی حکومت قائم ہو گئی ۔

مختصر یہ کہ ہیسٹنگز نے کمپنی کو مُلک کا حاکم بنا دیا اور اِس طرح ولزلی کے شروع کردہ کام کو پایۂ اختتام تک پہنچا دیا ۔

اِن جنگی کارناموں کے علاوہ ہیسٹنگز نے چند ایک آئینی اصلاحات بھی جاری کیں۔ مثلاً (۱) تعلیم کی اشاعت کی طرف خاص دھیان دیا اور کئی سکول کھولے (۲) مدراس میں رعیت واڑی بندوبست رائج کیا (۳) مزارعان کے حقوق کی نگہداشت کے لئے قانون بنائے (۴) انصاف کا کام بھی کلکٹروں کے ذمہ کر دیا گیا (۵) رفاہِ عام کے کاموں کے لئے سڑکیں اور پُل وغیرہ تعمیر کروائے ۔

لارڈ ہیسٹنگز کے عہد میں
افغان
سکھ
دریائے ستلج
دریائے برہم پتر
راجپوت
اودھ
نظام
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا
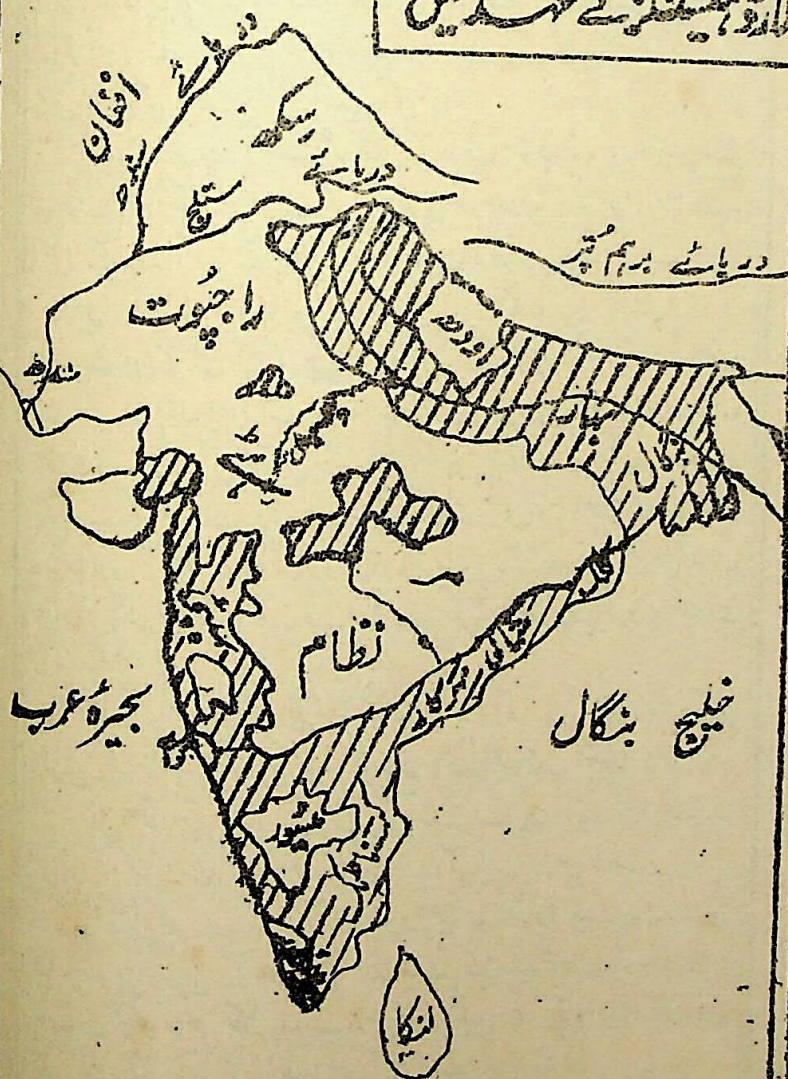
Q. What were the causes of the decline and downfall of the Maratha power?

سوال۔ مرہٹوں کی طاقت کے زوال کے بڑے بڑے اسباب بیان کرو۔

مرہٹوں کے زوال کے اسباب

مرہٹہ طاقت کے زوال کے اسباب مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ شیواجی کے جانشین نالائق تھے۔ اس کا بیٹا سمبھاجی ایک اچھا شخص نہ تھا اور اُس کا پوتا مُغلوں کی قید میں رہنے کے سبب عیاش اور ناکارہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ اُس نے حکومت کا کام پیشواؤں کے سپرد کر دیا مگر آخری تین چار پیشوا بڑے کمزور تھے۔

۲۔ شیواجی افسروں کو نقد تنخواہ دیا کرتا تھا مگر پیشوا بالاجی وشوناتھ نے جاگیروں کا طریقہ جاری کیا۔ اس سے مرہٹہ سردار زور پکڑ گئے اور مرکزی حکومت کمزور ہو گئی۔

۳۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو جو شکست فاش ہوئی اُس سے مرہٹے کافی کمزور ہو گئے۔

۴۔ پانی پت کی تیسری لڑائی کے بعد مرہٹوں کا مُقابلہ انگریز قوم سے ہوا جو کیا بلحاظ جنگی طاقت اور کیا بلحاظ تدبّر مرہٹوں سے بڑھ چڑھ کر تھے۔

۵۔ نانا فرنویس کی موت کے بعد مرہٹوں میں کوئی ایسا مدبّر نہ رہا جو حکمت عملی میں انگریزوں کا مُقابلہ کر سکتا۔

۶۔ مختلف مرہٹہ سرداروں میں باہمی حسد تھا۔ جب تک تو لائق مرہٹہ مُدبّر نانا فرنویس زندہ رہا مرہٹوں میں اتفاق رہا لیکن اُس کے مرتے ہی مرہٹہ حکومت کی تمام عقلمندی اور تدبیر کا خاتمہ ہو گیا اور اُن میں خانہ جنگی شروع ہو گئی جس سے مرہٹہ سلطنت کو ایک

کاری ضرب لگائی ۔

۷۔ جتنی دیر مرہٹے اپنے پہاڑی علاقے تک محدود رہے اُن کا طریقۂ جنگ ایسا تھا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب اُن کی سلطنت میدانوں میں پھیل گئی تو انہیں جم کر حریف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن اس میدانی طریقۂ جنگ میں مرہٹے انگریزوں کا مقابلہ نہ کر سکے ۔

۸۔ مرہٹوں کا سلوک اپنی غیر مرہٹہ رعایا سے اچھا نہ تھا۔ اس لئے ان کی حکومت کی جڑیں مفتوحہ علاقہ میں گڑھ نہ سکیں ۔

۹۔ مرہٹوں نے اپنے ملک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کی طرف کبھی بھی دھیان نہیں دیا ۔

لارڈ ایمہرسٹ

۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۸ء

لارڈ ایمہرسٹ ۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۸ء تک گورنر جنرل رہے۔ اس کا عہد حکومت مندرجہ ذیل دو واقعات کے لئے خاص طور پر مشہور ہے :-

(۱) برما کی پہلی جنگ (۲) بھرت پور کی تسخیر ۔

Q. Briefly describe the causes, events and results of the First Burmese War.

(P. U. 1938, 40)

سوال۔ برما کی پہلی جنگ کی وجوہات مشہور واقعات اور نتائج بیان کرو ۔

برما کی پہلی جنگ
سنہ ۱۸۲۴ء سے ۱۸۲۶ء

وجہ۔ برمی لوگ اپنی سلطنت کو بڑھا رہے تھے اور آسام۔ اراکان وغیرہ علاقوں پر قابض ہو گئے تھے۔ سنہ ۱۸۲۳ء میں اُنہوں نے کمپنی کے ایک جزیرہ شاہپوری پر جو خلیج بنگال میں چٹاگانگ کے پاس ہے قبضہ کر لیا۔ اِس پر لارڈ ایمہرسٹ نے سنہ ۱۸۲۴ء میں اعلان جنگ کر دیا ۔

واقعات۔ برما پر خشکی اور سمندر دونوں طرف سے چڑھائی کی گئی۔ ایک فوج آسام کی راہ برما پہنچنے کے لئے روانہ ہوئی اور دُوسری فوج سمندر کی راہ بھیجی گئی تاکہ رنگون فتح کر کے دریائے ایراوتی کے راستے برما کی راجدھانی آوا تک پہنچا جائے۔ خشکی کے راستہ تو کامیابی نہ ہوئی کیونکہ راستہ بڑا دُشوار گذار تھا لیکن دُوسری فوج نے سر آرچیبالڈ کیمبل (Sir Archibald Campbell) کی ماتحتی میں رنگون فتح کر لیا۔ برمی جنرل مہا بندولا اِس فوج کے خلاف بڑھا لیکن شکست کھائی اور مارا گیا۔ انگریزی فوجیں بڑھتی ہوئیں یندبو تک جو آوا سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ گئیں۔ برمیوں نے اب صلح کی درخواست کی اور سنہ ۱۸۲۶ء میں عہدنامہ ینڈبو قرار پایا ۔

نتیجہ۔ عہدنامہ ینڈبو کی رُو سے :۔

۱۔ آسام۔ اراکان اور تناسرم کے علاقے انگریزوں کو مل گئے ۔

۲۔ ایک کروڑ روپیہ تاوان جنگ ملا ۔

۳۔ ایک انگریزی ریذیڈنٹ برما میں رہنے لگا ۔

۴۔ ایک تجارتی عہدنامے کی رُو سے انگریزوں کو برما میں تجارتی حقوق حاصل ہو گئے ۔

تسخیر بھرت پور سنہ ۱۸۲۵ء میں بھرت پور کے راجہ کی وفات پر

تخت نشینی کے لئے جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ حقیقی وارث کے طرفداروں نے لارڈ ایمہرسٹ سے مدد کی درخواست کی اور اس نے لارڈ کمبرمیئر (Combermere) کو فوج دے کر بھرت پور روانہ کیا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ آخر قلعہ فتح ہو گیا اور جائز حقدار کو جو مرحوم راجہ کا لڑکا تھا گدّی نشین کر دیا گیا۔ اس قلعہ کی تسخیر سے سارے مُلک میں انگریزوں کی دھاک بیٹھ گئی کیونکہ یہ قلعہ ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا اور لارڈ لیک بھی اُسے فتح نہ کر سکا تھا۔

لارڈ ولیم بنٹنک

۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء

Q. Briefly describe the social, administrative, and educational reforms of Lord William Bentinck. (P. U. 1948, 53, 55, 59)

And mention the other events of his administration. (V. Important)

سوال۔ لارڈ ولیم بنٹنک کی مجلسی۔ انتظامیہ اور تعلیمی اصلاحات بیان کرو اور اس کے عہد کے دیگر واقعات کا مختصر ذکر کرو۔

ولیم بنٹنک جو اپنے تقرر سے ۲۰ سال پہلے ویلور کے غدر کے وقت مدراس کا گورنر رہ چکا تھا ۱۸۲۸ء میں گورنر جنرل بن کر آیا۔ اس کا نام اس کی اصلاحات کی وجہ سے تاریخ ہند میں بہت مشہور ہے وہ پہلا گورنر جنرل تھا جس نے اس اصول پر عملدرآمد کیا کہ سرکار انگریزی کا اوّلین فرض رعایا کی خوشحالی اور بہبودی کا خیال رکھنا

ہے نہ کہ ملک کو فتح کرنا۔ بنٹنک کے عہدِ حکومت کی مشہور اصلاحات مندرجہ ذیل ہیں :-

مجلسی اصلاحات (Social Reforms)

۱۔ رسمِ ستی کی ممانعت۔ ولیم بنٹنک کی سب سے بڑی اصلاح رسمِ ستی کی ممانعت تھی۔ ستی کی رسم ہندو عورتوں کی اپنے خاوند کے لئے محبت اور قربانی کی ایک یکتا مثال تھی مگر زمانے کے گزرنے پر اس رسم میں بہت سی برائیاں آ گئی تھیں۔ جائداد کی خاطر بیوہ عورتوں کو ستی ہونے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ بنگال میں اس رسم کا بہت زور تھا اور ہر سال وہاں سینکڑوں عورتیں ستی ہو جاتی تھیں۔ بنٹنک نے ۱۸۲۹ء میں ایک قانون جاری کیا جس سے ستی ہونا سنگین جرم قرار دیا گیا اور ستی کی ترغیب دینے والے کے لئے وہی سزا مقرر ہوئی جو قتلِ عمد کے لئے دی جاتی ہے۔ اس نیک کام میں بنگال کے مشہور ریفارمر راجہ رام موہن رائے نے گورنر جنرل کی بڑی مدد کی ؛

۲۔ ٹھگی کا انسداد۔ بنٹنک کی دوسری قابلِ تحسین مجلسی اصلاح ٹھگی کا انسداد ہے۔ ٹھگ لوگ یوں تو ملک کے ہر حصہ میں بھیس بدل کر گھومتے پھرتے تھے مگر وسط ہند میں ان کا خاص زور تھا۔ ان لوگوں نے اپنے کچھ خفیہ اشارے اور

ولیم بنٹنک

خاص زبان مقرر کر رکھی تھی اور ان کا طریق کار یہ تھا کہ جہاں کہیں وہ بھولے بھٹکے مسافروں کو پاتے چکنی چپڑی باتوں سے انہیں اپنے دام میں پھانس لیتے اور موقع پاکر اُن کا گلا گھونٹ دیتے اور اُن کا مال و اسباب لوٹ لیتے تھے۔ بنٹنک نے اُن کی بیخ کنی کا کام میجر سلیمن (Major Sleeman) کے سپرد کیا جس نے کوئی چھ سال کے عرصہ میں ان ٹھگوں کا قلع قمع کر دیا۔

۳ - دُختر کُشی کا اِنسداد - کاٹھیاواڑ اور راجستھان کے کچھ حصّوں میں رہنے والے راجپوتوں میں یہ ایک بُرا رواج تھا کہ وُہ اکثر لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے۔ بنٹنک نے اس بُری رسم کا بھی خاتمہ کیا۔

۴ - اِنسانی قربانی کا اِنسداد - اڑیسہ کی وحشی اور جنگلی قوموں میں قربانی کی رسم بھی پائی جاتی تھی۔ بنٹنک نے اُس کا بھی خاتمہ کیا۔

۲ - مالی اِصلاحات (Financial Reforms)

لارڈ ہیسٹنگز اور ایمہرسٹ کے زمانے میں کمپنی کا بہت سا روپیہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا تھا۔ ولیم بنٹنک نے کمپنی کی مالی حالت درست کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے :-

۱ - سِول سروس کی تنخواہیں کم کر دی گئیں۔

۲ - ایسے فوجی افسروں کا جو کلکتہ سے ۴۰۰ میل کے اندر اندر تھے بھتہ گھٹا کر نصف کر دیا گیا۔

۳ - ہندوستانیوں کو جنہیں کارنوالس کے وقت سے لے کر اعلےٰ

عہدوں سے محروم رکھا گیا تھا۔ بڑے بڑے عہدے دیئے گئے۔ اس سے خرچ کی بچت ہو گئی کیونکہ قابل ہندوستانی کم تنخواہوں پر مل سکتے تھے ؛

۴۔ کئی ایک زمیندار اپنی زمینوں کو سابقہ بادشاہوں کے عطیے ظاہر کرکے ان پر مالیہ ادا نہیں کرتے تھے۔ ولیم بنٹنک نے ان سب کی سندوں کی پڑتال کی اور جو زمیندار اپنے حقوق کو ثابت نہ کر سکے اُن کی زمینوں پر مالگذاری لگا دی گئی ؛

۵۔ مالوہ کی افیون پر محصول لگا دیا گیا اور افیون کے ٹھیکہ کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ؛

اِن اِصلاحات کی بدولت کمپنی کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو گیا ؛

۳۔ اِنتظامی اِصلاحات
(Administrative Reforms)

۱۔ لارڈ کارنوالس نے ہندوستانیوں کو اعلیٰ سرکاری عہدوں سے محروم کر رکھا تھا لیکن اب ہندوستانیوں کو بلا لحاظ رنگ۔ مذہب اعلےٰ عہدے دیئے جانے منظور ہو گئے اور بہت سے ہندوستانی مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ؛

۲۔ عدالتوں کی بُرائیوں کو دُور کیا گیا اور کارنوالس کی قائم کی ہوئی صُوبجاتی عدالتوں کو توڑ دیا گیا ؛

۳۔ صُوبہ آگرہ میں نیا بندوبست جاری کرنے کے لئے جانچ پڑتال شروع کی گئی ؛

۴۔ الہ آباد میں ایک صدر عدالت قائم کی گئی جس سے کلکتہ کی عدالت عالیہ کا کام ہلکا ہو گیا۔ اس کے علاوہ الہ آباد میں ایک محکمہ مال بھی قائم کیا گیا ؛

۵ — فارسی کی بجائے دیسی زبانیں اور انگریزی دفتری زبانیں قرار دی گئیں ۔

۶ — انتظامیہ کونسل میں قانونی ممبر کی نئی آسامی قائم کی گئی ۔ پہلا قانونی ممبر میکالے (Macaulay) تھا ۔

۷ — فوج کی بھی اصلاح کی گئی اور بنٹنک خود کمانڈر انچیف کے فرائض بھی سر انجام دینے لگا ۔

۴ — تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

۱۸۱۳ء سے لے کر کمپنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ ہندوستان میں تعلیم کی اشاعت پر صرف کرتی تھی لیکن یہ رقم صرف مشرقی زبانوں یعنی سنسکرت ۔ فارسی اور عربی کے سکھانے پر ہی خرچ ہوتی تھی ۔ بنٹنک کے عہد میں اس بات پر بہت بحث ہوئی کہ تعلیم کس زبان میں ہو ۔ اس پر دو فریق ہو گئے ۔ ایک فریق جس کا لیڈر میکالے (Macaulay) تھا انگریزی زبان کے حق میں تھا ۔ دوسرا فریق جس کا لیڈر ایچ ۔ ایچ ۔ ولسن (H. H. Wilson) تھا دیسی زبانوں کے حق میں تھا ۔ آخر میکالے کی تجویز مان لی گئی اور ۱۸۳۵ء میں حکومت نے اعلان کیا کہ ذریعۂ تعلیم انگریزی ہوگا اور آئندہ سے روپیہ انگریزی تعلیم پر خرچ کیا جائے گا ۔

اس کے علاوہ کلکتہ میں ایک میڈیکل کالج کھولا گیا اور بمبئی میں الفنسٹن کالج (Elphinstone College) قائم کیا گیا ۔

ریاستوں کا الحاق

لارڈ ولیم بنٹنک دیسی ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے کے حق میں نہ تھا مگر مندرجہ ذیل موقعوں پر اُسے مجبوراً دخل دینا پڑا :-

۱ — میسور ۔ میسور کا راجہ کرشن جسے لارڈ ولزلی نے گدی پر بٹھایا

تھا بڑا ہو کر نہایت نااہل اور بے رحم نکلا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۳۱ء میں بنٹنک نے راجہ کو گدّی سے اُتار دیا اور میسور کا انتظام انگریزی افسروں کے سپرد کر دیا۔ پچاس سال بعد لارڈ رپن نے سنہ ۱۸۸۱ء میں یہ ریاست کرشن کے متبنّے کو واپس کر دی ۔

۲۔ کچھار۔ کچھار بنگال کے شمال مشرق میں ایک ریاست تھی۔ سنہ ۱۸۳۲ء میں جب وہاں کا راجہ مر گیا تو ریاست کے باشندوں کی درخواست پر کچھار کو انگریزی عملداری میں مِلا لیا گیا ۔

۳۔ کورگ۔ کورگ کی ریاست میسور اور مغربی ساحل کے درمیان واقع تھی۔ یہاں کا راجہ نہایت ظالم اور بے رحم تھا۔ اُس نے اپنے خاندان کے سب آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور اُس کا انتظام بھی نہایت خراب تھا۔ بنٹنک نے راجہ کو گدّی سے اُتار دیا اور سنہ ۱۸۳۴ء میں ریاست کے باشندوں کی درخواست پر کورگ انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ۔

رنجیت سنگھ سے مُلاقات

سنہ ۱۸۳۱ء میں روپڑ کے مقام پر ولیم بنٹنک اور رنجیت سنگھ کے درمیان مُلاقات ہوئی۔ گورنر جنرل نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اور انگریزوں اور سِکھوں کے درمیان مستقل دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا ۔

امیرانِ سندھ سے عہد نامہ

سنہ ۱۸۳۲ء میں ولیم بنٹنک نے سندھ کے امیروں سے بھی ایک عہد نامہ کیا۔ اِس عہد نامہ کی رُو سے انگریزوں کو سندھ میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل ہو گئی اور یہ بھی فیصلہ ہُوا کہ انگریز کبھی اپنی فوجیں سندھ سے نہیں گزاریں گے ۔

چارٹر ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں کمپنی کے چارٹر کی تجدید ہوئی اور کئی ایک اہم تبدیلیاں وجود میں آئیں۔

۱۔ کمپنی سے تجارت کرنے کا حق چھین لیا گیا اور کمپنی صرف حکمران کمپنی رہ گئی۔

۲۔ گورنر جنرل بنگال کی جگہ اس عہدے کا نام گورنر جنرل ہند قرار پایا۔

۳۔ قانون سازی کے لئے گورنر جنرل کی کونسل میں ایک قانونی ممبر کا اضافہ ہوا۔ پہلا قانونی ممبر لارڈ میکالے تھا۔

۴۔ بمبئی اور مدراس کی حکومتیں کامل طور پر گورنر جنرل کے ماتحت کر دی گئیں اور اُن کے قانون سازی کے اختیارات چھین لئے گئے۔

۵۔ یہ بھی قرار پایا کہ کوئی ہندوستانی محض اپنے رنگ۔ مذہب یا جائے پیدائش کی وجہ سے کسی عہدہ سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

سر چارلس مٹکاف

۱۸۳۵ء سے ۱۸۳۶ء

ولیم بنٹنک کے بعد سر چارلس مٹکاف گورنر جنرل کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ اُس کے زمانے کا قابلِ ذکر واقعہ صرف یہی ہے کہ اُس نے اخبارات سے تمام پابندیاں ہٹا دیں اور پریس کو آزاد کر دیا۔ اُس کے اِس کام کو ڈائرکٹروں نے پسند نہ کیا۔ چنانچہ مٹکاف نے استعفےٰ دے دیا۔

لارڈ آک لینڈ

۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء

لارڈ ایلن برا

۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۴ء

☞ **Q. State concisely the causes, main events and results of the First Afghan War.**

(P. U. 1939, 40, 51)

سوال۔ افغانستان کی پہلی جنگ کی وجوہات۔ مشہور واقعات اور نتائج بیان کرو۔

افغانستان کی پہلی جنگ
۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۲ء

افغانستان کی پہلی جنگ لارڈ آک لینڈ کے زمانے کا سب سے مشہور واقعہ ہے۔ یہ جنگ آک لینڈ کے زمانہ میں شروع ہوئی اور ایلن برا کے عہد میں ختم ہوئی۔

وجہ۔ اِس جنگ کی وجہ رُوسی حملے کا خطرہ تھا۔ اِن دِنوں رُوس وسط ایشیا میں اپنا اِقتدار بڑھا رہا تھا اور اِس بات کا خطرہ تھا کہ وُہ اِیران اور افغانستان کی راہ ہندوستان پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ اِس خطرہ کی روک تھام کرنے کے لئے آک لینڈ نے ایک سفارت دوست محمّد خاں امیر کابل کے دربار میں بھیجی۔ لیکن امیر نے دوستی کے عِوض یہ شرط پیش کی کہ انگریز اُسے رنجیت سِنگھ سے پشاور واپس دِلا دیں۔ آک لینڈ نے اِس شرط کو منظور نہ کیا۔ اِس

پر دوست محمد خاں نے انگریزی سفارت کو لوٹا دیا اور روس سے ساز باز کرنے لگا۔ اس لیے آک لینڈ نے شاہ شجاع کو جو تخت کا دعویدار تھا اور اس وقت لدھیانہ میں انگریزوں کی پناہ میں تھا تخت پر بٹھانا چاہا اور اس مطلب کے لئے ۱۸۳۸ء میں رنجیت سنگھ۔شاہ شجاع اور انگریزوں کے درمیان اتحادِ ثلاثہ قائم ہوا۔
واقعات۔ انگریزی فوجیں ۱۸۳۹ء میں سندھ سے گذر کر افغانستان میں داخل ہو گئیں۔ چند ہی مہینوں میں قندھار غزنی اور کابل فتح کر لئے گئے۔ دوست محمد خاں کابل سے بھاگ گیا اور شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد دوست محمد خاں نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا اور اُسے شاہی قیدی بنا کر کلکتہ بھیج دیا گیا۔ شاہ شجاع کی مدد کے لئے کچھ انگریزی فوج کابل۔ قندھار اور جلال آباد میں مقیم رہی اور باقی فوج واپس ہندوستان آ گئی۔

کچھ عرصہ تو حالات پُرسکون رہے لیکن افغان لوگ شاہ شجاع کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اُس نے انگریزوں اور سکھوں کی مدد سے تخت حاصل کیا تھا۔ چنانچہ سارے مُلک میں شورشیں برپا ہو گئیں۔ پٹھانوں نے دوست محمد خاں کے لڑکے اکبر خاں کے ماتحت پولیٹیکل ایجنٹ برنز (Burnes) اور انگریزی سفیر میکناٹن (Macnaghten) کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد کابل میں مقیم انگریزی فوج کو جس کی تعداد سپاہیوں اور خیمہ برداروں وغیرہ کو ملا کر قریباً ۱۶ ہزار تھی بالکل نہتہ کر کے واپس ہندوستان جانے کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ یہ فوج جلال آباد کے لئے روانہ ہو پڑی لیکن کچھ تو سخت سردی اور برفباری کی وجہ سے

اَور کچھ افغانوں کی گولہ باری کی وجہ سے ساری فوج تباہ ہو گئی۔
صرف ایک شخص ڈاکٹر برائڈن (Brydon) بچ کر جلال آباد پہنچا۔
اس خونی داستان کی خبر سے سارے مُلک میں ہیجان برپا ہو گیا۔
آک لینڈ واپس بُلا لیا گیا اور اُس کی جگہ لارڈ ایلن برا گورنر جنرل
مقرر ہو کر آیا ؛

ایلن برا نے اِس تباہی کا اِنتقام لینے کے لئے دو فوجیں
افغانستان بھیجیں۔ ایک فوج قندھار بھیجی گئی جہاں جنرل ناٹ
(Nott) بڑی بہادری سے قلعے پر قبضہ کئے ہوئے تھا اور دُوسری
فوج جلال آباد میں جنرل سیل (Sale) کی مدد کے لئے بھیجی گئی۔
یہ دونوں فوجیں پٹھانوں کو شکست دیتی ہوئیں کابل جا پہنچیں۔ شہر
پر قبضہ کر لیا گیا اور اُس کے سب سے بڑے بازار کو بارُود سے
اُڑا دِیا گیا۔ اِس کے بعد انگریزی فوجیں واپس چلی آئیں اور جنگ
ختم ہو گئی ؛

نتیجہ - ۱ - چُونکہ شاہ شجاع پٹھانوں کی بغاوت کے دَوران میں
قتل ہو چکا ہُوا تھا۔ اِس لئے دوست محمد خان کو ہی بادشاہ
تسلیم کر لیا گیا ؛

۲ -- اِس جنگ میں انگریزوں کا بہت سا جان و مال بے فائدہ
ہی ضائع ہُوا ؛

Q. Write in brief the story of the annexation of Sind.
(P. U. 1931)

سوال۔ اِلحاقِ سندھ کی مختصر کہانی بیان کرو ؛

اِلحاقِ سندھ ۱۸۴۳ء	کچھ عرصہ سے سندھ پر بلوچی سرداروں نے قبضہ کر کے وہاں تین ریاستیں (خیرپور، حیدرآباد۔

اَور میر پور) قائم کر رکھی تھیں۔ اِن بلوچی سرداروں کو امیرانِ سندھ کہتے تھے۔ پہلے پہل انگریزی سرکار کا واسطہ اِن امیروں کے ساتھ لارڈ منٹو کے زمانہ میں پڑا کیونکہ اِن دِنوں خشکی کی راہ ہندوستان پر فرانس کے حملہ کا ڈر تھا۔ چنانچہ لارڈ منٹو نے امیرانِ سندھ کے ساتھ مستقل دوستی کا عہد و پیمان کیا اَور امیروں نے وعدہ کیا کہ وُہ فرانسیسیوں کو اپنے علاقہ سے نہ گزرنے دیں گے ؎

ولیم بنٹنک کے زمانہ میں سرکار انگریزی نے امیرانِ سندھ کے ساتھ (۱۸۳۲ء میں) ایک اَور عہد نامہ کیا جس کی رُو سے انگریزوں کو سندھ میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل ہو گئی مگر یہ بھی فیصلہ ہُوا کہ انگریز کبھی اپنی فوجیں سندھ سے نہیں گزاریں گے۔

افغانستان کی پہلی جنگ کے وقت اِس معاہدہ کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے سندھ کے علاقہ سے انگریزی فوجیں گزاری گئیں۔ اِس وعدہ خلافی کے باوجود امیرانِ سندھ جنگ کے دَوران میں انگریزوں کو تباہ ہوتے دیکھ کر بھی ان کے وفادار رہے مگر جب جنگ ختم ہو گئی تو لارڈ ایلن برا نے امیروں پر یہ اِلزام لگایا کہ وُہ جنگ کے دَوران میں انگریزوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں اور اُس نے سر چارلس نیپیر (Sir Charles Napier) کو اِس معاملہ کی تحقیقات کے لئے پُورے اِختیارات دے کر سندھ روانہ کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ سرکار انگریزی سندھ کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتی تھی کیونکہ ایک تو افغانستان کے خلاف فوجی کارروائی کرنے کے لئے سندھ فوجی چھاؤنی کا کام دے سکتا تھا۔ دُوسرے دریائے سندھ تجارت کے لئے بڑا مفید تھا اور تیسرے یہ کہ لارڈ ایلن برا ایک بڑی فتح

حاصل کر کے جنگِ افغانستان کی شکستوں کا دھبہ دھونا چاہتا تھا۔
چارلس نیپئر بھی سندھ پر قبضہ کرنے کا زبردست حامی تھا۔ چنانچہ اُس نے سندھ پہنچ کر اپنے سخت روّیہ اور ناجائز مطالبات سے بلوچیوں کو سخت برانگیختہ کیا اور انہوں نے انگریزی ریذیڈنسی پر دھاوا بول دیا۔ نیپئر تو یہی چاہتا تھا۔ آخر جنگ چھڑ گئی اور امیروں کو میانی (Miani) اور دابو (Dabo) کی لڑائیوں میں شکست فاش ہوئی اور سندھ ۱۸۴۳ء میں انگریزی علاقہ میں شامل کر لیا گیا۔

لارڈ ہارڈنگ

۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء

اِصلاحات لارڈ ہارڈنگ ایک بڑا تجربہ کار اور جنگ آزما شخص تھا اُس کے عہدِ حکومت کا سب سے مشہور واقعہ سکھوں کی پہلی جنگ ہے لیکن اس نے اپنے عہدِ حکومت کے پہلے ہی سال میں چند ایک مفید اِصلاحیں بھی کیں :-

(۱) ہندوستانی ریلوں کی سکیم تیار کی گئی (۲) نہر گنگ جاری کرنے کی تجویز پر غور کیا گیا (۳) تعلیم کو زیادہ ترقی دی گئی اور رُڑکی میں انجنیئرنگ کالج کھولا گیا (۴) ماتحت ریاستوں میں ستی اور دُختر کُشی کو روکنے کی کوشش کی گئی (۵) اڑیسہ کی وحشی قوموں میں اِنسانی قربانی کی رسم کا خاتمہ ہو گیا۔

Q. Briefly describe the causes, main events and results of the First Sikh War. (P. U. 1937)

سوال۔ سکھوں کی پہلی جنگ کی وجوہات۔ مشہور واقعات اور نتائج بیان کرو۔

سکھوں کی پہلی جنگ

۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء

وجہ۔ ا۔ ۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ شیرِ پنجاب مر گیا۔ اُس کے مرتے ہی پنجاب میں ابتری مچ گئی اور چھ سال تک کُشت وخون اور سازشوں کا دَور دورہ رہا۔ خالصہ فوج بہت طاقتور ہو گئی۔ اور رنجیت سنگھ کے دو بیٹے اور کئی وزیر موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ آخرکار ۱۸۴۳ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا چھوٹا بیٹا دلیپ سنگھ جس کی عمر ۵ سال کی تھی تخت نشین ہؤا اور اُس کی ماں رانی جنداں اُس کی سرپرست بنی۔ سردار لال سنگھ وزیر مقرر ہؤا لیکن رانی جنداں اور دیگر سکھ سردار خالصہ فوج سے بہت خائف تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اُسے انگریزوں سے لڑا کر اُس کا زور توڑ دیا جائے۔ اِس لئے اُنہوں نے خالصہ فوج کو انگریزی علاقے پر حملہ کرنے کے لئے اُکسایا۔

(۲) اِدھر انگریزوں نے ستلج پار اپنی سرحد کو مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا۔ اِس سے سکھوں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف کئی شبہات پیدا ہو گئے تھے۔

(۳) سندھ کی تسخیر نے اُن کے شبہات کو اور بھی پختہ کر دیا تھا اور وہ انگریزوں سے بدظن ہو رہے تھے۔

(۴) افغانستان کی پہلی جنگ میں انگریزوں کی شکست نے سکھوں کے حوصلے بڑھا دیئے تھے اور اب ان کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ انگریزی فوجوں کو ہرانا کوئی مشکل کام نہیں۔

چنانچہ دسمبر ۱۸۴۵ء میں سکھ فوج ستلج پار کرکے انگریزی علاقے میں داخل ہو گئی۔ اِس پر لارڈ ہارڈنگ نے اعلانِ جنگ کر دیا۔

واقعات - انگریزی فوجوں کا کمانڈر انچیف سرہیو گف (Sir Hugh Gough) تھا لیکن لارڈ ہارڈنگ خود بھی اس جنگ میں شریک ہوا۔ سکھوں نے بڑی جانفشانی سے انگریزوں کا مقابلہ کیا لیکن سکھ کمانڈروں کی نا اتفاقی کی وجہ سے فتح انگریزوں کی ہوئی ؞

سب سے پہلی لڑائی مدکی کے مقام پہ ہوئی اور اگرچہ سکھوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن انجام کار شکست کھائی۔ دوسری لڑائی فیروز شاہ کے مقام پہ ہوئی - یہ بڑی گھمسان کی لڑائی تھی - اس میں انگریزوں کا بہت نقصان ہوا لیکن انجام کار سکھ شکست کھا کر پسپا ہوئے - تیسری لڑائی علی وال کے مقام پر ہوئی - اور اس میں بھی سکھوں کو شکست ہوئی - اس جنگ کی آخری اور فیصلہ کُن لڑائی سبراؤں کے مقام پر ہوئی - ایک زبردست مقابلہ کے بعد سکھوں نے شکست کھائی اور ان کے کئی سردار اور سپاہی مارے گئے - ہزارہا سکھ سپاہی ستلج کو پار کرتے ہوئے دریا میں گر کر ڈوب گئے - مشہور سکھ سردار شام سنگھ اٹاری والا بھی اس لڑائی میں بہادری سے لڑتا ہوا کام آیا اور سکھوں کو مکمل ہار ہوئی - آخر کار عہدنامہ لاہور کی رُو سے لڑائی ختم ہو گئی ؞

عہدنامہ لاہور ۱۸۴۶ء - اس عہدنامہ کی شرائط مندرجہ ذیل تھیں :-

۱ - دوآبہ بست جالندھر انگریزوں کو دے دیا گیا ؞

۲ - سکھ فوج گھٹا کر صرف ۲۰ ہزار پیادہ اور ۱۲ ہزار سوار رہنے دی گئی ؞

۳ - سر ہنری لارنس کو لاہور میں ریذیڈنٹ مقرر کیا گیا ؞

۴- ایک انگریزی فوج قیامِ امن کے لئے لاہور میں رکھی گئی۔

۵- ڈیڑھ کروڑ روپیہ سکھوں کو تاوانِ جنگ ادا کرنا پڑا۔

نوٹ۔ سکھوں کے پاس تاوان کی رقم ادا کرنے کے لئے صرف ۵۰ لاکھ روپیہ تھا۔ چنانچہ بقایا ایک کروڑ روپیہ کے بدلے اُنھوں نے جموّں و کشمیر کا علاقہ انگریزوں کو دے دیا لیکن انگریزوں نے یہ علاقہ ڈوگرا سردار گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا۔ گلاب سنگھ خالصہ دربار کی طرف سے جموّں کا صوبیدار تھا لیکن اِس طرح وُہ خود مختار حاکم تسلیم کر لیا گیا۔

لارڈ ڈلہوزی

سنہ ۱۸۴۸ء سے سنہ ۱۸۵۶ء

لارڈ ڈلہوزی کا شمار ہندوستان کے مشہور گورنر جنرلوں میں کیا جاتا ہے۔ اِس عُہدہ کا چارج لینے کے وقت اُس کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ اُس نے سلطنتِ انگریزی کو خُوب وُسعت دی اور مُلک میں کئی اصلاحات نافذ کیں۔ زیادہ کام کرنے کی وجہ سے اُس کی صحت بہت خراب ہو گئی اور وُہ واپسی کے چند سال بعد مر گیا۔

لارڈ ڈلہوزی

Q. Briefly describe the leading events of the administration of Lord Dalhousie. What do you know

about his reforms ? (V. Important)
(P. U. 1942, 44, 47, 49, 53)

سوال۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد کے مشہور واقعات مختصر طور پر درج کرو اور اُس کی اِصلاحات بیان کرو ؎

لارڈ ڈلہوزی کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :۔
(۱) سِکھوں کی دُوسری جنگ اور اِلحاق پنجاب (۲) برما کی دُوسری جنگ (۳) مسئلۂ اِلحاق (۴) اِلحاقات (۵) خطابات و پنشنوں کی ضبطی (۶) چارٹر ۱۸۵۳ء (۷) اِصلاحات ؎

سِکھوں کی دُوسری جنگ
۱۸۴۸ء سے ۱۸۴۹ء

وجُوہات۔ اِس جنگ کی بڑی بڑی وجُوہات مندرجہ ذیل تھیں :۔

۱۔ سِکھ اپنی پہلی جنگ کی شِکست سے شرمِندہ تھے اور اپنی کھوئی ہوئی آزادی کو دوبارہ واپس لینے کے لئے بیتاب تھے ؎

۲۔ بڑی بڑی آسامیوں پر انگریز افسر تعینات کر دِئے ہوئے تھے اور اصلی حکومت اُنہی کے ہاتھوں میں تھی اور سِکھ اِس بات سے بہت ناراض تھے ؎

۳۔ جنگ کی فوری وجہ مُولراج کی بغاوت تھی۔ دِیوان مُولراج دربار لاہور کی طرف سے مُلتان کا حاکم تھا۔ جب اس سے حساب طلب کیا گیا تو اُس نے اِستعفےٰ دے دِیا۔ اُس کی جگہ سردار کاہن سنگھ کو مقرّر کیا گیا اور دو انگریز افسر اگنیو (Agnew) اور اینڈرسن (Anderson) چارج دِلوانے کے لئے اُس کے ساتھ گئے۔ لیکن اِن انگریزوں کو کسی باغیانہ شُدہ سپاہی نے مُلتان میں قتل کر دِیا۔ اِس کے بعد دِیوان

مولراج نے بغاوت کر دی۔ ایک انگریز افسر ہربرٹ ایڈورڈز (Herbert Edwardes) نے تھوڑی سی فوج اکٹھی کر کے مولراج کو ملتان کے قلعہ میں محصور کر لیا۔ جب یہ خبر لاہور پہنچی تو خالصہ دربار نے شیر سنگھ اٹاری والا کو فوج دے کر بغاوت فرو کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن شیر سنگھ مولراج سے مل گیا۔ اس اثنا میں تمام پنجاب میں بغاوت پھیل گئی اور سکھوں نے انگریزوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے۔ انہوں نے دوست محمد خاں کو پشاور واپس دے کر پٹھانوں سے بھی دوستی کر لی۔

واقعات۔ انگریزی فوجوں کا کمانڈر انچیف لارڈ گف تھا۔ شروع شروع میں دریائے چناب کے کنارے رام نگر اور سعداللہ پور کے مقام پر معمولی لڑائیاں ہوئیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

اس جنگ کی پہلی مشہور لڑائی چیلیانوالہ (Chillianwala) کے مقام پر ہوئی جس میں سکھوں نے خوب دادِ شجاعت دی۔ اور اگرچہ انجام کار انگریز جیت گئے لیکن ان کا بہت نقصان ہوا۔ ڈلہوزی نے اس لڑائی کے بارے میں لکھا تھا۔ "ہمیں ایک بڑی فتح حاصل ہوئی ہے لیکن ایک اور ایسی فتح ہندوستان میں انگریزی سلطنت کو جڑوں سے ہلا دے گی"۔

جب اس لڑائی کی خبر انگلینڈ پہنچی تو گف کی بجائے سر چارلس نیپیر (فاتح سندھ) کو سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی گف نے سکھوں کو گجرات (Gujrat) کے مقام پر ایک فیصلہ کن شکست دے کر بدنامی کے دھبے کو دھو ڈالا۔ چونکہ گجرات کی لڑائی میں توپ خانے کا استعمال بہت کیا گیا تھا۔ اس لئے اسے "توپوں کی لڑائی" بھی کہتے ہیں۔ اس لڑائی نے

سکھوں کی سیاسی طاقت کا خاتمہ کر دیا ۔
اس اثنا میں ملتان پر بھی قبضہ ہو چکا تھا ۔ آخر سکھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لڑائی ختم ہو گئی ۔

نتائج ۔ سکھوں کی دوسری جنگ کے نتائج مندرجہ ذیل تھے :-

۱ ۔ مارچ ۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ۔

۲ ۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کی ۵۰ ہزار پونڈ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی اور وہ انگلستان بھیج دیا گیا ۔

۳ ۔ مولراج کو قتل کے الزام میں پھانسی کی سزا کا حکم ہوا مگر بعد میں یہ سزا کالے پانی میں بدل دی گئی لیکن رستے میں اس نے خودکشی کر لی ۔

برما کی دوسری جنگ ۱۸۵۲ء

وجہ ۔ برما کی پہلی جنگ کے بعد بہت سے انگریز تاجر برما کے جنوبی ساحل پر آباد ہو گئے تھے لیکن رنگون کا برمی گورنر ان سے نہایت غیر مناسب سلوک کرتا تھا اور ان کی تجارت میں رکاوٹ ڈالتا تھا ۔ ان تاجروں نے لارڈ ڈلہوزی سے شکایت کی ۔ اس نے شاہ برما کو ان شکایتوں کو دور کرنے اور نقصان کا معاوضہ دینے کے لئے لکھا لیکن اس نے مطلقاً کوئی پرواہ نہ کی ۔ اس پر لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۲ء میں اعلانِ جنگ کر دیا ۔

واقعات ۔ مختصر سی لڑائی کے بعد رنگون اور پردم فتح کر لئے گئے اور اس کے بعد پیگو کا صوبہ بھی انگریزی حکومت میں شامل کر لیا گیا اور جنگ ختم ہو گئی ۔

نتیجہ ۔ تناسرم ۔ اراکان اور پیگو کو ملا کر لوئر برما کے نام سے ایک

نیا صوبہ قائم کیا گیا جس کی راجدھانی رنگون مقرر کی گئی ۔

مسئلۂ الحاق
(Doctrine of Lapse)

سب سِبڈی ایری سسٹم کی رُو سے چُونکہ انگریزی حکومت اپنی ماتحت ریاستوں کو اندرونی بغاوتوں اور بیرُونی حملوں سے بچانے کی ذمّہ دار تھی۔ اِس لئے اِن ریاستوں کے راجہ اور نواب عیش و عشرت میں پڑ گئے تھے اور رعایا کا بُرا حال تھا۔ ڈلہوزی کا خیال تھا کہ اگر ریاستوں کا اِنتظام انگریزی حکومت اپنے ہاتھ میں لے تو ان کی رعایا کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ چُنانچہ اُس نے اِلحاق کے اُصول پر خُوب عمل کرنا شروع کیا ۔

اِلحاق کا اُصول یہ تھا کہ "اگر کسی ماتحت باجگذار ریاست کا راجہ یا نواب بنا اَولادِ نرینہ کے مر جائے تو اُس کے متبنّٰی کو گدّی نشین نہیں کیا جائیگا بلکہ وُہ ریاست انگریزی سلطنت میں شامل کر لی جائے گی اور وُہ متبنّٰی صِرف اُس حکمران کی ذاتی جائداد کا مالک ہوگا۔" یہ کوئی نیا مسئلہ نہ تھا بلکہ پہلے سے مَوجُود تھا۔ لارڈ ولیم بنٹنک نے بھی اس پر عمل کیا تھا۔ اب فرق صِرف اِتنا تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اِس پر سختی سے عمل کیا ۔

اَیسا اِتّفاق ہوُا کہ لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ میں بہت سے والیانِ ریاست اولادِ نرینہ چھوڑے بِنا مر گئے جس سے سات ریاستیں انگریزی عملداری میں شامل کر لی گئیں۔ اِن میں سے زیادہ مشہور ستارا۔ جھانسی اور ناگپور تھیں۔ باقی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جیت پور (بندھیل کھنڈ میں)، سنبھلپور (اڑیسہ میں)، بگھاٹ (شملہ کے نزدیک) اور اُودے پور (ممالک متوسط میں) تھیں ۔

مسئلۂ اِلحاق کا اثر۔ اِلحاق کی اس پالیسی نے دیسی فرمانرواؤں

کو انگریزی حکومت سے بدظن کر دیا۔ اور اُنہیں یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ ان کی ریاستیں بھی جلد یا بدیر انگریزی حکومت میں مِلا لی جائیں گی۔ چُنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر کی ایک وجہ مسئلہ اِلحاق سے پیدا ہونے والی سیاسی بے چینی بھی تھی ۔

اِلحاقات (Annezations)

لارڈ ڈلہوزی نے اپنے زمانۂ حکومت میں کئی عِلاقوں کا اِلحاق کر کے انگریزی سلطنت کو بہُت وُسعت دی۔ اس کے اِلحاقات مندرجہ ذیل قِسموں میں منقسم کئِے جا سکتے ہیں :-

۱- اِلحاقات بذریعہ فتوُحات :-

پنجاب کا صُوبہ سِکھوں کی دُوسری جنگ کے نتیجہ کے طور پر اور پیگو اور پیروم کے عِلاقے برما کی دُوسری جنگ کے نتیجہ کے طور پر انگریزی عملداری میں شامل کر لئے گئے ۔

۲- مسئلۂ اِلحاق کی رُو سے :-

مسئلہ اِلحاق کی رُو سے سات ریاستیں انگریزی سلطنت میں مِلا لی گئیں۔ اِن میں سے ستارا۔ جھانسی اور ناگپور زیادہ مشہور تھیں اور باقی چار ریاستیں جیت پور۔ سنبھلپور۔ اُودے پُور اور بگھاٹ تھیں ۔

۳- بدنظمی کی وجہ سے :-

اَودھ کا اِنتظام بڑا خراب تھا اور ریاست میں ابتری پھیلی ہُوئی تھی۔ چُنانچہ ۱۸۵۶ء میں ایک اِعلان کے ذریعہ اَودھ کو بدانتظامی کی بِنا پر انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور وہاں کے نواب واجد علی شاہ کو ایک معقُول پنشن دے کر کلکتہ بھیج دِیا گیا ۔

۴- اِمدادی فوج کے خرچ کے بدلے :-

۱۸۵۳ء میں برار کا علاقہ نظام حیدر آباد نے امدادی فوج کے خرچ کے بدلے انگریزوں کے حوالے کر دیا ۔

خطابات وغیرہ کی ضبطی

الحاق کا اصول کچھ ایک دیسی حکمرانوں کے خطابات اور پنشنیں ضبط کرنے پر بھی لاگو کیا گیا ۔

۱ ۔ کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ کی وفات پر اُن کے خطابات اُڑا دیئے گئے ۔

۲ ۔ پیشوا باجی راؤ ثانی کی وفات پر اُس کی آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن اس کے متبنّے دھونڈو پنتھ المعروف نانا صاحب کو دینے سے انکار کیا گیا ۔

۳ ۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ مُغل بادشاہ بہادر شاہ کی وفات پر اُس کی اولاد کو قلعہ اور محل خالی کر دینے پڑیں گے ۔

چارٹر ایکٹ ۱۸۵۳ء

۱۸۵۳ء میں کمپنی کے چارٹر کی آخری بار تجدید ہوئی ۔ اِس سے یہ فیصلہ ہوا کہ :-

۱ ۔ گورنمنٹ جب چاہے کمپنی کی حکومت ختم کر سکتی ہے ۔

۲ ۔ گورنر جنرل کو بنگال کی گورنری سے سبکدوش کر دیا گیا اور اِس صُوبے کے انتظام کے لیئے ایک لفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا ۔

۳ ۔ سِول سروس کے لئے لنڈن میں مقابلہ کا اِمتحان ہونا قرار پایا ۔

۴ ۔ ایک مجلسِ قانون ساز بھی بنائی گئی جس کے تمام ممبر سرکاری افسران تھے ۔

اصلاحات

لارڈ ڈلہوزی نے ملک کے اندر مندرجہ ذیل مُفید اِصلاحات نافذ کیں :-

۱۔ محکمۂ تعمیراتِ عامہ۔ لارڈ ڈلہوزی نے محکمۂ تعمیراتِ عامہ یعنی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ قائم کیا جس کا کام سڑکوں۔ نہروں۔ پلوں وغیرہ کی مرمّت کرنا اور نئے رفاہِ عام کے کام بنوانا تھا۔ اس محکمہ نے بہت سی سڑکیں۔ نہریں اور پل بنوائے۔ دریائے گنگا سے نہر گنگ نکالی گئی۔ مشہور گرانڈ ٹرنک روڈ یعنی جرنیلی سڑک جو کلکتہ سے پشاور تک جاتی ہے اسی زمانہ میں تعمیر ہونی شروع ہوئی۔

۲۔ محکمۂ ڈاک اور تار۔ ملک میں جا بجا موجودہ طرز کے ڈاک خانے اور تار گھر قائم کئے گئے جس سے خبر رسانی کا کام بہت آسان ہو گیا۔ دو پیسے کا ٹکٹ لگا کر خط بھیجنے کا طریقہ اسی کے زمانہ میں شروع ہوا۔ اس سے پہلے خط بھیجنے کا خرچ فاصلہ کی کمی بیشی کے حساب سے دینا پڑتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے تار برقی بھی جاری کی جس سے خبریں بہت جلد بھیجی جا سکتی ہیں۔ بڑی بڑی چھاؤنیوں کو تار سے ملا دیا گیا۔

۳۔ ریل۔ ریلوے لائن بھی ہندوستان میں ڈلہوزی کے زمانے میں ہی شروع ہوئی جس سے سفر کرنے میں آہستہ آہستہ بہت آسانی ہو گئی۔ ۱۸۵۳ء میں بمبئی اور تھانہ کے درمیان پہلی ریلوے لائن تعمیر کی گئی۔ اس کی لمبائی ۲۰ میل تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی ریلوے لائن تعمیر ہوئی۔

۴۔ محکمۂ تعلیم۔ لارڈ ڈلہوزی نے محکمۂ تعلیم کی طرف خاص طور پر دھیان دیا۔ ۱۸۵۴ء میں بورڈ آف کنٹرول کے پریذیڈنٹ سر چارلس وُڈ (Sir Charles Wood) کی مشہور تعلیمی رپورٹ ہندوستان پہنچی۔ اس رپورٹ کو موجودہ تعلیم کا سنگِ

بُنیاد مانا جاتا ہے۔ اِس میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ (۱) ہر صُوبہ میں ایک ایک محکمۂ تعلیم قائم کیا جائے (۲) کلکتہ۔ بمبئی اور مدراس میں یونیورسٹیاں کھولی جائیں (۳) ہر ضِلع میں ایک گورمنٹ سکول قائم کیا جائے اور (۴) لوگوں کو دیسی زبان میں تعلیم دینے کے لئے سکول جاری کئے جائیں (۵) پرائیویٹ سکولوں کو سرکاری مدد دی جائے۔ ڈلہوزی نے اِس رپورٹ پر عمل کیا اور محکمہ ہائے تعلیم قائم کئے۔

۵ – مجلسی اِصلاحات۔ (۱) ہندو بیواؤں کو دوبارہ شادی کی اِجازت دی گئی (۲) یہ بھی فیصلہ ہؤا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب بدل لے تو بھی وُہ موروثی جائداد کا حِصّہ دار ہوگا۔

۶ – فوجی اِصلاح۔ لارڈ ڈلہوزی نے فوج کی بھی اِصلاح کی۔ اِس کے عِلاوہ اِس نے حکومت کی اِقتصادی حالت کو بھی بہتر بنا دِیا۔

Q. What were the outstanding achievements of Lord Dalhousie ?

سوال۔ لارڈ ڈلہوزی کے کارہائے نمایاں بیان کرو۔

لارڈ ڈلہوزی کے کارہائے نمایاں: لارڈ ڈلہوزی کا شمار کمپنی کے مشہور ترین گورنر جنرلوں میں کیا جاتا ہے۔ اِس کا سب سے بڑا کارنامہ انگریزی حکومت کو غیر معمولی طور پر وُسعت دینا اور اصلاحات کا رائج کرنا تھا۔

لارڈ ڈلہوزی کو ہندوستان آئے ابھی چند مہینے ہی ہوئے تھے کہ اُسے سکھوں جیسی بہادر قوم سے دو چار ہونا پڑا۔ لیکن ڈلہوزی نے سکھوں کے مقابلہ کے لئے وسیع اور اعلےٰ پیمانہ پر

لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں
دریائے سندھ
دریائے برہم پتر
پنجاب
راجپوتانہ
سندھ
اودھ
نظام
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
مدراس
لنکا

تیاریاں کیں اور سکھوں کو دُوسری جنگ (۱۸۴۸ - ۱۸۴۹ء) میں اُنہیں شکست دی اور ۱۸۴۹ء میں پنجاب کا صُوبہ انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا ۔

اُس کے بعد اُسے برما کی دُوسری جنگ لڑنی پڑی اور اس کے نتیجہ کے طور پر پیگو اور پروم پر انگریزی قبضہ ہو گیا اور صُوبہ لوئر برما قائم کیا گیا ۔

پنجاب اور لوئر برما کے علاوہ ڈلہوزی نے کئی اور علاقے انگریزی حکومت میں ملا لئے ۔ ستارہ - جھانسی - ناگ پُور وغیرہ سات ریاستیں مسئلہ اِلحاق کی رُو سے انگریزی عملداری میں شامل کر لی گئیں ۔ اودھ کا علاقہ بدنظمی کی بنا پر اور بہار امدادی فوج کے خرچ کے عوض سلطنتِ انگریزی میں شامل کیا گیا ۔ اس طرح ڈلہوزی نے انگریزی سلطنت کو بہت وُسعت دی ۔ اس کے بعد ہندوستان کے نقشہ میں بہت زیادہ تبدیلیاں نہیں ہوئیں ۔

انگریزی سلطنت کی وُسعت کے علاوہ ڈلہوزی نے مُلک میں کئی اِصلاحات نافذ کیں ۔ محکمہ ہائے پبلک ورکس ۔ ریل ۔ تار ۔ ڈاک وغیرہ اُسی نے قائم کئے ۔ ریل اور تار کی وجہ سے ہندوستان کے دُور اُفتادہ حِصّوں میں میل ملاپ بڑھ گیا ۔ جس سے قومیّت کے جذبہ نے نشو و نما پانی شروع کی ۔ موجُودہ تعلیم کا سسٹم بھی ڈلہوزی کے زمانہ سے شروع ہُوا ۔

اِس سے پہلے گورنر جنرلوں نے یا تو انگریزی عِلاقہ کو وسیع کیا یا وُہ اِصلاحات کے لئے مشہُور ہوئے ۔ لارڈ ڈلہوزی نے سب سے زیادہ عِلاقہ انگریزی حکُومت میں شامل کیا اور سب سے زیادہ اِصلاحات کیں ۔ اِسی لئے کئی دفعہ یہ کہاوت کہی کہ

دو موجودہ ہندوستان لارڈ ڈلہوزی کا بنایا ہوا ہے" ؞

لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ڈلہوزی کے اس قدر الحاقات اور زود رفتار اصلاحات نے دیسی فرمانرواؤں اور عوام کو انگریزی حکومت سے بدظن کر دیا اور جو غدر لارڈ کیننگ کے زمانہ میں رونما ہوا اُس کی ذمہ داری بہت حد تک ڈلہوزی پر عاید ہوتی ہے ؞

لارڈ کیننگ

۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۸ء

لارڈ کیننگ کے زمانہ کا سب سے مشہور واقعہ ۱۸۵۷ء کا غدرِ ہند ہے ؞

☞Q. Describe fully the causes, events and consequences of the Indian Mutiny. (First War of Indian Independence). (Important)

Why did it fail ? (P. U. 1935, 40, 46, 55)

سوال۔ غدرِ ہند کی وجوہات۔ واقعات اور نتائج بیان کرو اور بتاؤ کہ یہ غدر کیوں ناکامیاب رہا ؞

غدرِ ہند ۱۸۵۷ء

یہ غدر اصل میں فوجی بغاوت تھی۔ مگر یہ ایسے وقت پر رونما ہوئی جب کہ عوام میں لارڈ ڈلہوزی کی پالیسی کی وجہ سے بے چینی اور بد دلی پھیلی ہوئی تھی۔ اِسی وجہ سے یہ غدر بہت زیادہ پھیل گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غدر نہ تھا بلکہ انگریزی راج کے خاتمہ کے لئے ایک منظم کوشش

تھی۔ اِس لئے اِسے ہندوستان کی آزادی کی پہلی جنگ بھی کہتے ہیں ٭

غدر کی وجُوہات

اِس غدر (جنگِ آزادی) کی وجُوہات چار حصّوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں :۔

۱۔ سیاسی (Political)
۲۔ مجلسی اور مذہبی (Social and Religious)
۳۔ فوجی (Military)
۴۔ متفرق (Miscellaneous)

۱۔ سیاسی وجُوہات ۔ لارڈ ڈلہوزی کی اِلحاق کی پالیسی نے سارے والیانِ ریاست میں بے چینی پھیلا رکھی تھی اور وُہ بہت بَد دِل ہو رہے تھے ٭

(۱) پیشوا کا متبنےٰ نانا صاحب پنشن نہ مِلنے کی وجہ سے انگریزوں کا جانی دُشمن بن گیا تھا ٭

(۲) جھانسی کی نوجوان رانی لکشمی بائی متبنےٰ بنانے کی اِجازت نہ مِلنے کے سبب ناراض تھی ٭

(۳) اَودھ کے اِلحاق سے وہاں کے تمام تعلقدار (بڑے بڑے زمیندار) بگڑے بیٹھے تھے کیونکہ اُن کی بہت سی زمینیں اُن سے چھِن گئی تھیں ٭

۴۔ دہلی کا بادشاہ بہادر شاہ اِس خیال سے کہ اس کی موت کے بعد اُس کی اَولاد کو شاہی محل خالی کرنا پڑے گا سخت پیچ وتاب کھا رہا تھا ٭

(۵) مرہٹے بھی سخت ناراض تھے کیونکہ ان کی ریاستیں ستارہ اور ناگپور انگریزی عملداری میں مِلا لی گئی تھیں ٭

۲۔ مجلسی اور مذہبی وجُوہات ۔ مغربی تہذیب نے لوگوں کو بَددِل

کر دیا تھا (۱) ریلوے کا اجرا (۲) تار برقی کا سلسلہ (۳) عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں (۴) مغربی تعلیم کی اشاعت (۵) ستی کا انسداد (۶) بیوگان کی شادی کا قانون (۷) اور مذہب بدل لینے پر بھی جائداد کا وارث ہو سکنا وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں تھیں جنہیں عوام خوف اور شک کی نظروں سے دیکھتے تھے اور اُن کا یہ خیال تھا کہ انگریزی حکومت لوگوں کو عیسائی بنانے پر تُلی ہوئی ہے اور یہ آواز زوروں پر تھی کہ

"ہمارا مذہب اور روایات خطرے میں ہیں"۔

۳۔ **فوجی وجوہات** ۔ غدر کی سب سے بڑی وجہ ہندوستانی فوج کی ناراضگی تھی۔

(۱) اُن کی تنخواہیں قلیل تھیں اور اب جبکہ اُنہوں نے اپنی بہادری سے ہندوستان انگریزوں کے لئے فتح کر دیا تھا۔ اُن سے پہلا سا سلوک بھی نہ ہوتا تھا۔

(۲) ایک ایکٹ پاس ہوا جسے (General Service Enlistment Act) کہتے تھے جس کی رُو سے ہندوستانی سپاہیوں کو ہر جگہ لڑنے کے لئے بھیجا جا سکتا تھا۔ لیکن برہمن سپاہی سمندر کو پار کرنا اپنے مذہب کے خلاف سمجھتے تھے۔

(۳) بنگال کی فوج میں زیادہ تر اودھ کے سپاہی تھے جو اودھ کے الحاق کی وجہ سے بڑے ناراض تھے۔

(۴) افغانستان کی جنگ میں انگریزوں کی شکست نے اُن کے اقتدار کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور اب ہندوستانی سپاہی یہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ انگریز بھی ہار سکتے ہیں۔

(۵) ہندوستانی فوج انگریزی فوج سے چار پانچ گنا تھی۔ اِس

بات نے اُن کے حوصلے اور بھی بڑھا دیئے تھے ÷

۴۔ متفرق وجوہات۔ (۱) یہ افواہ اِن دنوں زوروں سے گشت لگا رہی تھی کہ پلاسی کی لڑائی کے سَو سال بعد انگریزی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا ÷

(۲) کئی مُفسد لوگ ہمیشہ اِسی تاک میں رہتے ہیں کہ مُلک میں منی پھیلے۔ ایسے لوگ بھی عوام کو اور خاصکر فوجیوں کو سرکار انگریزی کے خلاف بھڑکا رہے تھے ÷

۵۔ فوری وجہ۔ اِن دِنوں میں سپاہیوں کو نئے رائفل دئے گئے تھے جن میں چربی والے کارتوس اِستعمال ہوتے تھے۔ اِس پر طُرفہ یہ کہ کارتوسوں کو رائفل میں چڑھانے سے پیشتر مُنہ سے کاٹنا پڑتا تھا۔ یہ افواہ پھیل گئی کہ یہ چربی گائے اور سُؤر کی ہے۔ بس پھر کیا تھا کئی ایک چھاؤنیوں میں بغاوت پھوٹ نکلی ÷

غدر کا آغاز یوں تو سب سے پہلے بارک پُور اور برہام پُور وغیرہ چھاؤنیوں میں شورش ہوئی لیکن غدر کا آغاز اتوار ۱۰ مئی سنہ ۱۸۵۷ء سے میرٹھ کے مقام پر مانا جاتا ہے۔ وہاں تھوڑی دیر پہلے (۸۵) سپاہیوں کو جنہوں نے چند دِن پہلے چربی والے کارتوس اِستعمال کرنے سے اِنکار کر دیا تھا قید کی سزا دی گئی تھی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو اُن کے ساتھیوں نے بغاوت کر دی اور جیل خانہ پر حملہ بول کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اِس طرح غدر کا آغاز ہُوا۔ وہاں سے باغی سپاہی دہلی پہنچے ÷

واقعاتِ غدر غدر کے بڑے بڑے مرکز دہلی۔ کانپور۔ لکھنؤ اور وسط ہند تھے ÷

۱۔ دہلی۔ میرٹھ کے باغی سپاہیوں نے دہلی پہنچ کر بوڑھے مُغل بادشاہ بہادر شاہ کو تخت نشین کر دیا اور بہت سے انگریز افسر اور

سپاہی قتل کر دیئے۔ کئی اور مقامات سے بھی ہندوستانی فوجیں
باغی ہو کر دہلی آ پہنچیں اور باغیوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔
مگر خوش قسمتی سے پنجاب سر
جان لارنس کے ماتحت وفادار
رہا اور انگریزوں نے پنجابی
فوجوں کی مدد سے دہلی کا محاصرہ
کر لیا۔ تین ماہ کے محاصرہ کے
بعد جنرل نکلسن (Nicholson)
کی سرکردگی میں دہلی فتح ہو گیا۔
لیکن عین فتح کے وقت نکلسن
مارا گیا۔ بہادر شاہ گرفتار ہو
گیا۔ اس کے دو بیٹے اور ایک

بہادر شاہ

پوتا اس کے سامنے گولی سے اڑا دیئے گئے۔ بہادر شاہ پر مقدمہ
چلایا گیا اور اسے قیدی بنا کر رنگون بھیج دیا گیا جہاں وہ ۱۸۶۲ء
میں ۸۷ برس کی عمر میں مر گیا۔

۲۔ کانپور۔ کانپور میں باغیوں کی باگ
ڈور آخری پیشوا کے متبنّے دھوندو
پنتھ المعروف نانا صاحب کے
ہاتھ میں تھی۔ انگریزوں نے کچھ
دنوں تک اس کا مقابلہ کیا مگر
آخر اپنے آپ کو اس کے رحم
پر چھوڑ دیا۔ نانا صاحب نے وعدہ
کیا کہ وہ انہیں بخیریت الہ آباد

نانا صاحب

پہنچا دے گا۔ لیکن جب وُہ الہ آباد کے لئے کشتیوں پر سوار ہو رہے تھے تو تمام آدمی گولی سے اُڑا دِئے گئے۔ اُن کی عورتیں اَور بچے واپس شہر میں لائے گئے اَور چند دِن بعد اُن تمام عورتوں اَور بچوں کو بھی قتل کروا کر اُن کی لاشیں ایک کنوئیں میں پھینکوا دی گئیں۔ آخر جنرل ہیولاک (Havelock) نے نانا صاحب کو شِکست دی اور وُہ کہیں بھاگ کر لاپتہ ہو گیا۔

۳۔ لکھنئو۔ لکھنئو میں باغیوں نے سر ہنری لارنس اور تمام انگریزوں کو ریذیڈنسی میں محصُور کر لیا۔ ہنری لارنس تو شرُوع محاصرہ میں ہی مارا گیا۔ مگر محصُورین مُقابلہ پر ڈٹے رہے۔ آخر جنرل ہیولاک اور اوٹرم (Outram) ان کی مدد کو آ پہنچے۔ مگر باغیوں نے اُنہیں بھی محصُور کر لیا۔ انجام کار سر کولن کیمبل (Sir Colin Campbell) نے لکھنئو فتح کر لیا۔

۴۔ وسط ہند۔ وسط ہند اور بندھیل کھنڈ میں باغیوں کے لیڈر جھانسی کی رانی لکشمی بائی اور نانا صاحب کی فوجوں کا سپہ سالار تانتیا ٹوپی تھے۔ سر ہیوروز (Sir Hugh Rose) اُن کے خِلاف بڑھا۔ رانی جھانسی نے مردانہ وار مُقابلہ کیا اور آخر لڑتی ہُوئی ماری گئی۔ تانتیا ٹوپی شِکست کھا کر بھاگ گیا مگر آخر کار پکڑا گیا اور اُسے پھانسی دی گئی۔ اِس طرح سے غدر کا خاتمہ ہُوا۔

رانی لکشمی بائی

غدر کے نتائج

۱- غدر کا سب سے اہم نتیجہ یہ ہُوا کہ کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا- اور ہندوستان براہِ راست تاجِ برطانیہ اور پارلیمنٹ کے ماتحت ہو گیا- اگست ۱۸۵۸ء کو ایک قانون پاس ہُوا جس کی رُو سے بورڈ آف کنٹرول اور کورٹ آف ڈائرکٹرز ہٹا دِئے گئے اور اُن کی جگہ وزیرِ ہند (سیکرٹری آف سٹیٹ فار اِنڈیا) مقرر کیا گیا- اُس کی مدد کے لئے ایک کونسل بنائی گئی جس کا نام انڈیا کونسل رکھا گیا- گورنر جنرل کو وائسرائے کا خطاب دیا گیا- پہلا وائسرائے لارڈ کیننگ ہی تھا ⁘

۲- سرکار انگریزی کو اپنے طرزِ حکومت کے نقائص معلوم ہو گئے اور اُنہوں نے اِس طرزِ حکومت میں اِصلاح کرنی شروع کی ⁘

۳- دیسی راجاؤں کو یقین دِلایا گیا کہ اُن کے عِلاقے کسی صُورت میں بھی سلطنت انگریزی میں نہیں مِلائے جائیں گے اور اُنہیں متبنیٰ بنانے کی اِجازت دی گئی ⁘

۴- رعایا کو مذہبی آزادی کا یقین دِلایا گیا ⁘

۵- انگریزی فوج کی تعداد بڑھا دی گئی اور توپ خانہ ان کی تحویل میں دے دِیا گیا ⁘

غدر کی ناکامیابی

غدر کی ناکامیابی کی بڑی بڑی وجُوہات مندرجہ ذیل تھیں :-

۱- عوام نے اِس غدر میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا- اِس لئے یہ غدر بہُت نہ پھیلا بلکہ چند ایک جگہوں تک ہی محدُود رہا ⁘

۲- بہُت سے راجاؤں اور نوابوں نے اِس غدر کی مخالفت کی اور انگریزی سرکار کی روپے اور فوج سے مدد کی- سیندھیا- ہُلکر-

نظام حیدر آباد اور کئی اور راجے اور نواب نہ صرف غدر میں شامل نہ ہوئے بلکہ اُنھوں نے اس کے دبانے میں انگریزوں کی مدد کی ۔

۳ — یہ غدر کوئی اچھی طرح سوچی ہوئی سکیم نہیں تھی۔ ہر حصّے میں الگ الگ لیڈر تھے۔ کوئی ایسا لیڈر نہ تھا جسے سب لوگ چاہتے ہوں۔ مسلمان مغل سلطنت کو اور ہندو مرہٹہ سلطنت کو قائم کرنا چاہتے تھے ۔

۴ — اس تحریک کے راہنما کوئی بہت قابل شخص نہ تھے۔ وہ انگریزی جرنیلوں کے مقابلہ میں پولٹیکل اور فوجی لحاظ سے کمزور تھے ۔

۵ — اس تحریک کے سپاہیوں کے پاس نہ تو لڑائی کا کافی سامان ہی تھا اور نہ اُن میں انگریزوں جتنا ڈسپلن ہی تھا ۔

۶ — انگریزی سرکار کو ذرائع آمد و رفت پر پورا اقتدار حاصل تھا۔ اس لئے وہ لڑائی کے تمام محاذوں پر آسانی سے مدد بھیج سکتی تھی ۔

۷ — سمندروں پر اقتدار کے باعث انگلینڈ سے فوجیں اور جنگی سامان آسانی سے ہندوستان میں پہنچائے جا سکتے تھے ۔

Q. Write a short note on Queen Victoria's Proclamation.

سوال۔ ملکہ وکٹوریہ کے اعلان پر مختصر نوٹ لکھو ۔

ملکہ وکٹوریہ کا اعلان
۱۸۵۸ء

غدر فرو ہو جانے کے بعد جب ہندوستان کی حکومت کمپنی کے ہاتھوں سے نکل کر براہِ راست تاج برطانیہ کے ماتحت ہو گئی تو ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے نہایت اہم اعلان کیا گیا جو یکم نومبر

۱۸۵۸ء کو الٰہ آباد میں پڑھ کر سُنایا گیا۔ اِس اِعلان کی مشہور باتیں یہ تھیں:۔

۱۔ دیسی راجاؤں اور نوابوں کو یقین دِلایا گیا کہ اُن کی ریاستیں انگریزی عِلاقہ میں شامل نہیں کی جائیں گی۔ اور انہیں متبنّا بنانے کا حق ہوگا۔

۲۔ تمام رعایا کو یقین دِلایا گیا کہ اُن کے مذہب میں کِسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی اور سب کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کی پُوری پُوری آزادی ہوگی۔

۳۔ یہ بھی اِعلان کِیا گیا کہ کوئی ہندوستانی محض اپنے رنگ اور مذہب کی وجہ سے کِسی ایسے عُہدے سے محرُوم نہیں کِیا جائیگا جس کے فرائض کو انجام دینے کی وُہ خاطر خواہ قابلیّت رکھتا ہو۔

۴۔ اِس بات کا بھی اِعلان کِیا گیا کہ ان تمام باغیوں کو جِنہوں نے انگریزوں کے قتل میں حِصّہ نہیں لیا مُعاف کر دیا جائیگا۔

۵۔ ہندوستانی حُکمرانوں کو یقین دِلایا گیا کہ انگریزی حکُومت اُن تمام عہدناموں کا جو اُنھوں نے کمپنی سے کر رکھے تھے پُورا پُورا احترام کرے گی۔

۶۔ یہ وعدہ بھی کیا گیا کہ ہندوستان کی مالی۔ تجارتی۔ اور صنعتی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

نوٹ۔ یہ اِعلان ہندوستانی آزادی کا سب سے بڑا چارٹر تصوّر کِیا جاتا ہے۔

باب ساتواں

ہندوستان تاجِ برطانیہ کے ماتحت

وائسرایوں کا دورِ حکومت

لارڈ کیننگ۔ پہلا وائسرائے

سنہ ۱۸۵۸ء سے سنہ ۱۸۶۲ء

لارڈ کیننگ

لارڈ کیننگ کمپنی کے ماتحت آخری گورنر جنرل اور تاجِ برطانیہ کی طرف سے پہلا وائسرائے تھا۔ وہ غدر کے باغیوں سے سخت انتقام لینے کی پالیسی کے برخلاف تھا۔ اور جہاں تک اُس سے ہو سکا اُس نے باغیوں سے نرمی کا سلوک کیا۔ اس نرمی کی وجہ سے انگریز اُسے طنزاً "رحمدل کیننگ" (Cle... y Ca...ng) کہا کرتے تھے۔ کیننگ نے بہت سی اصلاحات کیں:۔

اصلاحات

۱۔ فوجی اصلاح۔ فوج کو نئے سر سے ترتیب دیا گیا اور کمپنی کی فوجیں اور شاہی فوجیں ملا کر ایک کر دی گئیں۔ برطانوی فوج کا تناسب اب زیادہ کر دیا گیا اور توپ خانہ انگریزی فوج کی تحویل میں دے دیا گیا۔

۲۔ عدالتی اصلاحات۔ (۱) ۱۸۶۰ء سے ضابطہ تعزیرات ہند پر جسے لارڈ میکالے نے تیار کیا تھا عملدر آمد کیا جانے لگا۔
(۲) ۱۸۶۱ء میں بمبئی۔ کلکتہ اور مدراس میں ایک ایک ہائی کورٹ قائم کی گئی ۔

۳۔ مالی اصلاح۔ غدر کی وجہ سے کمپنی کے خزانہ میں بڑی بھاری کمی واقع ہو گئی تھی۔ اس لئے انگلینڈ سے دو ماہرین مالیات منگائے گئے جنہوں نے کئی ٹیکس لگا کر اور اخراجات میں بچت کر کے مالی حالت کو درست کر دیا ۔

۴۔ بنگال کا قانون مزارعان۔ بنگال کے دوامی بندوبست نے مزارعان کو زمیندار کے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔ زمیندار جب چاہتے اُن کو زمین سے بے دخل کر سکتے تھے یا زمین کا کرایہ بڑھا سکتے تھے۔ لارڈ کیننگ نے ۱۸۵۹ء میں قانون مزارعان پاس کیا جس سے مزارعان کی پوزیشن زیادہ مضبوط ہو گئی ۔

۵۔ انڈین کونسلز ایکٹ۔ ۱۸۶۱ء میں انڈین ایکٹ پاس ہوا جس کی رُو سے مندرجہ ذیل باتیں قرار پائیں :-
(۱) بنگال بمبئی اور مدراس کے صوبوں کو اختیارات قانون سازی پھر سے دے گئے ۔
(۲) گورنر جنرل کی مجلس قانون ساز میں ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی اور یہ فیصلہ ہوا کہ ان میں کم سے کم آدھے ممبر غیر سرکاری ہوں۔ یہ غیر سرکاری ممبر نامزد کئے جاتے تھے ۔
(۳) وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں مختلف شعبہ جات الگ الگ کونسلروں کے سپرد کر دئے گئے تاکہ کام زیادہ اچھی طرح ہو سکے ۔

۹۔ تعلیمی اصلاحات۔ لارڈ کیننگ نے وائسرائے مقرر ہونے سے پہلے ہی ۱۸۵۷ء میں کلکتہ۔ بمبئی اور مدراس کی تین یونیورسٹیاں قائم کی تھیں۔ اس کے بعد کئی کالج قائم ہو گئے جن میں ہزارہا طلبا تعلیم پاتے تھے۔ اِس طرح تعلیم میں ترقی ہوئی ٭

۱۸۶۲ء میں لارڈ کیننگ واپس انگلینڈ چلا گیا اور وہاں تھوڑے ہی عرصے بعد وُہ مر گیا ٭

لارڈ ایلگن اوّل

۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۳ء

کیننگ کے بعد لارڈ ایلگن وائسرائے بنا لیکن ابھی ایک سال بھی نہیں گذرنے پایا تھا کہ ۱۸۶۳ء میں دھرم سالہ کے مقام پر وفات پا گیا۔ اس کے زمانہ میں شمال مغربی سرحد پر وہابی مسلمانوں نے بغاوت کی اور انگریزی فوج کا بہادری سے مُقابلہ کیا مگر انجام کار شکست کھائی ٭

سرجان لارنس

۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء

ایلگن کے بعد سرجان لارنس وائسرائے مقرر ہُوا۔ وُہ پہلے پنجاب کا چیف کمشنر رہ چکا تھا اور اُس نے غدر کے فرو کرنے میں بڑی مدد دی تھی۔ اُس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ

ذیل ہیں :-

۱- جنگ بھوٹان۔ بھوٹانی لوگ انگریزی علاقے پر وقتاً فوقتاً حملے کیا کرتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو غلام بنا کر لے جاتے تھے۔ اُن کو اِس بات سے باز رکھنے کے لئے سر جان لارنس نے ایک انگریزی افسر کو گفت و شنید کے لئے بھیجا۔ بھوٹانی لوگ اُسے بھی بھگا کر لے گئے۔ اِس لئے جنگ چھڑ گئی۔ یہ جنگ جلدی ہی ختم ہو گئی اور بھوٹانیوں نے دوار کا علاقہ انگریزوں کو دے دیا ۔

۲- اڑلیسہ کا قحط۔ ۱۸۶۶ء میں ایک سخت قحط پڑا اور لاکھوں آدمی بھوک سے مر گئے۔ سرکار اُن کی مدد کا کافی اِنتظام نہ کر سکی۔ اِس کے بعد سرکار نے اڑلیسہ میں ذرائع آمد و رفت بہتر بنانے شروع کئے تاکہ قحط کے موقعوں پر غلہ وغیرہ آسانی سے پہنچایا جا سکے ۔

۳- افغان پالیسی۔ افغانستان کے متعلق سر جان لارنس کی پالیسی یہ تھی کہ وہاں کے امیر سے دوستانہ تعلقات تو رکھے جائیں مگر اُس کے اندرونی معاملات میں کِسی قِسم کا دخل نہ دیا جائے۔ چنانچہ جب ۱۸۶۳ء میں دوست محمد خاں امیر کابل مر گیا اور اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کے لئے جنگ چھڑ گئی تو لارنس دِیدہ دانستہ اِس جنگ سے الگ رہا اور اُس نے یہ اِعلان کیا کہ جو کوئی اُمیدوار اِس لڑائی میں کامیاب ہوگا سرکار انگریزی اُسی کو امیر تسلیم کر لیگی۔ آخر جب شیر علی کامیاب ہوا تو لارنس نے اُسے امیر کابل تسلیم کر لیا اور اُس کو بہت سا اسلحہ اور روپیہ بھی

بھیجا۔ مگر اس کے ساتھ کسی قسم کا مستقل معاہدہ کرنے
سے بھی اِنکار کر دیا۔
نوٹ:۔ سبکدوش ہونے کے بعد سر جان لارنس کو لارڈ بنایا گیا۔

لارڈ میو

۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء

لارڈ میو بڑا خوش خلق اور ملنسار وائسرائے تھا اور اسی وجہ سے دیسی حکمرانوں میں بڑا ہر دلعزیز تھا۔ اس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ شیر علی سے دوستی۔ امیر شیر علی لارڈ لارنس کے طرزِ عمل سے ناخوش تھا۔ لارڈ میو نے آتے ہی انبالہ میں ایک شاندار دربار منعقد کر کے امیر کو مدعو کیا اور اس کی خوب خاطرداری کی۔ شیر علی میو کی اِس مہمان نوازی اور حسنِ اِخلاق سے بہت خوش ہوا لیکن وائسرائے نے اُس سے کوئی مستقل عہدنامہ نہ کیا۔ اِتنا ضرور کیا کہ اس کی اِمدادی رقم بڑھا دی اور کچھ اسلحہ بھی دیا۔

۲۔ چیفس کالج۔ لارڈ میو نے والیانِ ریاست کے لڑکوں کی تعلیم کے لئے درسگاہیں کھولنے کی تجویز کی لیکن وُہ اِس تجویز کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔ بعد میں اِس قسم کے تین کالج قائم کئے گئے۔ میو کالج اجمیر۔ راجکمار کالج راجکوٹ اور ایچیسن چیفس کالج لاہور۔

۳۔ ڈیوک آف ایڈنبرا کی آمد۔ ۱۸۶۹ء میں ملکہ وِکٹوریہ کا دُوسرا

بیٹا ڈیوک آف ایڈنبرا ہندوستان میں آیا۔ شاہی خاندان کے کسی ممبر کے ہندوستان آنے کا یہ پہلا موقع تھا۔

۴۔ میو کی وفات۔ ۱۸۷۲ء میں لارڈ میو کو جب کہ وہ جزائر انڈیمان کا دورہ کر رہا تھا ایک افغان مجرم شیر علی نے پورٹ بلیر کی بندرگاہ پر قتل کر دیا۔

لارڈ نارتھ بروک

۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء

واقعات

۱۔ شیر علی سے ناراضگی۔ لارڈ نارتھ بروک اپنے پیش رو لارڈ میو کی طرح خوش خلق اور ملنسار نہ تھا۔ اس کے رُدکھے پن سے امیر شیر علی انگریزوں سے ناراض ہو گیا اور اس نے روسیوں سے تعلقات بڑھانے شروع کئے۔

۲۔ گائیکواڑ کی معزولی۔ ملہار راؤ گائیکواڑ والئے بڑودہ پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے ریذیڈنٹ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ الزام تو ثابت نہ ہو سکا مگر نارتھ بروک نے اسے بدانتظامی کی بنا پر تخت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ایک کم سن راجہ کو تخت نشین کر دیا گیا۔

۳۔ بہار کا قحط۔ نارتھ بروک کے عہد میں بہار میں ایک قحط پڑا لیکن سرکاری مدد بہم پہنچ جانے کی وجہ سے بہت نقصانِ جان نہ ہوا۔

۴۔ پرنس آف ویلز کی آمد۔ ۱۸۷۵ء میں پرنس آف ویلز جو بعد

میں ایڈورڈ ہفتم کے نام سے بادشاہ بنا ہندوستان میں سیر وسیاحت کے لئے آیا۔

لارڈ لٹن

سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء

Q. Describe the leading events of the viceroyalty of Lord Lytton. (P. U. 1955, 57)

سوال۔ لارڈ لٹن کے عہد کے مشہور واقعات بیان کرو۔

لارڈ لٹن لارڈ لٹن سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک وائسرائے رہا وُہ ایک بڑا عالم شخص اور اچھا مقرّر تھا لیکن اِس میں اِنتظامی قابلیت نہ تھی۔ اُس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے :-

۱۔ دہلی دربار پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کرکے اِنگلینڈ کے حکمرانوں کے لئے قیصرِ ہند کا خطاب منظور کیا تھا۔ چُنانچہ لارڈ لٹن نے یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو دہلی میں ایک نہایت شاندار دربار منعقد کیا جس میں ملکہ وِکٹوریہ کے قیصرۂ ہند ہونے کا اِعلان کیا گیا۔

۲۔ دکن میں قحط اُنہی دِنوں میں دکن میں ایک خوفناک قحط پڑا۔ اور اگرچہ گورنمنٹ نے قحط زدوں کی امداد کے لئے بے شمار روپیہ خرچ کیا۔ تاہم کوئی ۵۰ لاکھ آدمی اِس قحط کی نذر ہو گئے۔ اِس کے بعد آئندہ قحط کے روک تھام کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔

۳۔ علی گڑھ مسلم کالج سنہ ۱۸۷۷ء میں لارڈ لٹن نے علی گڑھ میں

محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج کا سنگِ بُنیاد رکھا۔ اس کالج کے بانی اور رُوحِ رواں سر سیّد احمد خاں تھے جو اُنیسویں صدی میں مسلمانوں کے سب سے بڑے لیڈر تھے ۱۹۲۰ء سے یہ کالج مسلم یونیورسٹی بن گیا ہے ؀

۴۔ ورنیکلر پریس ایکٹ

۱۸۷۸ء میں لارڈ لٹن نے ورنیکلر پریس ایکٹ پاس کیا جس کی رُو سے ورنیکلر اخباروں کو ضمانتیں دینی پڑیں اور اُنہیں ایسے مضامین شائع کرنے سے منع کر دیا گیا جن سے کہ حکومت کے خلاف نفرت اور بد دِلی پھیل جانے کا اِحتمال ہو۔ چونکہ انگریزی اخبارات اِس قانون سے آزاد تھے اِس لئے ہندوستانیوں نے بہت بُرا منایا ؀

۵۔ افغانستان کی دُوسری جنگ

وجوہات۔ اُن دِنوں افغانستان کی راہ ہندوستان پر رُوسی حملے کا خطرہ تھا۔ اِس لئے سرکار انگریزی افغانستان کے امیر شیر علی سے دوستانہ تعلّقات قائم کرنا چاہتی تھی مگر شیر علی انگریزوں سے بدگمان ہو چکا تھا اور وُہ رُوس سے تعلّقات بڑھانا چاہتا تھا۔ لارڈ لٹن نے کابل میں ایک سفارت بھیجنی چاہی۔ لیکن امیر نے اِس بات کو منظور نہ کیا۔ اِتنے میں سرکار انگریزی نے خانِ قلات کے ساتھ عہدنامہ کرکے کوئٹہ پر قبضہ کر لیا جس سے قندھار کے راستے افغانستان پر حملہ کرنا آسان ہو گیا۔ اِس پر شیر علی نے اِعلانیہ رُوسیوں کی سفارت اپنے مُلک میں بُلا لی۔ اب لٹن نے بھی ایک سفارت بھیجی۔ لیکن اُسے دَرّۂ خیبر سے ہی واپس لَوٹا دِیا گیا۔ لارڈ لٹن نے اُسے اپنی بے عزّتی سمجھا اور اِعلانِ جنگ کر دِیا ؀

واقعات۔ انگریزی فوج تین راستوں (خیبر۔ کرم اور بولان) سے افغانستان پر حملہ آور ہوئی۔ شیر علی روسی علاقے کی طرف بھاگ گیا اور وہیں مر گیا۔ انگریزوں نے شیر علی کے ایک لڑکے یعقوب خاں کو کابل کا امیر تسلیم کر لیا اور اس کے ساتھ ۱۸۷۹ء میں گنڈمک کے مقام پر ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے امیر نے کابل میں ایک ریذیڈنٹ رکھنا منظور کیا۔ افغانستان کے تمام دروں پر انگریزی قبضہ تسلیم کر لیا اور خارجی پالیسی میں انگریزوں کی ماتحتی منظور کر لی۔ اِس کے عوض انگریزوں نے اُسے چھ لاکھ روپے سالانہ دینے اور اُسے بیرونی حملہ آوروں سے بچانے کا وعدہ کیا۔

لیکن کچھ ہی عرصہ بعد افغانوں نے انگریزی ریذیڈنٹ کوگینری (Cavagnari) اور اُس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جنگ پھر شروع ہو گئی۔ انگریزی جنرل رابرٹس نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب خاں نے اپنے تئیں انگریزوں کے حوالے کر دیا اور اُسے شاہی قیدی بنا کر ہندوستان بھیج دیا گیا۔ ابھی جنگ جاری تھی کہ لارڈ لٹن واپس چلا گیا اور لارڈ رپن وائسرائے مقرر ہو کر آیا۔

یعقوب خاں کے بعد اُس کے بھائی ایوب خاں نے جنگ کی اور انگریزی فوجوں کو میوند کے مقام پر شکست فاش دی۔ مگر جلد ہی جنرل رابرٹس نے اُسے بھی ہرا دیا۔

نتیجہ۔ آخر شیر علی کے بھتیجے عبدالرحمٰن کو امیر کابل تسلیم کر لیا گیا اور لڑائی ختم ہو گئی۔ عبدالرحمٰن کا سالانہ الاؤنس ۱۲ لاکھ روپیہ مقرر کیا گیا اور ایوب خاں کو شاہی قیدی بنا کر ہندوستان لایا گیا۔

لارڈ رِپن

سنہ ۱۸۸۰ءسے سنہ ۱۸۸۴ء

Q. Summarize the principal events of the administration of Lord Ripon. (P. U. 1956, 58)

Or,

Justify the statement that Lord Ripon's attitude towards the Indians was singularly sympathetic. (P. U. 1939, 48)

سوال۔ لارڈ رِپن کے عہد کے مشہُور واقعات مختصر طوُر پر بیان کرو۔ یا ثابت کرو کہ لارڈ رِپن کا رویّہ ہندوستانیوں کی طرف خاص طور پر ہمدردانہ تھا ؎

لارڈ رِپن لارڈ رِپن ایک بڑا آزاد خیال مُدبّر تھا اور اُسے ہندوستانیوں کی جائز خواہشات کے ساتھ پُوری پُوری ہمدردی تھی۔ اُس نے رعایا کی بہتری کے لئے کئی مُفید کام کِئے جس سے وُہ بڑا ہر دِلعزیز بن گیا۔ اُس کے زمانے کے مشہُور واقعات مندرجہ ذیل تھے :۔

واقعات

۱۔ **جنگ کا خاتمہ**۔ افغانستان کی دُوسری جنگ کا خاتمہ ہؤا اور عبدالرحمٰن کو امیر کابل تسلیم کر لیا گیا ؎

۲۔ **میسُور کی واپسی** سنہ ۱۸۸۱ء میں میسُور کی ہندو ریاست جو وِلیم بنٹنک کے عہد سے انگریزی افسروں کے زیر اِہتمام چلی آتی تھی معزوُل راجہ کرشن کے متبنّٰے کے حوالے کر دی گئی۔ اِس بات نے رِپن کو بڑا ہر دِلعزیز بنا دِیا ؎

۳۔ **ورنیکولر پریس ایکٹ کی تنسیخ**۔ ورنیکولر پریس ایکٹ کو جسے
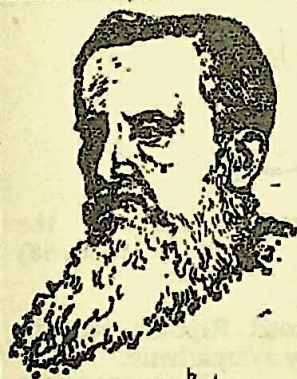
لارڈ لٹن نے پاس کیا تھا ۱۸۸۲ء میں منسوخ کر دیا گیا اور ورنیکلر اخبارات کو پھر سے آزادی مل گئی *

۴۔ فیکٹری ایکٹ ۱۸۸۱ء میں ایک فیکٹری ایکٹ پاس کیا گیا جس کی رُو سے قرار پایا کہ بارہ ۱۲ سال سے کم عمر بچوں سے کارخانوں میں روزانہ ۹ گھنٹوں سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور خطرناک مشینری سے مزدوروں کو بچانے کے لئے جنگلے لگوائے جائیں۔ اِن باتوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے سرکار کی طرف سے فیکٹری انسپکٹر مقرر کئے گئے *

لارڈ رِپن

۵۔ تعلیمی کمیشن۔ وائسرائے نے سر ولیم ہنٹر (Sir William Hunter) کی صدارت میں ایک تعلیمی کمیشن بھی مقرر کیا جس کی سفارشات کے مطابق تعلیم کو عام کرنے کی بڑی کوشش کی گئی اور سکولوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا *

۶۔ پنجاب یونیورسٹی۔ ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی قائم ہوئی جو آجکل پاکستان میں صوبہ پنجاب کی یونیورسٹی ہے *

۷۔ آزاد تجارت کی پالیسی۔ لارڈ رِپن آزاد تجارت کی پالیسی کا حامی تھا۔ چنانچہ کئی اشیائے درآمد پر خاصکر لنکا شائر کے سُوتی کپڑے پر محصولات ہٹا دِئے گئے *

۸۔ لوکل سیلف گورنمنٹ۔ لارڈ رِپن کے زمانے کا سب سے مشہور واقعہ یہ ہے کہ اُس نے لوکل سیلف گورنمنٹ کے متعلق

کچھ قوانین نافذ کیئے جن کی رُو سے ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ ان بورڈوں اور کمیٹیوں کے ذمہ تعلیم حفظانِ صحت اور سڑکوں وغیرہ کا انتظام دیا گیا۔ میونسپل کمیٹیوں میں انتخاب کا طریقہ بھی جاری کیا گیا۔ اس بات سے لارڈ رپن کا یہ منشا تھا کہ ہندوستانیوں کو حکومتِ خود مختاری کی تربیت دی جائے ۔

۶۔ البرٹ بل۔ اس وقت تک ہندوستانی مجسٹریٹوں کو انگریز ملزموں کے مقدمات سننے کا اختیار نہیں تھا۔ ہندوستانیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسٹر البرٹ (Mr. Ilbert) نے جو وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کا ممبر تھا ایک بل پیش کیا جو البرٹ بل کے نام سے مشہور ہے۔ اس بل کا منشا یہ تھا کہ ہندوستانی مجسٹریٹوں کو بھی انگریز ملزموں کے مقدمات سننے کا اختیار دے دیا جائے۔ رپن نے بھی اس بل کی پُرزور حمایت کی لیکن ہندوستان میں تمام یورپین لوگوں نے اس بل کی سخت مخالفت کی۔ چنانچہ یہ بل واپس لینا پڑا لیکن یہ سمجھوتہ ہو گیا کہ انگریز ملزموں کے مقدمات بذریعہ جیوری فیصلہ ہوا کریں جن میں سے کم از کم آدھے ممبر یورپین یا امریکن ہوں ۔

مندرجہ بالا امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ رپن کا رویہ ہندوستانیوں کی طرف خاص طور پر ہمدردانہ تھا اور اُس کی پالیسی کا مُدعا یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو سیلف گورنمنٹ میں تربیت دی جائے اور اُن کا درجہ یورپین لوگوں کے مساوی کیا جائے ۔

۱۸۸۴ء میں لارڈ رپن استعفیٰ دے کر واپس چلا گیا۔ وہ ہندوستان

کا سب سے زیادہ ہر دلعزیز وائسرائے تھا ؛

لارڈ ڈفرن

۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء

لارڈ ڈفرن کے زمانے کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ پنجدہ کا معاملہ ۱۸۸۵ء

۱۸۸۵ء میں رُوس اور افغانستان کی درمیانی سرحد کی حد بندی ہو رہی تھی۔ اِس سلسلہ میں ایک گاؤں پنجدہ کے متعلق ایک معمولی سی جھڑپ ہو پڑی جس میں افغانوں کو شکست ہوئی۔ چونکہ افغانستان انگریزوں کا دوست تھا اِس لئے اِنگلینڈ میں ناراضگی کی لہر پھیل گئی۔ قریب تھا کہ دونوں مُلکوں میں جنگ چھڑ جائے لیکن امیرِ افغانستان نے اِس خیال سے کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو اُس کا مُلک میدانِ کارزار بنایا جائے گا پنجدہ پر اپنے دعویٰ کو ہٹا لیا اور یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ؛

۲۔ برما کی تیسری جنگ

وجُوہات۔ ۱۔ اِس جنگ کی بڑی وجہ یہ تھی کہ برما کے بادشاہ تھیبا نے فرانسیسیوں کو خاص تجارتی حقوق عطا کر کے ان کی سرپرستی میں آنے کی کوشش کی مگر یہ بات انگریزی مفاد کے سراسر برخلاف تھی

۲۔ شاہ برما نے بمبئی اینڈ برما ٹریڈنگ کمپنی پر جو ایک انگریزی کمپنی تھی کسی وجہ سے بڑا بھاری جُرمانہ (۲۳ لاکھ روپیہ) کر دیا اور اُس کے افسران کی گرفتاری کے حُکم جاری کر دیئے۔ اِس پر لارڈ ڈفرن نے اِعلانِ جنگ کر دیا ؛

واقعات۔ ایک انگریزی فوج دریائے ایراوتی کے راستے

مانڈلے تک جا پہنچی اور بغیر کسی خاص مخالفت کے مانڈلے پر قبضہ کر لیا۔ شاہ برما نے اطاعت قبول کر لی اور اُسے شاہی قیدی بنا کر ہندوستان بھیج دیا گیا ۔

نتیجہ۔ یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو ایک اعلان کے ذریعے اپر برما کو انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ۔

نوٹ ۔ ۱۸۲۶ء میں برما کی پہلی جنگ کے بعد اراکان اور تناسرم کے علاقے انگریزوں کو مل گئے تھے۔ ۱۸۵۲ء میں دوسری جنگ کے بعد پیگو کا علاقہ بھی انگریزی راج میں شامل ہو گیا تھا اور تینوں علاقوں کو ملا کر صوبہ لوئر برما قائم ہوا تھا ۔ ۱۸۸۶ء میں اپر برما بھی شامل ہو گیا اور اس طرح برما کا سارا صوبہ انگریزی سلطنت میں آ گیا۔ جنوری ۱۹۴۸ء سے برما انگریزی حکومت سے آزاد ہو گیا ہے ۔

۳۔ انڈین نیشنل کانگریس
۱۸۸۵ء

انڈین نیشنل کانگریس ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے جس میں ہندوستان کی تمام قومیں شامل ہیں ۔

اس کی بنیاد ڈالنے والے چند ایک تعلیم یافتہ ہندوستانی اور کچھ انگریز تھے جن میں سے مسٹر اے۔ او ہیوم (A. O. Hume) کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس کانگریس کا جلسہ ہر سال ہندوستان کے کسی بڑے شہر میں ہوتا ہے۔ اس کا پہلا اجلاس دسمبر ۱۸۸۵ء میں بمبئی میں بنگال کے ایک مشہور بیرسٹر مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ بانرجی (W. C. Bonnerji) کی زیر صدارت ہوا تھا ۔

شروع شروع میں کانگریس کے مطالبات یہ تھے کہ مجالس
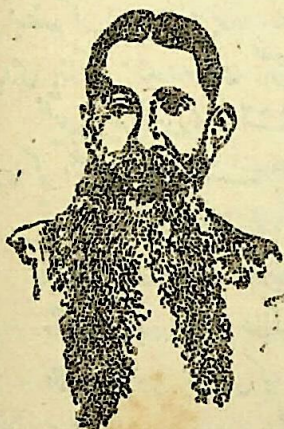
ڈبلیو۔سی۔بانرجی

قانون ساز کی توسیع کی جائے اور اُن میں ہندوستانی زیادہ تعداد میں لیئے جائیں۔ ہندوستانیوں کو اعلےٰ ملازمتوں میں زیادہ تعداد میں لیا جائے اور فوجی اخراجات کم کئے جائیں۔ پریس کو آزادی حاصل ہو۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اِس وقت گورنمنٹ کا رویہ بھی کانگریس کی طرف ہمدردانہ تھا لیکن رفتہ رفتہ گورنمنٹ کا رویہ بدلتا گیا اور کانگریس کا نقطۂ نگاہ بھی بدلتا گیا۔

سنہ ۱۹۲۹ء میں پنڈت جواہرلال نہرو جی کی صدارت میں لاہور میں کانگریس نے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس کیا۔ اِس کے بعد کانگریس کی سرگرمیوں میں کئی اُتار چڑھاؤ ہوتے رہے۔ آخر کانگریس کی سرگرمیوں اور گئی اور حالات سے مجبور ہو کر ۱۵ ار اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو انگریزی سرکار نے ہندوستان کو آزاد کر دیا اور اِس طرح کانگریس اپنے نصب العین میں کامیاب ہوئی۔ اب کانگریس کے سامنے ملک کی اقتصادی ترقی کا پروگرام ہے۔ آجکل اِس کے پردھان شری کامراج ہیں۔

۴۔ وکٹوریہ کی جوبلی سنہ ۱۸۸۷ء

سنہ ۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کی تخت نشینی کو ۵۰ سال ہو گئے تھے چنانچہ اِس سال ملکہ کی گولڈن جوبلی سارے ملک میں بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔

لارڈ لینسڈوَن

سنہ ۱۸۸۸ء سے سنہ ۱۸۹۴ء

لارڈ لینسڈون کے زمانہ کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:-

۱- افغانستان کی حدّبندی

لینسڈون نے افغانستان اور ہندوستان کی درمیانی حد کا فیصلہ کرنے کے لئے سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک مشن سر مارٹیمر ڈیورینڈ (Sir Mortimer Durand) کی سرکردگی میں کابل بھیجا۔ اِس وفد کو اپنے مقصد میں کامیابی ہُوئی اور افغانستان کی جنوبی اور مشرقی سرحد کا فیصلہ خاطر خواہ طور پر ہو گیا۔ اِس حد بندی کے خط کا نام ڈیورینڈ لائن (Durand line) ہے۔ اِس حد بندی سے کچھ ایسے عِلاقے سرکار انگریزی کے ماتحت ہو گئے جو اِس حد بندی سے پہلے برائے نام افغانستان کے ماتحت تھے۔ لیکن در اصل وہاں آزاد پٹھان قبیلے رہائش رکھتے تھے۔ یہ پٹھان قبیلے جنگ جُو اور آزادی پسند ہیں۔

۲- منی پُور میں بغاوت

ریاست منی پُور واقع آسام میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا اُٹھ کھڑا ہُوا۔ آسام کا چیف کمشنر اِس جھگڑے کو نپٹانے کے لئے وہاں بھیجا گیا لیکن ریاست کے سیناپتی (راجہ) نے اُسے دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اِس پر ایک انگریزی فوج روانہ کی گئی جس نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔ سیناپتی اور اُس کے ساتھیوں کو پھانسی دی گئی اور ایک کمسن راجہ کو تخت نشین کرکے اُس کے بالغ ہونے تک اِنتظام انگریزی ریذیڈنٹ کے سپرد کیا گیا۔

۳۔ اِنڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۹۲ء

۱۸۹۲ء میں انڈین کونسلز ایکٹ پاس ہؤا جس کی مشہور مشہور دفعات یہ تھیں :۔

۱۔ مرکزی اور صُوبجاتی قانون ساز کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی تعداد پہلے سے بڑھا دی گئی لیکن سرکاری ممبروں کی تعداد غیر سرکاری ممبروں سے زیادہ ہی رہی ؞

۲۔ مرکزی قانون ساز مجلس کے ممبروں کا چناؤ صُوبجاتی کونسلوں کے غیر سرکاری ممبر کرتے تھے اور صُوبجاتی کونسلوں کے ممبروں کا چناؤ یونیورسٹیوں۔ڈسٹرکٹ بورڈوں میونسپل کمیٹیوں اور چیمبر آف کامرس کے ذریعہ ہونا قرار پایا ؞

۳۔ قانون ساز کونسلوں کے ممبروں کو سالانہ بجٹ پر بحث کرنے اور سوال پوچھنے کا حق بھی دِیا گیا ؞

لارڈ ایلگن دوم

۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۹ء

واقعات لارڈ ایلگن دوم لارڈ ایلگن اوّل کا بیٹا تھا۔اُس کے زمانے کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ برما۔چین اور سیام کی سرحدوں کا تصفیہ کِیا گیا ؞

۲۔ ۱۸۹۶ءمیں بمبئی میں پلیگ پھُوٹ نکلی اور رفتہ رفتہ تمام مُلک میں پھیل گئی ؞

۳۔ کئی ایک صُوبوں میں قحط بھی پڑا۔ خاص کر بیکانیر ریاست

میں اس کا اثر بہت نمایاں تھا ۔

۴۔ چترال کی ریاست میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا لیکن انگریزی فوج نے جلدی ہی یہ شورش فرو کردی ۔

۵۔ ۱۸۹۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی (ساٹھ سالہ خوشی) منائی گئی ۔

۶۔ ڈیورینڈ لائن کی حد بندی کے بعد سرکار انگریزی نے پٹھان قبیلوں کے علاقہ پر تسلط جمانے کے لئے اُن کے علاقہ میں سڑکیں اور ان کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر فوجی چوکیاں بنانی شروع کیں ۔ اس پر ۱۸۹۷ء میں تیراہ میں آفریدی لوگوں نے ہل چل مچا دی اور درّہ خیبر کو بند کر دیا لیکن انگریزی فوجوں نے اُنہیں منتشر کر دیا اور درّہ خیبر پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اس مہم میں پٹھانوں نے کمال بہادری دکھائی اور سرکار انگریزی کو بہت تکلیف پہنچائی ۔

لارڈ کرزن

۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء

Q. Give a short account of the viceroyalty of Lord Curzon.

(V. Important)

(P. U. 1950, 51, 54, 56, 58, 60)

سوال۔ لارڈ کرزن کے عہد کا مختصر حال لکھو ۔

لارڈ کرزن

وائسرائے مقرر ہونے کے وقت لارڈ کرزن کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ وہ ایک نہایت زبردست۔ اعلےٰ
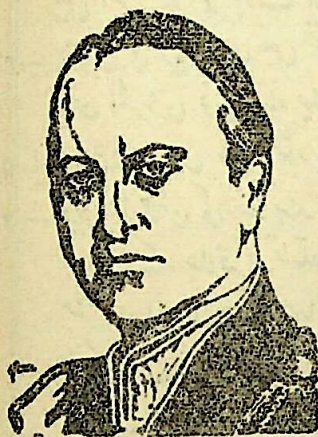
لارڈ کرزن

ہمّت اَور معاملہ فہم شخص تھا اَور اغلباً تمام وائسرایوں سے زیادہ لائق تھا۔ اپنے عہدے کا چارج لینے سے پہلے وُہ چار دفعہ ہندوستان میں سَیر و سیاحت کے لئے ہو گیا ہؤا تھا۔ اور اِس طرح اُسے ہندوستان کے حالات سے پہلے ہی کافی واقفیت تھی۔ اُس نے ہر صیغہ و ہر محکمہ میں کئی اِصلاحات کیں اور سلطنت کا کام نہایت قابلیت سے سرانجام دیا۔

کرزن کے شرُوع عہدِ حکومت میں مُلک میں ایک زبردست قحط پڑا ہؤا تھا اور مغربی ہندوستان خاص کر گجرات کاٹھیاواڑ میں اُس کا بہت زور تھا۔ اگرچہ قحط زدوں کی مدد کے لئے کئی لاکھ پونڈ خرچ کئے گئے تاہم لاکھوں آدمی بھوک سے مر گئے۔ اِس کے علاوہ طاعُون کی وجہ سے بھی بہت سا نقصانِ جان ہؤا۔

لارڈ کرزن کے عہدِ حکُومت کے واقعات کو تین حِصّوں میں تقسیم کِیا جا سکتا ہے :-

(۱) خارجہ پالیسی (۲) اِصلاحات (۳) مشہُور واقعات۔

خارجہ پالیسی لارڈ کرزن کی خارجہ پالیسی کا تعلق زیادہ تر شمال مغربی قبائل۔ افغانستان۔ اِیران اور تبت کے ساتھ تھا۔

۱- **شمال مغربی سرحد کا اِنتظام**۔ شمال مغربی سرحد پر آزاد قبائل آباد تھے۔ وُہ بڑے آزادی پسند اور جنگجُو تھے اور اکثر بدامنی

پھیلائے رکھتے تھے۔ اُن کے متعلق کرزن کی پالیسی یہ تھی کہ کسی طرح وُہاں مستقل طور پر امن و امان قائم ہو جائے تاکہ آئے دِن کی لڑائیوں سے چھٹکارا مِل سکے۔ اِس کے لئے اُس نے مندرجہ ذیل کارروائیاں کیں:-

(۱) اُس نے عِلاقہ غیر کی تمام چوکیوں سے انگریزی فوج ہٹالی اور اُس کی جگہ مقامی قبائل سے فوج بھرتی کرکے انگریز افسروں کی ماتحتی میں ان چوکیوں پر متعین کر دی۔ اِس فوج کو ملیشیا (Militia) کہتے تھے اور یہ فوج اپنے علاقہ میں قیامِ امن کی ذمہ دار تھی۔

(۲) ۱۹۰۱ء میں دریائے سِندھ کے مغربی طرف کے بہت سے عِلاقے کو پنجاب سے علیحدہ کرکے الگ صُوبہ بنا دِیا گیا۔ اور اُس کا نام شمال مغربی سرحدّی صُوبہ رکھا گیا۔ اِس صُوبہ کا اِنتظام ایک چیف کمِشنر کے سپُرد کر دِیا گیا جو براہِ راست حکُومتِ ہند کے ماتحت تھا۔

(۳) سرحدّی عِلاقہ میں دّرہ خیبر کے سِرے تک اور وادیٔ کُرم میں ریلوے لائنیں تعمیر کی گئیں تاکہ شورش کے وقت انگریزی فوجیں بھیجی جا سکیں۔

۲۔ امیر کابل سے دوستی۔ شمال مغربی سرحدّ پر امن قائم رکھنے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ کابل کے امیر سے دوستانہ تعلقات قائم کِئے جائیں۔ چُنانچہ جب عبدالرحمٰن امیر کابل کی وفات کے بعد اُس کا لڑکا حبیب اللہ ۱۹۰۱ء میں تخت نشین ہوُا تو اُس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کِئے گئے اور اس کی خواہش کے مطابق اُسے "ہِز میجسٹی" کا خطاب دِیا گیا۔

۳ - خلیج فارس میں اِقتدار۔ ہندوستان اَور اِنگلینڈ کے درمیان بحری راستہ کی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ عدن سے لے کر بلوچستان کے سارے ساحل پر انگریزوں کا کنٹرول ہو کیونکہ اگر کسی دُشمن قوم کو وہاں اپنے اڈے وغیرہ قائم کرنے کا موقع مِل جاتا تو اس سے ہندوستان میں انگریزی مُفاد خطرہ میں پڑ سکتا تھا۔ اُن دِنوں کئی یورپین اقوام خاص کر جرمن خلیج فارس میں اپنا اِقتدار بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لارڈ کرزن نے یہ دیکھ کر انگریزی اِقتدار کو وہاں زیادہ محفوظ کر دِیا اَور خلیج فارس اور اس کے اِرد گِرد کے عِلاقے پر کسی دُوسری یورپین قوم کا قبضہ نہ ہونے دِیا ؞

۴ - مُہمّ تبّت۔ حکومتِ تبّت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی تھی کہ غیر مُلکی لوگوں کو اپنے مُلک میں نہ آنے دِیا جائے لیکن جب کرزن وائسرائے بنا تو ایک رُوسی سفیر کو تبّت آنے کی اِجازت مِل گئی۔ ساتھ ہی حکومتِ تبّت نے انگریزوں سے تمام تعلقات منقطع کر لینے چاہے۔ اِس سے ناراض ہو کر کرزن نے ۱۹۰۳ء میں ایک مُہمّ تبّت روانہ کی جِس نے تبّت کی راجدھانی لاسہ پر قبضہ کر لیا۔ حکومتِ تبّت کو کچھ تاوان ادا کرنا پڑا اور اُسے سلطنتِ چین کے ماتحت مان لیا گیا۔ اِس طرح وہاں رُوسی اِقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ اِس مُہمّ کا ایک اثر یہ بھی ہؤا کہ تبّت کے متعلق جُغرافیائی معلُومات میں اضافہ ہو گیا ؞

اِصلاحات

لارڈ کرزن کا عہدِ حکومت اِصلاحات کے لئے خاص طور پر مشہُور ہے۔ بڑی بڑی اِصلاحات مندرجہ ذیل تھیں :-

۱۔ مالی اِصلاحات (۱) نمک کا محصُول تقریباً نِصف کر دیا گیا۔
(۲) ایک ہزار سالانہ سے کم آمدنی پر انکم ٹیکس ہٹا دیا گیا۔

۲۔ پولیس کی اِصلاح (۱) پولیس کی تنخواہیں بڑھا دی گئیں۔
(۲) رنگروٹوں کی تعلیم و تربیّت کے لئے سکُول کھولے گئے۔
(۳) خفیہ پولیس کے محکمہ کو از سرِ نَو مرتّب کیا گیا۔

۳۔ ایکٹ اِنتقال اراضی۔ کاشتکار لوگ اپنی ضروریات کے لئے ساہوکاروں سے سُود پر روپیہ قرض لیا کرتے تھے لیکن جب وہ اِس قرضہ کو اُتار نہیں سکتے تھے تو ساہوکار لوگ اُن کی موروثی زمینوں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ اِس سے زمیندار غریب ہوتے جا رہے تھے۔ پنجاب میں تو خاصکر کِسانوں کا بُہت بُرا حال تھا۔ چُنانچہ لارڈ کرزن نے ۱۹۰۰ء میں پنجاب کے لئے ایکٹ اِنتقال اراضی (Land Alienation Act) پاس کیا جس کی رُو سے فیصلہ ہُوا کہ کوئی غیر کاشتکار شخص کِسی کاشتکار سے زمین نہیں خرید سکتا۔ نہ ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ کے لئے رہن رکھ سکتا ہے اور نہ کِسی زمیندار کی زمین قرضے کی ادائیگی میں قُرق ہی کی جا سکتی ہے۔

۴۔ تحریک اِمداد باہمی۔ زمینداروں میں کفایت شِعاری کی عادت ڈالنے اور باہمی اِمداد کا طریقہ جاری کرنے کے لئے لارڈ کرزن نے تمام مُلک میں کواپریٹو سوسائٹیاں قائم کیں اور زمیندارہ بنک جاری کئے۔

۵۔ زراعتی رِسیرچ اِنسٹی ٹیوٹ۔ لارڈ کرزن نے زراعت میں رِسیرچ کرنے اور مُلک کی زراعتی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ایک زراعتی رِسیرچ انسٹی ٹیوٹ کی بُنیاد ڈالی۔

۶- یونیورسٹیز ایکٹ۔ ۱۹۰۴ء میں یونیورسٹیز ایکٹ پاس کیا گیا جس کی رُو سے کئی اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ (۱) ایک تو یونیورسٹیوں کو جن کا کام اس وقت تک صرف اِمتحان لینا ہی تھا اعلےٰ تعلیم دینے کا کام بھی سونپ دِیا گیا (۲) دُوسرے یونیورسٹیوں کے نظم ونسق میں سرکاری ضبط بڑھا دیا گیا لیکن فیلوز کی تقرری کے لئے اِنتخاب کا طریقہ بھی جاری کیا گیا (۳) تیسرے سائنس کی تعلیم کو خاص اہمیت دی گئی (۴) چوتھے کالجوں کا معائنہ ہونا قرار پایا۔

کئی لوگ اِس ایکٹ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ اِس سے تعلیم کے پھیلاؤ میں رُکاوٹ پڑے گی ؞

۷- محکمۂ آثارِ قدیمہ۔ لارڈ کرزن نے قدیم عمارتوں کی حِفاظت کے لئے ایک محکمہ آثارِ قدیمہ قائم کیا۔ اِس محکمہ کی طفیل جہاں پُرانی عمارات تباہ ہونے سے بچ رہی ہیں وہاں بہت سے پُرانے شہر ٹیکسلا۔ پاٹلی پُتر۔ ہڑپہ۔ مہنجداڑو وغیرہ زمین سے کھود کر نکالے گئے ہیں جس سے ہندوستان کی تاریخی معلومات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے ؞

۸- امپیریل کیڈٹ کور۔ رؤسا کے لڑکوں کو فوجی تعلیم دینے کے لئے لارڈ کرزن نے امپیریل کیڈٹ کور کی بُنیاد رکھی ؞

۹- محکمہ صنعت وحرفت۔ لارڈ کرزن نے تجارت اور صنعت کی ترقی کے لئے ایک محکمہ قائم کیا ؞

مشہور واقعات

۱- قحط اور طاعون۔ لارڈ کرزن کے عہدِ حکومت کے شروع سالوں میں ایک زبردست قحط پڑا ہوا تھا اور طاعون پھیلی ہوئی تھی۔ مغربی ہندوستان میں

خاص کر گجرات کاٹھیاواڑ میں اِس قحط کا بہت زور تھا۔ یہ قحط تو دُور ہو گیا لیکن طاعون اُس کے سارے عہد میں پھیلی رہی اور بہت سے لوگ مر گئے ۔

۲۔ دہلی دربار ۱۹۰۳ء۔ جنوری ۱۹۰۱ء میں ملکہ وکٹوریہ کا اِنتقال ہو گیا اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا ایڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوُا۔ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کا اعلان کرنے کے لئے یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں ایک شان دار دربار منعقد کیا گیا جس میں تمام والیانِ ریاست شامل ہوئے ۔

۳۔ تقسیم بنگال۔ بنگال اِن دِنوں ایک بہت بڑا صوبہ تھا۔ اس کا رقبہ تقریباً دو لاکھ مربع میل اور آبادی قریباً ۸ کروڑ تھی۔ لارڈ کرزن کے دِل میں یہ خیال سما گیا تھا کہ ایک لفٹنٹ گورنر اس کا اِنتظام بخوبی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کرزن نے ۱۹۰۵ء میں بنگال کو دو حِصّوں میں تقسیم کر دِیا۔ مشرقی بنگال کو آسام کے ساتھ مِلا کر ایک نیا صُوبہ بنا دِیا گیا اور ڈھاکہ اُس کا صدر مقام مقرّر ہوُا۔ باقی حِصّہ بنگال کہلاتا رہا لیکن بنگالیوں نے اِس تقسیم کے خِلاف شورش برپا کر دی کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ اِس کارروائی سے کرزن کا مقصد بنگالی قوم کے اِتحاد کو کمزور کرنا ہے۔ جلدی ہی یہ شورش سارے مُلک میں پھیل گئی اور انگریزی مال کے بائیکاٹ کی تحریک شروع ہو گئی۔ اگلے وائسرائے لارڈ مِنٹو کے زمانہ میں کئی مقامات پر بموں کے ذریعے قتل وغیرہ بھی ہوئے۔ آخر ۱۹۱۱ء میں دربارِ قیصری کے وقت شہنشاہ جارج پنجم نے اِس تقسیم کو منسوخ کر دِیا ۔

۴۔ کرزن کا اِستعفےٰ۔ ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن اور ہندوستانی

فوجوں کے کمانڈر انچیف لارڈ کچنر (Kitchener) کے درمیان اس بنا پر اختلاف ہو گیا کہ گورنر جنرل کی انتظامیہ کونسل میں فوجی ممبر کون ہو۔ لارڈ کچنر اس بات کے حق میں تھا کہ کمانڈر انچیف ہی فوجی ممبر ہونا چاہیئے۔ لیکن لارڈ کرزن اس بات کے حق میں تھا کہ اس عہدہ پر کوئی سول محکمے کا آدمی ہونا چاہیئے۔ سیکرٹری آف سٹیٹ نے فیصلہ لارڈ کچنر کے حق میں دیا۔ اس سلسلہ میں لارڈ کرزن نے استعفٰا دے دیا۔

لارڈ کرزن کا کام

لارڈ کرزن بلاشبہ ایک اعلےٰ پایہ کا حکمران تھا۔ اُس نے حکومت کے ہر صیغہ پر اپنی مُہر ثبت کی۔ اُس نے کئی اصلاحات کیں جن میں سے بعض نہایت مفید تھیں۔ لیکن اُس کا عہد چنداں کامیاب نہ تھا۔ ۱۹۰۴ء کے انڈین یونیورسٹیز ایکٹ اور کئی دیگر باتوں نے اُسے بدنام کر دیا۔ تقسیم بنگال نے اُس کی بدنامی میں اَور بھی اضافہ کر دیا۔ اِن سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مُلک میں بڑی بے چینی پھیل گئی اور اُس کے جانشین لارڈ منٹو دوم کو کافی نازک حالات سے مقابلہ کرنا پڑا۔

لارڈ منٹو دوم

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء

لارڈ منٹو دوم

لارڈ منٹو دوم اُس لارڈ منٹو کا پڑپوتا تھا جو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک ہندوستان کا گورنر جنرل رہا تھا۔ جب وہ ہندوستان میں آیا تو تقسیم بنگال کی وجہ سے

سارے مُلک میں سیاسی بے چینی پھیلی ہُوئی تھی۔ اور بعض مقامات پر تو اِنقلاب پسندوں نے چند ایک انگریزوں کو قتل بھی کر دیا تھا۔ لارڈ منٹو نے اِنقلابی تحریکوں کو دبانے کے لئے کئی سخت قوانین پاس کئے۔ لیکن ساتھ ہی اُس نے ہندوستانیوں کو مطمئن کرنے کے لئے وزیر ہند لارڈ مارلے کے صلاح مشورہ سے مُلک میں اِصلاحات بھی نافذ کیں جو منٹو مارلے اِصلاحات کہلاتی ہیں۔

Q. Write a note on the Minto-Morley Reforms.
(P. U. 1945, 39, 59, 61)

سوال۔ منٹو مارلے اِصلاحات پر ایک نوٹ لکھو۔

منٹو مارلے اِصلاحات

ہندوستانیوں کو حکومت کے کاموں میں زیادہ حِصّہ دینے کے لئے سنہ ۱۹۰۹ء میں کچھ اِصلاحات منظور کی گئیں جو منٹو مارلے اِصلاحات کے نام سے مشہور ہیں۔ اِس سے مندرجہ ذیل بڑی بڑی تبدیلیاں کی گئیں:۔

۱۔ صُوبوں کی قانون ساز کونسلوں کے ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی اور غیر سرکاری ممبروں کی تعداد سرکاری ممبروں سے زیادہ کر دی گئی۔

۲۔ وائسرائے کی قانون ساز کونسل کے ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی لیکن وہاں سرکاری ممبروں کی ہی کثرت رہی۔

۳۔ اکثر صُوبوں میں مسلمانوں کو علیحدہ نیابت کا حق عطا کیا گیا۔

۴۔ کونسلوں کے اِختیارات بہ نسبت سابقہ بڑھا دئے گئے۔

۵۔ وائسرائے کی اِنتظامیہ کونسل اور صُوبجاتی اِنتظامیہ کونسلوں میں ایک ایک ہندوستانی ممبر لیا گیا۔ وائسرائے کی اِنتظامیہ کونسل میں پہلا ہندوستانی ممبر مسٹر ایس۔ پی۔ سِنہا تھا جو بعد میں لارڈ

سِنہا آف رائے پُور بنا ؞
نوٹ ۔ وزیرِ ہند کی کونسل میں دو ہندوستانی ممبر ایک ہندو اور ایک مسلمان پہلے ہی مقرر ہو چکے تھے ؞

لارڈ ہارڈنگ دوم

۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۶ء

Q. Briefly describe the events of the Viceroyalty of Lord Hardinge II.

سوال۔ لارڈ ہارڈنگ دوم کے زمانہ کے مشہور واقعات بیان کرو ؞

یہ لارڈ ہارڈنگ دوم اُس لارڈ ہارڈنگ کا پوتا تھا جس کے زمانہ میں سکھوں کی پہلی جنگ ہوئی تھی۔ اُس کے زمانہ کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ دربارِ قیصری دسمبر ۱۹۱۱ء

۱۹۱۱ء میں شہنشاہِ جارج پنجم معہ ملکہ میری کے ہندوستان میں آیا اور ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں ایک عظیم الشان دربارِ تاجپوشی منعقد ہُوا۔ اِس دربار میں جارج پنجم نے مندرجہ ذیل اہم اعلان کئے :۔

۱ ــ تقسیمِ بنگال کو منسوخ کر دیا گیا اور (۱) بہار و اڑیسہ اور (۲) آسام کے دو صوبے علیحدہ بنا دیئے گئے ؞

۲ ــ کلکتہ کی بجائے دہلی ہندوستان کا دارالخلافہ مقرر کیا گیا ؞

۳ ــ پرائمری تعلیم کی اشاعت کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جانا منظور ہُوا ؞

۴۔ ہندوستانیوں کو بھی وکٹوریہ کراس کے اہل قرار دے دیا گیا۔

۲۔ وائسرائے پر بمب دسمبر ۱۹۱۲ء

دسمبر ۱۹۱۲ء میں جب لارڈ ہارڈنگ اپنے نئے دار الخلافہ دہلی میں سرکاری طور پر داخل ہوا تو جلوس کے چاندنی چوک میں سے گزرتے وقت کسی انقلاب پسند نے وائسرائے پر بمب دے مارا۔ وائسرائے کو معمولی سا زخم آیا جو جلدی ہی اچھا ہو گیا۔ حملہ آور کہیں بھاگ گیا اور اُس کا پتہ نہ لگ سکا۔ وائسرائے نے اِس موقعہ پر نہایت تحمل سے کام لیا۔

۳۔ جنگِ عظیم اور ہندوستان

لارڈ ہارڈنگ دوم کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ جنگِ عظیم کا شروع ہونا ہے۔ یہ جنگ یورپ میں ۱۹۱۴ء میں شروع ہوا اور چار سال جاری رہا۔ اِس میں ایک طرف جرمنی اور اُس کے ساتھی آسٹریا۔ بلگیریا اور ٹرکی تھے اور دوسری طرف انگلینڈ اور اُس کے ساتھی فرانس۔ روس۔ امریکہ۔ ہندوستان۔ جاپان وغیرہ تھے۔ انجام کار اِس میں انگلینڈ اور اُس کے ساتھیوں کو فتح نصیب ہوئی۔

وجہ۔ اِس جنگ کی وجہ یورپ کے بڑے بڑے ممالک کی باہمی رنجشیں اور ملک گیری کی ہوس تھی۔ خاص کر جرمنی کا ملک بہت حریص تھا۔ جرمنی ترقی کے میدان میں باقی ملکوں کی نسبت بہت بعد میں آیا تھا۔ لیکن تیس چالیس سال کے قلیل عرصہ میں ہی اُس نے سائنس۔ تعلیم۔ صنعت و حرفت اور تجارت میں حیرت انگیز ترقی کر لی تھی۔ اور ایک زبردست فوج بھی تیار کر لی تھی۔ اب اُس کا شمار دنیا کی صفِ اوّل کی طاقتوں میں ہونے لگ گیا تھا۔ اپنی اِس ترقی پر جرمنی اترا رہا تھا اور وہ باقی تمام ممالک سے بازی لے جانا چاہتا تھا۔

اِس مقصد کے لئے اُس نے اپنی بحری طاقت کو بھی مضبوط کر لیا تھا۔ اِنگلینڈ جو اپنے آپ کو دُنیا کی سب سے بڑی طاقت سمجھتا تھا جرمنی کی اِس ترقی کو اپنے مُفاد کے منافی خیال کرتا تھا۔ اِس کے عِلاوہ جرمنی اور فرانس میں بھی دیرینہ عداوت تھی اور کئی دیگر مُلکوں میں بھی باہمی رقابت تھی۔ جنگ کا خطرہ روز بروز بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ بیسویں صدی کے شروع ہونے کے وقت یورپ کی بڑی بڑی طاقتیں اپنے اپنے بچاؤ کی خاطر دو فوجی دَلوں میں بٹ گئی تھیں۔ ایک طرف جرمنی۔ آسٹریا اور اِٹلی تھے (اگرچہ اِٹلی جنگ میں جرمنی کے خِلاف شامل ہوُا) اور دُوسری طرف اِنگلینڈ۔ فرانس اور رُوس تھے اور سب قومیں اپنے آپ کو مسلّح کر رہی تھیں۔ جنگ چھڑ جانے کے لئے ایک معمولی بہانہ ہی درکار تھا۔

آخر ۲۸ رجوُن سنہ ۱۹۱۴ء کو وُہ بہانہ بھی مِل گیا۔ اُس دِن آسٹریا کا ولی عہد قتل ہو گیا۔ اِس قتل میں آسٹریا کی حکوُمت نے اپنے ہمسایہ مُلک سرویا پر شک کیا اور ٹھیک ایک مہینہ بعد ان دونوں مُلکوں آسٹریا اور سرویا میں جنگ چھڑ گئی۔

رُوس اور جرمنی بھی جنگ میں کُود پڑے۔ جرمنی نے اب بلجیئم کی راہ فرانس پر حملہ کرنا چاہا اور اپنی فوجیں بلجیئم میں بھیج دِیں۔ لیکن بہُت مدّت پہلے یورپ کی بڑی بڑی طاقتوں نے بلجیئم کو غیر جانبدار مُلک تسلیم کر رکھّا تھا۔ اِنگلینڈ نے جب جرمنی کو اِس طرح اس غیر جانبداری کے عہد نامہ کو پاؤں تلے روندتے دیکھا تو ۴ر اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو اس کے خِلاف اِعلانِ جنگ کر دِیا۔

ہندوستان کی مدد۔ اِس جنگ میں ہندوستان نے اِنگلینڈ کی بیش از بیش مدد کی۔

۱ — ہندوستانی سپاہی فرانس۔ افریقہ۔ گیلی پولی۔ فلسطین۔ عراق غرضیکہ

ہر ایک جنگی مُحاذ پر بھیجے گئے اور اُنہوں نے ہر جگہ دادِ مردانگی دے کر خوُب نام روشن کیا۔ فرانس میں ہندوستانی فوج اُس وقت بھیجی گئی جب کہ جرمن سیلاب اُمڈا چلا آتا تھا۔ اِس سیلاب کو روکنے میں ہندوستانیوں نے نمایاں حِصّہ لیا۔ عراق فلسطین اور جرمن ایسٹ افریقہ کی فتح کا سہرا تو تقریباً ہندوستانی فوج کے سر پر ہی ہے ٭

۲ ۔ ہندوستانیوں نے دِل کھول کر اِس جنگ کے لئے چندہ دِیا۔ اور لوگوں کو جنگ کے لئے بھرتی کرنے کی کوشش کی۔ مہاتما گاندھی نے بھی اِس بھرتی میں مدد دی اور اُنہیں قیصرِ ہند کا نُقرئی تمغہ عطا کیا گیا ٭

۳ ۔ والیانِ ریاست نے بھی اِس جنگ میں رُوپے اور فوج سے مدد دے کر اپنی عقیدت اور وفاداری کا پُورا پُورا ثبوت دیا۔ مہاراجہ پرتاپ سِنگھ والئے جودھ پُور اور مہاراجہ بیکانیر نے جنگ میں خود حِصّہ لیا ٭

سنہ ۱۹۱۸ء میں یہ جنگ ختم ہو گئی اور صُلح کانفرنس میں ہندوستان کی طرف سے مہاراجہ بیکانیر اور مسٹر ایس۔ پی۔ سنہا بطور نمائندگان کے شامل ہوئے ٭

۴ ۔ بنارس ہندو یونیورسٹی

سنہ ۱۹۱۶ء میں لارڈ ہارڈنگ نے بنارس میں ہندو یونیورسٹی کا سنگِ بُنیاد رکھا۔ اِس یونیورسٹی کے بانی اور رُوحِ رواں پنڈت مدن موہن مالویہ جی تھے جو مَوجُودہ ہندوستان کی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک تھے ٭

لارڈ چیمسفورڈ

۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۱ء

Q. Summarize the leading events of the viceroyalty of Lord Chelmsford. (P. U. 1945)

سوال۔ لارڈ چیمسفورڈ کے عہد کے مشہور واقعات بیان کرو۔

اگست ۱۹۱۷ء کا اعلان

جنگِ عظیم میں ہندوستانیوں کی اس قدر ہمت اور وفاداری سے برطانوی حکومت بڑی متاثر ہوئی۔ چنانچہ اُن خدمات کے اعتراف میں ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو مسٹر مانٹیگو وزیرِ ہند نے انگریزی حکومت کی طرف سے پارلیمنٹ میں یہ مشہور تاریخی اعلان کیا کہ سرکار برطانیہ کا مدعا ہندوستانیوں کو اپنے ملک کے انتظام میں زیادہ حصہ دینا اور ہندوستان کو سلطنت برطانیہ کا جزو رکھ کر قدم بقدم انہیں ذمہ دار حکومت دینا ہے۔

لارڈ چیمسفورڈ

اس اعلان کو کامیاب بنانے کے لئے مسٹر مانٹیگو خود ہندوستان آیا اور اس نے یہاں کے سیاسی حالات کا مطالعہ کر کے چیمسفورڈ کے مشورہ کے ساتھ ایک رپورٹ تیار کی جس کی بنا پر

ہندوستانیوں کو اِصلاحات دی گئیں ؛

۴۔ رولٹ ایکٹ ۱۹۱۹ء
(Rowlatt Act)

جنگ عظیم کے خاتمہ پر ہندوستان میں سرکار انگریزی کے خلاف بہت زبردست جذبہ پیدا ہو چکا تھا اور مُلک میں مُجرمانہ سازشوں کا ایک جال سا پھیل گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں سرکار نے مُجرمانہ سازشوں کی روک تھام کے لئے رولٹ[ا] ایکٹ پاس کیا جس کی رُو سے حکومت کو اِس قِسم کی سازشوں کو دبانے کے لئے غیر معمولی اختیارات مِل گئے۔ مگر اِس ایکٹ کی وجہ سے سارے مُلک میں ناراضگی پھیل گئی ؛

۵۔ ستیہ آگرہ کی تحریک

رولٹ ایکٹ کو ناکامیاب بنانے کے لئے مہاتما گاندھی نے ستیہ آگرہ کی تحریک جاری کی جس کا منشا یہ تھا کہ پُرامن رہ کر رولٹ ایکٹ کی اِس زور سے مخالفت کی جائے کہ گورنمنٹ کو اُسے واپس ہی لینا پڑے۔ لیکن لوگ پُرامن نہ رہ سکے۔ تمام مُلک میں ہل چل مچ گئی۔ خاص کر احمد آباد اور پنجاب میں کئی جگہ بلوے ہوئے۔ اِس پر حکومت نے متحدہ پنجاب کے بعض اضلاع لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ میں مارشل لاء جاری کر دیا اور لوگوں پر بڑی سختیاں کی گئیں۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا خونی حادثہ رُونما ہُوا جہاں جنرل ڈائر (Dyer) نے ایک جلسہ میں شریک ہوئے ہوئے لوگوں پر بغیر اطلاع دئے

[ا] یہ ایکٹ جسٹس رولٹ کے نام پر تھا جس کی زیر صدارت مُجرمانہ سازشوں کا روک تھام کے ذرائع سوچنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔

گولی چلادی جس سے کم سے کم ایک ہزار آدمی مارے گئے اور تین چار ہزار زخمی ہوئے ۔

۴۔ تحریکِ عدم تعاون
(Non Co-operation Movement)

جنگِ یورپ کے خاتمہ پر ٹرکی سے جو شرائط منوائی گئی تھیں اُن سے خلیفہ کی طاقت بہت کم ہوگئی۔ اِس لئے ہندوستان کے مُسلمان انگریزی حکومت سے بہت بگڑ بیٹھے اور انہوں نے خلافت کے وقار کو بحال کرانا چاہا۔ ادھر پنجاب کے مظالم سے بھی عوام حکومت سے ناراض تھے۔ چنانچہ مہاتما گاندھی نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ملا کر عدم تعاون یعنی سرکار سے نا مِل ورتن کی تحریک شروع کی۔ اِس کے پروگرام میں مندرجہ ذیل باتیں شامل تھیں :-

(۱) ولایتی کپڑے کا بائیکاٹ (۲) سرکاری ملازمتوں کا بائیکاٹ (۳) کونسلوں کا بائیکاٹ (۴) عدالتوں کا بائیکاٹ (۵) سرکاری سکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ (۶) خطابات کا بائیکاٹ ۔

کچھ عرصہ تو اِس تحریک کو بڑی کامیابی ہوئی مگر لارڈ ریڈنگ کے زمانہ میں یہ تحریک دب گئی ۔

۵۔ افغانستان کی تیسری جنگ ۱۹۱۹ء

وجہ۔ ۱۹۱۹ء میں افغانستان کے امیر حبیب اللہ کو کسی نے قتل کر ڈالا اور اس کا بیٹا امان اللہ خاں تخت نشین ہوا۔ وہ انگریزی اثر سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ اِن دِنوں رولٹ ایکٹ کی وجہ سے ہندوستان میں بڑی ہل چل مچی ہوئی تھی۔ امیر نے سمجھا کہ شاید ہندوستان باغی ہو گیا ہے۔ چنانچہ اِس موقعہ کو غنیمت جان کر امیر کی فوج نے انگریزی

عِلاقہ پر حملہ کر دِیا ٭

واقعات۔ انگریزی افواج درّہ خیبر کی راہ مقابلہ کے لئے بڑھیں اَور ڈکہ پر قبضہ کر لیا۔ اِس کے ساتھ جلال آباد اَور کابل پر بمباری کی گئی جس سے شمال میں انگریز جلدی ہی کامیاب ہو گئے۔ لیکن جنُوب میں افغانستان کے مشہُور جرنیل نادر خاں نے (جو بعد میں کچُھ عرصہ افغانستان کا بادشاہ بھی رہا) تھل پر قبضہ کر لیا۔ آخر ۸ ر اگست ۱۹۱۹ئہ کو راولپنڈی کے مقام پر صُلحنامہ ہو گیا اور لڑائی ختم ہو گئی ٭

نتیجہ۔ صُلحنامہ راولپنڈی کی رُو سے مندرجہ ذیل شرائط طے پائیں :—

۱۔ افغانستان کو مکمّل طوَر پر خوُد مُختار حکوُمت مان لیا گیا اَور امیر کابل کو دُوسری سلطنتوں کے ساتھ تعلّقات قائم کرنے کا حق حاصِل ہو گیا ٭

۲۔ امیر کو جو وظیفہ سرکار انگریزی کی طرف سے مِلا کرتا تھا بند کر دِیا گیا اَور اُسے ہندوستان کی راہ سامانِ جنگ منگوانے کا حق نہ رہا ٭

گورنمنٹ آف اِنڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ئہ

۱۹۱۹ئہ میں پارلیمنٹ نے ہندوستان کے نظامِ حکوُمت کے لئے ایک نیا قانون پاس کیا جسے گورنمنٹ آف اِنڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ئہ کہتے تھے۔ اِس ایکٹ پر ۱۹۲۱ئہ سے عملدر آمد شرُوع ہوُا۔ اِس ایکٹ کی رُو سے ہندوستان کے نظامِ حکوُمت میں جو تبدیلیاں کی گئیں وُہ مانٹیگو چیمسفورڈ یا مانٹفورڈ اِصلاحات کے نام سے مشہُور ہیں بڑی

بڑی تبدیلیاں مندرجہ ذیل تھیں :-

۱۔ صُوبجاتی حکُومت (Provincial Government)

۱۔ صُوبجاتی حکُومتوں میں جو سب سے اہم تبدیلی کی گئی وُہ ڈائرکی (Dyarchy) کے نام سے مشہور ہے ۔ ڈائرکی کا مطلب یہ ہے کہ کُل صُوبجاتی محکموں کو دو حِصّوں میں تقسیم کر دِیا گیا ۔ ایک محکمہ مخصُوصہ (Reserved) اور دُوسرے محکمہ منتقلہ (Transferred) ۔ محکمہ مخصُوصہ میں آبپاشی ۔ پولیس ۔ جیل وغیرہ کے صیغے شامل کیئے گئے ۔ اور اُن کا اِنتظام براہِ راست گورنر اور اس کی اِنتظامیہ کونسل کے ماتحت رکھا گیا ۔ محکمہ منتقلہ میں تعلیم ۔ حِفظانِ صحت ۔ زراعت ۔ دستکاریاں ۔ لوکل سیلف گورنمنٹ وغیرہ شامل کیئے گئے اور اُن کا اِنتظام گورنر اور ہندوستانی وزرا کے سپُرد کیا گیا ۔ یہ وُزرا مجلسِ قانُون سازیں سے منتخب کیئے جاتے تھے اور اس مجلس کے سامنے جوابدہ ہوتے تھے ۔

۲۔ صُوبجاتی مجالسِ قانُون سازیں ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی اور منتخب شُدہ ممبران کی تعداد کم از کم ۷۰ فی صدی مقرّر کی گئی ۔ لیکن اِنتخاب کا طریقہ فرقہ دارانہ ہی رہا ۔

۳۔ اِن کونسلوں کی میعاد تین سال مقرّر کی گئی لیکن بعض حالات میں گورنر کو اختیار دِیا گیا کہ وُہ اُن کی میعاد میں توسیع کر دے ۔

۴۔ گورنروں کو بہت وسیع اِختیارات دِیئے گئے ۔ ان کو کونسل کے پاس شُدہ قانُون کو ردّ کرنے اور کونسل کے قانون کو پاس کرنے کا اِختیار دِیا گیا ۔

۲۔ مرکزی حکُومت (Central Govt.)

۱۔ مرکزی حکُومت

ہیں جو سب سے اہم تبدیلی کی گئی وہ یہ تھی کہ مجلسِ قانون ساز کے دو ایوان (حصے) کر دئے گئے۔ ایک کا نام کونسل آف سٹیٹ اور دوسرے کا لیجسلیٹو اسمبلی رکھا گیا۔ کونسل آف سٹیٹ کے ممبروں کی کُل تعداد ۶۰ مقرر کی گئی جن میں سے ۳۳ منتخب شدہ ہوتے تھے اور ۲۷ وائسرائے چُنتا تھا۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے ۱۴۵ ممبر مقرر کئے گئے جن میں سے ۱۰۵ منتخب شدہ ہوتے تھے اور ۴۰ وائسرائے چُنتا تھا کسی قانون کے پاس ہونے کے لئے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری تھی۔

۲۔ لیجسلیٹو اسمبلی کا انتخاب ہر تین سال کے بعد اور کونسل آف سٹیٹ کا اِنتخاب ہر پانچ سال کے بعد ہونا قرار پایا۔ لیکن اِنتخاب کا طریقہ فرقہ وارانہ ہی رہا۔ وائسرائے کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر ضرورت سمجھے تو کسی ایوان کی میعاد میں توسیع کر دے۔

۳۔ وائسرائے کی اِنتظامیہ کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد ایک سے بڑھا کر کم از کم تین کر دی گئی لیکن ابھی تک یہ اِنتظامیہ کونسل قانون ساز کونسل کے سامنے جوابدہ نہ تھی۔

۴۔ وائسرائے کو بہت وسیع اِختیارات دئے گئے۔ اُسے مجلسِ قانون ساز کے پاس شدہ قانون کو ردّ کرنے اور ردّ شدہ قانون کو پاس کرنے کا حق بھی دیا گیا۔ اِس کے علاوہ اُسے آرڈیننس جاری کرنے کا حق بھی تھا۔ (آرڈیننس وائسرائے کے حکم کو کہتے ہیں جو چھ مہینے تک قانون کی طاقت رکھتا ہو)۔

۳۔ وزیرِ ہند کی کونسل اِس کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی اور وزیرِ ہند اور اُس کے عملہ کی تنخواہ اِنگلینڈ سے دئے جانے کا فیصلہ ہوا۔

۴۔ متفرقات

۱۔ لنڈن میں ہائی کمشنر فار انڈیا مقرر کیا گیا جس کا کام ہندوستانی تجارت کی نگرانی۔ ہندوستان کے لئے قرضہ کی فراہمی۔ انگلینڈ میں مقیم ہندوستانی طلبا کے لئے آرام و آسائش کا دھیان اور حکومت ہند کے لئے سامان خریدنا تھا۔ اس کو تنخواہ ہندوستانی خزانہ سے ملتی تھی ⁂

۲۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ دس سال کے بعد انگلینڈ سے ایک کمیشن ہندوستان آئے گا جو اس بات کی جانچ پڑتال کرے گا کہ ہندوستانیوں نے اصلاحات کو کہاں تک کامیاب بنایا ہے اور انہیں مزید کیا اصلاحات دی جانی چاہئیں ⁂

لارڈ ریڈنگ

سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۶ء

Q. Briefly describe the events of the viceroyalty of Lord Reading.

سوال۔ لارڈ ریڈنگ کے عہد کے مشہور واقعات بیان کرو ⁂

لارڈ ریڈنگ وائسرائے مقرر ہونے سے پہلے انگلینڈ کا چیف جسٹس تھا۔ اس کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ عدم تعاون کا خاتمہ

جب لارڈ ریڈنگ وائسرائے مقرر ہو کر آیا تو تحریک عدم تعاون نہایت زوروں پر تھی لیکن کئی جگہ لوگ عدم تشدد کی پالیسی پر کاربند نہ رہ سکے۔ یو۔پی کے ایک قصبہ چوری چورا میں لوگوں نے پولیس کی

چوکی پر حملہ کر کے وہاں کے سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ اِس واقعہ سے مُتاثر ہو کر مہاتما گاندھی نے تحریک عدم تعاون کو کچھ عرصہ کے لئے معطّل کر دیا۔ لارڈ ریڈنگ نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھا کر مہاتما گاندھی اور دُوسرے پولیٹیکل لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ ادھر خلیفہ کے ساتھ زیادہ نرم شرائط طے پا جانے سے مُسلمانوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ تحریک عدم تعاون کا خاتمہ ہو گیا ۔

۲۔ پرنس آف ویلز کی آمد ۱۹۲۱ء

۱۹۲۱ء میں شہزادہ ویلز جو انگلینڈ کی موجودہ ملکہ الزبتھ کا تایا ہے ہندوستان آیا لیکن چُونکہ تحریک عدم تعاون زوروں پر تھی اِس لئے عوام نے اس کے خیر مقدم میں کوئی حصّہ نہ لیا ۔

۳۔ موپلا بغاوت ۱۹۲۱ء

موپلے مالابار میں مُسلمانوں کی ایک قوم کا نام ہے۔ ۱۹۲۱ء میں ان لوگوں نے مذہبی جوش میں آ کر بغاوت کر دی اور وہاں کے ہندوؤں پر بے اِنتہا مظالم ڈھائے۔ ۱۹۲۲ء میں اِس بغاوت کو فوجی طاقت سے دبا دِیا گیا اور بہت سے موپلوں کو عبرت ناک سزائیں دی گئیں ۔

۴۔ گوردوارہ ایکٹ

۲۱-۱۹۲۰ء میں سکھّوں میں گوردواروں کے سُدھار کے لئے ایک تحریک شرُوع ہوئی جو عام طور پر اکالی تحریک کے نام سے مشہُور ہے۔ گوردواروں کے مہنت اِخلاقی طور پر بہت گِرے ہُوئے تھے۔ اور سِکھّوں کے خیال کے مُطابق وُہ سِکھ نہیں تھے۔ چُنانچہ سِکھّوں نے گوردواروں

پر زبردستی قبضہ کرنا چاہا لیکن مہنتوں نے اس کی سخت مخالفت
کی۔ ۱۹۲۱ء میں ننکانہ صاحب کے مہنت نرائن داس نے بہت
سے اکالیوں کو جو اس گوردوارہ میں گئے تھے قتل کرا دیا۔ اس پر
سکھ بہت بھڑک اُٹھے۔ اُنہوں نے کئی گوردواروں پر زبردستی قبضہ
کر لیا۔ آخر گورنمنٹ نے گوردوارہ ایکٹ پاس کیا جس کی رُو سے
ایک عدالت بنائی گئی جس کا کام یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آیا کوئی خاص
گوردوارہ سکھوں کی ملکیت ہے یا مہنت یا کسی اور شخص کی ذاتی
ملکیت ہے ؟

لارڈ اروِن

۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء

Q. Describe the events of the viceroyalty of Lord Irwin.

سوال۔ لارڈ اروِن کے زمانہ کے مشہور واقعات بیان کرو ؟

۱۔ زراعتی کمیشن لارڈ اروِن زراعتی معاملات میں خاص دلچسپی
لیتا تھا۔ اُس نے زراعتی معاملات کی تحقیقات
کے لئے ایک زراعتی کمیشن مقرر کیا جس کا صدر لارڈ لنلتھگو تھا جو
بعد میں ہندوستان کا وائسرائے بھی رہا۔ اِس کمیشن کی سفارشات
پر بہت کچھ عمل کیا گیا ؟

۲۔ سائمن کمیشن ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں
ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ دس سال کے بعد

ایک کمیشن مقرر کیا جائیگا جو اِس بات کی جانچ پڑتال کرے گا کہ اِصلاحات کہاں تک کامیاب ہوئی ہیں اور کہ مزید اِصلاحات دی جائیں یا نہ۔ چُنانچہ سنہ ۱۹۲۷ء میں سات ممبروں کا ایک کمیشن ہندوستان آیا۔ اِس کمیشن کا صدر اِنگلینڈ کا مشہور قانون دان سر جان سائمن تھا۔ لیکن چُونکہ اِس کمیشن کے ممبروں میں ایک بھی ہندوستانی نہیں تھا اِس لئے کانگریس اور کئی اور سیاسی جماعتوں نے اِس کا بائیکاٹ کیا بلکہ اِس کے برخلاف مظاہرے بھی کِئے تاہم کچھ لوگوں نے اِس کمیشن کے سامنے شہادتیں دیں اور پھر اِس کمیشن نے اپنی رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی۔ اِس رپورٹ کو ہندوستان کے کِسی بھی سیاسی فریق نے تسلی بخش نہ سمجھا ؛

۳۔ سِول نافرمانی کی تحریک

سنہ ۱۹۲۹ء کی لاہور کانگریس میں جس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو تھے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس کیا گیا اور سِول نافرمانی کی تحریک شرُوع کئے جانے کا فیصلہ ہوا۔ چُنانچہ سنہ ۱۹۳۰ء میں مہاتما گاندھی کی سرکردگی میں قانونِ نمک کی خلاف ورزی کی گئی۔ اور مُلک میں کئی مقامات پر قانونِ نمک توڑ کر نمک تیار کیا گیا۔ جلدی ہی اِس تحریک نے بہت زور پکڑ لیا اور ہزاروں کی تعداد میں آدمی قید کیے گئے

۴۔ پہلی گول میز کانفرنس سنہ ۱۹۳۰ء

سرکار انگریزی نے یہ دیکھ کر کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کو کسی بھی سیاسی طبقہ نے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور مُلک میں ہل چل مچ گئی ہے لنڈن میں ایک گول میز کانفرنس بُلائی تاکہ ہندوستان کے آئینِ حکومت پر غور کیا جائے۔ اِس کانفرنس میں برطانوی ہند کے نمائندے۔ ریاستوں کے نمائندے

اَور اِنگلستان کے مُدبّران شامل ہُوئے۔ لیکن کانگرس کے نمائندے اِس میں شریک نہ ہُوئے۔ اِس کانفرنس نے جو سفارشات کیں وُہ سائمن کمیشن کی سفارشات سے بہتر تھیں مگر انہیں بھی پسندیدگی کی نِگاہ سے نہ دیکھا گیا ⁂

۵۔ گاندھی اَروِن سمجھوتہ (Gandhi Irwin Pact)

مارچ ۱۹۳۱ء میں مہاتما گاندھی اور لارڈ اَروِن کے درمیان ایک سمجھوتہ قرار پایا جسے گاندھی اَروِن پیکٹ کہتے ہیں۔ اِس کے مطابق مہاتما گاندھی نے سِول نافرمانی کی تحریک کو بند کر دِیا۔ گورنمنٹ نے سِول نافرمانی کے تمام قیدیوں کو رہا کر دِیا اَور قانُونِ نمک میں بھی کچھ ترمیم کی گئی۔ مہاتما گاندھی نے دُوسری گول میز کانفرنس میں شریک ہونا منظُور کر لِیا ⁂

۶۔ ساردا ایکٹ ۱۹۲۹ء

یہ بِل رائے بہادُر ہربلاس ساردا نے ۱۹۲۹ء میں پاس کرایا۔ اِس کی رُو سے ۱۸ سال سے کم عُمر کے لڑکے اَور ۱۴ سال سے کم عُمر کی لڑکی کی شادی خِلاف قانُون قرار دی گئی ⁂

۱۹۳۱ء میں لارڈ اَروِن واپس اِنگلینڈ چلا گیا اَور اُس کی جگہ لارڈ وِلنگڈن وائسرائے مقرّر ہو کر آیا ⁂

لارڈ وِلنگڈن

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء

Q. Briefly describe the important events of the administration of Lord Willingdon.

سوال۔ لارڈ ولنگڈن کے زمانے کے مشہور واقعات مختصر طور پر بیان کرو۔

دُوسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۱ء

پہلی گول میز کانفرنس میں کانگرس پارٹی شامل نہیں ہوئی تھی اور چونکہ کانگرس ہندوستان میں سب سے با رسُوخ سیاسی جماعت تھی۔ اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ دُوسری گول میز کانفرنس بُلائی جائے۔ چُنانچہ ۱۹۳۱ء میں کانگرس کی طرف سے مہاتما گاندھی دُوسری گول میز کانفرنس میں شریک ہُوئے لیکن یہ کانفرنس فرقہ وارانہ سوال کو حل نہ کر سکی۔ یعنی نہ تو یہ فیصلہ ہو سکا کہ اِنتخاب جُداگانہ ہوں یا مُشترکہ۔ اَور نہ یہ فیصلہ ہو سکا کہ مرکزی اَور صُوبجاتی کونسلوں میں مختلف فِرقوں کی کتنی کتنی نِشستیں ہوں۔ آخرکار ان باتوں کا فیصلہ وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ (Mr. Ramsay Macdonald) پر چھوڑ دِیا گیا۔

فرقہ وارانہ فیصلہ اگست ۱۹۳۲ء

اگست ۱۹۳۲ء کو وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ نے اپنا فرقہ وارانہ فیصلہ دے دِیا یعنی مرکزی اَور صُوبجاتی کونسلوں میں مُختلف فرقوں کی نِشستیں مقرّر کر دیں۔ اُچھُوتوں کو ہندوؤں سے جُداگانہ نیابت دی گئی اور اِنتخابات کا عام طریق جُداگانہ مقرّر کیا گیا۔ اِس فیصلہ کو انگریزی زبان میں کمیونل ایوارڈ (Communal Award) کہتے ہیں۔ اِس فیصلہ سے ہندو اَور سِکھ ناخُوش تھے کیونکہ وُہ سمجھتے تھے کہ اُن کی حق تلفی کی گئی ہے۔

پُونہ پیکٹ

کمیونل ایوارڈ کے مطابق ہندو اچھُوتوں کو اُونچی ذات کے ہندوؤں سے علیحدہ نمائندے بھیجنے کا حق دِیا گیا تھا۔ مہاتما گاندھی نے اِس فیصلہ کے خِلاف سخت

پروٹسٹ کیا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ یہ اچھُوتوں کو ہندوؤں سے الگ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے کمیونل ایوارڈ کے اِس حصّہ کو ردّ کرانے کے لئے پران تیاگ برت رکھا۔ آخر پُونہ کے مقام پر اچھوت لیڈروں اور ہندوؤں میں باہمی فیصلہ ہو گیا جس کی رُو سے اچھُوتوں نے کچھ حد تک ہندوؤں کے ساتھ مشترکہ نیابت کا اصُول تسلیم کر لیا اور گورنمنٹ برطانیہ نے بھی اِس سمجھوتہ کے مطابق کمیونل ایوارڈ میں ترمیم کر دی ⁂

تیسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۲ء

۱۹۳۲ء میں تیسری گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہندوستان کے آئندہ طرزِ حکومت پر مزید غور کیا گیا لیکن کانگرس نے اِس میں شرکت نہ کی ⁂

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء

گول میز کانفرنسوں میں طے شدہ تجاویز کی بنا پر ۱۹۳۵ء میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ پاس کیا گیا۔ اِس ایکٹ کی رُو سے سب سے بڑی تبدیلی یہ تجویز کی گئی کہ ہندوستان میں فیڈرل گورنمنٹ یا فیڈریشن (Federation) قائم کی جائے۔ فیڈریشن ایسی طرزِ حکومت کو کہتے ہیں جس میں کسی مُلک کے مختلف حِصّے (صُوبے یا ریاستیں) بعض اِنتظامی مُعاملات میں جن کا تعلق سارے مُلک سے ہو (مثلاً مُلکی حفاظت۔ خارجہ مُعاملات ذرائع آمد و رفت وغیرہ) سب ایک مرکزی حکومت کے ماتحت ہوں اِس فیڈریشن میں برطانوی ہند کے صُوبے اور دیسی ریاستیں شامل کِئے جانے کی تجویز کی گئی تھی ⁂

اِس فیڈریشن کے ایک جُزو یعنی صُوبائی خود مختاری پر تو اپریل

سنہ ۱۹۳۷ء سے عمل درآمد شروع ہو گیا لیکن مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ مرکزی حکومت میں جو اختیارات ہندوستانیوں کو دِئے جانے تجویز کئے گئے تھے وُہ کانگریس کو قبول نہ تھے اور نہ مُسلم لیگ ہی اُنہیں کافی سمجھتی تھی۔ اِس کے علاوہ والیانِ ریاست بھی اِس میں شامِل ہونے کو تیار نہ تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ مرکزی حکومت میں شامِل ہو جانے سے ان کے اپنے اختیارات کا تقریباً خاتمہ ہو جائے گا۔

گورنمنٹ آف اِنڈیا ایکٹ سنہ ۱۹۳۵ء کی رُو سے ہندوستان کے نظامِ حکومت میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئیں:۔

۱۔ صُوبجاتی حکومت

۱۔ صُوبجاتی حکومت میں سب سے بڑی تبدیلی یہ کی گئی کہ سنہ ۱۹۱۹ء کی ڈائرکی کو اُڑا کر صُوبوں کو مکمّل خودمختاری (Provincial Autonomy) دے دی گئی یعنی سارے محکمہ جات عوام کے نمائندہ وزرا کے ماتحت کر دِئے گئے جو مجلس قانون ساز کے سامنے اپنی پالیسی کے لئے جوابدہ تھے۔

۲۔ نئے آئین کے مُطابق ہندوستان میں گیارہ بڑے صُوبے مقرّر کئے گئے۔ اُن میں سے بنگال۔ بمبئی۔ مدراس۔ یُوپی۔ بہار اور آسام کے چھ صُوبوں میں مجلسِ قانون ساز کے دو ایوان مقرّر کئے گئے جن کا نام لیجسلیٹو کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی رکھا گیا۔ باقی پانچ صُوبوں پنجاب۔ سی پی۔ شمال مغربی سرحدی صُوبہ۔ اُڑلیسہ اور سِندھ میں صِرف ایک ہی ایوان مقرّر کیا گیا جس کا نام لیجسلیٹو اسمبلی رکھا گیا۔

۳۔ ووٹروں کی تعداد بڑھا دی گئی اور لیجسلیٹو اسمبلیوں کے تمام ممبر

اِنتخاب کے ذریعے چُنے جانے کا فیصلہ ہُوا لیکن اِنتخاب کا طریقہ فرقہ وارانہ ہی رہا ؞

۲۔ مرکزی حکُومت

۱۔ مرکزی حکُومت میں سب سے بڑی تبدیلی یہ تجویز کی گئی تھی کہ آئندہ سے مرکز میں ایک آل اِنڈیا فیڈریشن قائم کی جائے جس میں برٹش اِنڈیا اور دیسی ریاستیں شامل ہوں ؞

۲۔ مرکزی حکُومت میں ایک قسم کی ڈائرکی رائج کی جائے یعنی چند محکمہ جات مثلاً فوج۔ خارجہ پالیسی۔ عیسائی گرجوں کا اِنتظام وغیرہ گورنر جنرل اور اُس کے تین ممبروں کی اِنتظامیہ کونسل کے ماتحت ہوں۔ باقی محکمہ جات وُزرا کے ماتحت ہوں جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ دس ہو۔ یہ وُزرا مرکزی قانون ساز مجلس کے سامنے جوابدہ ہوں ؞

۳۔ مرکزی مجلسِ قانون ساز کے دو ایوان ہوں۔ ایک کا نام کونسل آف سٹیٹ ہو اور دُوسرے کا نام فیڈرل اسمبلی ؞

۳۔ وزیرِ ہند

اِس نئے ایکٹ کے مُطابق وزیرِ ہند کی اِنڈیا کونسل اُڑا دی گئی لیکن اُسے اپنے صلاح مشورہ کے لئے کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ چھ مشیر نامزد کرنے کا اِختیار دیا گیا۔ اِن مشیروں کی میعادِ عُہدہ پانچ سال تھی اور وُہ دوبارہ نامزد نہیں ہو سکتے تھے ؞

۴۔ متفرقات

۱۔ ایک فیڈرل کورٹ (Federal Court) قائم کی گئی جسے ہائی کورٹوں کے خلاف اپیل سُننے صُوبوں۔ ریاستوں اور مرکزی حکُومت کے مابین تنازعات کا فیصلہ کرنے اور اِس ایکٹ کی تشریح کرنے کے اِختیارات سونپے گئے ؞

۲۔ مالی حالت کا مناسب خیال رکھنے کے لئے ایک ریزرو بنک بنایا گیا جسے کرنسی نوٹ جاری کرنے کا بھی اختیار دیا گیا ٭

۳۔ برما ہندوستان سے الگ کر دیا گیا اور سندھ اور اڑیسہ دو نئے صوبے بنا دئے گئے ٭

زلزلے

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو بہار میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ کئی گاؤں اور شہر برباد ہو گئے ٭

۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ میں ایک قیامت خیز زلزلہ آیا اور آن کی آن میں کوئٹہ کا خوبصورت شہر نیست و نابود ہو گیا اور کئی ہزار انسان لقمۂ اجل ہو گئے ٭

اِن ہر دو موقعوں پر سرکار انگریزی نے مصیبت زدوں کی بڑی مدد کی اور عوام نے بھی بڑی فراخدلی کا ثبوت دیا ٭

جارج پنجم کی سلور جوبلی مئی ۱۹۳۵ء

شہنشاہ جارج پنجم کو مئی ۱۹۳۵ء میں حکومت کرتے ہوئے ۲۵ سال ہو گئے تھے۔ اِس خوشی میں ۶ اور ۷ مئی ۱۹۳۵ء کو اس کی جوبلی ہندوستان میں نہایت دھوم دھام سے منائی گئی ٭

ایڈورڈ ہشتم

اپنی جوبلی کے تھوڑا ہی عرصہ بعد ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو جارج پنجم وفات پا گیا اور اُس کی جگہ اُس کا سب سے بڑا لڑکا پرنس آف ویلز ایڈورڈ ہشتم کے نام سے بادشاہ بنا۔ تخت نشینی کے وقت وُہ کنوارا تھا ٭

لارڈ لنلتھگو

سنہ ۱۹۳۶ء سے سنہ ۱۹۴۳ء

لارڈ لنلتھگو سنہ ۱۹۳۶ء میں وائسرائے مقرّر ہو کر آیا۔ وائسرائے بننے سے پہلے وُہ لارڈ اَروِن کے زمانہ کی زراعتی کمیشن کے صدر کی حیثیت سے ہندوستان آیا تھا۔ اُسے ہندوستان کی زراعتی ترقی اور دیہات سُدھار میں خاص دِلچسپی تھی۔

ایڈورڈ ہشتم کی دست برداری

اپنی تخت نشینی کے چند ہی ماہ بعد ایڈورڈ ہشتم شاہ انگلستان نے ایک امریکن عورت مسز سمپسن (Mrs. Simpson) سے جو دو دفعہ طلاق یافتہ تھی شادی کرنے کا مصمّم اِرادہ کیا مگر اِس بارے میں اُس کا اپنے وُزرا سے اِختلاف ہو گیا۔ اِس لئے اُس نے ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء کو تخت سے دست برداری کا اِعلان کر دِیا اور اس کی جگہ اُس کا چھوٹا بھائی ڈیوک آف یارک جارج ششم کے لقب سے شہنشاہ بنا۔ ایڈورڈ ہشتم کو ڈیوک آف وِنڈسر (Duke of Windsor) کا خطاب دِیا گیا۔

اِصلاحات کا نفاذ

یکم اپریل سنہ ۱۹۳۷ء کو صُوبوں میں نئی اِصلاحات نافذ کر دی گئیں لیکن مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی۔

نئی وزارتیں

نئے آئین کے مُطابق ہندوستان کے ۱۱ صُوبوں میں وزارتیں قائم ہو گئیں۔ اِن میں آٹھ صُوبوں (یُو پی۔ بہار۔ آسام۔ اڑلیسہ۔ مدراس۔ بمبئی۔ صوبہ متوسّط اور صُوبہ

سرحدی) میں کانگریس وزارتیں تھیں اور باقی تین صوبوں (سندھ پنجاب اور بنگال) میں غیر کانگریسی۔ مسلم لیگ کو کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی ٭

انگریزی حکام نے کانگریسی وزارتوں کے ساتھ تسلی بخش تعاون کیا لیکن یہ کانگریسی حکومتیں کوئی دو سال ہی رہ سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ۱۹۳۹ء میں جب دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی تو سرکار انگریزی نے ہندوستانی قانون ساز کونسلوں سے مشورہ کئے بنا ہی ہندوستان کو جنگ میں شامل قرار دے دیا۔ اس پر کانگریسی وزارتوں نے استعفٰے دے دیا اور ان صوبوں کی حکومت گورنروں نے سنبھال لی۔ تاہم کانگریس نے کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جس سے جنگی سرگرمیوں میں کسی قسم کی رکاوٹ پڑے لیکن اتنا ضرور ہوا کہ کانگریس نے تعاون کا ہاتھ کھینچ لیا اور ملک میں ایک زبردست سیاسی بحران یا پولیٹیکل ڈیڈلاک (Political Deadlock) پیدا ہو گیا ٭

پورم بجات

ان دِنوں کانگریس بڑے زوروں پر تھی اور مسلم لیگ کا اثر و رسوخ بہت کم تھا لیکن جب کانگریس نے صوبوں میں حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی تو لیگ کے لیڈر مسٹر محمد علی جناح نے یہ خیال ظاہر کیا کہ کانگریسی حکومتوں سے مسلمانوں کو کسی قسم کے انصاف کی توقع نہیں ہو سکتی۔ ۱۹۳۹ء میں لیگ نے کانگریسی حکومتوں کے خلاف مسلمانوں پر ظلم کرنے کے کئی الزامات لگائے اور اگرچہ یہ الزامات ثابت نہ ہو سکے تاہم مسلم عوام میں کانگریس کے خلاف جذبہ بڑھ گیا اور مسٹر جناح کو مسلمانوں میں بڑا رسوخ حاصل ہو گیا۔ آخر جب کانگریسی حکومتوں نے استعفٰے دئے تو مسلم لیگ نے اُن کی حکومت کے خاتمہ کی

خوشی میں یومِ نجات منایا۔

پاکستان

اِسی اثنا میں مسٹر محمد علی جناح نے اِس خیال کی اِشاعت شروع کی کہ ہندوستان میں مسلمان ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک الگ قوم ہیں۔ اِس طرح دو قوموں کی تھیوری کا پرچار شروع ہوا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں مسٹر جناح نے اپنے صدارتی ایڈریس میں اِس بات پر زور دیا کہ ہندو اور مسلمان دو قومیں ہیں اور مسلمان ہرگز ہندو اکثریت کی حکومت کے ماتحت نہیں رہیں گے بلکہ انہیں الگ وطن ملنا چاہیئے۔ چنانچہ وہاں اِس مطلب کا ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ ہندوستان کے جن حصّوں میں مسلم اکثریت ہے انہیں الگ حکومت دی جائے اور اِس علاقے کا نام پاکستان رکھا جائے۔ کانگرس اور کئی مسلمان مدبّر اِس سکیم کے خلاف تھے کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ ہندوستان کے ٹکڑے ہو جانے سے باہمی اِتحاد ناممکن ہو جائیگا اور ملک کمزور ہو جائیگا لیکن بعد میں حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ پاکستان بن کر رہا۔

کرپس کی آمد

۱۹۴۲ء کے آغاز میں جاپان کی حیران کُن کامیابیوں نے انگریزی حکومت کو اِس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ ہندوستان میں سیاسی ڈیڈلاک کو دُور کرے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۴۲ء میں اِنگلینڈ کا ایک مشہور سیاست دان سر سٹیفورڈ کرپس ایک سکیم کو لے کر ہندوستان آیا۔ اُس نے کئی ایک لیڈروں سے تبادلۂ خیالات کیا لیکن اس کی پیشکش تسلی بخش نہ تھی۔ اِس میں صِرف یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جنگ ختم ہونے پر ہندوستانیوں کو کئی حقوق دِئے جائینگے۔ اور اُنہیں خاص شرائط کے ماتحت اپنا آئین مرتب کرنے کا حق ہوگا لیکن سرِ دست ہندوستانیوں کو کوئی خاص اِختیارات منتقل نہ کئے

گئے تھے۔ چنانچہ کانگرس اور لیگ دونوں نے اس سکیم کو نامنظور
کر دیا ؛

ہندوستان چھوڑ جاؤ کا نعرہ

کرپس سکیم کی ناکامیابی کے بعد
کانگرس کی مخالفت اور زیادہ زور
پکڑ گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جاپان ہندوستان کے دروازوں کو
کھٹکھٹا رہا تھا۔ مہاتما گاندھی کا خیال تھا کہ انگریزوں کی ہندوستان
میں موجودگی جاپان کے لئے ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت ہے۔
اور اگر انگریز ہندوستان کی حکومت سے دست بردار ہو کر واپس
چلے جائیں تو جاپان کے حملہ کا خطرہ ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ مہاتما
گاندھی نے مئی ۱۹۴۲ء میں "ہندوستان چھوڑ جاؤ" کا نعرۂ مستانہ
بلند کیا اور انگریزوں کو کہا کہ وہ ہندوستان کو اس کے حال پر چھوڑ
کر واپس چلے جائیں اور ان کے چلے جانے سے جو حالات رونما
ہوں گے ہندوستانی اپنے آپ ان سے نپٹ لیں گے ؛

اگست ۱۹۴۲ء کی گڑبڑ

جب انگریزوں نے ہندوستان کی
حکومت سے دست بردار ہونا
منظور نہ کیا تو ۸ اگست ۱۹۴۲ء کو بمبئی میں آل انڈیا کانگرس
کمیٹی نے ریزولیوشن پاس کیا کہ ہندوستان سے انگریزی حکومت
کا فوری خاتمہ ہندوستان کے مفاد کے لئے نہایت ضروری
ہے اور اس خاتمہ میں جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی ہندوستان
اپنی حفاظت کے لئے کمزور ہو جائیگا۔ اگلے ہی دن یعنی ۹ اگست
کو مہاتما گاندھی اور کانگرس کے دیگر بڑے بڑے لیڈر گرفتار کر لئے
گئے۔ آل انڈیا کانگرس اور صوبائی کانگرس کمیٹیاں قانوناً ناجائز قرار دے
دی گئیں اور انگریزی سرکار نے سختی کا دور شروع کر دیا۔ اس سے

ملک میں بڑی ہلچل مچ گئی۔ کئی جگہ فسادات ہوئے۔ کئی ریلوے سٹیشن ڈاکخانے اور تھانے تباہ کر دئیے گئے اور کئی آدمی مارے گئے۔ یہ ہلچل کوئی پانچ چھ مہینے تک رہی ۔

مہاتما گاندھی کا برت

مہاتما گاندھی نے اِس تمام ہلچل کی ذمّہ داری اپنے اُوپر لینے سے اِنکار کیا اور ۱۰ فروری ۱۹۴۳ء کو جیل میں تین ہفتوں کا برت رکھا اور اُسے کامیابی سے پُورا کیا ۔

بنگال کا قحط

۱۹۴۳ء میں بنگال میں ایک خوفناک قحط پڑا۔ گورنمنٹ اور کئی غیر سرکاری انجمنوں خاص کر آریہ سماج نے قحط کی روک تھام کے لئے کافی کوشش کی۔ تاہم کئی لاکھ آدمی قحط کا شکار ہو گئے ۔

دُوسری جنگِ عظیم

لارڈ لنلتھگو کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ دُوسری جنگِ عظیم کا شروع ہونا ہے۔ یہ جنگ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہُوئی اور تقریباً چھ سال بعد اگست ۱۹۴۵ء میں ختم ہوئی۔ اِس جنگ میں ایک طرف جرمنی اور اُس کے حمایتی تھے اور دُوسری طرف اِنگلینڈ اور اُس کے ساتھی تھے۔ بڑے بڑے ممالک میں جاپان اور اِٹلی جرمنی کی طرف تھے اور فرانس اور امریکہ اِنگلینڈ کی طرف۔ شروع شروع میں رُوس جرمنی کا ہمدرد تھا لیکن بعد میں وُہ اِنگلینڈ سے مِل گیا۔ اِس جنگ میں انجام کار اِنگلینڈ اور اُس کے ساتھیوں کو فتح نصیب ہُوئی ۔

وجہ۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد جرمنی کی حالت نہایت ابتر ہو گئی تھی۔ اِس ابتر حالت سے مُتاثر ہو کر جرمنی کے ایک شخص ہٹلر (Hitler) کے دِل میں خیال پَیدا ہؤا کہ جرمنی کو پستی سے اُٹھا

کہ پھر ترقی کے راستہ پر گامزن کیا جائے۔ اِس مُدعا کے لئے اُس نے ایک زبردست پارٹی قائم کی جسے نازی پارٹی کہتے تھے۔ چند ہی سالوں میں اس پارٹی نے بُہت اثر و رسُوخ حاصل کر لیا۔ ۱۹۳۴ء میں ہٹلر اپنی قابلیت اور اس پارٹی کی مدد سے مُلک کا ڈکٹیٹر یا مُختارِ کُل بن گیا۔ اِس اعلےٰ عُہدہ پر آنے کے بعد ہٹلر نے اپنے مُلک کی فوجی طاقت بڑھانے اور جنگی سامان تیار کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی۔ پھر اُس نے اٹلی کے حاکمِ اعلےٰ مسُولینی (Mussolini) کے ساتھ ایک مضبُوط اِتحاد قائم کیا۔ اِس طرح جرمنی پھر دُنیا کی بڑی بڑی طاقتوں میں شمار ہونے لگ گیا۔ اب ہٹلر نے یوروپ میں جرمن اقتدار کو بڑھانا شرُوع کیا اور اُس نے پہلے آسٹریا اور پھر چیکوسلواکیہ پر قبضہ کر لیا۔ اِس سے اُس کا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا اور اُس نے پولینڈ کے مُلک سے کچھ علاقہ کا جسے کاریڈور Corridor کہتے تھے مُطالبہ کیا اور جواب کا اِنتظار کئے بغیر ہی یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو اُس کے خِلاف اِعلانِ جنگ کر دیا۔ اِس طرح جرمنی اور پولینڈ میں جنگ چھڑ گئی۔ اِنگلینڈ اِس وقت تک جنگ کو ٹالتا رہا تھا لیکن ہٹلر کی اِن چیرہ دستیوں نے اُس کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا اور اِنگلینڈ اور فرانس نے ۳ر ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ کی حمایت میں جرمنی کے خِلاف اِعلانِ جنگ کر دیا۔ اس کے بعد کئی اور قومیں بھی جنگ میں شریک ہو گئیں ؛

ہندوستان کی مدد

اِس جنگ میں ہندوستان نے سرکار انگریزی کی دِل کھول کر مدد کی۔ لاکھوں سپاہی جنگ کے مُختلف محاذوں پر بھیجے گئے۔ جہاں اُنہوں نے کارہائے نمایاں دِکھائے اور اپنی بہادری کی دھاک بٹھا دی۔ کئی ایک نے وِکٹوریہ

کراس حاصل کئے۔ رُوپے پیسے سے بھی سرکار کی بڑی مدد کی گئی۔ والیانِ ریاست نے بھی ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر سرکار کے تئیں اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اِس جنگ میں اِنگلینڈ کی کامیابی ایک حد تک ہندوستان کی مدد کی مرہُونِ مِنّت ہے ؛

لارڈ ویول

۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء

۱۹۴۳ء میں لارڈ لِنلتھگو واپس اِنگلینڈ چلا گیا اور اُس کی جگہ لارڈ ویول جو کچھ عرصہ تک ہندوستان کا کمانڈر اِنچیف رہ چُکا تھا وائسرائے مقرّر ہُوا۔ وائسرائے بننے کے بعد اُس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بنگال میں خُود جا کر ساری حالت کا جائزہ لیا اور قحط کو دُور کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بھی پُوری پُوری کوشش کی ؛

شملہ کانفرنس جُون ۱۹۴۵ء میں لارڈ ویول نے پولیٹیکل ڈیڈلاک کو دُور کرنے کے لئے شملہ میں کانگرس مُسلم لیگ سِکھوں اور اچھُوتوں کے نمائندوں اور ہندوستان کے تمام صُوبوں کے وُزرا کی ایک کانفرنس بُلائی تاکہ نظامِ حکُومت میں اِصلاحات کے مُتعلّق بات چیت کی جائے مگر یہ کانفرنس ناکامیاب رہی اور لیڈروں کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا ؛

جنگِ عظیم کا خاتمہ مئی ۱۹۴۵ء میں جرمنی نے اور اگست ۱۹۴۵ء میں جاپان نے ہتھیار ڈال دِئے

اَور جنگ ختم ہو گئی۔ اِس موقعہ پر تمام ہندوستان اَور سلطنتِ برطانیہ کے دُوسرے حِصّوں میں خوشی منائی گئی۔

آزاد ہند فوج

شری یُت سُبھاش چندر بوس جنہیں اب نیتاجی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہندوستان کے سچّے دیش بھگت تھے۔ آپ بنگال کے رہنے والے تھے۔ سرکار انگریزی نے اُنہیں اُن کے مکان واقع کلکتہ میں نظربند کر رکھا تھا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۴۱ء کو آپ اچانک ہی اپنے مکان سے لاپتہ ہو گئے اور بھیس بدل کر افغانستان اور رُوس سے ہوتے ہوئے جرمنی کی راجدھانی برلن جا پہنچے۔ وہاں سے ۱۹۴۳ء میں آپ ملایا اور برما آ پہنچے۔ اِن علاقوں پر اِن دِنوں جاپان کا قبضہ ہو چکا تھا اور جاپانیوں نے انگریزی فوج کے بہت سارے ہندوستانی سپاہیوں کو گرفتار کر رکھا تھا۔ نیتاجی نے ملایا میں اِن ہندوستانی سپاہیوں کی ایک باقاعدہ فوج تیار کی اور اُس کا نام اِنڈین نیشنل آرمی یا آزاد ہند فوج رکھا اور پھر اِس فوج میں قومیّت کا ایسا جذبہ بھر دِیا کہ وُہ سب فرقہ وارانہ اِختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ہندوستان کی آزادی کے لئے مر مِٹنے کو تیار ہو گئے۔ اُنہوں نے آسام میں انگریزی فوجوں کا بڑی بہادری سے مُقابلہ کیا۔ اُن کا گیت تھا ؎

قدم قدم بڑھائے جا خوشی کے گیت گائے جا
یہ زِندگی ہے قوم کی تو قوم پر لُٹائے جا

لیکن انگریزی فوج بہت زیادہ تھی اِس لئے آزاد ہند فوج کو کامیابی نہ ہوئی۔ برما پر قبضہ ہو جانے کے بعد اِس فوج کے بہت سے سپاہی اور افسر پکڑے گئے اَور ہندوستان میں نظربند کئے گئے۔ کئی ایک پر مقدّمے بھی چلائے گئے۔ کانگریس نے بھی کھُلم کھُلا آزاد ہند

فوج کے کئی افسروں کی مقدّموں میں مدد کی اور اپنی ہر دلعزیزی میں اضافہ کر لیا۔ کہتے ہیں کہ نیتاجی اگست ۱۹۴۵ء میں ایک ہوائی حادثہ میں وفات پا گئے۔

پارلیمنٹری ڈیلی گیشن کی آمد

جنوری ۱۹۴۶ء میں انگلینڈ کی پارلیمنٹ کی مختلف پارٹیوں کے نمائندوں کا ایک وفد ہندوستان آیا۔ اس کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کی سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرکے مُلک کی سیاسی حالت کا جائزہ لیا جائے اور اِس جائزہ کے پیشِ نظر اپنی سفارشات گورنمنٹ انگلینڈ کے سامنے رکھے تاکہ ایک نئے آئین کا نفاذ ہو سکے۔ اِس وفد نے مُلک کا دَورہ کیا اور کئی لیڈروں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرکے فروری ۱۹۴۶ء میں واپس انگلینڈ چلا گیا۔

کیبنٹ مشن کی آمد

مارچ ۱۹۴۶ء میں انگلینڈ کے وزیرِ اعظم مسٹر ایٹلی (Mr. Attlee) نے کیبنٹ کے تین وزیروں پر مشتمل ایک مشن ہندوستان بھیجا۔ اِس وزارتی مشن میں لارڈ پیتھک لارنس وزیرِ ہند۔ سر سٹیفورڈ کرپس پریذیڈنٹ بورڈ آف ٹریڈ اور مسٹر اے۔ وی۔ الیگزینڈر محکمہ بحر کے اعلےٰ افسر شامل تھے۔

اِس وزارتی مشن کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہندوستان کو جلد از جلد مکمّل آزادی حاصل کرنے میں مدد دے اور ایسی اسمبلی کے قیام کا انتظام کرے جو مُلک کے لئے آئندہ آئین کا فیصلہ کر سکے۔ اِس مشن نے مئی ۱۹۴۶ء میں کانگریس اور مُسلم لیگ کے نمائندوں کے ساتھ ایک مُشترکہ کانفرنس شملہ میں کی لیکن باوجُود کوشش کے کوئی

باہمی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ اِس ناکامیابی کے بعد ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو وزارتی مِشن نے آئندہ آئین کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کیں۔

اِن سفارشات میں ایک تجویز یہ کی گئی تھی کہ سارے برٹش اور دیسی ہندوستان کے لئے ایک یُونین ہو جو خارجی معاملات۔ مُلکی حِفاظت اور رسل و رسائل کا بندوبست کرے اور باقی تمام محکمہ جات صُوبوں اور ریاستوں کے ماتحت ہوں۔ دوسری بڑی تجویز یہ تھی کہ نئے آئین کی تفصیلات طے کرنے کے لئے ایک آئین ساز اسمبلی بنائی جائے اور جب تک نیا آئین نافذ نہ ہو اُس وقت تک مرکز میں تمام بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کی ایک عارضی حکومت قائم کی جائے۔

آئین ساز اسمبلی

جولائی ۱۹۴۶ء میں کانسٹی ٹیونٹ یا آئین ساز اسمبلی کا چناؤ ہُوا۔ اِس چناؤ میں کانگرس نے بہت زیادہ نشستیں حاصل کر لیں۔ اِس پر لیگ نے وزارتی مِشن کی سفارشات کو ماننے سے اِنکار کر دیا اور فیصلہ کیا کہ پاکستان کے حصُول کے لئے ڈائرکٹ ایکشن اِختیار کیا جائے۔

ڈائریکٹ ایکشن ڈے

۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو لیگ نے اپنا ڈائریکٹ ایکشن ڈے منایا۔ اُس دِن کلکتہ میں خُون کی ہولی کھیلی گئی اور جلد ہی یہ وبا سارے مُلک میں پھیل گئی۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں نواکھلی اور ٹپراہ میں جو مشرقی بنگال میں مُسلم اکثریت کے ضِلعے ہیں ہندوؤں پر بے حد مظالم ڈھائے گئے۔ اِس کے بعد بہار۔ یُوپی اور بمبئی کے صُوبوں میں بھی فسادات شروع ہو گئے۔

تقسیم بنگال کی تحریک

بنگال کے مظالم نے وہاں کے ہندوؤں کے دِلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ اگر

اِس صُوبہ میں لیگ کی حکومت قائم ہوگئی تو اُن کے جان و مال۔ عزت و آبرو محفوظ نہ رہ سکے گی۔ چُنانچہ وہاں بنگال کی تقسیم کی تحریک نے زور پکڑا اور یہ خیال ظاہر کیا جانے لگا کہ بنگال کو ہندو اکثریت اور مُسلم اکثریت کے دو حِصّوں میں تقسیم کر دیا جائے ؛

عارضی حکومت

اِسی اثنا میں پنڈت جواہر لال نہرُو نے ستمبر ۱۹۴۶ء کو عارضی گورنمنٹ قائم کر لی۔ شروع شروع میں تو لیگ نے اِس میں شامل ہونے سے اِنکار کیا لیکن اکتوبر ۱۹۴۶ء میں لیگ کے پانچ نامزد نمائندے اِس میں شامِل ہو گئے مگر کانگرس اور لیگ کے نمائندوں میں بن نہ آئی ؛

۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کا اِعلان

۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو اِنگلینڈ کے وزیرِ اعظم مسٹر ایٹلی نے اِعلان کیا کہ جُون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کی حکومت ہندوستانیوں کو سونپ دی جائے گی اور اگر لیگ نے آئین ساز اسمبلی میں شرکت سے اِنکار کیا تو سرکار انگریزی کو سوچنا ہوگا کہ ہندوستان کو چھوڑتے وقت مرکزی حکومت کے اِختیارات کس کو سونپے جائیں یا کچھ صُوبوں میں اِس وقت برسرِ اقتدار صُوبائی حکومتوں کے حوالے کئے جائیں یا کوئی اور طریقہ اِختیار کیا جائے جو ہندوستانیوں کے مُفاد کے موافق ہو۔ اِس اِعلان سے وزارتی مِشن کے ہندوستان کو اکھنڈ رکھنے کا فیصلہ مُسترد ہو گیا اور پاکستان کے قیام کے اِمکانات زیادہ روشن ہو گئے۔ یہ بھی اِعلان کیا گیا کہ لارڈ ویول کی جگہ فوراً لارڈ مونٹ بیٹن کو گورنر جنرل مقرر کیا جائے گا ؛

مُلک میں فسادات

مسٹر ایٹلی کے اِس اِعلان نے مُلک میں فسادوں کی فضا پیدا کر دی۔ کلکتہ۔ آسام

شمالی مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب میں منظم گڑبڑ شروع ہو گئی پنجاب میں اِن دنوں کولیشن وزارت تھی لیکن اس کے وزیرِ اعظم سر خضر حیات خاں نے ۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو اپنی وزارت کا استعفیٰ دے دیا اور پنجاب میں گورنر کی حکومت شروع ہو گئی لیکن پنجاب میں گڑبڑ زیادہ بڑھ گئی۔ خاص کر مغربی پنجاب میں بہت ظلم ہوئے۔ ملتان۔ امرتسر اور لاہور میں حالات زیادہ خراب ہو گئے۔ اِن فسادوں میں ہر جگہ غیر مسلمانوں کو کافی مصائب برداشت کرنے پڑے۔

بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ

بنگال اور پنجاب میں اِن واقعات کا یہ اثر ہوا کہ بنگال کے ہندوؤں نے بنگال کی تقسیم کا مطالبہ تیز کر دیا اور پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں نے پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ شروع کر دیا اور کہا کہ ہندو سکھ اکثریت کے علاقے باقی پنجاب سے الگ کر دیئے جائیں اور چونکہ مسلم لیگ پاکستان کی مانگ پر اڑی رہی۔ اِس لئے پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا مطالبہ زیادہ زور پکڑتا چلا گیا۔

لارڈ لوئی مونٹ بیٹن

مارچ ۱۹۴۷ء سے اگست ۱۹۴۷ء

مارچ ۱۹۴۷ء میں لارڈ لوئی مونٹ بیٹن وائسرائے مقرر ہو کر ہندوستان میں آیا۔ وہ انگلینڈ کے شاہی خاندان کا نزدیکی رشتہ دار تھا اور دوسری جنگِ عظیم میں جنوب مشرقی ایشیائی کمانڈ کا اعلیٰ افسر تھا۔ اُس نے آتے ہی ہندوستانیوں کو حکومت کے اختیارات

لارڈ لوئی مونٹ بیٹن

سونپ کر انگریزوں کے واپس چلے جانے کے پروگرام پر بڑی تیزی سے عمل کرنا شروع کر دیا۔ دو مہینے تو وہ حالات کا جائزہ لیتا رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سیاسی ڈیڈ لاک کو دور کرنے کا واحد طریقہ ملک کی تقسیم ہے۔ چنانچہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اس نے ایک نہایت اہم اعلان براڈکاسٹ کیا۔

۳ جون ۱۹۴۷ء کا اعلان

لارڈ مونٹ بیٹن کے اس اعلان کی بڑی بڑی باتیں مندرجہ ذیل تھیں:

۱۔ ہندوستان کی تقسیم کا اعلان کر دیا گیا۔

۲۔ ہندوستان کی تقسیم کے ساتھ بنگال اور پنجاب کے صوبوں کی تقسیم کا بھی اعلان کر دیا گیا۔

۳۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں ریفرنڈم کیے جانے کا اعلان کیا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ صوبہ ہندوستان کے ساتھ رہنا پسند کریگا یا پاکستان میں شامل ہونا چاہے گا۔

۴۔ صوبہ آسام کے مسلم اکثریت کے ضلع سلہٹ میں بھی ریفرنڈم کیے جانے کا اعلان کیا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ ضلع آسام کے ساتھ رہے گا یا مشرقی بنگال کے ساتھ رہے گا جو پاکستان کا حصہ بننا تھا۔

۵۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ بنگال اور پنجاب کی قانون ساز کونسلیں

اِس بات کا فیصلہ کرینگی کہ آیا یہ صُوبے تقسیم ہوں یا نہ ہوں ؛

۶ - دیسی ریاستوں کو یہ حق دِیا گیا کہ وُہ ہندوستان یا پاکستان جس کے ساتھ چاہیں شامِل ہو جائیں ؛

ہندوستان کی کِسی بھی سیاسی پارٹی نے اِس اعلان کو نقائص سے مبرّا نہ سمجھا لیکن سب (کانگریس مُسلم لیگ اور سِکھوں) نے اِسے مان لیا۔ اِن مؤنٹ بیٹن تجاویز کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہندوستان کی اکھنڈتا جسے کانگریس قائم رکھنا چاہتی تھی قائم نہیں رہ سکی اور نہ ہی مُسلم لیگ کو اُس کی خواہش کے مطابق پاکستان ہی مِل سکا ؛

ریفرینڈم کے نتائج

بنگال اور پنجاب کی قانون ساز کونسلوں نے تقسیم کے حق میں فیصلہ دِیا۔ چُنانچہ مغربی بنگال اور مشرقی پنجاب ہندوستان کے ساتھ رہے اور مشرقی بنگال اور مغربی پنجاب پاکستان میں شامِل ہوئے۔ ایک سرکاری کمیشن نے اِن صُوبوں کی حد بندی کا فیصلہ کر دِیا ؛

سلہٹ کے ریفرینڈم کا نتیجہ مشرقی بنگال کے حق میں ہُوا اور وُہ پاکستان میں شامِل ہُوا۔ شمال مغربی سرحدی صُوبہ نے بھی پاکستان کے حق میں فیصلہ دِیا۔ سندھ اور بلوچستان بھی پاکستان میں شامِل ہو گئے ؛

ہندوستان کی آزادی کا قانون ۱۹۴۷ء

جولائی ۱۹۴۷ء میں انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے ہندوستان کی آزادی کا قانون پاس کر دِیا۔ اِس سے فیصلہ ہُوا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان سے انگریزی حکومت کا خاتمہ ہو جائیگا اور اُس دِن سے ہندوستان میں دو ڈومینینیں قائم ہو جائیں گی جن کا نام "انڈیا" اور "پاکستان" ہوگا۔ دونوں ڈومینینوں کی

مجالس قانون ساز کو ہر طرح کے قوانین پاس کرنے کے اختیارات ہونگے اور دونوں ملکوں کی کانسٹی ٹیونٹ اسمبلیوں کو اپنے اپنے ملک کے لئے اس بات کا فیصلہ کرنے کا حق ہوگا کہ آیا وہ ملک انگلینڈ سے کوئی تعلق رکھے گا یا نہیں۔ لارڈ مونٹ بیٹن انڈیا کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور مسٹر محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔

آزاد ہندوستان

زندہ آباد

لارڈ مؤنٹ بیٹن

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۲۱ جون ۱۹۴۸ء

آزاد ہندوستان اور پاکستان کا قیام

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان سے انگریزی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اِس مُلک کے ۲ دو حِصّے ہو گئے۔ ایک حِصّہ پاکستان کے نام سے موسوم ہؤا اور دُوسرے کا نام ہندوستان ہی رہا۔ پاکستان[۱] میں صُوبہ سِندھ۔ صُوبہ سرحدّی۔ برٹش بلوچستان۔ مغربی پنجاب۔ مشرقی بنگال اور صُوبہ آسام کے ضِلع سِلہٹ کا کثیر حِصّہ شامِل کئے گئے اور باقی تمام صُوبے ہندوستان میں شامِل رہے۔ اور اِن دونوں حِصّوں کو ڈومینین (Dominion) کا درجہ مِل گیا۔ یعنی یہ دونوں حِصّے برٹش کامن ویلتھ میں برطانیہ کے مساوی حِصّہ دار بن گئے۔ لارڈ مؤنٹ بیٹن آزاد ہندوستان کے پہلے گورنر جنرل مقرّر ہوئے اور قائدِ اعظم

---

[۱] مشرقی بنگال اور سلہٹ کے ضِلع کو مِلا کر مشرقی پاکستان کہتے ہیں اور مغربی پنجاب۔ صُوبہ سرحدّی۔ صُوبہ سِندھ اور برٹش بلوچستان کو مِلا کر مغربی پاکستان کہتے ہیں۔ ٭

محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل بنائے گئے ۔

ریاستوں سے برطانوی تسلط کا خاتمہ

۳ رجون ۱۹۴۷ء کو سرکار برطانیہ نے ہندوستان کی ریاستوں کے بارے میں یہ اعلان کیا تھا کہ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء سے ان ریاستوں پر سے برطانیہ کا تسلط ہٹ جائیگا اور ان ریاستوں کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ہندوستان یا پاکستان جس کے ساتھ چاہیں شامل ہو جائیں یا خود مختار رہیں۔ اس اعلان سے ان ریاستوں کی آئینی پوزیشن مبہم سی ہو گئی تھی۔ البتہ انہیں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ اپنی جغرافیائی پوزیشن اور اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ تعلق جوڑ لیں یعنی اپنے خارجی معاملات۔ حفاظت اور ذرائع آمد و رفت کے صیغے ہندوستان یا پاکستان کے حوالے کر دیں۔ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کو برطانوی حکومت کے ختم ہوتے ہی ہندوستان کی یہ تقریباً چھ سو (۵۶۲) ریاستیں بھی آزاد ہو گئیں ۔

Q. Describe briefly the events of the time of Lord Mountbatten as the first Governor-General of Free India.

سوال۔ آزاد ہندوستان کے پہلے گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن کے زمانہ کے مشہور واقعات درج کرو ۔

مشہور واقعات

لارڈ مونٹ بیٹن آزاد ہندوستان کا پہلا گورنر جنرل تھا۔ وہ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء سے ۲۱ رجون ۱۹۴۸ء تک اس عہدہ پر رہا۔ اس کے زمانہ کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل تھے :-

۱۔ فسادات

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد بھی مغربی پنجاب اور مشرقی پنجاب میں فسادات بدستور جاری رہے۔ قتل و غارت۔ آتش زنی اور لوٹ مار کا بازار کافی عرصہ تک گرم رہا اور بعض حصوں میں تو انسانیت درندگی کی حد سے بھی گر گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مغربی پنجاب سے تقریباً تمام ہندو اور سکھ ہندوستان آ گئے اور مشرقی پنجاب مسلمانوں سے تقریباً خالی ہو گیا۔ بعد ازاں یہ فسادات صوبہ سرحد۔ کوئٹہ اور سندھ میں بھی رونما ہوئے اور وہاں سے بھی ہندوؤں اور سکھوں کا نکاس شروع ہو گیا ٭

۲۔ دہلی میں فساد

ستمبر ۱۹۴۷ء میں دہلی میں بھی فسادات ہوئے یہاں مسلمانوں نے اسلحہ اور بارود کی زمین دوز فیکٹریاں بنا رکھی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ہندوستانی پولیس اور فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر چند دنوں کے اندر اندر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مملکت ہندوستان کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا۔ کئی مسلمان دہلی چھوڑ کر پاکستان چلے گئے ٭

۳۔ پرشارتھیوں کو بسانے کا کام

پاکستان سے کوئی ۵۰ لاکھ ہندو اور سکھ ہندوستان میں آ گئے۔ ان میں سے بڑی بھاری اکثریت نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں یہاں پہنچی اور انہیں بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ہند سرکار نے انہیں دوبارہ آباد کرنے اور ان کی تکلیفوں کو کم کرنے کی حتے الوسع کوشش کی اور کروڑہا روپے اس کام پر خرچ کئے

۴۔ ریاستوں کا ہندوستان سے الحاق

ہندوستان کے سابق نائب وزیر اعظم اور ریاستی محکمہ کے وزیر سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کمال تدبر کا ثبوت دیا اور

اُن کی کوششوں سے کشمیر اور حیدر آباد کے سوا تقریباً تمام ہندوستانی علاقہ کی ریاستوں نے اپنے محکمہ جات خارجی۔ ذرائع آمد و رفت اور حفاظت سرکار ہند کے حوالے کر دئے۔ بعض والیانِ ریاست نے لیت و لعل کی اور ان کے خلاف سختی سے کام لینا پڑا لیکن اکثر والیان نے اپنی دانش مندی۔ تدبّر اور حُبّ الوطنی کا ثبوت دیتے ہُوئے اپنی خوشی سے اپنے آپ کو آئینی حکمران بنا لیا یا اپنے اختیارات سے دستبردار ہو گئے۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں یا تو ہمسایہ صُوبوں کے ساتھ مِل گئیں یا اُنہوں نے آپس میں مل کر یُونین بنا لئے۔

۵۔ مُہمِ کشمیر

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں قبائلیوں نے حکومتِ پاکستان کی اعانت سے کشمیر پر حملے کرنے شروع کر دئیے اور بڑھتے ہوئے سرینگر کے قریب پہنچ گئے۔ آخر مہاراجہ کشمیر کی درخواست پر ہندوستان نے بھی اِس مُہم میں کشمیر کی مدد کرنا منظور کر لیا۔ اِس مہم کی وجُوہات اور مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :-

وجُوہات :-

۱۔ کشمیر اپنے ذرائع اور فوجی نقطۂ نگاہ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حکومتِ پاکستان کی یہ زبردست خواہش تھی کہ کشمیر پاکستان کے ساتھ مُلحق ہو جائے۔ چُنانچہ اُس نے کشمیر کو اِس بات پر مجبُور کرنے کے لئے اُس پر اقتصادی دباؤ ڈالنا شروع کیا اور خوراک۔ پٹرول۔ نمک اور کئی دیگر ضروری اشیا کی سپلائی کشمیر کو بند کر دی۔ اِس پر حکومتِ کشمیر نے پاکستان سے پروٹسٹ کیا لیکن اِس کی کوئی پروا نہ کی گئی۔

۲۔ کشمیر کے کئی مسلمان بھی پاکستان کے ساتھ مِل جانے کے خواہشمند تھے اور وُہ بغاوت پر آمادہ تھے۔

۳ - شمال مغربی سرحد کے قبائلی پٹھان سرکار انگریزی سے بھاری رقمیں بطور وظیفہ لیتے تھے۔ پاکستان کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ وُہ انہیں وظائف دے سکتا۔ چنانچہ پاکستان کو خطرہ تھا کہ یہ قبائلی شورش نہ کریں۔ اِس لئے انہیں مشغول رکھنا پاکستان کی حکمتِ عملی تھی ؛

۴ - صُوبہ سرحد میں آزاد پٹھانستان کی تحریک بھی زور پکڑ رہی تھی اور پاکستان کے مُفاد کے لئے یہ ضروری تھا کہ ان لوگوں کی توجہ بھی کسی اور طرف مبذول کر دی جائے ؛

چنانچہ پاکستان کی سرکار نے اِن قبائلیوں اور پٹھانستان کے حامیوں کی توجہ کشمیر کی طرف دلائی اور انہیں کشمیر پر حملہ کرنے کے لئے اُکسایا۔ اِدھر کشمیری باغی مُسلمانوں نے آزاد کشمیر کی متوازی حکومت کا اِعلان کر دیا ؛

واقعات۔ حملہ آوروں نے اکتوبر ۱۹۴۷ء کے وسط میں کشمیر پر دھاوا بول دیا اور دریائے جہلم کے ساتھ ساتھ علاقہ فتح کرتے اور مظالم ڈھاتے ہوئے کشمیر کی راجدھانی سرینگر کے نزدیک آپہنچے حالات کو بگڑتے ہوئے دیکھ کر حکومتِ کشمیر نے سرکارِ ہند سے مدد کی درخواست کی اور ہندوستان کے ساتھ شمولیت کا اِرادہ ظاہر کیا ۲۶ ر اکتوبر کو شمولیت کا عہد نامہ قرار پایا۔ جو مہاراجہ کشمیر نے اپنی ریاست کی سب سے بڑی سیاسی جماعت نیشنل کانفرنس کے لیڈر شیخ عبداللہ کے مشورہ سے کیا تھا لیکن اِس عہد نامہ کو کرتے ہوئے حکومتِ ہند نے یہ بات واضح کر دی کہ یہ شمولیت عارضی ہوگی اور اصلی شمولیت کشمیر کے لوگوں کی رائے عامہ کے بعد ہوگی اِس کے فوراً بعد ہندوستانی فوجیں کشمیر میں پہنچ گئیں اور اُنہوں نے حملہ آوروں کو شکست پہ شکست دی۔ اِس سلسلہ میں یہ بات

قابلِ ذکر ہے کہ زیادہ حملہ آور اگرچہ آزاد علاقہ کے قبائلی پٹھان تھے مگر انہیں بھرتی کرنے۔ اسلحہ مہیا کرنے اور فوجی تربیت دینے کا کام سرکار پاکستان کرتی تھی۔ اِس کے علاوہ پاکستان کی فوجوں کے سپاہی بھی اِس جنگ میں شریک تھے۔ لارڈ مونٹ بیٹن کے سارے عہد میں اور اِس کے بعد بھی یہ جنگ جاری رہی ؛

۶۔ یو۔ این۔ او میں کشمیر کا معاملہ جنوری ۱۹۴۸ء میں ہند سرکار نے کشمیر کے متعلق پاکستان کے برخلاف یو۔ این۔ او کے پاس شکایت کی اور اس کی توجہ اِس بات کی طرف دِلائی کہ حکومت پاکستان بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حملہ آوروں کی مدد کر رہی ہے۔ ہندوستانی نمائندوں نے سارا معاملہ وضاحت سے پیش کیا مگر یو۔ این۔ او میں "دلیلیں ایک طرف اور ووٹیں دوسری طرف" والا معاملہ ہو گیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ یو۔ این۔ او اِس سارے معاملہ کی تحقیقات کرانے اور ہندوستان اور پاکستان میں سمجھوتہ کرانے کی نیت سے ایک کمیشن بھیجے گا ؛

۷۔ حیدر آباد کا معاملہ حیدر آباد کی ریاست ہندوستان میں ایک بڑی جلیل القدر ریاست تھی۔ اس کے حکمران کو نظام کہتے تھے۔ یہاں کی آبادی زیادہ تر ہندوؤں پر مشتمل تھی مگر حکومت مسلم اقلیت کے ہاتھوں میں تھی اور طرزِ حکومت بھی زمانہ وسطیٰ کی مسلمان حکومتوں کی مانند تھا۔ یہ ریاست چاروں طرف سے ہندوستانی علاقہ سے گھری ہوئی تھی۔ اِس لئے مصلحت یہی تھی کہ یہ ہندوستان سے تعلق جوڑے مگر نظام حیدر آباد یا تو آزاد رہنے کی کوشش کر رہا تھا یا اس کی ہمدردی پاکستان کے ساتھ تھی ؛

برطانوی حکومت کے تسلّط کے ختم ہونے کے فوراً بعد نظام نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا لیکن نومبر ۱۹۴۷ء میں نظام نے سرکار ہند کے ساتھ "جوں کا توں کے سمجھوتہ" (Stand Still Agreement) پر دستخط کر دیئے جس کی رُو سے اس نے ہند سرکار کے ساتھ وہی تعلّقات رکھنے منظور کر لئے جو کہ سرکار انگریزی کے ساتھ تھے۔ یہ سمجھوتہ ایک سال کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن سرکار ہند سمجھتی تھی کہ حیدر آباد کا آزاد رہنا ہندوستان کے مفاد کے لئے نقصان دِہ ہے اور وہ چاہتی تھی کہ نظام باعزّت سمجھوتہ کر کے ہندوستان میں شمولیت اختیار کرے۔ اِس مطلب کے لئے کئی دفعہ نظام اور سرکار ہند میں بات چیت ہوئی تھی لیکن بیل منڈھے نہ چڑھی۔ درپردہ نظام آزاد رہنے کی کوشش کر رہا تھا اور اپنی ریاست میں ایک زبردست مسلح فوج تیار کر رہا تھا تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہندوستان کا مقابلہ کر سکے۔ اِس فوج کے سپاہیوں کو رضاکار کہتے تھے اور ان کا لیڈر ایک شخص قاسم رضوی تھا جو ریاست کی انجمن اِتحاد المسلمین کا پریذیڈنٹ بھی تھا۔ یہ رضاکار اور نظام کی پولیس ریاست کے ہندوؤں پر اِنسانیت سوز مظالم ڈھاتے تھے اور کئی بار انہوں نے سرکار ہند کے دیہات پر حملے بھی کئے۔ بڑی کوشش کی گئی کہ نظام راہِ راست پر آ جائے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

۸۔ مہاتما گاندھی کا قتل کچھ عرصہ سے مہاتما گاندھی جی کی ہردلعزیزی ہندوؤں کے ایک حصّہ میں کم ہوتی جا رہی تھی۔ آخر ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو مہاتما گاندھی مہاراشٹر کے ایک شخص کے ہاتھوں دہلی میں قتل کر دئے گئے۔ اُن کا ماتم تمام دُنیا میں

منایا گیا اور ان کی راکھ ہندوستان کے ہر مقدّس مقام پہ دریا سمندر یا جھیل میں ڈالی گئی۔ کچھ راکھ غیر ممالک میں بھی جل پرواہ کے لئے بھیجی گئی ۔

شری چکرورتی راج گوپال آچاریہ

۱۹۴۸ء سے جنوری ۱۹۵۰ء
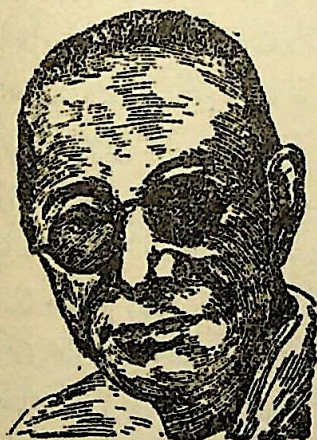
۲۱ر جون ۱۹۴۸ء کو لارڈ مونٹ بیٹن ہندوستان سے واپس انگلینڈ چلا گیا۔ اور اُس کی جگہ شری چکرورتی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل مقرّر ہوئے۔ آپ آزاد ہند کے پہلے ہندوستانی گورنر جنرل تھے ۔

شری چکرورتی راجگوپال آچاریہ

ا۔ کشمیر کمیشن کی آمد

جولائی ۱۹۴۸ء میں یو۔ این۔ او کا کشمیر کمیشن ہندوستان پہنچا۔ اُس کی آمد کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان نے اِس بات کو تسلیم کر لیا کہ اس کی فوجیں کشمیر کی جنگ میں حصّہ لیتی رہی ہیں۔ آخر یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو کشمیر کمیشن کی کوششوں سے یہ جنگ بند ہو گئی اور فیصلہ ہوا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ وہاں کے باشندوں کی آزادانہ رائے سے کیا جائے۔ بعد میں اِس کے متعلق کئی اُلجھنیں اُٹھ کھڑی ہوئیں ۔

۲۔ حیدر آباد میں پولیس ایکشن

حیدر آباد کے اندر رضا کاروں کے مظالم آئے دِن تشویشناک صُورت اختیار کر رہے تھے اور نظام اپنی ریاست کو آزاد رکھنے کے لئے بڑے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ نظام کو کہا گیا کہ وُہ ہندوستانی فوج کو امن بحال کرنے کے لئے سکندر آباد رہنے کی اِجازت دے اور رضا کاروں کی جماعت کو خِلاف قانون قرار دے۔ لیکن اُس نے کورا جواب دِیا۔ اِس پر سرکار ہند نے ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ریاست پر پولیس ایکشن کے لئے فوجیں بھیج دیں۔ ساڑھے چار دِن میں ہی نظام کی فوجوں نے ہتھیار ڈال دِئے اور نظام نے اپنی خارجہ پالیسی حِفاظت اور رسل و رسائل کا اِنتظام سرکار ہند کے حوالے کر دیا۔

۳۔ ہندوستان کی آزادی کی پہلی سالگرہ

۱۵ اگست ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کو آزاد ہوئے پُورا ایک سال ہو گیا تھا۔ چُنانچہ اُس دن سارے مُلک میں ہندوستان کی آزادی کی پہلی سالگرہ بڑی دُھوم سے منائی گئی۔ اِس کے بعد ہر سال اِس یوم آزادی کو بڑی شان سے منایا جاتا ہے۔

سنہ ۱۸۸۵ء سے سنہ ۱۹۴۷ء

Q. Trace the history of the Indian National Congress up to 1919. (P. U. 1953)

Or,

Trace the history of the Congress from 1919 to 1947.

سوال۔ شروع سے لے کر ۱۹۴۷ء تک کانگریس کی تاریخ کا حال لکھو۔

یا

۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک کانگریس کی تاریخ کا حال لکھو۔

انڈین نیشنل کانگریس

انڈین نیشنل کانگریس بھارت کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور سیاسی جماعت ہے۔

بھارت کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کا سہرا زیادہ تر اسی کے سر پر ہے۔ اس کی بنیاد ۱۸۸۵ء میں پڑی تھی۔ آج کل اس کے پردھان شری کامراج ہیں۔

کانگریس کا جنم۔ اُنیسویں صدی میں بھارت میں انگریزی تعلیم کی اشاعت نے ہندوستانیوں کو یوروپ کی سیاسی وِچار دھارا سے روشناس کرا دیا تھا۔ اس سے اُن پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ اُن میں ایکتا کا خیال زیادہ زور پکڑ گیا۔ اُن میں سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ تو آزادی اور حکومت خود مختاری کی باتیں کرنے لگ گئے تھے۔ وہ اپنے ملک کے نظم ونسق میں حصہ دار بننا چاہتے تھے لیکن انگریزی سرکار جو اپنے مفاد کے لئے ہمارے ملک پر حکومت کر رہی تھی ہندوستانیوں کی اس جائز خواہش کو پورا کرنے کو تیار نہ تھی۔

اس کے علاوہ انگریزی سرکار نے ۱۸۳۳ء کے چارٹر اور ۱۸۵۸ء کے ملکہ وکٹوریہ کے اعلان میں یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہندوستانیوں کو حکومت کے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر لگانے کو تیار ہوگی بشرطیکہ وہ ان کے قابل ہوں۔ لیکن اِن وعدوں کو کبھی پورا نہیں کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے نیز کئی اور وجوہات کی بنا پر پڑھے لکھے ہندوستانیوں میں کافی بےچینی پائی جاتی تھی۔

ایک ریٹائرڈ انگریز افسر مسٹر اے۔ او۔ ہیوم (Mr. A. O. Hume) نے یہ محسوس کیا کہ اگر اِس بڑھ رہی بے چینی کو دُور نہ کیا گیا تو یہ چھوٹی سی چنگاری ایک خوفناک شکل اختیار کر لے گی۔ اِس لئے اُس نے پڑھے لکھے ہندوستانیوں کو یہ مشورہ دیا کہ وُہ ایک ایسی جماعت قائم کریں جو بھارت کی ہر قسم کی ترقی کے لئے کوشاں ہو۔ چُنانچہ ۱۸۸۵ء میں ایک ایسی جماعت کی بُنیاد رکھی گئی اور اِس جماعت کا نام اِنڈین نیشنل کانگرس رکھا گیا۔

کانگرس کا پہلا اِجلاس۔ کانگرس کا پہلا اجلاس دسمبر ۱۸۸۵ء میں بنگال کے ایک مشہور بیرسٹر مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ بانرجی (Mr. W. C. Bonnerjee) کی زیرِ صدارت بمبئی میں منعقد ہُوا۔ اِس اجلاس میں بھارت کے مختلف حِصّوں سے ستّر (۷۰) نمائندے شامل ہوئے۔ اُنہوں نے کچھ ایک ریزولیوشن پاس کئے اور یہ بھی فیصلہ ہُوا کہ کانگرس کا ایک اجلاس ہر سال کِسی نہ کِسی شہر میں منعقد کیا جایا کرے۔

کانگرس کی تارِیخ کانگرس کی تاریخ کو تین حِصّوں میں بانٹا جا سکتا ہے :-

۱۔ قرار دادوں اور درخواستوں کا زمانہ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۵ء

۲۔ قومیت کے جذبہ میں ترقی ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۹ء

۳۔ گاندھی یُگ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء

۱۔ قرار دادوں کا زمانہ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۵ء شرُوع شرُوع میں کانگرس پڑھے لِکھے مٹھی بھر ہندوستانیوں کی جماعت تھی۔ اُس وقت کے مشہُور رہنماؤں میں دادا بھائی نارو جی۔ فیروز شاہ مہتہ اور سُریندر ناتھ بینرجی کے نام خاص طور پر قابلِ ذِکر ہیں۔ اِن لوگوں کے مُطالبات بڑی معمُولی نوعیت

کے تھے مثلاً یہ کہ مجالس قوانین ساز میں ممبروں کی تعداد بڑھائی جائے۔ پریس کو آزادی حاصل ہو۔ فوج کا خرچ کم کیا جائے۔ انگریزی پڑھے لکھے ہندوستانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر لگایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ اپنے ان مطالبات کو ہر سال قرار دادوں (ریزولیوشنوں) کی شکل میں سرکار کے سامنے پیش کرتے تھے لیکن سرکار ان کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیتی تھی۔ ان رہنماؤں کو اپنے مقصد میں کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ اُنہوں نے لوگوں میں قومیت کے جذبہ کو جگا دیا۔

۲۔ قومیت کے جذبہ میں ترقی

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۹ء

کانگرس میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اِن قرار دادوں کی پالیسی سے متفق نہ تھے اور وُہ خیال کرتے تھے کہ حقوق حاصل کرنے کے لئے زیادہ سخت کارروائی کی ضرورت ہے۔ ۱۹۰۵ء میں دو ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے اُن کا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا۔ ایک تو ایشیا کے چھوٹے سے مُلک جاپان نے یورپ کے ایک بہت بڑے مُلک رُوس کو جنگ میں شکست دی جس سے ہندوستانیوں کے دِل میں ایک نیا حوصلہ پیدا ہو گیا۔ دُوسرے لارڈ کرزن نے بنگال کو دو حِصّوں میں تقسیم کر دِیا جس سے جلدی ہی سارے ہندوستان میں ناراضگی کی لہر پھیل گئی لیکن لارڈ کرزن نے کوئی پرواہ نہ کی۔

اِن واقعات کا اثر کانگرس پر بھی پڑا اور کانگرس میں دو دل بن گئے۔ ایک گرم دَل تھا جو سرکار کے خلاف سخت پالیسی اختیار کرنے کے حق میں تھا۔ اِس دَل کے رہنما مہاراشٹر کے مشہور سیاست دان لوکمانیہ شری بال گنگا دھر تِلک تھے۔ پنجاب کے لالہ لاجپت رائے

اور بنگال کے شری بپن چندر پال بھی
اسی دل کے رہنماؤں میں سے تھے۔
دوسرا دل نرم دل تھا۔ یہ دل
ماڈریٹ پالیسی کے حق میں تھا۔ اس
دل کے رہنما پُرانے کانگریسی تھے جن
میں مہاراشٹر کے مشہور سیاستدان
شری گوپال کرشن گوکھلے خاص طور
پر مشہور تھے۔ نتیجہ کار سنہ ۱۹۰۷ء میں
سورت کے کانگریس اجلاس میں

لوکمانیہ تلک

پریزیڈنٹ کے چناؤ کے بارے میں ان دونوں دلوں میں پھوٹ
پڑ گئی۔ کانگریس کی باگ ڈور نرم دل والوں کے ہاتھ آ گئی اور
گرم دل والے کانگریس سے الگ ہو گئے۔

اس پھوٹ سے فائدہ اٹھا کر سرکار نے گرم دل کو دبانے
کے لئے سختی کی پالیسی اختیار کی۔
لوکمانیہ تلک کو چھ سال کے لئے
مانڈلے (برما) جیل میں قید کر دیا
گیا اور کچھ وقت کے لئے لالہ لاجپت
رائے کو بھی برما میں جلاوطن کر
دیا گیا لیکن سرکار کو اس سختی کی
پالیسی میں کامیابی نہ ہوئی اور کچھ
انقلاب پسندوں نے بموں کا استعمال
شروع کر دیا۔

جب سرکار کو اپنی تشدد کی

گوپال کرشن گوکھلے
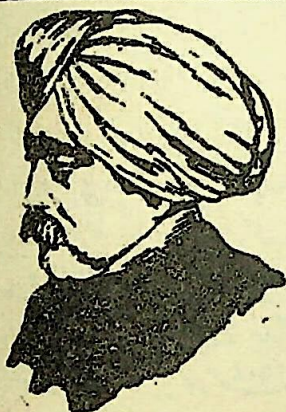
لالہ لاجپت رائے

پالیسی میں کامیابی نہ ہوئی تو اُس نے نرم دَل کو خوش کرنے اور اسے اپنے حق میں کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اسی مقصد کے لئے اس نے ۱۹۰۹ء میں منٹو مارلے اصلاحات پاس کیں اور اِس کے دو سال بعد تقسیم بنگال بھی منسوخ کر دی گئی۔ اِس سے بنگال میں انقلابی تحریک کا زور گھٹ گیا اور کانگرس کے کام کاج میں بھی کچھ ڈھیل آ گئی ؂

۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں کانگرس اجلاس میں دونوں دل پھر ایک ہو گئے لیکن یہ اِتحاد زیادہ دیر تک نہ رہ سکا اور دو ہی سال بعد نرم دَل والے کانگرس سے الگ ہو گئے۔ اِس کے بعد کانگرس کی طاقت اور اہمیّت میں اِضافہ ہوتا چلا گیا ؂

اِن دِنوں پہلی جنگِ عظیم ہو رہی تھی۔ اُس میں ہندوستان نے مقدُور سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی۔ اس سے خوش ہو کر سرکار نے ہندوستانیوں کو مُلک کی حکومت میں کچھ حِصّہ دینے کے لئے ۱۹۱۸ء میں مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ تیّار کی۔ لیکن کانگرس کے گرم دل نے اِسے پسند نہ کیا۔ ادھر سرکار نے اپنی تشدّد کی پالیسی جاری رکھی اور انقلابی لہر کو دبانے کے لئے ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ (Rowlatt Act) پاس کیا جو ہندوستانیوں کی غیرت کو ایک چیلنج تھا اِسی سے سارے ملک میں ناراضگی کی لہر پھیل گئی ؂

عین اِس وقت مہاتما گاندھی اپنے ستیہ آگرہ کے ہتھیار کے

مہاتما سیاسی میدان میں اُترے۔ ۶ر اپریل ۱۹۱۹ء اتوار کو سارے ملک میں رولٹ ایکٹ کے خلاف ایک عدیم المثال ہڑتال ہوئی۔ یہ دیکھ کر سرکار بوکھلا اُٹھی اور اس نے رعایا پر بڑے مظالم ڈھائے۔

۱۳ر اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا خونی سانحہ ہوا جس میں انگریز جنرل ڈائر (Dyer) نے جلسے میں آئے ہوئے نہتے لوگوں پر گولی چلا دی اور ہزاروں لوگ زخمی ہوئے اور کئی مارے گئے۔ اس کے بعد سرکار نے پنجاب میں مارشل لاء (Martial Law) جاری کیا اور بہت مظالم ڈھائے۔ تب کانگریس کی باگ ڈور مہاتما گاندھی کے ہاتھ آگئی اور ملک میں گاندھی یُگ کا آغاز ہوا۔ ہندوستان کی تاریخ میں جلیانوالہ باغ کے سانحہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس نے آزادی کی تحریک کو اور زیادہ تیز کر دیا۔
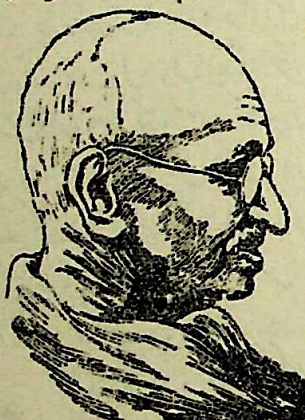
مہاتما گاندھی

۳۔ گاندھی یُگ
۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء

جلیانوالہ باغ کے سانحہ سے لے کر بھارت کی حصولِ آزادی تک مہاتما گاندھی کو کانگریس میں اتنا رسوخ حاصل تھا کہ اس لگ بھگ تیس سالوں کے زمانہ کو گاندھی یُگ کہنا ہی موزوں ہے۔

پنجاب میں کئے گئے مظالم سے متاثر ہو کر مہاتما گاندھی نے ۱۹۲۰ء میں سرکار کے خلاف عدم تعاون کی تحریک شروع کی۔ یہ تحریک آزادی کا پہلا بڑا قدم تھا۔ عوام نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

۱۹۲۱ء کا سال کانگرس کی تاریخ میں خاص طور پر مشہور ہے۔ اس سال ملک میں کئی مقامات پر ودیشی کپڑوں کے ڈھیر جلائے گئے ہزاروں طلبا سکولوں اور کالجوں سے نکل آئے اور کئی وکیلوں نے وکالت چھوڑ دی۔ سرکار نے اس تحریک کو دبانے کے لئے بڑی سختی سے کام لیا۔ لگ بھگ تیس ہزار لوگ قید کر دئے گئے لیکن عوام برابر ڈٹے رہے اور انہوں نے بڑے جوش کا اظہار کیا۔

یہ دیکھ کر مہاتما گاندھی جی نے اس تحریک کو اور زیادہ زور سے چلانے اور سول نافرمانی کی تحریک کو شروع کرنے کا وچار کیا لیکن ۱۹۲۲ء میں یو۔پی میں گورکھپور کے نزدیک ایک گاؤں چوری چورا کے لوگوں نے غصہ میں آکر وہاں کے تھانے کو آگ لگا دی جس سے کچھ سپاہی مر گئے۔ اس واقعہ سے دکھی ہو کر مہاتما جی نے اس تحریک کو بند کر دیا۔ اس سے سارے ملک میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور کچھ سالوں کے لئے کانگرس کا کام مدھم پڑ گیا۔

۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن کے ہندوستان میں آنے کے ساتھ کانگرس کے کام میں پھر تیزی آ گئی۔ اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا۔

۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں منعقدہ کانگرس اجلاس میں پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس کیا گیا اور ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء کو سارے ملک میں یوم آزادی منایا گیا۔ یہ دن ہر سال بڑی شان سے منایا جاتا رہا ہے۔

جواہر لال نہرو

اب اسے رسمی پبلک ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے ۔

اپریل سنہ ۱۹۳۰ء میں مہاتما جی نے ڈانڈی کے مقام پر نمک کے قانون کو توڑ کر نمک تیار کیا اور اِس طرح سِول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا۔ یہ تحریکِ آزادی کا دُوسرا بڑا قدم تھا۔ جلدی ہی یہ تحریک بہت زور پکڑ گئی۔ سرکار نے اِسے دبانے کے لئے بڑے تشدد سے کام لیا۔ لگ بھگ ساٹھ ہزار لوگ قید کر لئے گئے لیکن تشدد کی یہ پالیسی کارگر ثابت نہ ہوئی ۔

اِس پر سرکار نے نرمی کی پالیسی اختیار کر کے کانگرس سے صُلح کر لی۔ مہاتما جی نے یہ تحریک بند کر دی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں دُوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے لنڈن گئے لیکن یہ کانفرنس ناکامیاب رہی اور مہاتما جی نے واپس لوٹ کر دوبارہ سِول نافرمانی کی تحریک کو شروع کر دیا۔ کوئی دو اڑھائی برس تک یہ تحریک چلتی رہی۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں سرکار نے نئی اِصلاحات نافذ کیں ۔

کانگریس نے اب سِول نافرمانی کی تحریک بند کر دی اور نئی اِصلاحات کی آزمائش کرنے کا فیصلہ کیا۔ کئی صُوبوں میں کانگریسی حکومتیں قائم ہو گئیں لیکن جب سنہ ۱۹۳۹ء میں انگریزی سرکار نے کانگریسی حکومتوں سے مشورہ کئے بنا ہندوستان کو دوسری جنگِ عظیم میں شامل قرار دے دیا تو کانگریسی حکومتوں نے استعفے دے دئے۔ مہاتما گاندھی نے لوگوں کو کہا کہ وُہ جنگ میں سرکار کی مدد نہ کریں۔

اگست سنہ ۱۹۴۲ء میں مہاتما گاندھی نے انگریزی حکومت سے مانگ کی کہ وُہ ہندوستان چھوڑ جائے۔ یہ تحریکِ آزادی کا تیسرا اور آخری بڑا قدم تھا۔ اِس سے انگریزی سرکار بہت چڑھ گئی۔ اور اُس نے کانگریس کے بڑے بڑے نیتاؤں کو جیل میں

بند کر دیا۔ اس سے اس تحریک نے ملک میں ایک خوفناک شکل اختیار کر لی اور سرکار کو اسے دبانے کے لئے بڑی سختی سے کام لینا پڑا۔ اس نے عوام پر بڑے مظالم ڈھائے لیکن عوام اب بیدار ہو چکے تھے۔ وہ انگریزی حکومت کے ماتحت رہنے کو تیار نہ تھے۔ انگریزی سرکار بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

ادھر شری سبھاش چندر بوس نے ہندوستان سے باہر جاکر جاپان کی مدد سے آزاد ہند فوج کی تنظیم کی اور اپنے ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے آسام کی راہ اس پر چڑھائی کر دی۔ اس آزاد ہند فوج کو کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی لیکن جب اس کے فوجی افسروں پر ہندوستان میں مقدمے چلائے گئے۔ تو ملک میں اُن کے ساتھ بڑی ہمدردی کے مظاہرے کئے گئے اور عوام نے اُن کے کام کی بڑی تعریف کی۔

سبھاش چندر بوس

ہندوستان کی بحری فوج میں بھی ناراضگی پھیل چکی تھی۔ فروری ۱۹۴۶ء میں بحری فوج کے افسروں نے بمبئی میں بغاوت کر دی اور یہ لہر کراچی اور کوچین کی بندرگاہوں میں بھی جا پہنچی۔

اگرچہ بغاوت پر قابو پا لیا گیا لیکن یہ بات عیاں ہو گئی کہ انگریزی سرکار ہندوستانی فوجوں کی مدد پر انحصار نہیں رکھ سکتی۔ ادھر کانگریس بھی دلیش کی آزادی پر کمربستہ تھی۔ ان حالات میں انگلینڈ کی سرکار نے جس کی باگ ڈور ان دنوں وزیر اعظم مسٹر ایٹلی (Mr. Attlee)

کے ہاتھ میں تھی یہی بہتر سمجھا کہ ہندوستان کو انگریزی حکومت سے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ پندرہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کو آزادی دے دی گئی۔ اس وقت سے بھارت میں کانگرس راج کر رہی ہے اور آج کل شریمتی اندرا گاندھی ہماری وزیر اعظم ہیں ٭

(REPUBLIC OF INDIA)

ڈاکٹر راجندر پرشاد

(بھارت ری پبلک کے پہلے پردھان)

سنہ ۱۹۵۰ء سے سنہ ۱۹۶۲ء

بھارت ری پبلک ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء کو بھارت ایک آزاد خود مختار ریپبلک قرار دیا گیا اور آئین ساز اسمبلی کے پاس کیے ہوئے آئین کو اپنایا گیا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد بھارت ری پبلک کے پہلے پردھان چُنے گئے۔ آپ ایک بلند پایہ سیاست دان اور سچے گاندھی بھگت تھے۔
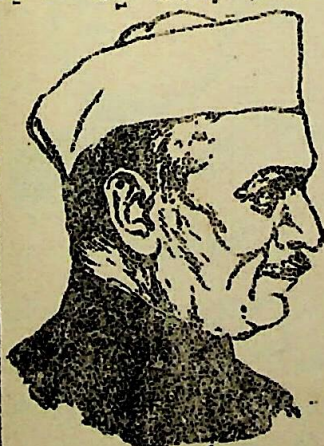
نیا آئین بھارت کے نئے آئین کے بننے میں لگ بھگ تین سال لگے۔ اِس آئین کے مُطابق

ڈاکٹر راجندر پرشاد

۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء سے ہمارا مُلک ایک آزاد خود مُختار جمہوریت قرار دیا گیا ہے۔ اب ہمارے مُلک کا نام بھارت یا اِنڈیا رکھا گیا ہے ۔

اِس نئے آئین کی خصوصیات یہ ہیں کہ اِس سے (۱) بھارت کو ایک آزاد خود مُختار جمہوریت قرار دیا گیا ہے۔ (۲) چھُوت چھات اور مذہبی اِمتیاز کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ (۳) ہر شخص کو مساوی حقوق دِئے گئے ہیں اور اُسے تحریر و تقریر کی مکمّل آزادی حاصل ہے۔ (۴) ہر بالغ کو ووٹ کا حق مِل گیا ہے۔ (۵) یونین کی سرکاری زبان دیوناگری حرُوف میں ہندی مقرّر کی گئی ہے۔ البتّہ اس کے ساتھ ساتھ ابھی انگریزی زبان میں بھی کام کاج کیا جائیگا۔ (۶) ریاستوں کی آزادی کو ختم کرکے بھارت یُونین میں شامِل کر لیا گیا ہے ۔

نئے آئین کے مطابق بھارت میں فیڈرل طرز کی حکُومت قائم کی گئی ہے۔ یعنی بھارت کئی پولٹیکل حِصّوں کی ایک یُونین ہے۔ اِن حِصّوں کو سٹیٹس (States) کہتے ہیں۔ یہ یُونین اٹُوٹ ہے یعنی نہ تو کوئی سٹیٹ اِس یونین سے الگ ہو سکے گی اور نہ ہی اپنا علیحدہ آئین مرتب کر سکے گی۔ یُونین اور سٹیٹس کے اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ اِختیارات ہیں۔ عام حالات میں دونوں اپنا اپنا علیحدہ کام کریں گی لیکن ہنگامی حالات کی صُورت میں یونین کو حق حاصل ہے کہ وُہ سٹیٹس کے اختیارات سلب کرکے سارے مُلک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یونین اور سٹیٹس کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے کے لئے ایک سُپریم کورٹ (Supreme Court) قائم کی گئی ہے ۔

۱۔ یُونین گورنمنٹ

بھارت یُونین کا ایک پردھان (President) ہے جس کی میعاد عہدہ پانچ سال ہوتی ہے لیکن وُہ دُوسری بار بھی چُنا جا سکتا ہے۔ سارا اِنتظامِ حکُومت اُس

کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اُس کے صلاح مشورہ کے لئے ایک کونسل وُزرا (Council of Ministers) ہوتی ہے جو درحقیقت انتظامِ حکومت کے لئے ذمّہ دار ہے۔ اِس کے علاوہ بھارت یُونین کا ایک اُپ پردھان (Vice-President) بھی ہوتا ہے جو پردھان کی عدم موجودگی میں حکومت کا کام چلاتا ہے لیکن بھارت کا پردھان ایک آئینی حکمران (Constitutional Head) ہے اور طرزِ حکومت پارلیمنٹری ہے۔

یُونین کی قانون ساز مجلس کا نام پارلیمنٹ (Parliament) ہے۔ اِس کے دو ایوان ہیں۔ ایک کا نام راجیہ سبھا (Council of States) اور دُوسرے کا نام لوک سبھا (House of the People) ہے۔ راجیہ سبھا میں زیادہ سے زیادہ اڑھائی سَو ممبر ہو سکتے ہیں جن میں سے بارہ ممبروں کو پردھان نامزد کرتا ہے اور باقی سٹیٹس کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یہ کونسل ایک مُستقل ایوان ہے لیکن اس کے ایک تہائی ممبروں کو ہر دُوسرے سال ہٹ جانا ہوتا ہے۔ لوک سبھا میں زیادہ سے زیادہ ۵۲۵ ممبر ہو سکتے ہیں اور اِس ایوان کی میعاد پانچ سال ہوتی ہے۔

۲۔ سٹیٹس گورنمنٹ بھارت یُونین میں اِس وقت ۱۷ سٹیٹس ہیں اور دس علاقے مرکزی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ ہر سٹیٹ کے افسرِ اعلےٰ کو گورنر کہتے ہیں۔ گورنروں کے صلاح مشورہ کے لئے ہر سٹیٹ میں ایک کونسل وُزراء (Council of Ministers) ہے جو درحقیقت اِنتظامِ حکومت کی ذمّہ دار ہے۔ گورنروں کی میعادِ عہدہ پانچ سال ہوتی ہے۔

ہر سٹیٹ میں ایک قانون ساز مجلس ہوتی ہے لیکن کچھ سٹیٹس

ہیں اِس مجلس کا ایک ایوان ہے اور کچھ سٹیٹس میں دو ایوان ہیں۔
جن سٹیٹس میں ایک ہی ایوان ہے وہاں اِس ایوان کا نام لیجسلیٹو
اسمبلی (Legislative Assembly) یا وِدھان سبھا ہے اور
جہاں دو ایوان ہیں وہاں ایک کا نام لیجسلیٹو اسمبلی (Legislative
Assembly) اور دوسرے ایوان کا نام لیجسلیٹو کونسل (Legislative
Council) یا وِدھان پرلیشد ہے۔ وِدھان سبھا کی میعاد پانچ
سال ہوتی ہے اور اِس میں زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ ممبر اور کم سے
کم ۶۰ ممبر ہو سکتے ہیں۔ وِدھان پرلیشد کے ممبروں کی تعداد وِدھان
سبھا کے ممبروں کی تعداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہوتی اور
نہ ۴۰ سے کم ہی ہوتی ہے۔ وِدھان پرلیشد ایک مستقل ایوان ہے
لیکن اِس کے ایک تہائی ممبر ہر دُوسرے سال ہٹ جاتے ہیں۔
مدراس۔ مہاراشٹر۔ یُوپی۔ پنجاب۔ مغربی بنگال۔ بہار۔ آندھر پردیش۔
جموں کشمیر اور میسور میں قانون ساز کونسل کے دو ایوان ہیں اور
باقی سٹیٹس راجستھان۔ اُڑلیسہ۔ کیرل۔ آسام۔ گجرات۔ مدھیہ پردیش
ہریانہ اور ناگا لینڈ میں ایک ایوان ہے ؎

۳۔ سُپریم کورٹ یُونین کی عدالتِ عالیہ کا نام سُپریم کورٹ
(Supreme Court) ہے اور یہ دہلی میں
ہے۔ اِس کے ماتحت ہائی کورٹیں اور دُوسری چھوٹی عدالتیں ہیں۔
اِس کورٹ کے ججوں کو یُونین کا پردھان مقرر کرتا ہے اور اِس
کورٹ کو بڑے وسیع اِختیارات حاصل ہیں۔ یہ عدالت یُونین
اور سٹیٹس کے باہمی جھگڑوں کا نپٹارا کرتی ہے اور ہائی کورٹوں
کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں سُنتی ہے ؎

۴۔ آسام میں بھونچال ۱۴ر اگست ۱۹۵۰ء کو آسام میں

ایک خوفناک بھونچال آیا جس کے جھٹکے بعد میں بھی کئی دن آتے رہے اِس کے بعد دریاؤں میں سیلاب آ گئے۔ اس بھونچال سے جان و مال کا بہت بھاری نقصان ہوا۔ ہزاروں اِنسان لقمۂ اجل ہو گئے۔ بھارت سرکار نے مُصیبت زدوں کی مدد کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔

ڈِکسن اور گراہم کی آمد

یُو۔این۔او نے کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پہلے ایک مشہور سیاست دان سر اوون ڈِکسن (Sir Owen Dixon) کو اور اس کے بعد ایک اور ماہرِ سیاست ڈاکٹر فرینک گراہم (Dr. Frank Grahsm) کو درمیانی بنا کر کشمیر بھیجا لیکن انہیں کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ پھر کئی سالوں تک کشمیر کا مسئلہ کھٹائی میں پڑا رہا۔

بھارت میں پہلا عام چناؤ

۱۹۵۲ء کے شروع مہینوں میں بھارت میں نئے آئین کے مطابق پہلی بار اسمبلیوں اور کونسلوں کے لئے جنرل انتخابات ہوئے۔ اِس چناؤ میں کئی پولیٹیکل پارٹیوں نے حصّہ لیا لیکن جیت زیادہ تر کانگریس کی ہی رہی۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد دوبارہ بھارت ری پبلک کے پردھان چُنے گئے۔

شیخ عبداللہ کی برطرفی

کشمیر کی ریاست اکتوبر ۱۹۴۷ء میں بھارت یُونین میں شامل ہو گئی تھی اور ۱۹۴۸ء میں شیخ عبداللہ اِس کا وزیر اعظم بن گیا تھا۔ کچھ عرصہ تو اس کے تعلقات بھارت سرکار کے ساتھ بڑے اچھے رہے لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا شیخ عبداللہ کے رویّہ میں تبدیلی آتی چلی گئی۔ رفتہ رفتہ اُس کی پالیسی وادیٔ کشمیر کو آزاد رکھنے کے حق میں ہو گئی۔ لیکن اس کی وزارت کے زیادہ ممبر اُس کی اِس پالیسی کے خلاف تھے۔ اِس کے علاوہ اور بھی

کچھ ایسی باتیں ہو گئیں جن کی وجہ سے اس کی وزارت میں پھوٹ پڑ گئی اور انتظامِ حکومت چلانا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ اگست ۱۹۵۳ء میں کشمیر کے اُس وقت کے صدرِ ریاست شری کرن سنگھ نے شیخ عبداللہ کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اُسے نظر بند کر دیا گیا۔ اُس کی جگہ بخشی غلام محمد کشمیر کے وزیرِ اعظم مقرر ہوئے۔ لیکن انہوں نے کامراج یوجنا کے مطابق استعفےٰ دیدیا اور آج کل کشمیر کے مکھیہ منتری شری محمد صادق ہیں۔ کچھ عرصہ کی نظربندی کے بعد شیخ عبداللہ کو رہا کر دیا گیا تھا لیکن تھوڑا عرصہ بعد پھر ان کی نقل و حرکت پر پابندیاں لگا دی گئیں ⁂

بھارت میں دُوسرا عام چناؤ

۱۹۵۷ء میں بھارت میں دُوسری بار عام چناؤ ہوئے۔ اِس چناؤ میں بھی کانگرس کو ہی اکثریت حاصل ہوئی اور شری راجندر پرشاد ایک بار پھر پانچ سالوں کے لئے بھارت کے پردھان چُنے گئے ⁂

پنجسالہ سکیمیں

کانگرس سرکار کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مُلک کی اِقتصادی ترقی کے لئے یکے بعد دیگرے تین پنجسالہ سکیمیں چلائی گئی ہیں۔ اب چوتھی سکیم شروع ہے۔ اِن سکیموں کے نتیجہ کے طور پر عوام کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور ان کا معیارِ زندگی اُونچا ہو رہا ہے۔ ہمیں اُمید کرنی چاہئے کہ یہ سکیمیں مُلک کی اِقتصادی ترقی میں بڑی مددگار ثابت ہوں گی ⁂

فرانسیسی بستیوں کی شمولیت

بھارت میں پچھلے لگ بھگ ڈھائی سو (۲۵۰) سالوں سے فرانس کی پانچ بستیاں پانڈیچری۔ چندر نگر۔ ماہی۔ کاریکل اور ینام قائم تھیں لیکن بھارت کی آزادی کے بعد یہ بستیاں

بھی بھارت میں شمولیت کی خواہشمند تھیں۔ چندر نگر کی بستی ۱۹۵۰ء میں بھارت میں مل گئی تھی۔ باقی بستیاں بھی فرانس گورنمنٹ کے ساتھ کئے گئے ایک سمجھوتہ کی رُو سے بھارت میں شامل ہو گئی ہیں ۔

پرتگیزی بستیوں کی شمولیت

بھارت میں کچھ پرتگیزی بستیاں بھی تھیں۔ بھارت کی آزادی کے بعد یہ بستیاں بھی بھارت میں شامل ہونے کی بڑی خواہشمند تھیں۔ دادرا اور نگر حویلی کے علاقے تو اگست ۱۹۶۱ء میں بھارت یونین میں شامل ہو گئے تھے۔ گوآ۔ دمن اور دیو کی بستیاں بھی دسمبر ۱۹۶۱ء میں معمولی سی جھڑپ کے بعد بھارت میں شامل ہو گئیں ۔

بھارت میں تیسرا عام چناؤ

فروری ۱۹۶۲ء میں بھارت میں تیسری بار عام چناؤ ہوئے ۔ ان میں بھی کانگرس کو ہی اکثریت حاصل ہوئی۔ شری ڈاکٹر راجندر پرشاد کی جگہ شری ڈاکٹر رادھا کرشنن ملک کے پردھان چنے گئے اور ان کی جگہ ڈاکٹر ذاکر حسین اپ پردھان چنے گئے۔ شری جواہر لال ایک بار پھر وزیرِ اعظم چنے گئے ۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن

۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۷ء

ڈاکٹر رادھا کرشنن

۱۳ مئی ۱۹۶۲ء کو شری ڈاکٹر رادھا کرشنن نے بھارت کے راشٹرپتی کے عہدہ کا حلف لیا۔ اور وہ پانچ سال اس عہدہ پر رہے۔ اس عہدہ پر آنے سے پیشتر
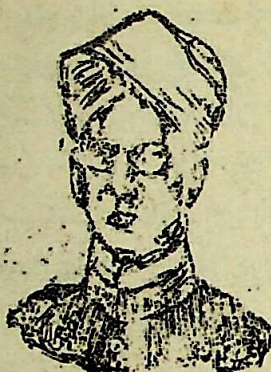
ڈاکٹر رادھاکرشنن

آپ بارہ سال تک بھارت کے اُپ
راشٹرپتی رہ چکے تھے۔ آپ نے راشٹرپتی
کے عہدہ کے فرائض کو نہایت خوش
اسلوبی سے سر انجام دیا۔ آپ بڑے
مُنجھے ہوئے سیاستدان۔ بلند پایہ فلاسفر
سچّے دیش بھگت اور اعلےٰ درجہ کے
مقرّر ہیں ٭

راشٹرپتی کے عُہدہ کو سنبھالتے
کے فوراً بعد آپ نے ڈاکٹر راجندر پرشاد
کو "بھارت رتن" کا خطاب دیا۔ آپ نے اپنی مرضی سے اپنی
دس ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ میں کٹوتی کر کے ۲۵۰۰ روپیہ ماہوار لینا
منظور کیا ٭

چین کی پیشقدمی

پچھلے کچھ سالوں سے چین اور بھارت میں
درمیانی حد بندی کے سلسلے میں کچھ اختلافات
اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان اختلافات کا دوستانہ
طریقہ پر کوئی فیصلہ ہو جاتا چین نے بھارت پر حملہ کرنے میں مصلحت
سمجھی ٭

۱۹۵۷ء میں چین نے خفیہ طور پر لدّاخ کے علاقے میں
پیش قدمی شروع کر دی اور بھارت کے بارہ ہزار مربع میل سے
زیادہ علاقے پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ ہماری سرکار نے پُرامن طریقہ
سے اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن اُسے اپنے مقصد میں
کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے برعکس ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء کو چین نے سرحد
پار کر کے نیفا کے علاقہ میں جو بھارت کا حصّہ ہے پیشقدمی شروع

کر دی۔ ہماری سرکار نے چین سے صحیح پوزیشن اختیار کرنے کی درخواست کی لیکن اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹانے کی بجائے چین نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو نیفا اور لداخ میں ایک بڑا حملہ شروع کر دیا اور اسے شروع شروع میں کچھ کامیابی بھی ہوئی لیکن ہماری فوجوں نے بھی خوب ہمت دکھائی۔ اس نازک حالت میں بھارت کو کئی دوست ممالک سے خاص کر یو۔ایس۔اے اور انگلینڈ سے بڑی مدد ملی۔

چین کے اس حملے نے جو اس نے اپنے پُر امن پڑوسی بھارت پر کیا جو کہ ہمیشہ ہر معاملہ میں اس کی حمایت کا دم بھرتا رہا تھا دنیا کی آتما کو جگا دیا۔ اس پر چین نے ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء کو یک طرفہ پسپائی شروع کر دی اور اپنی فوجیں واپس بلائیں۔ چنانچہ آجکل کوئی جنگ نہیں ہو رہی۔

کولمبو کانفرنس

چین کے بھارت پر اس حملہ نے بڑی نازک صورتِ حالت پیدا کر دی اور دنیا کے امن کے لئے ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ایشیا اور افریقہ کے چھ غیر جانبدار ملکوں (برما۔ کمبوڈیا۔ لنکا۔ گھانا۔ انڈونیشیا اور یو۔اے۔آر) کی ایک کانفرنس کولمبو میں بلائی گئی جو ۱۰ دسمبر سے ۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء تک رہی۔ اس کانفرنس نے دونوں ممالک میں ایک باعزت سمجھوتے کی راہ نکالنے کے لئے کچھ سجھاؤ دئے۔ ہماری سرکار نے تو ان سجھاؤں کو منظور کر لیا لیکن چین نے انہیں منظور نہیں کیا۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد کی موت

شری ڈاکٹر راجندر پرشاد راشٹرپتی کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد بہار کی راجدھانی پٹنہ میں صداقت آشرم میں رہنے لگ گئے تھے۔ وہاں رہ کر آپ اپنے طور پر اپنے دیش کی بڑی بھاری خدمت

سر انجام دیتے رہے تھے لیکن آپ کی صحت ٹھیک نہ رہتی تھی۔ ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء کی رات کو آپ کی موت ہو گئی اور بھارت ایک عظیم رہنما کی خدمات سے محروم ہو گیا۔

جواہر لال کی وفات

۲۷ مئی ۱۹۶۴ء کو شری جواہر لال نہرو وفات پا گئے۔ ان کی وفات پر نہ صرف بھارت میں بلکہ ساری دنیا میں ماتم منایا گیا۔ ان کی جگہ ۹ جون ۱۹۶۴ء کو شری لال بہادر شاستری نے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔
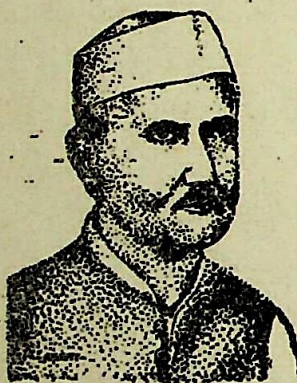
لال بہادر شاستری

بھارت پاکستان جنگ ۱۹۶۵ء

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ چھڑ گئی جو ۲۲ دن جاری رہی۔

وجہ۔ جب سے پاکستان بنا ہے اس سے تعلقات بھارت کے ساتھ دوستانہ نہیں رہے بلکہ دونوں میں دشمنی چلی آتی ہے۔ اس دشمنی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کشمیر کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔ ۵ اگست ۱۹۶۵ء اور اس کے کچھ دن بعد پاکستان نے جنگی ہتھیاروں سے لیس کئی ہزار گھس پیٹھیے جموں اور کشمیر میں اس مقصد سے بھیج دیئے کہ وہ وہاں گڑبڑی مچا دیں جس سے پاکستان کے لئے کشمیر پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے۔ لیکن ان گھس پیٹھیوں کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اور ان میں سے بہت

سے گرفتار ہو گئے ؛

واقعات ۔ ۱۴ اگست ۱۹۶۵ ء کو پاکستانی فوج نے مقرّرہ حدّ بندی لائن کو پار کر چھمب کے علاقہ پر (جو جموّں سے قریباً ۲۷ میل مغرب کو ہے) حملہ کر دیا اور پھر کئی اور مقامات پر بھی اِس حدّ کو پار کر لیا ۔ ہماری فوجیں مُلک کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مُقابلہ میں بڑھیں اور اُنہوں نے نہ صرف پاکستانی فوجوں کی پیشقدمی کو روک دیا بلکہ اگست کے آخر میں پاکستانی علاقے میں داخل ہو کر اُس کی کُچھ ایک فوجی چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیا ؛

یکم ستمبر ۱۹۶۵ ء کو ۔ پاکستان نے ایک بہُت بڑا حملہ کیا ۔ اِس حملے کا زیادہ دباؤ چھمب پر تھا ۔ اِس دباؤ کو کم کرنے کے لیئے ہماری فوجیں کئی مقامات پر حد کو پار کر پاکستان میں داخل ہو گئیں ۔ وُہ راجستھان کی راہ سندھ میں بھی جا پہنچیں ۔ کئی ایک زبردست لڑائیاں ہوئیں جن میں سے لاہور ۔ کھیم کرن ۔ سیالکوٹ اور ڈیرہ بابا نانک کے پاس لڑی جانے والی لڑائیاں بہُت خوفناک تھیں ۔ اِن تمام معرکوں میں ہماری فوجوں نے بہادری کے خوُب جوہر دِکھائے ؛

اِس جنگ میں دونوں طرفوں کی ہوائی فوج نے بھی حصّہ لیا ۔ پاکستانی ہوائی فوج نے پٹھانکوٹ ۔ امرتسر ۔ آدم پور ۔ ہلوارہ اور جودھ پوُر کے ہوائی اڈّوں پر خوفناک حملے کئے اور کافی نقصان بھی پہنچایا لیکن اُنہوں نے زیادہ تر بم شہری آبادی پر پھینکے اور ان کے دِلوں میں خوف طاری کر دِیا ۔ انہوں نے سکولوں ۔ ہسپتالوں اور عبادت گاہوں کا بھی لحاظ نہ کیا ۔ یہاں تک کہ جنگ بندی کے وقت کا اِعلان ہو جانے کے بعد بھی پاکستانی ہوائی فوج نے امرتسر کے پاس ایک چھوٹے

سے صنعتی شہر چھہرٹہ پر بمباری کی اور کئی لوگ مارے گئے۔ پاکستان گے کئی چھاتہ بردار سپاہی پنجاب کے مختلف مقامات پر اُترے لیکن وُہ یا تو گرفتار ہو گئے یا اُن کا وہیں صفایا کر دِیا گیا۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے پاکستانی ہوائی اڈوں چک لالہ۔ سرگودھا۔ پشاور اور کوہاٹ پر بم برسائے اور دُشمن کو کافی نقصان پہنچایا ؛

پاکستان کے بحری بیڑے نے بھی جنگ میں حِصّہ لیا۔ اُس نے کاٹھیاواڑ میں واقع ہندوؤں کے ایک مقدّس مقام دوارکا پر بمباری کی لیکن ہمارا بحری بیڑا زیادہ مُوثر ثابت ہوا اور اُس نے پاکستانی بحری بیڑے کو کراچی میں روکے رکھا ؛

اِس جنگ کی وجہ سے دُنیا کے ممالک میں کافی تشویش پیدا ہو گئی۔ آخرکار یُو این او کی کوششوں سے جنگ بندی کا اِعلان ہو گیا جِس پر ۲۲ اور ۲۳ ستمبر کی درمیانی رات کو ½۳ بجے عملدرآمد شروع ہو گیا۔ دونوں ممالک کو ۵ اگست سے پہلے کی پوزیشنوں پر واپس جانے کے لئے کہہ دِیا گیا ؛

اگرچہ اِس ۲۲ دِنوں کی جنگ میں طرفین کا کافی نقصان ہُوا تاہم پاکستان کو زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا۔ اُس کے بھارت کے مُقابلہ میں زیادہ فوجی سپاہی۔ ٹینک اور ہوائی جہاز ضائع ہوئے ؛

تاشقند سمجھوتہ

بھارت پاکستان جنگ کے دوران شری لال بہادر شاستری ہمارے وزیرِ اعظم تھے۔ ان کی یہ زبردست خواہش تھی کہ بھارت اور پاکستان اچھے ہمسایوں کی طرح رہیں۔ دُنیا کے اکثر ممالک بھی یہی چاہتے تھے۔ آخرِکار رُوس کے وزیرِ اعظم شری کوسی گن (Kosygin) کی کوششوں سے بھارت کے وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری اور پاکستان کے پریذیڈنٹ شری

سے گرفتار ہو گئے ۔

واقعات۔ ۱۴ اگست ۱۹۶۵ء کو پاکستانی فوج نے مقرّرہ حدّ بندی لائن کو پار کر چھمب کے علاقہ پر (جو جمّوں سے قریباً ۲۷ میل مغرب کو ہے) حملہ کر دِیا اور پھر کئی اور مقامات پر بھی اِس حدّ کو پار کر لیا۔ ہماری فوجیں مُلک کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مُقابلہ میں بڑھیں اور اُنہوں نے نہ صِرف پاکستانی فوجوں کی پیشقدمی کو روک دِیا بلکہ اگست کے آخر میں پاکستانی علاقے میں داخل ہو کر اُس کی کُچھ ایک فوجی چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیا ۔

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کو۔ پاکستان نے ایک بہُت بڑا حملہ کیا۔ اِس حملے کا زیادہ دباؤ چھمب پر تھا۔ اِس دباؤ کو کم کرنے کے لیئے ہماری فوجیں کئی مقامات پر حد کو پار کر پاکستان میں داخل ہو گئیں۔ وُہ راجستھان کی راہ سِندھ میں بھی جا پہنچیں۔ کئی ایک زبردست لڑائیاں ہوئیں جن میں سے لاہور۔ کھیم کرن۔ سیالکوٹ اور ڈیرہ بابا نانک کے پاس لڑی جانے والی لڑائیاں بہُت خوفناک تھیں۔ اِن تمام معرکوں میں ہماری فوجوں نے بہادُری کے خوُب جوہر دِکھائے ۔

اِس جنگ میں دونوں طرفوں کی ہوائی فوج نے بھی حِصّہ لیا۔ پاکستانی ہوائی فوج نے پٹھانکوٹ۔ امرتسر۔ آدم پور۔ ہلوارہ اور جودھ پوُر کے ہوائی اڈّوں پر خوفناک حملے کیئے اور کافی نقصان بھی پہنچایا لیکن اُنہوں نے زیادہ تر بم شہری آبادی پر پھینکے اور ان کے دِلوں میں خوف طاری کر دِیا۔ انہوں نے سکولوں۔ ہسپتالوں اور عبادت گاہوں کا بھی لحاظ نہ کیا۔ یہاں تک کہ جنگ بندی کے وقت کا اِعلان ہو جانے کے بعد بھی پاکستانی ہوائی فوج نے امرتسر کے پاس ایک چھوٹے

سے صنعتی شہر چھہرٹہ پر بمباری کی اور کئی لوگ مارے گئے۔ پاکستان کے کئی چھاتہ بردار سپاہی پنجاب کے مختلف مقامات پر اُترے لیکن وہ یا تو گرفتار ہو گئے یا اُن کا وہیں صفایا کر دیا گیا۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے پاکستانی ہوائی اڈوں چک لالہ۔ سرگودھا۔ پشاور اور کوہاٹ پر بم برسائے اور دُشمن کو کافی نقصان پہنچایا۔

پاکستان کے بحری بیڑے نے بھی جنگ میں حصّہ لیا۔ اُس نے کاٹھیاواڑ میں واقع ہندوؤں کے ایک مقدّس مقام دوارکا پر بمباری کی لیکن ہمارا بحری بیڑا زیادہ مؤثر ثابت ہوا اور اُس نے پاکستانی بحری بیڑے کو کراچی میں روکے رکھا۔

اِس جنگ کی وجہ سے دُنیا کے ممالک میں کافی تشویش پیدا ہو گئی۔ آخرکار یو این او کی کوششوں سے جنگ بندی کا اِعلان ہو گیا جس پر ۲۲ اور ۲۳ ستمبر کی درمیانی رات کو ۳½ بجے عملدرآمد شروع ہو گیا۔ دونوں ممالک کو ۵ اگست سے پہلے کی پوزیشنوں پر واپس جانے کے لئے کہہ دیا گیا۔

اگرچہ اِس ۲۲ دِنوں کی جنگ میں طرفین کا کافی نقصان ہوا تاہم پاکستان کو زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا۔ اُس کے بھارت کے مقابلہ میں زیادہ فوجی سپاہی۔ ٹینک اور ہوائی جہاز ضائع ہوئے۔

تاشقند سمجھوتہ

بھارت پاکستان جنگ کے دوران شری لال بہادر شاستری ہمارے وزیرِ اعظم تھے۔ ان کی یہ زبردست خواہش تھی کہ بھارت اور پاکستان اچھے ہمسایوں کی طرح رہیں۔ دُنیا کے اکثر ممالک بھی یہی چاہتے تھے۔ آخرکار رُوس کے وزیرِ اعظم شری کوسی گِن (Kosygin) کی کوششوں سے بھارت کے وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری اور پاکستان کے پریذیڈنٹ شری

ایوب خاں نے رُوس کی سرزمین پر واقع ایک شہر تاشقند میں ملنا منظور کر لیا ۔

ان کی یہ مُلاقات ۴ر جنوری ۱۹۶۶ء سے ۱۰ر جنوری ۱۹۶۶ء تک ایک ہفتہ رہی ۔ کچھ دِنوں تک تو ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھے گی لیکن انجام کار شری کوسی گن کی کوششیں بار آور ہوئیں اور دونوں لیڈروں نے ۱۰ر جنوری ۱۹۶۶ء کو ایک سمجھوتہ پر دستخط کر دِئیے جسے تاشقند سمجھوتہ کہتے ہیں ۔

اِس سمجھوتہ کی مشہور شرائط مندرجہ ذیل تھیں :-

۱- دونوں ممالک ایک دُوسرے کے اندرونی مُعاملات میں دخل نہیں دیں گے ۔

۲- دونوں ممالک اپنے جھگڑے بنا جنگ کا سہارا لئے پُرامن طریقہ سے سُلجھائیں گے ۔

۳- دونوں ممالک ۲۵ر فروری ۱۹۶۶ء تک اپنی اپنی فوجوں کو ۵ر اگست ۱۹۶۵ء سے پہلے کی پوزیشنوں پر لے جائیں گے ۔

لال بہادُر شاستری کی وفات

ابھی اِس سمجھوتہ کی سیاہی خُشک ہونے بھی نہیں پائی تھی کہ ۱۰ اور ۱۱ر جنوری کی درمیانی رات کو سمجھوتہ پر دستخط کرنے کے چند ہی گھنٹوں بعد شری لال بہادر جی کو دِل کا دَورہ پڑا اور آپ تاشقند میں رحلت فرما گئے ۔ ۱۲ر جنوری کو آپ کی آخری رُسوم دہلی میں ادا کی گئیں ۔ اِس جگہ کو اب وِجے گھاٹ کہتے ہیں ۔

چَوتھا عام چناوٴ

فروری ۱۹۶۷ء میں چوتھا عام چناوٴ ہوا لیکن کانگرس کو اِس دفعہ پہلے جیسی کامیابی حاصِل نہ ہوئی ۔ ۱۷ میں سے ۸ صُوبوں میں غیر کانگرسی حکومتیں قائم

شریمتی اندرا گاندھی

ہو گئیں - لیکن مرکز میں کانگرس کی ہی فتح ہوئی اور شریمتی اندرا گاندھی وزیر اعظم مقرر ہوئیں۔ شری ذاکر حسین راشٹرپتی اور مسٹر وی - وی - گری اُپ راشٹرپتی چُنے گئے۔

اس نئی کانگرس حکومت کے سامنے کئی سیاسی اُلجھنیں ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر حسین

سنہ ۱۹۶۷ء سے ......
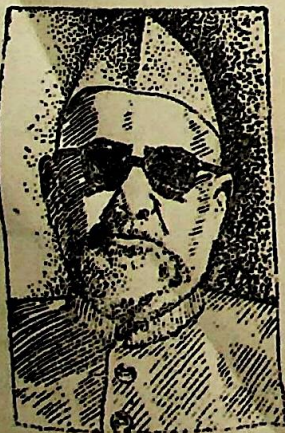
۱۳ مئی سنہ ۱۹۶۷ء کو ڈاکٹر ذاکر حسین نے اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ اس عہدہ پر آنے سے پہلے آپ پانچ سال تک بھارت کے اُپ راشٹرپتی رہ چکے تھے۔ آپ ایک اچھے منتظم اور اعلےٰ پایہ کے ماہرِ تعلیم ہیں۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی ہے۔ ہمیں اُمید کرنی چاہیئے کہ آپ کی قیادت میں مُلک ہر طرح ترقی کریگا۔

ضمیمہ (۱)

چند مشہور نوٹ

ٹیپو سُلطان ٹیپو سُلطان جو شیرِ میسُور کے نام سے مشہُور ہے حیدر علی کا بہادر بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات

ٹیپو سُلطان

پر وُہ میسُور کا سلطان بنا۔ وُہ پکّا مُسلمان اَور انگریزوں کا جانی دُشمن تھا۔ اگرچہ وُہ اپنے باپ کی طرح لائق نہ تھا تاہم اُس نے سلطنت کا اِنتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ اُس نے میسُور کی دُوسری جنگ میں حِصّہ لیا اور پھر تیسری اور چوتھی جنگِ میسور لڑیں۔ چوتھی جنگ میں ۱۷۹۹ء میں وُہ سرنگا پٹم کے مقام پر بہادُری سے لڑتا ہُوا مارا گیا اور انگریزوں کو ایک زبردست دُشمن سے نجات مِلی ۔

نانا فرنویس نانا فرنویس کا اصلی نام بالاجی جنار دھن بھانُو تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آخری حِصّہ میں وُہ مرہٹوں کا قابل ترین سیاست دان تھا۔ اُس نے پانی پت کی تیسری لڑائی میں حِصّہ لیا تھا۔ وہ کئی سال پیشواؤں کا وزیر رہا۔ اُس نے پیشوا نارائین راؤ

کے قتل کے بعد راگھوبا کو پیشوا نہ بننے دیا بلکہ نارائن راؤ کے لڑکے مادھوراؤ نارائن کو پیشوا بنوایا۔ ۱۷۹۵ء میں اس کی وجہ سے ہی نظام کو کھاردا کی لڑائی میں شکست ہوئی۔ نانا فرنویس بڑا قابل اور دُور اندیش مدبر تھا۔ جب تک وُہ زندہ رہا اس نے مرہٹہ سرداروں میں اتفاق قائم رکھا۔ ۱۸۰۰ء میں اس نے وفات پائی۔

نانا فرنویس

اور اس کی وفات کے ساتھ ہی مرہٹہ حکومت کی عقل مندی اور تدبّر کا خاتمہ ہو گیا۔

اہلیہ بائی

اہلیہ بائی اٹھارھویں صدی میں ریاست اندور میں ایک بڑی نیک حکمران ہو گذری ہے۔ وُہ بڑی پارسا اور پابندِ مذہب مرہٹہ عورت تھی۔ وُہ ہلکر خاندان کے بانی ملہار راؤ ہلکر والیٔ اندور کی بہو تھی۔ ۱۷۶۵ء سے ۱۷۹۵ء تک کوئی تیس سال اُس نے اندور میں نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ ریاست کو بیرونی حملوں سے محفوظ کیا اور ریاست میں قلعے، سڑکیں اور مندر تعمیر کرائے۔ اس کے عہد میں ریاست بڑی خوشحال اور رعایا فارغ البال تھی۔ مرہٹہ لوگ اس کی پارسائی کی وجہ سے

اہلیہ بائی

اسے اوتار کی طرح مانتے تھے۔ ۱۷۹۵ء میں اس نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

راجہ رام موہن رائے

راجہ رام موہن رائے اُنیسویں صدی میں بنگال میں ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مشہور ریفارمر ہو گذرے ہیں۔ وہ ۱۷۷۲ء میں ضلع ہگلی کے رادھا نگر گاؤں میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں ہی اُنہوں نے عربی فارسی اور سنسکرت میں کافی مہارت حاصل کر لی اور پھر انگریزی تعلیم حاصل کی۔ (۱) اُنہوں نے ہندوؤں کی سوشل خرابیوں کے خلاف زبردست آواز اُٹھائی۔ (۲) ہندوستان میں انگریزی تعلیم پھیلانے کے لئے اُنہوں نے بڑی کوشش کی اور اِس مطلب کے لئے کلکتہ میں ایک سکول قائم کیا۔ (۳) رسم ستی کے ہٹانے میں اُنہوں نے ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ وِلیم بنٹنک کی بڑی مدد کی۔ (۴) ۱۸۲۸ء میں اُنہوں نے برہمو سماج کی بُنیاد ڈالی۔ (۵) ۱۸۳۰ء میں دہلی کے مُغل شہنشاہ اکبر ثانی نے انہیں اپنا وکیل بنا کر اِنگلینڈ بھیجا تاکہ اُس کے وظیفہ میں اِضافہ کرایا جائے۔ لیکن اِس کام میں کامیابی نہ ہوئی اور راجہ رام موہن رائے ۱۸۳۳ء میں برسٹل کے مقام پر اِنگلینڈ میں ہی وفات پا گئے۔
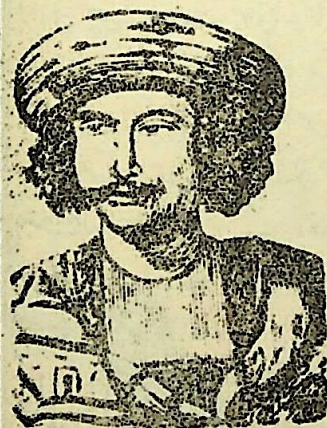
راجہ رام موہن رائے

سوامی دیانند

سوامی دیانند اُنیسویں صدی میں ہندو سوسائٹی

کے ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہیں۔ وہ آریہ سماج کے بانی تھے۔ سوامی جی کا جنم ۱۸۲۴ء میں کاٹھیاواڑ میں واقع ریاست موروی میں ہوا تھا۔ اُنہوں نے چھوٹی عمر میں ہی سنیاس لے لیا اور ساری عمر برہمچاری رہے۔ وہ سنسکرت زبان اور ویدوں کے زبردست عالم تھے اور ویدوں کو الہامی مانتے تھے۔ اُنہوں نے اپنی ساری عمر ویدک دھرم کے پرچار اور ہندو مذہب کی بُرائیوں کو دُور کرنے میں صرف کر دی۔ سوامی جی ذات کو کرم سے مانتے تھے نہ کہ جنم سے اور وہ مورتی پوجا۔ بچپن کی شادی وغیرہ کے سخت خلاف تھے۔ وہ اچھوت اُدھار بیواؤں کی شادی۔ اور سودیشی کے زبردست حامی تھے۔ وہ تحریک سوراجیہ کے اصلی بانیوں میں سے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ اچھّی سے اچھی ودیشی حکومت بھی اپنی حکومت (سوراجیہ) کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ۱۸۷۵ء میں اُنہوں نے بمبئی میں اور ۱۸۷۷ء میں لاہور میں آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔ ۱۸۸۳ء میں اُنہوں نے اجمیر میں وفات پائی۔ اُن کی سب سے مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش ہے۔

سوامی دیانند

سر سیّد احمد خاں

سر سیّد احمد خاں اُنیسویں صدی میں مسلمانوں کے سب سے بڑے ریفارمر اور لیڈر ہو گذرے ہیں۔ اُن کی پیدائش ۱۸۱۷ء میں دہلی کے ایک رئیس
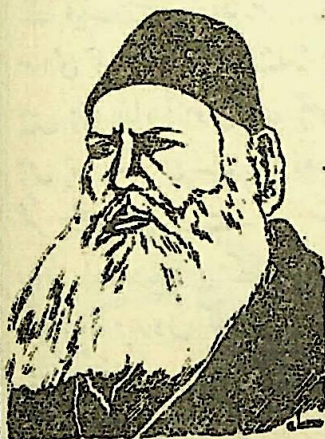
سرسید احمد خاں

گھرانے میں ہوئی۔ فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اُنہوں نے سرکار انگریزی کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت وُہ بجنور (واقع یو۔پی) میں مُنصف تھے اور اُس وقت انہوں نے سرکار انگریزی کی بڑی مدد کی۔ اُن کی یہ زبردست خواہش تھی کہ ان کے ہم مذہب یورپ کے خیالات اور مغربی تعلیم سے فائدہ اُٹھائیں۔ اِس مُدعا کے لئے اُنہوں نے ۱۸۷۷ء میں علی گڑھ میں محمڈن اینگلواورنٹیل کالج کی بُنیاد ڈالی جو ۱۹۲۰ء سے یُونیورسٹی بن چُکا ہے۔ وُہ اِنڈین نیشنل کانگرس کے خِلاف تھے۔ اُنہوں نے مُسلمانوں کو ترقی کے راستہ پر گامزن کیا۔ وُہ گورنر جنرل کی قانُون ساز کونسل کے ممبر بھی رہے۔ سرکار نے اُنہیں "سر" کا خطاب دے رکھا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں اُنہوں نے وفات پائی اور علی گڑھ کالج کے احاطے میں دفنائے گئے ۔

ضمیمہ (۲)

چند مشہور نوٹ

گوپال کرشن گوکھلے

گوپال کرشن گوکھلے ہندوستان کے ایک سچے دیش بھگت اور کانگریس کے مشہور اور صفِ اوّل کے لیڈر تھے۔ ان کا جنم ۱۸۶۶ء میں ایک برہمن مرہٹہ گھرانے میں ہوا۔ کچھ عرصہ وُہ فرگوسن کالج پُونہ کے پروفیسر رہے۔ وُہ اپنے زمانہ کے قابل ترین اِعتدال پسند سیاست دان تھے اور سرکار اور عوام دونوں ان کی قابلیت کے مدّاح تھے۔ گوکھلے گورنر جنرل کی قانون ساز کونسل کے ممبر بھی رہے اور وہاں اُنہوں نے پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دِیئے جانے کے لئے ایک بل پیش کیا لیکن یہ بل پاس نہ ہو سکا۔ گوکھلے اعلےٰ پایہ کے مقرر تھے اور اُن کی تقریروں میں جادُو کا سا اثر تھا۔ ۱۹۰۵ء میں اُنہوں نے پُونہ میں سروینٹس آف اِنڈیا سوسائٹی کی بنیاد رکھی جو آج تک بھی قائم ہے۔ ۱۹۱۵ء میں اُن کی وفات ہوئی۔ آپ گاندھی جی کے سیاسی گورو تھے۔

گوپال کرشن گوکھلے

مہاتما گاندھی

مہاتما گاندھی جنہیں لوگ محبّت سے "باپو" کے نام سے یاد کرتے ہیں دُنیا کی عظیم ترین شخصیتوں میں سے تھے۔ آپ ہندوستان کی آزادی کے سالارِ اعظم اور سچائی اور اہنسا کے سچے پجاری تھے۔ آپ دُنیا کی اُن برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جو اپنی زندگی میں اپنی رہنمائی سے اور اپنی موت کے بعد اپنی مثال سے قوموں کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کر دیتی ہیں ؂

مہاتما گاندھی

مہاتما گاندھی کا جنم ۲ر اکتوبر ۱۸۶۹ء کو کاٹھیاواڑ کے ایک قصبہ پور بندر کے ایک معزز بنیا خاندان میں ہوا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار اور دادا کاٹھیاواڑ کی ایک چھوٹی سی ریاست کے دیوان (بڑے وزیر) رہے تھے۔ میٹرکولیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ پڑھائی کے لئے انگلینڈ چلے گئے۔ لنڈن میں آپ نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور وہاں سے واپس آکر بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے لگے لیکن آپ کو کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی ؂

ایک مقدّمہ کے لئے ۱۸۹۳ء میں آپ کو جنوبی افریقہ جانا پڑا۔ آپ گئے تو وہاں ایک سال کے لئے تھے لیکن وہاں آپ قریباً ۲۰ سال رہے۔ آپ نے وہاں پریکٹس شروع کر دی اور جلدی ہی آپ نے بڑی شہرت حاصل کر لی۔ جب آپ نے وہاں ہندوستانیوں کے ساتھ بُرا سلوک ہوتے دیکھا تو آپ نے ستیہ آگرہ کی تحریک

شروع کی اور ہندوستانیوں کے اندر خود داری کا جذبہ پیدا کیا۔ آپ وہاں تین دفعہ قید بھی ہوئے اور آپ نے بڑا نام پیدا کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہاں رہ کر آپ نے وہ تجربہ حاصل کیا جو بعد میں ہندوستان پہنچ کر اس ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے میں ان کے بڑے کام آیا ؎

سنہ ۱۹۱۴ء میں آپ واپس ہندوستان لوٹے۔ ان دنوں جنگِ عظیم شروع تھی۔ آپ نے اس جنگ میں سرکار انگریزی کی بڑی مدد کی لیکن جب جنگ کے خاتمہ پر رولٹ ایکٹ پاس ہوا تو آپ نے ہندوستان میں ستیہ آگرہ کی تحریک شروع کی اور سنہ ۱۹۱۹ء کے جلیانوالہ باغ کے رنجیدہ واقعہ کے بعد آپ سرکار انگریزی کے سخت مخالف ہو گئے۔ اس کے بعد کی قومی تحریک زیادہ تر مہاتما گاندھی کے نام اور کام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس وقت سے ہندوستان کی تاریخ میں مہاتما گاندھی کا یُگ شروع ہوتا ہے جو کوئی ۳۰ سال رہا۔ اس عرصہ میں مہاتما گاندھی نے ملک کی مجلسی اور سیاسی زندگی کی کایا ہی پلٹ دی۔ عوام میں آپ نے ایک نئی اُمید پیدا کی۔ لوگوں کو آزادی کا راستہ دکھایا۔ اُن میں حُب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا اور ملک کو پست گہرائیوں سے نکال کر شان دار اُونچائیوں پر لے گئے۔ آپ نے کمال حوصلہ اور تدبّر سے صرف سچائی اور اہنسا کے ہتھیار کے ساتھ دُنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے ساتھ جنگ کی اور کئی ایک اُتار چڑھاؤ کے بعد ۱۵ ر اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو اپنے ملک کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ آپ ایسا ہندوستان بنانا چاہتے تھے جس میں غریب سے غریب

آدمی بھی یہ محسوس کرے کہ یہ اُس کا اپنا وطن ہے۔ جس کے بنانے میں اُس کی آواز وزن رکھتی ہو۔ جس میں امیر اور غریب میں کوئی تمیز نہ ہو۔ جس میں تمام فرقے باہمی امن اور صلح سے رہ سکیں۔ جس میں آدمیوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہوں۔ جس میں چھوت چھات کا نشان نہ ہو۔ جس میں نشیلی اشیاء کے استعمال کی ممانعت ہو۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی اور ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو آپ دہلی میں قتل کر دیئے گئے۔ آپ کی موت پر تمام دُنیا میں ماتم منایا گیا۔ لارڈ مونٹ بیٹن کے مندرجہ ذیل الفاظ آپ کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں :-

"India, indeed the world, will not see the like of him again perhaps for centuries."

رابندر ناتھ ٹیگور

رابندر ناتھ ٹیگور بنگالی زبان کے سب سے مشہور شاعر اور ڈرامہ نویس ہو گذرے ہیں۔ آپ ۱۸۶۱ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنی تعلیم زیادہ تر پرائیویٹ طور پر ہی حاصل کی۔ آپ نے نظم۔ نثر۔ آرٹ۔ ڈرامہ۔ مذہب وغیرہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں آپ کو گیتانجلی کی تصنیف پر "نوبل پرائز" عطا ہوا۔ آپ بول پور میں قائم شدہ وشو بھارتی یونیورسٹی کے بانی تھے۔ آپ نے دُنیا کے بہت سے ملکوں کی
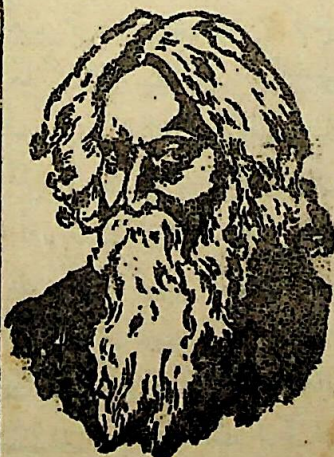
رابندر ناتھ ٹیگور

سیر و سیاحت کی تھی۔ برطانوی سرکار نے آپ کو "سر" کا خطاب دے رکھا تھا لیکن ۱۹۱۹ء کے پنجاب میں کئے گئے مظالم کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر آپ نے وہ خطاب واپس کر دیا تھا۔ ۱۹۴۰ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے آپ کو "ڈاکٹر آف لٹریچر" کی ڈگری عطا کی۔ ۷ر اگست ۱۹۴۱ء کو آپ نے وفات پائی۔

سبھاش چندر بوس

شری سبھاش چندر بوس آزاد ہند فوج کے بانی اور ہندوستان کے سچے دیش بھگت تھے۔ آپ کا جنم ۱۸۹۷ء میں بنگال میں ہوا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے انڈین سول سروس کا امتحان پاس کیا لیکن سرکاری ملازمت کرنے کی بجائے آپ نے اپنے ملک کی خدمت کا پرن لیا۔ کئی دفعہ آپ کو اس دیش بھگتی کے لئے جیل یاترا کرنی پڑی۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کلکتہ کے میئر چنے گئے اور ۱۹۳۸ء میں کانگریس کے صدر رہے۔ ۱۹۴۱ء میں سرکار انگریزی نے آپ کو اپنے گھر میں ہی نظر بند کر دیا لیکن آپ

سبھاش چندر بوس

وہاں سے بھیس بدل کر جرمنی چلے گئے۔ پھر وہاں سے ملایا میں پہنچے جہاں اُنہوں نے آزاد ہند فوج کی تنظیم کی جس نے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے انگریزی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں ایک ہوائی جہاز کے حادثہ میں

آپ کی موت واقع ہوگئی۔ شری سبھاش چندر بوس ایک جادو بیان مقرر تھے۔ آزاد ہند فوج کے سپاہی آپ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ آپ کا نام نہیں لیتے بلکہ نیتاجی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال

پنڈت جواہر لال نہرو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم اور ہندوستان کی ایک ممتاز اور برگزیدہ ہستی تھے۔ عوام کو آپ کے ساتھ بے حد عقیدت تھی۔ آپ آنجہانی پنڈت موتی لال نہرو کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا جنم ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ آپ نے انگلینڈ سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ انگلینڈ میں رہتے ہوئے ہی آپ کے دل میں اپنے وطن کی آزادی کی تڑپ پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ انگلینڈ سے واپس لوٹنے کے جلد ہی بعد آپ نے سیاسیات میں
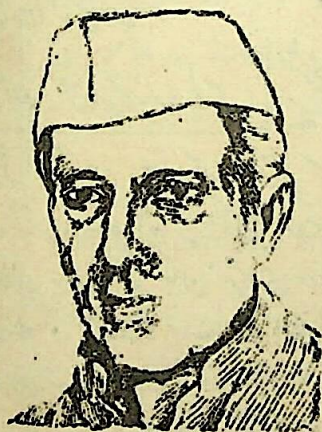
جواہر لال نہرو

قدم رکھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں بہت شہرت حاصل کر لی۔ ۱۹۲۹ء میں آپ لاہور کانگرس کے صدر بنے۔ آپ کی ذہانت یکتا اور آپ کی قربانی بے مثال تھی۔ ملک اور قوم کی خاطر آپ کو کئی بار جیل جانا پڑا۔ آپ ایک عالمگیر شہرت کے مُصنّف بھی تھے۔ آپ کی خود نوشتہ سوانح عمری نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ مہاتما گاندھی کی موت کے بعد آپ کی شہرت اور عزت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ آپ دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے پنچ شیل کی سکیم پیش کی اور کئی

ممالک نے اِس کی تائید کی۔ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء کو آپ وفات پا گئے۔

سردار پٹیل

سردار ولبھ بھائی پٹیل بھارت کے سچّے سپوت اور کانگریس کی صفِ اوّل کی ہستیوں میں سے تھے۔ آپ ایک مُصمّم اِرادے کے مالک تھے اور اِسی وجہ سے آپ فولادی اِنسان (Iron Man) کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے نہایت نازک دَور میں اپنے دیش کی بے بہا خِدمت سر انجام دی۔ آپ ۱۸۷۵ء میں گجرات کے ایک معزّز کِسان خاندان میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر آپ اِنگلینڈ تعلیم حاصِل کرنے کے لئے گئے۔
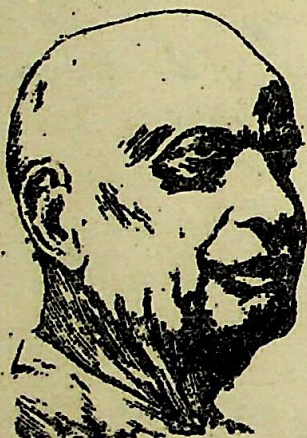
سردار پٹیل

وہاں آپ بیرسٹری کے اِمتحان میں اوّل رہے۔ واپس آ کر آپ نے احمد آباد میں پریکٹس شروع کی۔ آپ ایک کامیاب وکیل تھے۔ چند ہی سال کے بعد آپ مہاتما گاندھی کے پَیروکار ہو گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ جلد ہی آپ نے بڑا نام پَیدا کیا۔ ۱۹۲۸ء کے باردولی ستیہ آگرہ میں آپ نے گورنمنٹ کو ٹیکس نہ دینے کے لئے کِسانوں کی ایسی زبردست تنظیم کی کہ گورنمنٹ حیران رہ گئی۔ اِس کامیابی سے خوش ہو کر مہاتما گاندھی نے آپ کو سردار کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۲ء کی "ہندوستان چھوڑ جاؤ" کی تحریک میں آپ تین سال قید رہے۔ رہائی پر ہندوستان کی آزادی کے بارے میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ کی گئی بات چیت میں نمایاں حِصّہ لیا۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد آپ نائب وزیر ہند اور ریاستی محکمہ کے وزیر مقرر ہوئے۔ آپ نے ریاستوں کے پیچیدہ مسئلے کو اِس شاندار کامیابی سے سُلجھایا کہ دُنیا حیران رہ گئی۔ آپ نے ہندوستان کا سنگٹھن کر دِیا۔ اِس واسطے لوگ آپ کو ہندوستان کا بسمارک (Bismarck) کہتے ہیں۔ آپ نے آزادی کے فوراً بعد جس طرح ہندوستان میں امن قائم کِیا وُہ آپ کی ہی قابلیت تھی۔ اگرچہ آپ کی صحت خراب رہتی تھی تاہم اِس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ اپنی ماتری بھُومی کی سیوا میں ہمیشہ تن من سے لگے رہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو آپ اِس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

لال بہادُر شاستری

شری لال بہادُر شاستری بھارت کے دُوسرے وزیرِ اعظم تھے۔ آپ کا جنم ۲ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو وارانسی کے ایک معمُولی گھرانے میں ہوُا۔ آپ نے کاشی ودیا پیٹھ میں تعلیم حاصل کی۔ تحریکِ آزادی کے دَوران آپ بھی میدان میں کُود پڑے اور کئی بار آپ نے جیل یاترا کی۔ کچُھ عرصہ آپ یو پی کے وزیر داخلہ رہے۔ پھر آپ مرکز میں ریلوے وزیر رہے۔ ۱۹۶۴ء میں شری جواہر لال کی وفات پر آپ مُلک کے وزیرِ اعظم چُنے گئے۔ اِس عہُدہ پر آپ صِرف ۱۹ مہینے رہے۔ لیکن اِس تھوڑے سے عرصہ میں آپ نے بڑا نام پیدا کیا۔ ۱۹۶۵ء کی بھارت پاکستان جنگ میں آپ نے اپنی حِکمتِ عملی
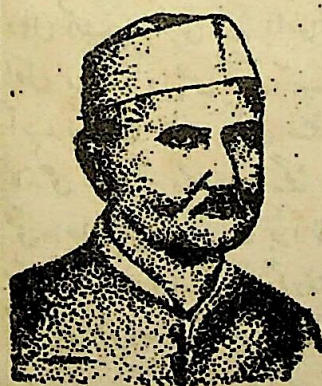
اُور بہادری سے عوام کے دلوں کو جیت لیا۔ آپ کا جیون بڑا سادہ اور خیالات بہت بلند تھے۔ آپ ایک بہادر اور نڈر لیڈر تھے۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۶ء کو آپ نے پاکستان کے ساتھ تاشقند کے مقام پر سمجھوتہ کیا جس کی سب سے مشہور شرط یہ تھی کہ دونوں ممالک جنگ کا سہارا لئے بنا اپنے تفرقات کو پُرامن طریقہ سے سُلجھانے کی کوشش کریں گے۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۶ء کو آپ تاشقند میں ہی رحلت فرما گئے۔ آپ نے مُلک کو ایک نیا نعرہ "جے جوان۔ جے کسان" دیا۔

مسٹر جناح

مسٹر محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل تھے۔ آپ ۱۸۷۶ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ بیرسٹری پاس کرنے کے بعد آپ نے بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ آپ ایک نہایت ہی کامیاب بیرسٹر اور غیرمعمولی لیاقت کے سیاست دان تھے۔ مسلمانوں کے آپ ممتاز اور مسلمہ لیڈر تھے۔ پہلے آپ کانگریس کے ایک ممتاز رُکن تھے لیکن بعد میں کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ کئی سال آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر رہے اور قائدِ اعظم کہلاتے تھے۔ پاکستان کے آپ بانی تھے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں آپ کراچی میں وفات پا گئے۔

مسٹر جناح

ابُوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد سچے

مولانا ابوالکلام آزاد

دیش بھگت اور کانگریس کے مشہور لیڈروں میں سے تھے۔ آپ کا جنم ۱۸۸۸ء میں مکہ شریف میں ہوا تھا۔ آپ نے اپنا بچپن عرب دیش میں گذارا۔ آپ نے مصر کی ال اظہر یونیورسٹی میں عربی کی اعلےٰ تعلیم حاصل کی۔ خلافت تحریک کی بھی آپ نے رہنمائی کی۔ ۱۹۲۱ء میں کانگرس میں شامل ہو گئے۔ اور کئی دفعہ کانگرس کے پردھان بنے۔ آپ دیش کو آزاد کرانے میں قید بھی ہوئے۔ آپ ایک مشہور مصنف بھی تھے۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر مرتے دم تک بھارت سرکار کے وزیر تعلیم رہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو آپ کے مشورہ کی قدر کرتے تھے۔ فروری ۱۹۵۸ء میں آپ وفات پا گئے۔